حبیبِ ذوالجلال ﷺ

ترتیب

ابوالفضل منور حسین عثمانی اویسی

جماعتِ رضائے مصطفیٰ

کمال و جمال حبیب ﷺ

بفیضانِ نظر

نباضِ قوم حضرت مولانا
علامہ مفتی الحاج ابو داؤد محمد صادق قادری رضوی مدظلہ
امیر جماعتِ رضائے مصطفیٰ پاکستان گوجرانوالہ

ترتیب

ابو الفضل منور حسین عثمانی رضوی

جماعتِ رضائے مصطفیٰ ۰ مریدکے ضلع شیخوپورہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نام کتاب ———— کمالِ و جمالِ حبیب ﷺ

مرتّب ———— ابو الفضل منور حسین عثمانی رضوی

ایڈیشن / تعداد ———— اوّل —— گیارہ سو ۱۱۰۰

ماہ و سال ———— جمادی الاخریٰ ۱۴۲۶ھ، جولائی ۲۰۰۵ء

ہدیہ ———— ۴۰۰ روپے

نگرانِ طباعت ———— فاضلِ جلیل علامہ الحکیم ابو طلحہ محمد فیاض رضوی
خطیب لال مسجد لاہور

خصوصی تعاون —— پیکرِ خلوص و محبت
برادرِ طریقت فدائے مدینہ جناب حافظ شفاقت علی شاہد رضوی آباد

خطاطی: سلیم الٰہی طالب النوری داؤد کے مریکے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا سَیِّدِیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ

وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَا سَیِّدِیْ یَا حَبِیْبَ اللّٰہ

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ

صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

مَوْلَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّهِمِ

هُوَ الْحَبِیْبُ الَّذِیْ تُرْجٰی شَفَاعَتُهٗ
لِکُلِّ هَوْلٍ مِّنَ الْاَهْوَالِ مُقْتَحِمِ

مُحَمَّدٌ سَیِّدُ الْکَوْنَیْنِ وَالثَّقَلَیْنِ
وَالْفَرِیْقَیْنِ مِنْ عُرْبٍ وَّمِنْ عَجَمِ

فَاِنَّ مِنْ جُوْدِکَ الدُّنْیَا وَضَرَّتَهَا
وَمِنْ عُلُوْمِکَ عِلْمَ اللَّوْحِ وَالْقَلَمِ

محمد ﷺ مہ و گردش چار اختر
ابوبکر و عمر عثمان و حیدر رضی اللہ عنہم

اہلِ اسلام کی مادرانِ شفیق
بانوانِ طہارت پہ لاکھوں سلام

سیّما پہلی ماں کہفِ امن و اماں
حق گزارِ رفاقت پہ لاکھوں سلام

بنتِ صدیق، آرامِ جانِ نبی
اس حریمِ برأت پہ لاکھوں سلام

قرآں نے لگائی ہیں پاکیزہ ترین مُہریں
اولادِ محمد ﷺ کی تطہیر کا کیا کہنا

انتساب

محبِّ و محبوبِ مصطفیٰ ﷺ محافظِ حبیبِ خدا

سید الشہدا، امیرِ مدینہ

سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ

کے نامِ نامی سے فقیر اس کتابِ مستطاب کو
منسوب کرتا ہے — اور انھی کے توسّل سے
بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں پیش کرنے کا شرف حاصل کرتا ہے:

طالبِ حضوریٔ مدینہ

فقیر عثمانی قادری رضوی

ہے کلامِ الٰہی میں شمس الضحیٰ، ترے چہرۂ نور فزا کی قسم
قسمِ شبِ تار میں راز یہ تھا کہ حبیب کی زلفِ دوتا کی قسم

ترے خُلق کو حق نے عظیم کہا، تری خَلق کو حق نے جمیل کہا
کوئی تجھ سا ہوا ہے نہ ہوگا شہا، ترے خالقِ حُسن و ادا کی قسم

وہ خدا نے ہے مرتبہ تجھ کو دیا، نہ کسی کو ملے نہ کسی کو ملا
کہ کلامِ مجید نے کھائی شہا، ترے شہر و کلام و بقا کی قسم

ترا مسندِ ناز ہے عرشِ بریں، ترا محرمِ راز ہے روح امیں
تو ہی سرورِ ہر دو جہاں ہے شہا، ترا مثل نہیں ہے خدا کی قسم

یہی عرض ہے خالقِ ارض و سما وہ رسول ہیں تیرے میں بندہ ترا
مجھے اُن کے جوار میں دے وہ جگہ کہ ہے خُلد کو جس کی صفا کی قسم

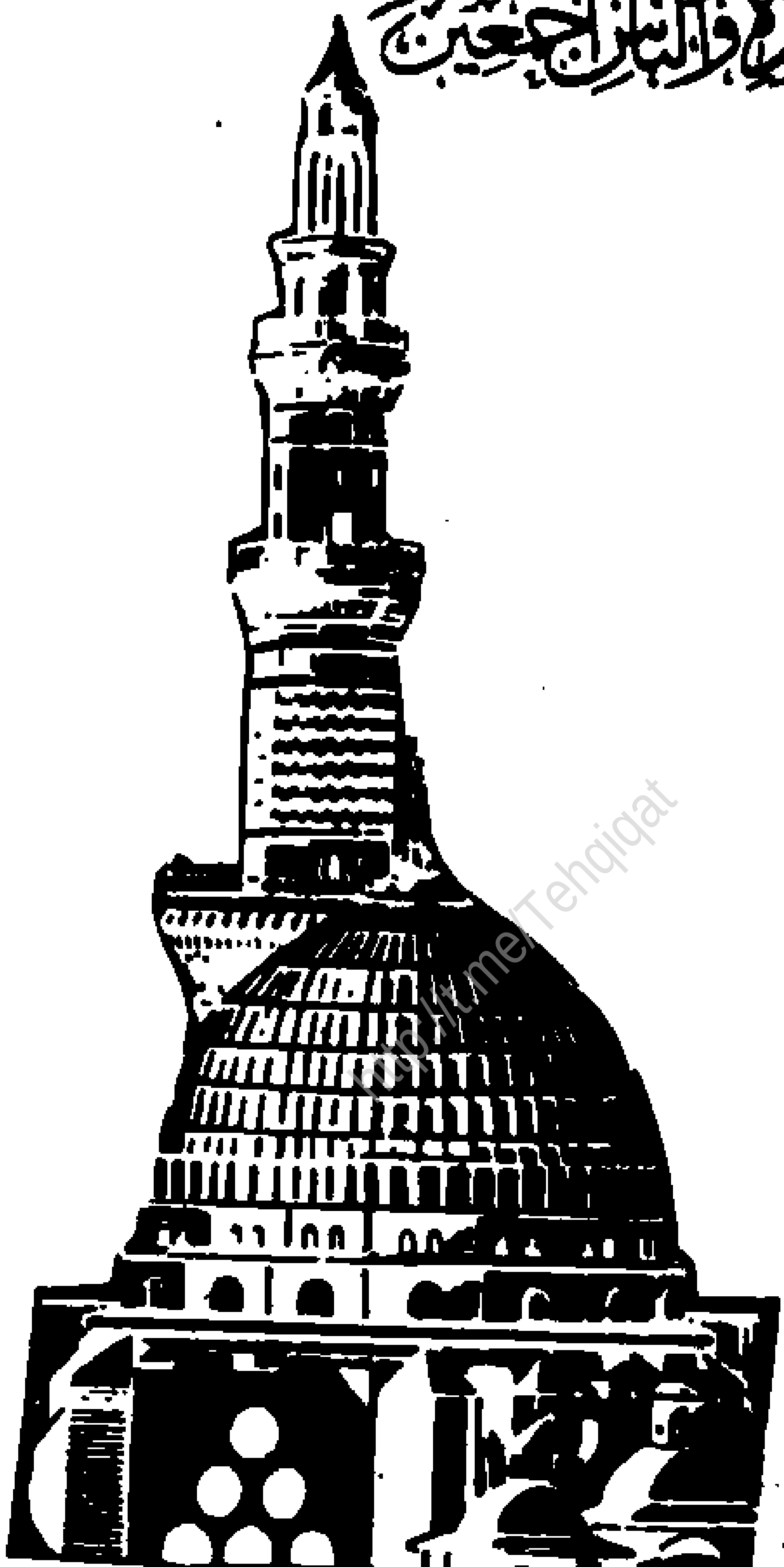
تو ہی بندوں پہ کرتا ہے لطف و عطا ہے تجھی پہ بھروسا تجھی سے دُعا
مجھے جلوۂ پاکِ رسول دکھا، تجھے اپنے ہی عزّ و علا کی قسم

مرے گرچہ گناہ ہیں حد سے سوا مگر ان سے امید ہے تجھ سے رجا
تو رحیم ہے اُن کا کرم ہے گواہ، وہ کریم ہیں تیری عطا کی قسم

یہی کہتی ہے بلبلِ باغِ جناں کہ رضا کی طرح کوئی سحر بیاں
نہیں ہند میں واصفِ شاہِ ہُدیٰ مجھے شوخیٔ طبعِ رضا کی قسم

قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم

لا يؤمن احدكم حتى اكون احب اليه من والده وولده والناس اجمعين



يا ايها النبي انا ارسلناك شاهدا ومبشرا ونذيرا وداعيا الى الله باذنه وسراجا منيرا

یاد میں جس کی نہیں ہوشِ تن و جاں ہم کو
پھر دکھا دے وہ رُخ اے مہرِ فروزاں ہم کو

عرش جس خوبیٔ رفتار کا پامال ہوا
دو قدم چل کے دکھا سروِ خراماں ہم کو

شمعِ طیبہ سے میں پروانہ رہوں کب تک دور
ہاں جلا دے شررِ آتشِ پنہاں ہم کو

پاؤں غربال ہوئے راہِ مدینہ نہ ملی!
اے جنوں اب تو ہو رخصتِ زنداں ہم کو

جب سے آنکھوں میں سمائی ہے مدینہ کی بہار
نظر آتے ہیں خزاں دیدہ، گلستاں ہم کو

خارِ صحرائے مدینہ نہ نکل جائے کہیں،
وحشتِ دل نہ پھرا بے سر و ساماں ہم کو

نیرِ حشر نے اِک آگ لگا رکھی ہے
تیز ہے دھوپ، ملے سایۂ داماں ہم کو

پردہ اس چہرۂ انور سے اُٹھا کر اک بار
اپنا آئینہ بنا لے مہِ تاباں ہم کو

اے رضا وصفِ رُخِ پاک سنانے کے لیے
نذر دیتے ہیں چمن مرغِ غزل خواں ہم کو

فہرستِ مضامین

برکاتِ دستِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

عنوانات	صفحہ

قدمین شریفین

خوشبوئے پسینۂ اطہر

لباسِ مبارک

(عمامہ شریف)

نشانِ منزل

فاضلِ جلیل، محققِ العصر
مجاہدِ اہلسنت، حضرت مولانا علامہ
الحاج محمد منشا تابش قصوری صاحب مدظلہ
مدرس جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور — پاکستان

اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَاءُ

سیدِ عالم، محسنِ اعظم، نبیٔ محترم مخبرِ صادق جناب احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لِكُلِّ فَنٍّ رِجَالٌ، ہر فن کے لیے کئی کئی انسان چاہییں۔ اس عالمِ آب و خاک میں جیسے فنونِ دنیوی کا شمار محال ہے ویسے ہی فنونِ دینی کا حساب بھی گنتی سے ماورٰی ہے۔ مگر ہر فن کا تعلق علم سے ہے، جہالت سے کوئی فن متعلق نہیں ——

—— علمی فنون میں سے خطابت بھی ایک عظیم فن ہے جس کے لیے بارشادِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ان گنت خطبا کا ہونا از حد ضروری ہے۔ جب اس جہانِ فانی میں انبیا و رسل کو مبعوث فرمایا گیا تو ہر فن سے پہلے جسے انبیاء و مرسلین علیہم السلام نے زینت بخشی وہ خطابت ہے۔ اس عطیۂ ربانی سے تبلیغِ حق کا آغاز ہوا۔ تصنیف و تالیف کا تو تصور تک نہ تھا، کتبِ سماویہ اور صحائفِ مبارکہ سے مخلوقِ خدا کی ہدایت و رہنمائی فرماتے رہے گویا کہ انبیاء کرام کی خطابت کو مبرہن و مدلل کرنے کے لیے اپنی طرف سے صحیفے اور کتابیں عنایت کیں کہ پند و نصائح اور خطاب ان سے فرمایا کریں۔

معلمِ کائنات، مفخرِ موجودات، سید السادات، امام الکل، ختم الرسل، تاجدارِ عرب و عجم

حبیبِ مکرم، شفیعِ امم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو آپ کے خطاب و خطبات کے لیے سب سے آخری اور ہمیشہ زندہ و جاوید رہنے والی کتاب "قرآن مجید" مرحمت فرمائی۔ نیز آپ کی باتوں کو اللہ تعالیٰ نے وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْھَوٰی ۝ اِنْ ھُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی ۝ کہہ کر آگاہ کر دیا کہ میرے محبوب کے دہانِ مبارک سے نکلی ہوئی ہر بات میری طرف سے ہے۔ ؎

قولِ حق قرآن ہے قولِ پیمبر ہے حدیث ○ اہلِ دل کے واسطے توقیر ہے دونوں کی ایک

اس نے پھیر دل تو اس نے دعوتِ سلام دی ○ وہ خدا اور یہ نبی تدبیر ہے دونوں کی ایک

الغرض تدریس و تحریر سے قبل خطابت کو اولیت کا شرف حاصل ہے۔ امتِ مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء میں بڑے بڑے نامور خطیب ہوئے اگر تواریخ اسلامیہ سے ان کے صرف اسمائے گرامی ہی نوٹ کیے جائیں تو اتنی کثیر کتابیں جمع ہو جائیں کہ جدید مشینری بھی انہیں اٹھانے سے عاجز آ جائے۔ لہٰذا ان تمام سے صرفِ نظر کرتے ہوئے، راقم السطور اپنے شہر کے نامور عالمِ دین، مقبول ترین خطیب علامہ منور حسین عثمانی زید علمہٗ و عملہٗ کے بارے چند کلماتِ محبت پیش کرتا ہوں جو خطابت کے میدان میں عمدہ شہرت کے مالک ہیں۔ پاکستان کے چاروں صوبوں بمع آزاد کشمیر اپنی شیریں بیانی اور واعظانہ کیفیتِ روحانی سے خاص و عام کو یوں سرشار کرتے ہیں کہ اس نوجوان کے ہم عمر خطباء رشک کرتے دکھائی دیتے ہیں مگر مولانا عثمانی صاحب نے اپنے آپ کو صرف خطابت تک محدود نہیں رکھا بلکہ تقریری تبلیغ کے ساتھ ساتھ تحریری مشن کو بھی نہایت احسن طریقہ سے منور فرما رہے ہیں۔

اس وقت تک آپ کی درج ذیل نہایت روح پرور، ایمان افروز، باطل سوز، دلکش، دلنشیں، دلائل و براہین سے مرصع کتابیں بڑی مقبولیت حاصل کر چکی ہیں اور طلب کا یہ عالم ہے کہ بار بار اشاعت و طباعت سے آراستہ ہو رہی ہیں۔

● ردِّ شرک و بدعت ● ایمان کی بہاریں ● فکرِ آخرت ● نورانی نسب
● وسیلۂ بخشش ● آنکھوں کی ٹھنڈک وغیرہ

اب یہ پیشِ نظر نہایت اعلیٰ کتاب "کمال و جمالِ حبیب" جو فضائل و شمائل اور کمالات و معجزاتِ مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثنا پر مشتمل ضخیم و عظیم تالیف ہے۔ اپنی نوعیت میں منفرد و ممتاز اہمیت کی حامل ہے۔ ایک ایک عنوان کو بیسیوں دلائل سے پختہ کیا ہے۔ کہ دشمن کو بھی سوائے تسلیم کے چارۂ کار نہیں ہوگا۔ اپنے تو اپنے بیگانے بھی اس سے استفادہ کئے بغیر نہیں رہ سکیں گے، ایمان کی تازگی، عقیدے کی پختگی کے لیے یہ اکسیر کی حیثیت رکھتی ہے۔ قارئینِ کرام اسے پڑھتے جائیے اور اپنے ایمان و ایقان کی دولت میں اضافہ کرتے جائیے۔

یہ عشق و محبتِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایسا جام ہے کہ عہدِ الست کی یاد کو تازہ کر دے گا۔ اور آپ محبتِ حبیب سے سرشار ہو کر پکار اٹھیں گے:

؎ محبت کی بے تابیاں کچھ نہ پوچھو!
رُخِ مصطفےٰ کا خیال آ گیا ہے

پھر عالمِ وجد میں یوں اعتراف کریں گے:

؎ خدا کی قسم جز جمالِ خدائی
تیری ذات میں ہر کمال آ گیا ہے

کیا کیا عرض کروں ——— علامہ الحاج منور حسین عثمانی صاحب، زید مجدہٗ کو اللہ تعالیٰ جلّ و علیٰ نے گوناگوں اوصاف سے نوازا ہے۔ نہ صرف وعظ و تذکیر، اور تحریر و تقریر اور تصنیف سے بہرہ مند ہیں بلکہ ایک عظیم الشان دارالعلوم کے بانی و مہتمم ہونے کی سعادت سے بھی مستفیض ہیں۔

موسم گرما کی سرکاری تعطیلات میں سکولوں اور کالجوں کے طلباء و طالبات کیلئے

چالیس روزہ شرعی کورس کا اہتمام بھی فرماتے ہیں، تقسیم اسناد کیلئے عظیم الشان جلسہ منعقد کیا جاتا ہے۔ جس میں ہر طالب علم کو "نور العرفان علیٰ کنز الایمان" طبع آرٹ پیپر، کا انعام دیا جاتا ہے۔

دعا ہے اللہ تعالیٰ بجاہِ حبیبہ الاعلیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وصحبہ وبارک وسلم، آپ کو ہر شعبہ علم وعمل میں کامیابی وکامرانی عطا فرمائے ——— اور ——— اس بابرکت کتاب کو اپنی بارگاہِ عالیہ میں قبولیت کا شرف عطا فرما کر، خاص وعام کے لیے مفید ترین بنائے۔

آمین ثم آمین!

دُعا گو: محمد منشا تابش قصوری

خطیب نورانی مسجد شیرازی محلہ مریدکے

مدرس جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور ○ پاکستان

۷ جمادی الثانی ۱۴۲۶ھ

۱۴ جولائی ۲۰۰۵ء

تقریظِ سعید

امام المدرسین، عمدۃ المحققین

حضرت مولٰینا حافظ محمد عبدالستار سعیدی مدظلہ

لاہور

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ؕ اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الۡاَنۡبِیَاءِ وَالۡمُرۡسَلِیۡنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحۡبِہٖ اَجۡمَعِیۡنَ ؕ

خدمتِ دینِ متین و تبلیغِ اسلام میں تین طریقے کثیر الاستعمال ہیں ① تدریس ② تقریر ③ تصنیف، چنانچہ اس اعتبار سے خدامِ دین ومبلغین اسلام کی سات اقسام بنتی ہیں۔ ۱۔ فقط مدرس ہو ۲۔ فقط مقرر ہو ۳۔ فقط مصنف ہو ۴۔ مدرس و مقرر ہو مگر مصنف نہ ہو ۵۔ مقرر و مصنف ہو مگر مدرس نہ ہو ۶۔ مدرس و مصنف ہو مگر مقرر نہ ہو ۷۔ مدرس بھی ہو، مقرر بھی ہو، مصنف بھی ہو۔

فاضلِ جلیل عزیز مکرم حضرت علامہ مولینا ابو الفضل محمد منور حسین عثمانی رضوی زیدمجدہٗ کو معطیٔ نعم جل مجدہٗ نے قاسمِ نعم صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے اوصافِ ثلٰثہ مذکورہ یعنی تدریس، تقریر اور تصنیف سے متصف فرمایا ہے، آپ تینوں طرق و ذرائع سے اشاعت و تبلیغ اسلام میں مصروف ہیں، جس طرح اپنے متاثر کن اندازِ خطابت سے عوام و خواص کو مستفیض کرتے ہیں۔ اسی طرح اپنے محققانہ اسلوبِ تصنیف سے بھی باذوق اور تعلیم یافتہ قارئین کے قلوب کو مستنیر فرماتے ہیں۔

موصوف کی تمام تصانیفِ جلیلہ حوالہ جات سے مزین، دلائل و براہین سے

بھرپور اور کمالِ تحقیق پر مبنی ہیں۔ قبل ازیں مندرجہ ذیل کتب آپ کے زیورِ قلم سے آراستہ ہو کر منظرِ عام پر آچکی ہیں اور ان میں سے بعض کئی بار چھپ چکی ہیں:

۱۔ ردِّ شرک و بدعت ۲۔ ایمان کی بہاریں ۳۔ وسیلۂ بخشش

۴۔ نورانی نسب ۵۔ آنکھوں کی ٹھنڈک ۶۔ فکرِ آخرت

پیشِ نظر کتاب "کمال و جمالِ حبیب" سیرت و فضائلِ سیدالمرسلین پر لکھی جانے والی کتابوں میں ایک خوبصورت اضافہ ہے۔ اِس میں سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سیرت و صورت، حسنِ ظاہر و باطن، کمالات و معجزات، عبادات و معاملات، نورانیت و اختیارات اور دیگر شمائل و خصائل پر نہایت احسن انداز میں قرآن و حدیث اور اقوال و ارشادات آئمہ اعلام کی روشنی میں مضبوط دلائل پیش کئے گئے۔ اللہ تعالیٰ مولینا کی مساعی کو مشکور فرمائے اور ان کی دینی خدمات میں مزید برکات عطا فرمائے۔

آمین بجاہِ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

ناظمِ تعلیمات جامعہ نظامیہ رضویہ اندرون لوہاری گیٹ لاہور

مُقدّمۃ الکتاب

از ——————— مُرتّب

جیبِ دلنشین ہیں، سب سے وہ حسین ہیں ● کمال میں جمال میں وہ فخر المرسلین ہیں
مقصودِ ہر جہان ہیں وہ جانِ عالمین ہیں ● خَلق کی امان ہیں وہ خَلق کے امین ہیں

محبوب و مظہرِ خدا، جیبِ کبریا، صاحبِ حسنِ بے بہا، جمیل و اجملِ ورٰی، زیب و زینتِ دارین، جد الحسن والحسین، امام القبلتین، راز و روحِ کونین، سیّد و سردرِ ہر آن، مولٰی و مختارِ دو جہان، صاحبِ وحی و قرآن، مالکِ خُلقِ ذیشان، عرب و عجم کے سُلطان، سَر تا پا برُہان جنابِ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر شان باکمال، ہر کمال با جمال اور ہر جمال بے مثال ہے روزِ میثاق مجمعِ انبیاء کو خطابِ رب العلٰی کی بات ہو یا مقام و عظمتِ جیب صلی اللہ علیہ وسلم کا اقرار و پرچار ——— نورانی نسبِ اطہر میں پاکبازوں کی قطار ہو یا آباء و اجدادِ جیب کی پیشانیوں کی جگمگاہٹیں و انوار ——— انبیاء و رسل کا اپنی امتوں میں ذکرِ جیب کا ذکر و اذکار ہو یا ان پر نازل ہونے والی رحمتِ پروردگار:

بعثتِ جیب صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت تجلیاتِ خاص کا اظہار ہو یا بوقتِ میلاد شریف ظہورِ برکات و بہار ——— آمدِ محبوب پر کونین میں خوشیوں کی امطار ہوں یا ناکامیوں پر روتے ہوئے شیطان کی چیخ و پکار ——— خانہ کعبہ کی چھت اور شرق و غرب میں نورانی جھنڈوں کے لہرے ہوں یا سیّدہ آمنہ کے گھر نوریوں کے پہرے:

بُت خانوں میں منہ کے بل گرتے ہوئے بُتوں کے منظر ہوں یا یتیموں، بیواؤں اور بے نواؤں کے خوشی و مسرت میں اوپر اٹھتے ہوئے سر ——— آتشکدہ فارس کا

بجھ جانا ہو یا کسریٰ کے کنگروں کی حالتِ اَبتر ــــــــــ

آپ کی جلوہ گری پر چرند، پرند و حوش، طیور اور بحور و دھور کی ایک دُوسرے کو مبارک بادیاں ہوں یا بے کسوں، بے بسوں، لاچاروں و بے سہاروں کی شادمانیاں، ان سب میں ـــــــــــ کمال و جمالِ حبیب صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی رحمتوں، برکتوں اور شفقتوں کے جلوے جگمگا رہے ہیں:

مکی و مدنی حیاتِ طیبہ کی وجاہت ہو یا مبلغانہ شہادتِ توحید و رسالت ــــــ مجاہدانہ شانِ صداقت و عدالت ہو یا جلوۂ سخاوت و عدالت ــــــ شبِ اسرا صحنِ اقصٰی میں انبیاء کی امامت ہو یا حشر کے دن خلقِ خدا کی شفاعت ــــــ ان سب احوال و مواقع پر کمال و جمالِ حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی شانیں چاند اور سورج کی طرح روشنیاں بکھیرتی نظر آتی ہیں ـــــــــــ بلاشبہ آپ پیکرِ کمال و جمال ہیں:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جسمانی نفاستیں ہوں یا روحانی لطافتیں، بدنی طاقتیں ہوں یا باطنی طہارتیں ـــــــــ موئے مبارک کی شعائیں ہوں یا اس متبرک نعمت کے صحابہ میں تقسیم ہونے کی ادائیں:

جبینِ نیاز کی سجدہ ریزیاں ہوں یا پیشانیٔ پُرنور کی ضَوریزیاں ـــــــــ مقدس آنکھوں کی نور آفرینیاں ہوں یا نظرِ نبوت کی دُور بینیاں ـــــــ کُلی احوالِ خلق پر آگاہی ہو یا اعمالِ امت پر گواہی ـــــــ زمین کی گہرائیوں و پنہائیوں میں نظر کا پہنچنا ہو یا زمین پر رہتے ہوئے حوضِ کوثر کو دیکھنا۔

دہنِ اقدس کے فرمودات ہوں یا لعابِ دہن شریف کے فیوضات ـــــــ

دستِ نبوت کے تصرفات ہوں یا پائے اقدس کی برکات ـــــــــ

وحیِ الٰہی کا تکلم فرمانے والی آواز ہو یا لباسِ معطر کے انداز ـــــــــ

روتوں کو ہنسانے کے انداز ہوں یا دکھیوں کے دُکھ مٹانے کے ــــــ خیر و خوشیوں کے تقسیم فرمانے کے انداز ہوں یا اُجڑے ہوؤں کے بسانے کے ــــــ بسنے کے انداز ہوں یا سکوت کے ــــــ پیدل چلنے کے انداز ہوں یا سواری کے ــــــ تبسّم کے انداز ہوں یا گریہ وزاری کے ــــــ سفر کے انداز ہوں یا حضر کے ــــــ پینے کے انداز ہوں یا پہننے کے ــــــ کھانے کے انداز ہوں یا سادگی میں رہنے کے

ــــــ ہر ادا میں کمال و جمال کی تجلّیات رہبری و رہنمائی، دل جوئی و دلبرائی کے سدا بہار و چمکدار جلوے بانٹتی نظر آتی ہیں :-

زاہد و عبادت گزار اور بھی ہیں، صالح و اطاعت شعار اور بھی ہیں ــــــ ولی، غوث، قطب، ابدال، نبی اور رسول اور بھی ہیں ــــــ مگر ــــــ "حق کے حبیب" ــــــ صرف آپ ہیں۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا قَالَ جَلَسَ نَاسٌ مِّنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم، فَخَرَجَ حَتّٰی اِذَا دَنَا مِنْہُمْ سَمِعَہُمْ، یَتَذَاکَرُوْنَ قَالَ بَعْضُہُمْ اِنَّ اللّٰہَ اتَّخَذَ اِبْرَاہِیْمَ خَلِیْلًا وَقَالَ اٰخَرُ مُوْسٰی کَلَّمَہٗ تَکْلِیْمًا وَقَالَ اٰخَرُ فَعِیْسٰی کَلِمَۃُ اللّٰہِ وَرُوْحُہٗ وَقَالَ اٰخَرُ اٰدَمُ اصْطَفَاہُ اللّٰہُ فَخَرَجَ عَلَیْہِمْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم وَقَالَ سَمِعْتُ کَلَامَکُمْ وَعَجَبَکُمْ، اِنَّ اِبْرَاہِیْمَ خَلِیْلُ اللّٰہِ وَھُوَ کَذَالِکَ وَمُوْسٰی نَجِیُّ اللّٰہِ وَھُوَ کَذَالِکَ وَعِیْسٰی رُوْحُہٗ وَکَلِمَتُہٗ وَھُوَ کَذَالِکَ وَاٰدَمُ اصْطَفَاہُ اللّٰہُ وَھُوَ کَذَالِکَ، اَلَا وَاَنَا حَبِیْبُ اللّٰہِ۔

ــــــ مشکوٰۃ ــــــ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما راوی ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے کچھ لوگ بیٹھے ہوئے تھے ۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے ، حتیٰ کہ اُن حضرات سے قریب ہو گئے تو انہیں کچھ تذکرہ کرتے سُنا ، اُن میں سے بعض نے کہا کہ اللہ نے حضرت ابراہیم کو اپنا خلیل بنایا ، دوسرے صاحب بولے ! اللہ نے حضرت موسیٰ سے کلام فرمایا ———— ایک اور صاحب بولے کہ حضرۃ عیسیٰ ، اللہ تعالیٰ کا کلمہ اور رُوح ہیں ، ایک دوسرے صاحب نے کہا : کہ حضرت آدم کو اللہ نے چُن لیا ———— تب اُن کے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا : کہ ہم نے تمہاری گفتگو اور تمہارا تعجب کرنا سنا ————

یقیناً ابراہیم علیہ السلام اللہ کے خلیل ہیں اور وہ ایسے ہی ہیں اور موسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ سے راز کی بات کرنے والے ہیں ، اور واقعتہً وہ ایسے ہی ہیں اور عیسیٰ علیہ السلام اللہ کی رُوح اور کلمہ ہیں اور وہ ایسے ہی ہیں اور آدم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے چُن لیا اور وہ ایسے ہی ہیں ، مگر سُن لو ——— کہ ——— میں اللہ کا "حبیبؐ" ہوں :

(صلی اللہ علیٰ حبیبہٖ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم)

۵ خدا کی رضا چاہتے ہیں دو عالم ● خدا چاہتا ہے رضائے محمد ﷺ

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا آپ کی خدمتِ اقدس میں عرض گزار ہوتی ہیں :

مَا اَرٰی رَبَّکَ اِلَّا یُسَارِعُ هَوَاكَ ——— (بخاری) میں دیکھتی ہوں کہ آپ کا رب ، آپ کی رضا جوئی میں جلدی کرتا ہے ۔

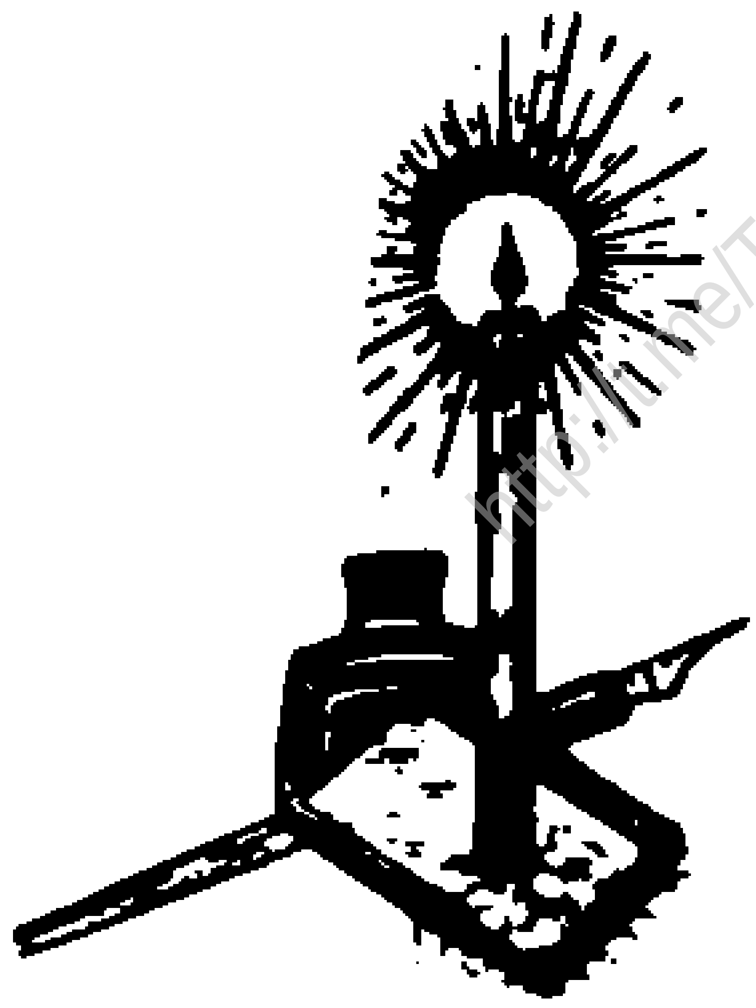
نبیوں میں نبی ایسے ، امام الانبیاء ٹھہرے ● حسینوں میں حسیں ایسے ، کہ محبوبِ خدا ٹھہرے

زیرِ نظر کتاب "کمالُ وجمالِ حبیبؐ" بحمداللہ تعالےٰ فقیر کی ساتویں کتاب ہے جس میں صاحبِ حُسن تمام حضور خیرالانام علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کمال وجمال کا تذکرہ ہے۔

مقدمۃ الکتاب میں اجمالاً مذکور اوصافِ کریمانہ کی تفصیلات آئندہ صفحات میں ملاحظہ فرمائیں:۔۔۔۔۔۔

فقیر ابوالفضل منوّر حسین عثمانی الرضوی

جمادی الاخری ۱۴۲۶؁ھ
جولائی ۔۔۔ ۲۰۰۵ء



بسم اللہ الرحمن الرحیم

الصلوٰۃ والسلام علیک یا سیدی یا رسول اللہ
وعلیٰ اٰلک واصحابک یا سیدی یا حبیب اللہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ سَیِّدِیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ

وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ سَیِّدِیْ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَرَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ ۔ اور ہم نے تمہارے لیے تمہارا ذکر بلند کر دیا۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سیّد العالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اَتَانِیْ جِبْرِیْلُ فَقَالَ اِنَّ رَبَّکَ یَقُوْلُ اَتَدْرِیْ کَیْفَ رَفَعْتُ ذِکْرَکَ قُلْتُ اللّٰہُ اَعْلَمُ قَالَ اِذَا ذُکِرْتُ ذُکِرْتَ مَعِیَ ۔

زرقانی علی المواہب ۔ درمنثور صـــــ ۳۶۴ ۶

میرے پاس جبریل امین آئے اور کہا: بے شک آپ کا رب فرماتا ہے کہ (اے حبیب) تمہیں معلوم ہے کہ میں نے تمہارا ذکر کیسا بلند کیا ہے، میں نے کہا اللہ خوب جانتا ہے۔ فرمایا کہ جب میرا ذکر ہو گا تو میرے ذکر کے ساتھ تمہارا ذکر بھی ہو گا۔

حضرت عبداللہ بن عبّاس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے:

لَا اُذْکَرُ فِیْ مَکَانٍ اِلَّا ذُکِرْتَ مَعِیَ یَا مُحَمَّدُ (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم) فَمَنْ ذَکَرَنِیْ وَلَمْ یَذْکُرْکَ فَلَیْسَ لَہٗ فِی الْجَنَّۃِ نَصِیْبٌ ۔

دُرِّ منثور صـــــ ۳۴۱ ۶

یعنی اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے محمد ﷺ جہاں میرا ذکر ہوتا ہے تیرا ذکر (بھی) میرے ذکر کے ساتھ ہوتا ہے اور جس نے میرا ذکر کیا اور تمہارا ذکر نہ کیا تو جنت میں اُس کا کوئی حصہ نہیں۔

علامہ آلوسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں:

وَاَیُّ رَفْعٍ مِثْلُ اَنْ قَرَنَ اِسْمَہٗ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ بِاِسْمِہٖ

عَزَّوَجَلَّ فِیْ کَلِمَتَیِ الشَّھَادَۃِ وَجَعَلَ طَاعَتَہٗ طَاعَتَہٗ وَصَلّٰی عَلَیْہِ فِیْ مَلَائِکَتِہٖ وَاَمَرَ الْمُؤْمِنِیْنَ بِالصَّلٰوۃِ عَلَیْہِ وَخَاطَبَہٗ بِالْاَلْقَابِ کَیَا اَیُّھَا الْمُدَّثِّرُ یٰاَیُّھَا الْمُزَّمِّلُ یٰاَیُّھَا النَّبِیُّ یٰاَیُّھَا الرَّسُوْلُ وَذَکَرَ سُبْحَانَہٗ فِیْ کُتُبِ الْاَوَّلِیْنَ وَاَخَذَ عَلَی الْاَنْبِیَاءِ عَلَیْہِمُ السَّلَامُ وَاُمَمِہِمْ اَنْ یُّؤْمِنُوْا بِہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ:

اور اس سے بڑھ کر رفع ذکر کیا ہو سکتا ہے کہ کلمۂ شہادت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے نام کے ساتھ اپنے محبوب کا نام ملا دیا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کو اپنی اطاعت قرار دیا۔ ملائکہ کے ساتھ آپ پر درود بھیجا اور مومنوں کو درودِ پاک پڑھنے کا حکم دیا اور جب بھی آپ کو خطاب کیا، معزز القاب سے مخاطب فرمایا جیسے یاایہا المدثر یاایہا المزمل، یاایہا النبی یاایہا الرسول۔ پہلے آسمانی صحیفوں میں بھی آپ کا ذکرِ خیر فرمایا، تمام انبیا اور اُن کی اُمتوں سے وعدہ لیا کہ وہ آپ پر ایمان لائیں۔

آپ کا ذکر ذکرِ خدا ہے

حدیثِ قدسی ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

جَعَلْتُ تَمَامَ الْاِیْمَانِ بِذِکْرِکَ مَعِیْ وَقَالَ اَیْضًا جَعَلْتُکَ ذِکْرًا مِّنْ ذِکْرِیْ فَمَنْ ذَکَرَکَ ذَکَرَنِیْ۔ (شفا شریف)

میں نے ایمان کا مکمل ہونا اس بات پر موقوف کر دیا ہے کہ (اے محبوب) میرے ذکر کے ساتھ تمہارا ذکر بھی ہو اور میں نے تمہارے ذکر کو اپنا ذکر ٹھہرا دیا ہے پس جس نے تمہارا ذکر کیا اس نے میرا ذکر کیا۔

چنانچہ قرآن پاک میں اللہ قدوس کے ذکر کے ساتھ ذکرِ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جلوے دیکھیے۔

(۱) فَاْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ۔ (البقرہ: ۲۷۹)

تو اعلانِ جنگ سن لو اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے۔

② وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ (النساء-۱۳) اور جو حکم مانے اللہ اور اسکے رسول کا۔

③ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ (النساء-۱۴) اور جو اللہ اور اسکے رسول کی نافرمانی کرے۔

④ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ (النساء-۵۹) حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا۔

⑤ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ (النساء ۵۹) تو اُسے اللہ اور رسول کے حضور رجوع کرو۔

⑥ تَعَالَوْا اِلٰى مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَاِلَى الرَّسُوْلِ (النساء-۶۱)

اللہ کی اتاری ہوئی کتاب اور رسول کی طرف آؤ۔

⑦ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ (النساء-۶۹) اور جو اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانے۔

⑧ مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ -(النساء-۸۰)

جس نے رسول کا حکم مانا بے شک اس نے اللہ کا حکم مانا۔

⑨ وَمَنْ يَّخْرُجْ مِنْۢ بَيْتِهٖ مُهَاجِرًا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ (النساء-۱۰۰)

اور جو اپنے گھر سے نکلا اللہ و رسول کی طرف ہجرت کرتا۔

⑩ اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ (النساء-۱۳۶) ایمان رکھو اللہ اور اس کے رسول پر

⑪ وَيُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّفَرِّقُوْا بَيْنَ اللّٰهِ وَرُسُلِهٖ (النساء-۱۵۰)

اور (کافر) چاہتے ہیں کہ اللہ سے اس کے رسولوں کو جدا کر دیں۔

⑫ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ (النساء-۱۵۲)

اور وہ جو اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لائے۔

⑬ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ (النساء ۱۷۱) اللہ اور اسکے رسولوں پر ایمان لاؤ۔

⑭ اَلَّذِيْنَ يُحَارِبُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ (المائدہ-۳۳)

جو اللہ اور اس کے رسول سے لڑتے ہیں۔

⑮ اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا (المائدہ-۵۵)

تمہارے دوست نہیں مگر اللہ اور اس کا رسول اور ایمان والے۔

(۱۶) وَمَنْ يَّتَوَلَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا (المائدہ-۵۶)
اور جو اللہ اور اس کے رسول اور مسلمانوں کو اپنا دوست بنائے۔

(۱۷) تَعَالَوْا اِلٰى مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَاِلَى الرَّسُوْلِ (المائدہ-۱۰۴)
آؤ اس طرف جو اللہ نے اتارا اور رسول کی طرف

(۱۸) فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ (الاعراف-۱۵۸)
تو ایمان لاؤ اللہ اور اس کے رسول بے پڑھے غیب بتلانے والے پر

(۱۹) وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ (انفال-۱) اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانو۔

(۲۰) ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ شَآقُّوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ (انفال-۱۳)
یہ اس لیے کہ انہوں نے اللہ اور اس کے رسول سے مخالفت کی۔

(۲۱) وَمَنْ يُّشَاقِقِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ (انفال-۱۳) اور جو اللہ اور اسکے رسول سے مخالفت کرے

(۲۲) اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ (انفال-۲۰) اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانو۔

(۲۳) يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ (انفال-۲۴)
اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول کے بلانے پر حاضر ہو جاؤ۔

(۲۴) لَا تَخُوْنُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ (انفال-۲۷) اللہ اور رسول سے دغا نہ کرو۔

(۲۵) فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَلِلرَّسُوْلِ (انفال-۴۱)
تو اس کا پانچواں حصہ خاص اللہ اور رسول کا ہے......الخ

(۲۶) بَرَآءَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ (التوبہ-۱)
بیزاری کا حکم سنانا ہے اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے

(۲۷) وَاَذَانٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ (التوبہ-۳) اور منادی پکار دینا ہے اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے

(۲۸) وَاَنَّ اللّٰهَ بَرِيْٓءٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ وَرَسُوْلُهٗ (التوبہ-۳)
اللہ بیزار ہے مشرکوں سے اور اس کا رسول

(۲۹) كَيْفَ يَكُونُ لِلْمُشْرِكِيْنَ عَهْدٌ عِنْدَ اللّٰهِ وَعِنْدَ رَسُوْلِهٖ : (التوبہ۔۷)
مشرکوں کے لیے اللہ اور اس کے رسول کے پاس کوئی عہد کیوں کر ہوگا۔

(۳۰) وَلَمْ يَتَّخِذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلَا رَسُوْلِهٖ وَلَا الْمُؤْمِنِيْنَ وَلِيْجَةً (التوبہ ۱۶)
اور اللہ اور اس کے رسول اور مسلمانوں کے سوا کسی کو اپنا محرم راز نہ بنائیں گے۔

(۳۱) اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ (التوبہ۔۲۴)
(یہ چیزیں اگر) تمہیں اللہ اور اس کے رسول سے زیادہ پیاری ہوں۔

(۳۲) وَلَا يُحَرِّمُوْنَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ (التوبہ۔۲۹)
اور حرام نہیں ملنتے اس چیز کو جس کو حرام کیا اللہ اور اسکے رسول نے۔

(۳۳) اَنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَبِرَسُوْلِهٖ (التوبہ۔۵۴)
یہ کہ وہ اللہ اور اس کے رسول سے منکر ہوئے۔

(۳۴) وَلَوْ اَنَّهُمْ رَضُوْا مَا اٰتٰهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ (التوبہ۔۵۹)
اور کیا ہی اچھا ہوتا اگر وہ اس پر راضی ہوتے جو اللہ و رسول نے اُن کو دیا۔

(۳۵) وَقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ سَيُؤْتِيْنَا اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَرَسُوْلُهٗ (التوبہ۔۵۹)
اور کہتے ہیں ہمیں اللہ کافی ہے اب دیتا ہے اللہ ہمیں اپنے فضل سے اور اس کا رسول۔

(۳۶) وَاللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَحَقُّ اَنْ يُّرْضُوْهُ (التوبہ۔۶۲)
اور اللہ و رسول کا حق زیادہ تھا کہ اُسے راضی کرتے۔

(۳۷) مَنْ يُّحَادِدِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ (التوبہ۔۶۳) جو مخالفت کرے اللہ اور اس کے رسول کی۔

(۳۸) وَيُطِيْعُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ (التوبہ۔۷۱) اور اللہ و رسول کا حکم مانیں۔

(۳۹) وَمَا نَقَمُوْا اِلَّا اَنْ اَغْنٰهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ مِنْ فَضْلِهٖ (التوبہ۔۷۴)
اور انہیں کیا برا لگا یہی نہ کہ اللہ و رسول نے انہیں اپنے فضل سے غنی کر دیا۔

(۴۰) بِاَنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ (التوبہ۔۸۰) اس لیے کہ وہ اللہ اور اسکے رسول کے منکر ہوئے

(۴۱) اِنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ (التوبہ-۸۴) بے شک اللہ اور رسول سے منکر ہوئے

(۴۲) اَلَّذِيْنَ كَذَبُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ (التوبہ-۹۰) وہ جنہوں نے اللہ و رسول سے جھوٹ بولا تھا

(۴۳) اِذَا نَصَحُوْا لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ (التوبہ-۹۱) جبکہ اللہ اور اس کے رسول کے خیر خواہ رہیں

(۴۴) وَسَيَرَى اللّٰهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُوْلُهٗ[1] اور اب اللہ و رسول تمہارے کام دیکھیں گے۔

(۴۵) فَسَيَرَى اللّٰهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُوْلُهٗ (التوبہ-۱۰۵)

اب تمہارے کام دیکھے گا اللہ اور اس کا رسول

(۴۶) وَاِرْصَادًا لِّمَنْ حَارَبَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ (التوبہ-۱۰۷)

اور (یہ مسجد ضرار) اس کے انتظار میں (ہے) جو پہلے سے اللہ اور اس کے رسول کا مخالف ہے۔

(۴۷) اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالرَّسُوْلِ (النور-۴۷) ہم ایمان لائے اللہ اور رسول پر

(۴۸) اِذَا دُعُوْا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ (النور-۴۸)

اور جب اللہ اور اس کے رسول کی طرف بلائے جائیں۔

(۴۹) اَمْ يَخَافُوْنَ اَنْ يَّحِيْفَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَرَسُوْلُهٗ (النور-۵۰)

یا یہ ڈرتے ہیں کہ اللہ و رسول ان پر ظلم کریں گے۔

(۵۰) اِذَا دُعُوْا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ (النور-۵۱)

جب اللہ اور رسول کی طرف بلائے جائیں کہ رسول ان میں فیصلہ فرمائے۔

(۵۱) وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ (النور-۵۲) اور جو حکم مانے اللہ اور اس کے رسول کا۔

(۵۲) قُلْ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ (النور-۵۴)

تم فرماؤ حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا۔

(۵۳) اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ (النور-۶۲)

ایمان والے تو وہی ہیں جو اللہ اور اس کے رسول پر یقین لاتے۔

(۵۴) اَلَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ (النور-۶۲) جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاتے ہیں۔

---

[1] سورۃ التوبہ-۹۴

۵۵ مَا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ (الاحزاب-۱۲) ہمیں اللہ و رسول نے وعدہ نہ دیا۔

۵۶ قَالُوْا هٰذَا مَا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ (الاحزاب-۲۲)

بولے یہ ہے وہ جو ہمیں وعدہ دیا تھا اللہ اور اسکے رسول نے۔

۵۷ وَصَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ (الاحزاب-۲۲) اور سچ فرمایا اللہ اور اس کے رسول نے

۵۸ اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ (الاحزاب: ۲۹)

اگر تم اللہ اور اس کے رسول کو چاہتی ہو۔

۵۹ وَمَنْ يَّقْنُتْ مِنْكُنَّ لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ (الاحزاب-۳۱)

اور جو تم میں فرمانبردار رہے اللہ اور اس کے رسول کی۔

۶۰ وَاَطِعْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ (الاحزاب-۳۳) اور اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانو۔

۶۱ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَمْرًا (الاحزاب-۳۶) جب اللہ و رسول کچھ حکم فرمادیں۔

۶۲ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ (الاحزاب-۳۶)

اور جو حکم نہ مانے اللہ اور اس کے رسول کا۔

۶۳ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاَنْعَمْتَ عَلَيْهِ (الاحزاب-۳۷)

جسے اللہ نے نعمت دی اور تم نے اُسے نعمت دی۔

۶۴ اِنَّ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ (الاحزاب-۵۷)

بے شک جو ایذا دیتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کو۔

۶۵ يٰلَيْتَنَا اَطَعْنَا اللّٰهَ وَاَطَعْنَا الرَّسُوْلَ (الاحزاب-۶۶)

ہائے کسی طرح ہم نے اللہ کا حکم مانا ہوتا اور رسول کا حکم مانا ہوتا۔

۶۶ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ (الاحزاب-۷۱)

اور جو اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرے۔

۶۷ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ (محمد: ۳۳) اللہ کا حکم مانو اور رسول کا حکم مانو

(۶۸) لِتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ (الفتح-۹) تاکہ تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ

(۶۹) اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَكَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰهَ (الفتح-۱۰)
وہ جو تمہاری بیعت کرتے ہیں وہ تو اللہ ہی سے بیعت کرتے ہیں۔

(۷۰) وَمَنْ لَّمْ یُؤْمِنْۢ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ (الفتح-۱۳)
اور جو ایمان نہ لائے اللہ اور اس کے رسول پر

(۷۱) وَمَنْ یُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ (الفتح-۱۷) اور جو اللہ اور اسکے رسول کا حکم مانے۔

(۷۲) لَا تُقَدِّمُوْا بَیْنَ یَدَیِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ (الحجرات-۱)
اللہ اور اس کے رسول سے آگے نہ بڑھو۔

(۷۳) وَاِنْ تُطِیْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ (الحجرات-۱۴)
اور اگر تم اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرو گے۔

(۷۴) اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ (الحجرات-۱۵)
ایمان والے تو وہی ہیں جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے۔

(۷۵) وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ (الحدید-۱۹)
اور وہ جو اللہ اور اس کے سب رسولوں پر ایمان لائیں۔

(۷۶) ذٰلِكَ لِتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ (المجادلہ-۴)
یہ اس لیے کہ تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان رکھو۔

(۷۷) اِنَّ الَّذِیْنَ یُحَآدُّوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ (المجادلہ-۵)
بے شک جو مخالفت کرتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کی۔

(۷۸) اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ (المجادلہ-۱۳) اور اللہ اور اسکے رسول کے فرمانبردار رہو۔

(۷۹) اِنَّ الَّذِیْنَ یُحَآدُّوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ (المجادلہ-۲۰)
بے شک وہ جو مخالفت کرتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کی۔

(۸۰) كَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِيْ (المجادلہ-۲۱)
اللہ لکھ چکا کہ ضرور میں غالب آؤں گا اور میرے رسُول

(۸۱) مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ (المجادلہ-۲۲)
اور جنہوں نے اللہ اور اس کے رسُول کی مخالفت کی۔

(۸۲) ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ شَآقُّوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ (الحشر-۴)
یہ اس لیے کہ وہ اللہ اور اس کے رسُول سے جُدا رہے۔

(۸۳) فَلِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ (الحشر-۷) (وہ غنیمت) اللہ اور رسُول کی ہے۔۔۔الخ

(۸۴) وَيَنْصُرُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ (الحشر-۸) اور اللہ و رسُول کی مدد کرتے ہیں۔

(۸۵) تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ (الصف-۱۱) ایمان رکھو اللہ اور اسکے رسُول پر

(۸۶) وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ (المنافقون-۸)
اور عزت اللہ اور اسکے رسول اور مسلمانوں ہی کے لیئے ہے۔

(۸۷) فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ (التغابن-۸) تو ایمان لاؤ اللہ اور اس کے رسُول پر

(۸۸) وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ (التغابن-۱۲)
اور اللہ کا حکم مانو اور رسُول کا حکم مانو۔

(۸۹) وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ (الجن-۲۳)
اور جو اللہ اور اس کے رسُول کا حکم مانو۔

ے ذکرِ خدا جو اُن سے جُدا چاہو نجدیو
واللہ! ذکرِ حق نہیں، کنجی سقر کی ہے

ابو البشر حضرت آدم علیہ السلام کی وصیت

حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اَقْبَلَ آدَمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَلٰى ابْنِهٖ شِيْثَ فَقَالَ اَيْ بُنَيَّ اَنْتَ خَلِيْفَتِيْ مِنْ بَعْدِيْ فَخُذْهَا بِعِمَارَةِ التَّقْوٰى وَالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى فَكُلَّمَا ذَكَرْتَ اللّٰهَ فَاذْكُرْ اِلٰى جَنْبِهٖ اِسْمَ مُحَمَّدٍ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم) فَاِنِّيْ رَاَيْتُ اسْمَهٗ مَكْتُوْبًا عَلٰى سَاقِ الْعَرْشِ وَاَنَا بَيْنَ الرُّوْحِ وَالطِّيْنِ ثُمَّ اِنِّيْ طُفْتُ السَّمٰوٰتِ فَلَمْ اَرَ فِي السَّمٰوٰتِ مَوْضِعًا اِلَّا رَاَيْتُ اسْمَ مُحَمَّدٍ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم) مَكْتُوْبًا عَلَيْهِ۔

وَاِنَّ رَبِّيْ اَسْكَنَنِي الْجَنَّةَ فَلَمْ اَرَ فِي الْجَنَّةِ قَصْرًا وَلَا غُرْفَةً اِلَّا وَجَدْتُ اسْمَ مُحَمَّدٍ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم) مَكْتُوْبًا عَلَيْهِ، وَلَقَدْ رَاَيْتُ اسْمَ مُحَمَّدٍ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم) مَكْتُوْبًا عَلٰى نُحُوْرِ الْحُوْرِ الْعِيْنِ وَعَلٰى وَرَقِ قَصَبِ اٰجَامِ الْجَنَّةِ وَعَلٰى وَرَقِ شَجَرَةِ طُوْبٰى وَعَلٰى وَرَقِ سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰى وَعَلٰى اَطْرَافِ الْحُجُبِ وَبَيْنَ اَعْيُنِ الْمَلَائِكَةِ فَاَكْثِرْ ذِكْرَهٗ فَاِنَّ الْمَلَائِكَةَ تَذْكُرُهٗ مِنْ قَبْلُ فِيْ كُلِّ سَاعَاتِهَا۔ (زرقانی علی المواہب، خصائص کبریٰ ص ۱۲-۱۳)

حضرت آدم علیہ السلام اپنے بیٹے حضرت شیث علیہ السلام کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: اے میرے بیٹے تم میرے بعد میرے خلیفہ ہو۔ پس خلافت کو تقویٰ کے تاج اور محکم یقین کے ساتھ سنبھالو اور جب تم اللہ کا ذکر کرو، تو اُس کے متصل نام محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا ذکر کرو۔ کیونکہ میں نے اُن کا نام عرش کے ستونوں پر لکھا ہوا دیکھا ہے جبکہ میں رُوح اور مٹی کے درمیان تھا۔ پھر

میں نے تمام آسمانوں پر نظر کی تو مجھے کوئی جگہ ایسی نظر نہ آئی جہاں نامِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم لکھا ہوا نہ ہو۔

اور میرے رب نے مجھے جنت میں رکھا تو میں نے جنت کے ہر محل اور ہر بالاخانے اور برآمدے پر اور تمام حوروں کے سینے پر اور جنت کے تمام درختوں کے پتوں پر اور شجرِ طوبیٰ اور سدرۃ المنتہیٰ کے پتوں پر اور پردوں کے کناروں پر، اور فرشتوں کی آنکھوں کے درمیان نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم لکھا ہوا دیکھا ہے۔

لہٰذا تو کثرت سے اُن کا ذکر کیا کر کیونکہ فرشتے ہر وقت اُن کے ذکر میں مشغول رہتے ہیں۔

یہ بھی اندازِ رفعتِ ذکر ہے:

قرآن میں آیا ہے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○ سب تعریفیں اللہ کے لیئے، جو رب ہے جہانوں کا ——— اسی قرآن میں یہ اعلانِ حق بھی ہے وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ ○ ہم نے آپ کو سب جہانوں کے لیئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔

واضح ہو کہ جس جس کے لیے اللہ قدوس رب (یعنی پالنے والا) ہے اُس اُس کے لیئے مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم رحمت (یعنی مصیبت و مشکل ٹالنے والے) ہیں۔

یہ ایمان افروز و محبت افزا بات بھی ذہن نشین ہونی چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ کی تعریفیں ساری کائنات کرتی ہے۔ رُسل، انبیاء، ملائکہ، زمین و زمان، مکین و مکاں، جمادات، نباتات، حیوانات و جن و انس، سب اللہ قدوس کی تعریف میں رطب اللسان ہیں یُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ : زمین و آسمان کی ہر چیز اللہ تعالیٰ کی پاکی (یعنی تعریف) بیان کرتی ہے لیکن اللہ تعالیٰ کس کی تعریف کرتا ہے؟

اللہ تعالیٰ خود فرماتا ہے:

اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ ......الخ (سورۃ الاحزاب)

(یعنی) اللہ اور اُس کے فرشتے اس نبی غیب کی خبریں دینے والے پر درُود بھیجتے ہیں۔

ربِ کریم کا درُود کیا ہے؟ ــــــ بُخاری شریف میں ہے:

قَالَ اَبُو الْعَالِیَۃِ صَلٰوۃُ اللّٰہِ ثَنَاءُہٗ عَلَیْہِ عِنْدَ الْمَلٰٓئِکَۃِ:

(صحیح بخاری ص ۷۰۷، شفا شریف ص ۵۱، فتاویٰ حدیثیہ ابن حجر مکی ص ۱۶)

حضرت ابو العالیہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا درُود یہ ہے کہ ملائکہ کے سامنے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف کرنا۔

رفعتِ ذکرِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور اہتمامِ قدرت

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰہُ مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ لَمَآ اٰتَیْتُکُمْ مِّنْ کِتٰبٍ وَّحِکْمَۃٍ ثُمَّ جَآءَکُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَکُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِہٖ وَلَتَنْصُرُنَّہٗ ؕ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰی ذٰلِکُمْ اِصْرِیْ ؕ قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا ؕ قَالَ فَاشْہَدُوْا وَاَنَا مَعَکُمْ مِّنَ الشّٰہِدِیْنَ ○ فَمَنْ تَوَلّٰی بَعْدَ ذٰلِکَ فَاُولٰٓئِکَ ہُمُ الْفٰسِقُوْنَ ○ (آل عمران-۸۱/۸۲)

اور یاد کرو جب اللہ نے پیغمبروں سے اُن کا عہد لیا جو میں تم کو کتاب اور حکمت دوں، پھر تشریف لائے تمہارے پاس وہ رسُول کہ تمہاری کتابوں کی تصدیق فرمائے اور تم ضرور ضرور اس پر ایمان لانا اور ضرور ضرور اس کی مدد کرنا فرمایا کیوں، تم نے اقرار کیا، اور اس پر میرا بھاری ذمہ لیا؟ سب نے عرض کی ہم نے اقرار کیا۔ فرمایا تو ایک دوسرے پر گواہ ہو جاؤ اور میں آپ تمہارے ساتھ

گواہوں میں ہوں۔ تو جو کوئی اس کے بعد پھرے تو وہ لوگ فاسق ہیں۔

فائدہ: فِیْ اَنَّ رِسَالَۃَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَامَّۃٌ لِجَمِیْعِ الْخَلْقِ وَالْاَنْبِیَاءِ وَاُمَمِہِمْ کُلُّہُمْ مِنْ اُمَّتِہٖ۔

(یعنی) **اس حقیقت کے بیان میں کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت تمام مخلوق اور تمام انبیاء کرام اور ان کی امتوں کے لیے عام ہے۔ یعنی وہ سب کے سب آپ کی امت میں شامل ہیں:**

قَالَ الشَّیْخُ تَقِیُّ الدِّیْنِ السُّبْکِیُّ فِیْ کِتَابِہٖ (التعظیم والمنۃ) فِیْ "لَتُؤْمِنُنَّ بِہٖ وَلَتَنْصُرُنَّہٗ" فِیْ ھٰذِہِ الْاٰیَۃِ مِنَ التَّنْوِیْہِ بِالنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَتَعْظِیْمِ قَدْرِہِ الْعَلِیِّ مَالَا یَخْفٰی وَفِیْہِ مَعَ ذٰلِکَ اَنَّہٗ عَلٰی تَقْدِیْرِ مَجِیْئِہٖ فِیْ زَمَانِہِمْ یَکُوْنُ الْاَمْرُ مُرْسَلًا اِلَیْہِمْ فَتَکُوْنُ نُبُوَّتُہٗ وَرِسَالَتُہٗ عَامَّۃً لِجَمِیْعِ الْخَلْقِ مِنْ زَمَنِ اٰدَمَ عَلَیْہِ السَّلَامُ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ وَتَکُوْنُ الْاَنْبِیَاءُ وَاُمَمُہُمْ کُلُّہُمْ مِنْ اُمَّتِہٖ وَیَکُوْنُ قَوْلُہٗ "بُعِثْتُ اِلَی النَّاسِ کَافَّۃً" لَا یَخْتَصُّ بِہِ النَّاسُ مِنْ زَمَانِہٖ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ بَلْ یَتَنَاوَلُ مَنْ قَبْلَہُمْ اَیْضًا وَیَتَبَیَّنُ بِذٰلِکَ مَعْنٰی قَوْلِہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ "کُنْتُ نَبِیًّا وَّاٰدَمُ بَیْنَ الرُّوْحِ وَالْجَسَدِ" وَاِنَّ مَنْ فَسَّرَہٗ بِعِلْمِ اللّٰہِ بِاَنَّہٗ سَیَصِیْرُ نَبِیًّا لَمْ یَصِلْ اِلٰی ھٰذَا الْمَعْنٰی لِاَنَّ عِلْمَ اللّٰہِ مُحِیْطٌ بِجَمِیْعِ الْاَشْیَاءِ وَوَصْفُ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِالنُّبُوَّۃِ فِیْ ذٰلِکَ الْوَقْتِ یَنْبَغِیْ اَنْ یُّفْہَمَ مِنْہُ اَنَّہٗ اَمْرٌ ثَابِتٌ لَّہٗ فِیْ ذٰلِکَ الْوَقْتِ وَلِھٰذَا رَاٰی اٰدَمُ اسْمَہٗ مَکْتُوْبًا عَلَی الْعَرْشِ (مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ) فَلَا بُدَّ اَنْ یَّکُوْنَ ذٰلِکَ مَعْنًی ثَابِتًا فِیْ ذٰلِکَ الْوَقْتِ وَلَوْ کَانَ الْمُرَادُ بِذٰلِکَ مُجَرَّدَ الْعِلْمِ بِمَا سَیَصِیْرُ فِی الْمُسْتَقْبَلِ لَمْ یَکُنْ لَّہٗ خُصُوْصِیَّۃٌ بِاَنَّہٗ

نَبِیَّ وَاٰدَمُ بَیْنَ الرُّوْحِ وَالْجَسَدِ لِاَنَّ جَمِیْعَ الْاَنْبِیَاءِ یَعْلَمُ اللّٰہُ نُبُوَّتَھُمْ فِیْ ذٰلِکَ الْوَقْتِ وَقَبْلَہٗ فَلَا بُدَّ مِنْ خُصُوْصِیَّۃٍ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِاَجْلِھَا اُخْبِرَ بِھٰذَا الْخَبَرِ اِعْلَامًا لِاُمَّتِہٖ لِیَعْرِفُوْا قَدْرَہٗ عِنْدَ اللّٰہِ تَعَالٰی فَیَحْصُلُ لَھُمُ الْخَیْرَ بِذٰلِکَ ۔ (خصائص کبریٰ ص ۹)

حضرت تقی الدین سبکی قدس سرہٗ العزیز اپنی کتاب (التعظیم والمنۃ) میں اس آیۂ قرآنی " لَتُؤْمِنُنَّ بِہٖ وَلَتَنْصُرُنَّہٗ " کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ اس آیت میں حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بڑی بلندی و عظمت و شان بیان کی گئی ہے۔ اور اس جانب اشارہ کیا گیا ہے کہ آپ گزشتہ انبیاء کرام کے زمانہ میں مبعوث ہوتے تو آپ اُن انبیاء کے بھی نبی و مرسل ہوتے کیونکہ آپ کی نبوت و رسالت تمام زمانوں اور تمام مخلوقات پر محیط و شامل ہے اسی لیے آپ نے فرمایا میں تمام انسانوں کے لیے (دوسری روایت میں ہے تمام مخلوق کیلئے) نبی بنا کر بھیجا گیا ہوں۔ اس تمام مخلوقات کی تعبیر میں صرف آئندہ آنے والی مخلوقات ہی نہیں بلکہ گزشتہ مخلوقات بھی شامل ہیں جبھی تو فرمایا " میں اس وقت بھی نبی تھا جب آدم روح اور جسم کے درمیان تھے۔ بعض لوگوں نے اس حدیث کا کہ " میں اُس وقت بھی نبی تھا جب آدم رُوح و جسم کے درمیان تھے " کا یہ مطلب بیان کیا ہے کہ آپ اللہ تعالیٰ کے علم میں اس وقت بھی نبی تھے۔ ہم کہتے ہیں : اللہ تعالیٰ کا علم تو کائنات کی ہر چیز کو محیط ہے۔ خلق آدم سے پہلے آپ کی نبوت کا بطورِ خاص تذکرہ صرف علم الٰہی کے بیان کیلئے نہیں (بلکہ رفعتِ ذکرِ مصطفٰے کے اس قدرتی بندوبست سے) پتہ چلتا ہے کہ اسی وقت آپ کی نبوت متحقق ہو چکی تھی۔ اور یہی وجہ ہے کہ آدم علیہ السلام نے عرش پر " محمد رسول اللہ " لکھا ہوا دیکھا۔ اگر یہ مفہوم مراد لیا جائے کہ آپ اللہ تعالیٰ کے علم میں آئندہ نبی بننے والے

تھے تو یہ صرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت نہیں بلکہ تمام انبیاء ہی علمِ قدرت میں آئندہ نبی بننے والے تھے۔ اس سے ثابت ہوا کہ یہ آپ ہی کی خصوصیت تھی کہ آپ کو تمام انبیاء سے پہلے مقامِ نبوت پر سرفراز کیا گیا۔ پھر اس خصوصیت کا اہمیت کے ساتھ اعلان کیا گیا تاکہ آپ کی امت آپ کے رفیع الشان رتبے سے روشناس ہو جائے اور یہ (واقفیت) امت کے لیے خیر و برکت کا باعث ہو۔

لَطِيفَةٌ اُخْرٰى فِي اَنَّ اَخْذَ الْمِيْثَاقِ مِنَ النَّبِيِّيْنَ لِنَبِيِّنَا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَيْهِمْ كَاَيْمَانِ الْبَيْعَةِ الَّتِيْ تُؤْخَذُ لِلْخُلَفَاءِ : (علمی نکتہ)

تمام انبیاء سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان و نصرت کا جو وعدہ لیا گیا وہ ایسے ہے جیسے خلافت کے لیے بیعت لی جاتی ہے:

وَهِيَ كَاَنَّهَا اَيْمَانُ الْبَيْعَةِ الَّتِيْ تُؤْخَذُ لِلْخُلَفَاءِ وَلَعَلَّ اَيْمَانَ الْخُلَفَاءِ اُخِذَتْ مِنْ هُنَا۔ فَانْظُرْ هٰذَا التَّعْظِيْمَ الْعَظِيْمَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ رَبِّهٖ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰى فَاِذَا عَرَفْتَ ذٰلِكَ فَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ نَبِيُّ الْاَنْبِيَاءِ وَلِهٰذَا ظَهَرَ ذٰلِكَ فِي الْاٰخِرَةِ جَمِيْعُ الْاَنْبِيَاءِ تَحْتَ لِوَائِهٖ وَفِي الدُّنْيَا كَذَالِكَ لَيْلَةَ الْاِسْرَاءِ صَلّٰى بِهِمْ (الخصائص الکبریٰ ص۱)

یہ میثاق ایسا ہے جیسے خلفاء کے لیے بیعت لی جاتی ہے۔ ہو سکتا ہے خلفاء کیلئے بیعت کا طریقہ بھی اسی میثاق سے ماخوذ ہو۔

ذرا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس بلند رتبے و عظمت کو دیکھیے جو آپ کو بارگاہِ

خداوندی میں حاصل ہے۔ آپ تمام انبیاء کے نبی ہیں۔ چنانچہ روزِ قیامت تمام انبیاء و رسل آپ کے جھنڈے تلے ہوں گے۔ اور شبِ معراج میں بھی آپ تمام انبیاء و رسل کے مُقتدا بنے۔

ے محمد ﷺ کو زیبا ہر اک برتری ہے
کہ بعد از خدا آپ کی سروری ہے
ستاروں میں جیسے قمر ہو درخشاں
رسُولوں میں یوں اُن کی جلوہ گری ہے
جو دیکھ آئے روضہ پیغمبر کا انجم
وہ نارِ جہنم سے بے شک بری ہے!

کمالِ نامِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا قَالَ اَوْحَی اللّٰہُ تَعَالٰی اِلٰی عِیْسٰی علیہ السلام یَا عِیْسٰی اٰمِنْ بِمُحَمَّدٍ (صلی اللہ علیہ وسلم) وَاْمُرْ مَنْ اَدْرَکَہٗ مِنْ اُمَّتِکَ اَنْ یُّؤْمِنُوْا بِہٖ فَلَوْلَا مُحَمَّدٌ مَا خَلَقْتُ اٰدَمَ وَلَوْلَا مُحَمَّدٌ مَا خَلَقْتُ الْجَنَّۃَ وَلَا النَّارَ وَلَقَدْ خَلَقْتُ الْعَرْشَ عَلَی الْمَاءِ فَاضْطَرَبَ فَکَتَبْتُ عَلَیْہِ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ فَسَکَنَ۔ ھٰذا حدیث صحیح الاسناد [1]

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو وحی فرمائی کہ (خاتم الانبیاء حضرت) محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاؤ اور اپنی اُمت کو حکم دو کہ اُن میں سے جو اُن کا زمانہ ظہور پائیں، اُن پر ایمان لائیں۔ اگر (محبوبِ مکرم) محمد صلی اللہ علیہ وسلم نہ ہوتے تو میں آدم کو پیدا نہ کرتا۔ اور اگر حضرت محمد ﷺ

[1] مستدرک للحاکم صفحہ ۶۱۵ جلد دوم

نہ ہوتے تو میں جنت و دوزخ کو پیدا نہ کرتا۔ اور تحقیق میں نے عرش کو پانی پر پیدا فرمایا تو وہ مضطرب ہوا (ڈولنے لگا) پس میں نے اس پر لکھ دیا: "لآ الٰہ الّا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ"، تو وہ سکون پذیر ہو گیا۔

نام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا وسیلہ اور حضرت آدم علیہ السلام

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَابِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَمَّا اقْتَرَفَ اٰدَمُ الْخَطِیْئَۃَ قَالَ یَا رَبِّ اَسْأَلُکَ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ لِمَا غَفَرْتَ لِیْ فَقَالَ اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ یَا اٰدَمُ کَیْفَ عَرَفْتَ مُحَمَّدًا وَلَمْ اَخْلُقْہُ؟ قَالَ لِاَنَّکَ یَا رَبِّ لَمَّا خَلَقْتَنِیْ بِیَدِکَ وَنَفَخْتَ فِیَّ مِنْ رُّوْحِکَ رَفَعْتُ رَاْسِیْ فَرَاَیْتُ عَلٰی قَوَائِمِ الْعَرْشِ مَکْتُوْبًا لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ فَعَلِمْتُ اَنَّکَ لَمْ تُضِفْ اِلٰی اسْمِکَ اِلَّا اَحَبَّ الْخَلْقِ اِلَیْکَ فَقَالَ اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ صَدَقْتَ یَا اٰدَمُ اِنَّہٗ لَاَحَبُّ الْخَلْقِ اِلَیَّ وَاِذَا سَئَلْتَنِیْ بِحَقِّہٖ غَفَرْتُ لَکَ وَلَوْلَا مُحَمَّدٌ مَا خَلَقْتُکَ۔

(دلائل النبوۃ للبیہقی ص ۴۸۹/۵، الخصائص الکبریٰ ص ۱۲/۱)

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب حضرت آدم علیہ السلام سے لغزش ہو گئی تو انہوں نے بارگاہِ رب العالمین میں عرض کی اے پروردگار تو نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلے سے میری مغفرت فرمائی ہے اس پر اللہ قدوس نے فرمایا: اے آدم تو نے (حضرت) محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو کیسے پہچانا جبکہ ابھی میں نے انہیں پیدا نہیں فرمایا (یعنی ابھی ان کی ولادتِ پاک نہیں ہوئی) تو حضرت آدم علیہ السلام نے عرض کی (اے رب کریم میں نے انہیں اس طرح پہچانا ہے کہ) جب تو نے مجھے اپنے دستِ قدرت

سے پیدا فرمایا اور مجھ میں اپنی طرف سے رُوح پھونکی تو میں نے اپنے سَر کو اٹھایا تو میں نے عرش کے ستونوں پر یہ لکھا ہوا پایا "لآ الٰہ الآ اللہ محمد رسول اللہ" پس میں نے جان لیا کہ جس کے نام کو تو نے اپنے نام کے ساتھ ملا رکھا ہے یقیناً وہ تجھے سب مخلوق سے زیادہ پیارے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے آدم تو نے سچ کہا، یقیناً وہ مجھے کل مخلوق سے زیادہ محبوب ہیں اور جب تو نے میری بارگاہ میں اُن کا وسیلہ دے کر دُعا کی ہے تو میں نے معاف کیا۔

کِتنا دِلکش کِتنا میٹھا کتنا پیارا لگتا ہے
نام محمد[1] سب ناموں کا راج دولارا لگتا ہے
اُلجھو نہ نادانوں سے پوچھو نیک انسانوں سے
مومن پائیں فیض نبی کا مُنکر کو خسارا لگتا ہے
طوفاں کے منجدھار میں جب بھی نام نبی کا لے کوئی
اُن کا سائبان ہو سر پر، قدموں میں کنارا لگتا ہے
پیارے نبی کا چاہنے والا ہمیں سب رشتوں سے ہے بالا
جو بے ادب ہو سَر دیں، کچھ بھی نہ ہمارا لگتا ہے
ڈوبے سورج کو وہ موڑیں، چاند فلک کا بھی توڑیں
ملکیت میں آپکی واللہ! یہ عالم سارا لگتا ہے
ہر مشکل میں نظریں اپنی آپکی جانب اُٹھتی ہیں
وہ ہاشمی چاند عبداللہ کا خوب سہارا لگتا ہے
وہ جو صاحبِ کوثر ہے، صدرِ بزمِ محشر ہے
نور کا کمبل کاندھے پر ہے، محبوب ہمارا لگتا ہے
○
(فقیر عثمانی)

[1] صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام کی آرزو

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم اِنَّ مُوْسٰی لَمَّا نَزَلَتْ عَلَیْهِ التَّوْرَاةُ وَقَرَءَهَا فَوَجَدَ فِیْهَا ذِکْرَ هٰذِهِ الْاُمَّةِ قَالَ یَا رَبِّ اِنِّیْ اَجِدُ فِی الْاَلْوَاحِ اُمَّةً هُمُ الْاٰخِرُوْنَ السَّابِقُوْنَ فَاجْعَلْهَا اُمَّتِیْ، قَالَ: تِلْكَ اُمَّةُ اَحْمَدَ: قَالَ یَا رَبِّ اِنِّیْ اَجِدُ فِی الْاَلْوَاحِ اُمَّةً هُمُ الْمُسْتَجِیْبُوْنَ وَالْمُسْتَجَابُ لَهُمْ فَاجْعَلْهَا اُمَّتِیْ قَالَ تِلْكَ اُمَّةُ اَحْمَدَ: قَالَ یَا رَبِّ اِنِّیْ اَجِدُ فِی الْاَلْوَاحِ اُمَّةً اَنَاجِیْلُهُمْ فِیْ صُدُوْرِهِمْ یَقْرَءُوْنَهٗ ظَاهِرًا فَاجْعَلْهَا اُمَّتِیْ قَالَ تِلْكَ اُمَّةُ اَحْمَدَ: قَالَ یَا رَبِّ اِنِّیْ اَجِدُ فِی الْاَلْوَاحِ اُمَّةً یَاْکُلُوْنَ الْفَیْءَ فَاجْعَلْهَا اُمَّتِیْ قَالَ تِلْكَ اُمَّةُ اَحْمَدَ: قَالَ یَا رَبِّ اِنِّیْ اَجِدُ فِی الْاَلْوَاحِ اُمَّةً یَجْعَلُوْنَ الصَّدَقَةَ فِیْ بُطُوْنِهِمْ یُؤْجَرُوْنَ عَلَیْهَا فَاجْعَلْهَا اُمَّتِیْ قَالَ تِلْكَ اُمَّةُ اَحْمَدَ: قَالَ یَا رَبِّ اِنِّیْ اَجِدُ فِی الْاَلْوَاحِ اِذَا هَمَّ اَحَدُهُمْ بِحَسَنَةٍ فَلَمْ یَعْمَلْهَا کُتِبَتْ لَهٗ حَسَنَةً وَّاحِدَةً وَّاِنْ عَمِلَهَا کُتِبَتْ لَهٗ عَشْرُ حَسَنَاتٍ فَاجْعَلْهَا اُمَّتِیْ قَالَ تِلْكَ اُمَّةُ اَحْمَدَ: قَالَ یَا رَبِّ اِنِّیْ اَجِدُ فِی الْاَلْوَاحِ اُمَّةً اِذَا هَمَّ اَحَدُهُمْ بِسَیِّئَةٍ فَلَمْ یَعْمَلْهَا لَمْ تُکْتَبْ وَاِنْ عَمِلَهَا کُتِبَتْ عَلَیْهِ سَیِّئَةً وَّاحِدَةً فَاجْعَلْهَا اُمَّتِیْ قَالَ تِلْكَ اُمَّةُ اَحْمَدَ، قَالَ یَا رَبِّ اِنِّیْ اَجِدُ فِی الْاَلْوَاحِ اُمَّةً یُؤْتَوْنَ الْعِلْمَ الْاَوَّلَ وَالْعِلْمَ الْاٰخِرَ فَیَقْتُلُوْنَ قُرُوْنَ الضَّلَالَةِ وَالْمَسِیْحَ الدَّجَّالَ فَاجْعَلْهَا اُمَّتِیْ قَالَ تِلْكَ اُمَّةُ اَحْمَدَ: قَالَ یَا رَبِّ فَاجْعَلْنِیْ مِنْ اُمَّةِ اَحْمَدَ:

(الخصائص الکبریٰ ص ۲۱ ج ۱ دلائل النبوۃ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حضرت موسٰی علیہ السّلام پر جب تورات نازل ہوئی اور آپ نے اس کی تلاوت کی، اُس میں اِس امّت کا ذکر دیکھ کر کہنے لگے، اے پروردگار! میں تورات کی تختیوں میں ایک ایسی امّت کا تذکرہ پاتا ہوں جو سب سے آخر میں ہوں گے اور سب سے سبقت لے جائیں گے اُسے میری امّت بنا دے، تو اللہ قدّوس نے فرمایا: وہ تو (پیارے حبیب) جناب احمد (صلّی اللہ علیہ وسلّم) کی امّت ہے۔ موسٰی علیہ السّلام نے عرض کی، اے میرے رب! میں تورات کی تختیوں میں ایک ایسی امّت کا تذکرہ پاتا ہوں، جو بارگاہِ قدس میں (جب بھی) فریاد کرنے والے ہوں گے، اُن کی فریاد (دُعا) قبولیت سے مشرّف ہوگی۔ اُسے میری امّت بنا دے۔ فرمایا یہ تو (پیارے حبیب) جنابِ احمد (صلّی اللہ علیہ وسلّم) کی امّت ہے۔ موسٰی علیہ السّلام نے عرض کی، اے میرے پروردگار! میں تورات کی تختیوں میں ایک ایسی اُمّت کا تذکرہ پاتا ہوں جن کی انجیلیں (یعنی آیاتِ قرآنیہ) اُن کے سینوں میں محفوظ ہوں گی اور وہ انہیں زبانی تلاوت کریں گے، اُن لوگوں کو میری امّت بنا دے، فرمایا یہ تو (پیارے حبیب) جنابِ احمد صلی اللہ علیہ وسلم) کی امّت ہے۔ موسٰی علیہ السّلام نے عرض کی اے میرے پروردگار! میں تورات کی تختیوں میں ایک امّت کا تذکرہ پاتا ہوں جن کے لیے مالِ فئ (مالِ غنیمت) حلال ہے۔ اُسے میری امّت بنا دے۔ اللہ قدّوس نے فرمایا: یہ تو (حبیبِ مکرّم) جنابِ احمد (صلی اللہ علیہ وسلّم) کی امت ہے۔

موسٰی علیہ السّلام نے عرض کیا۔ اے میرے پروردگار! میں نے تورات میں ایسے لوگوں کا ذکر پڑھا ہے جو اپنے ہی رشتہ داروں کو خیرات دیں گے تو انہیں اس پر اجر و ثواب دیا جائے گا، ان لوگوں کو میری امّت بنا دے، اللہ تعالٰی نے فرمایا یہ تو (محبوبِ پاک) جنابِ احمد صلی اللہ علیہ وسلّم) کی امّت ہے۔ موسٰی علیہ السّلام

نے عرض کی اے میرے پروردگار! میں تورات کی تختیوں میں ایک ایسی امت کا تذکرہ پاتا ہوں جو اگر صرف نیکی کا ارادہ کریں اور اسے انجام نہ دیں گے تو بھی انہیں ایک نیکی کا بدلہ دیا جائے گا۔ اور اگر وہ اس نیکی کو کر لیں تو دس نیکیوں کا بدلہ انہیں ملے گا اُن لوگوں کو میری امت بنا دیجئے۔ اللہ کریم نے فرمایا یہ (محبوب کریم) جناب احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی امت ہے۔ موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا۔ اے میرے پروردگار میں تورات کی تختیوں میں ایک ایسی امت کا تذکرہ پاتا ہوں، اگر وہ برائی کا ارادہ کریں گے مگر اس کا ارتکاب نہ کریں گے تو اُن کی وہ برائی نہ لکھی جائے گی اور اگر وہ اس برائی کو کر لیں تو ایک ہی لکھی جائے گی، اُن لوگوں کو میری امت بنا دے۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا یہ تو (تاجدارِ عرب) جناب احمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت ہے۔

موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا، اے میرے پروردگار میں تورات کی تختیوں میں ایک ایسی امت کا تذکرہ پاتا ہوں جنہیں اگلے پچھلے علوم عطا ہوں گے اور وہ گمراہ گروہوں سے جہاد کریں گے اور مسیح دجال کو اس کے انجام تک پہنچائیں گے اُن لوگوں کو میرا امتی بنا دے فرمایا۔ یہ تو (میرے حبیب) جناب احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی امت ہے۔ اس پر موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا۔ اے میرے پروردگار! مجھے بھی جناب احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا امتی بنا دیجئے۔

اُن کا منکر دوزخ میں ....

عَنْ اَنسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اَوْحَی اللّٰہُ اِلٰی مُوْسٰی نَبِیِّ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ اَنَّہٗ مَنْ لَقِیَنِیْ وَھُوَ جَاحِدٌ بِاَحْمَدَ اَدْخَلْتُہُ النَّارَ قَالَ یَارَبِّ وَمَنْ اَحْمَدُ؟ قَالَ مَا خَلَقْتُ خَلْقًا اَکْرَمَ عَلَیَّ مِنْہُ کَتَبْتُ اِسْمَہٗ مَعَ اِسْمِیْ فِی الْعَرْشِ قَبْلَ اَنْ اَخْلُقَ السَّمٰوٰتِ

وَالْاَرْضَ ، اِنَّ الْجَنَّةَ مُحَرَّمَةٌ عَلٰى جَمِيْعِ خَلْقِىْ حَتّٰى يَدْخُلَهَا هُوَ وَ اُمَّتُهٗ قَالَ وَمَنْ اُمَّتُهٗ ؟

قَالَ الْحَمَّادُوْنَ يَحْمَدُوْنَ صَعُوْدًا وَهَبُوْطًا وَعَلٰى كُلِّ حَالٍ يَشُدُّوْنَ اَوْسَاطَهُمْ وَيُطَهِّرُوْنَ اَطْرَافَهُمْ صَائِمُوْنَ بِالنَّهَارِ رُهْبَانٌ بِاللَّيْلِ اَقْبَلُ مِنْهُمُ الْيَسِيْرَ وَاُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ بِشَهَادَةِ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ، قَالَ اجْعَلْنِىْ نَبِىَّ تِلْكَ الْاُمَّةِ :

قَالَ نَبِيُّهَا مِنْهَا قَالَ اجْعَلْنِىْ مِنْ اُمَّةِ ذٰلِكَ النَّبِىِّ قَالَ اسْتَقْدَمْتَ وَاسْتَاْخَرَ وَلٰكِنْ سَاَجْمَعُ بَيْنَكَ وَبَيْنَهٗ فِىْ دَارِ الْجَلَالِ ۔ (الخصائص الکبریٰ صفحہ ۲۳)

حضرت انس رضی اللہ عنہ، سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو وحی فرمائی کہ جو شخص جناب احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا منکر ہوگا میں اسے جہنم میں ڈالوں گا۔ حضرت موسیٰ نے پوچھا " احمد کون ہیں ؟ فرمایا وہ (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) ہیں کہ اُن سے زیادہ مکرّم و معظم میں نے کوئی مخلوق پیدا نہیں کی، جن کا نام نامی آسمان و زمین کی پیدائش سے قبل ہی میں نے عرش پر لکھ دیا، اور جنّت میں اس وقت تک کوئی نہیں داخل ہوسکتا جب تک کہ وہ خود اور اُن کی امت نہ داخل ہوجائے۔ حضرت موسیٰ علیہ السّلام نے پوچھا اُن کے امتی کیسے لوگ ہیں ؟ فرمایا : یہ لوگ خدا کی بہت حمد کرنے والے ہیں۔ ہر بلندی اور پستی پر خدا کی تعریف کرتے ہیں۔ درمیان تہبند باندھتے ہیں، وضو کرتے ہیں دن کو روزے رکھتے ہیں رات کو عبادتیں کرتے ہیں۔ میں اُن کے کم سے کم درجے کے اعمال بھی قبول کرلوں گا۔ اور انہیں صرف لآ الٰہ الا اللہ کی گواہی پر جنّت میں داخل کردوں گا۔ حضرت موسیٰ علیہ السّلام نے عرض کیا " اے اللہ! مجھے اُن لوگوں کا نبی بنا دے۔ ارشاد ہوا، اُن لوگوں کا نبی انہیں میں سے ہوگا۔ حضرت موسیٰ علیہ السّلام نے عرض کیا تو پھر مجھے

اس نبی کا امتی بنا دے۔ فرمایا وہ نبیِ محترم بعد میں آئیں گے البتہ تم جنت میں اُن کے ساتھ رہو گے۔

اُن کے وسیلے سے اندھی آنکھیں اور بھٹکے دل روشنی پائیں گے۔

عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ قَالَ لَقِيتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قُلْتُ اَخْبِرْنِيْ عَنْ صِفَةِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَجَلْ، وَاللهِ اِنَّهٗ لَمَوْصُوْفٌ فِي التَّوْرَاةِ بِبَعْضِ صِفَتِهٖ فِي الْقُرْاٰنِ (يٰاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّا اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّ نَذِيْرًا) وَحِرْزًا لِلْاُمِّيِّيْنَ، اَنْتَ عَبْدِيْ وَرَسُوْلِيْ سَمَّيْتُكَ الْمُتَوَكِّلَ لَيْسَ بِفَظٍّ وَلَا غَلِيْظٍ وَلَا صَخَّابٍ فِي الْاَسْوَاقِ وَلَا يُجْزِيْ بِالسَّيِّئَةِ السَّيِّئَةَ وَلٰكِنْ يَعْفُوْ وَيَصْفَحُ وَلَنْ يَقْبِضَهُ اللهُ حَتّٰى يُقِيْمَ بِهِ الْمِلَّةَ الْعَوْجَاءَ بِاَنْ يَّقُوْلُوْا لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَيَفْتَحُ بِهٖ اَعْيُنًا عُمْيًا وَّاٰذَانًا صُمًّا وَّقُلُوْبًا غُلْفًا۔ (الخصائص الکبریٰ ص۱۹)

حضرت عطاء بن یسار سے روایت ہے کہ میں حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے ملا اور اُن سے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصف بیان کیجئے۔ وہ کہنے لگے: اچھا! سنو، اُن کی قرآن میں بیان کردہ بعض صفات کا تذکرہ تورات میں بھی ہے، چنانچہ تورات میں ہے: "یا نبی ہم نے آپ کو شاہد، مبشر اور نذیر بنا کر بھیجا ہے۔ اور آپ اُمّی لوگوں کی پناہ گاہ ہیں۔ میرے بندے اور رسول ہیں۔ میں نے آپ کا نام متوکل رکھا ہے۔ آپ بداخلاق اور سخت نہیں ہیں۔ اور نہ آپ بازاروں میں شور کرتے ہیں آپ برائی کا بدلہ برائی سے نہیں دیتے بلکہ معاف کر دیتے ہیں اور درگزر فرماتے ہیں اور اللہ تعالیٰ آپ کو نہیں اٹھائے گا جب تک آپ کے ذریعے ٹیڑھی ملت کو سیدھا نہ کرے۔ (ملت کا

سیدھا پن یہ ہوگا کہ) وہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ پڑھنے لگ جائیں۔ اور اللہ قدوس، اس (حبیب کریم صلی اللہ علیہ وسلم) کے ذریعے سے اندھی آنکھوں کو روشنی، بہرے کانوں کو سماعتِ حق کی طاقت اور بند دِلوں کو کشادگی عطا فرمائے گا۔

امام الانبیاء کے اوصافِ کریمانہ اور اُمّت کی شانِ مومنانہ

أَخْرَجَ ابْنُ أَبِي حَاتِمٍ وَأَبُو نُعَيْمٍ عَنْ وَهْبِ بْنِ مُنَبِّهٍ قَالَ:
أَوْحَى اللّٰهُ إِلَى أَشْعِيَاءَ إِنِّي بَاعِثٌ نَبِيًّا أُمِّيًّا أَفْتَحُ بِهِ آذَانًا صُمًّا وَقُلُوبًا غُلْفًا وَأَعْيُنًا عُمْيًا مَوْلِدُهُ بِمَكَّةَ وَمُهَاجَرُهُ بِطَيْبَةَ وَمُلْكُهُ بِالشَّامِ، عَبْدِيَ الْمُتَوَكِّلُ الْمُصْطَفَى الْمَرْفُوعُ الْحَبِيبُ الْمُتَحَبِّبُ الْمُخْتَارُ لَا يَجْزِي بِالسَّيِّئَةِ السَّيِّئَةَ وَلٰكِنْ يَعْفُو وَيَصْفَحُ وَيَغْفِرُ رَحِيمًا بِالْمُؤْمِنِينَ يَبْكِي لِلْبَهِيمَةِ الْمُثْقَلَةِ وَيَبْكِي لِلْيَتِيمِ فِي حِجْرِ الْأَرْمَلَةِ، لَيْسَ بِفَظٍّ وَلَا غَلِيظٍ وَلَا صَخَّابٍ فِي الْأَسْوَاقِ وَلَا مُتَزَيِّنٍ بِالْفُحْشِ وَلَا قَوَّالٍ بِالْخَنَاءِ لَوْ يَمُرُّ إِلَى جَنْبِ السِّرَاجِ لَمْ يُطْفِئْهُ مِنْ سَكِينَتِهِ وَلَوْ يَمْشِي عَلَى الْقَصَبِ الرَّعْرَاعِ يَعْنِي الْيَافِعَ لَمْ يُسْمَعْ مِنْ تَحْتِ قَدَمَيْهِ۔ أَبْعَثُهُ مُبَشِّرًا وَّنَذِيرًا، أُسَدِّدُهُ لِكُلِّ جَمِيلٍ وَأَهَبُ لَهُ كُلَّ خُلُقٍ كَرِيمٍ أَجْعَلُ السَّكِينَةَ لِبَاسَهُ وَالْبِرَّ شِعَارَهُ وَالتَّقْوَى ضَمِيرَهُ وَالْحِكْمَةَ مَعْقُولَهُ وَالصِّدْقَ وَالْوَفَاءَ طَبِيعَتَهُ، وَالْعَفْوَ وَالْمَغْفِرَةَ وَالْمَعْرُوفَ خُلُقَهُ وَالْعَدْلَ سِيرَتَهُ وَالْحَقَّ شَرِيعَتَهُ وَالْهُدَى إِمَامَهُ وَالْإِسْلَامَ مِلَّتَهُ وَأَحْمَدُ اسْمَهُ أَهْدِي بِهِ مِنْ بَعْدِ الضَّلَالَةِ وَأُعَلِّمُ بِهِ بَعْدَ الْجَهَالَةِ وَأَرْفَعُ بِهِ بَعْدَ الْخَالَةِ وَأُسَمِّي بِهِ بَعْدَ النَّكِرَةِ وَأُكَثِّرُ بِهِ بَعْدَ الْقِلَّةِ وَأُغْنِي بِهِ بَعْدَ الْعَيْلَةِ وَأَجْمَعُ

بِهٖ بَعْدَ الْفُرْقَةِ وَاُؤَلِّفُ بِهٖ بَيْنَ قُلُوْبٍ وَّاَهْوَاءٍ مُّتَشَتِّتَةٍ وَّاُمَمٍ مُّخْتَلِفَةٍ وَّاَجْعَلُ اُمَّتَهٗ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ اَمْرًا بِالْمَعْرُوْفِ وَّنَهْيًا عَنِ الْمُنْكَرِ وَتَوْحِيْدًا لِّيْ وَاِيْمَانًا بِيْ وَاِخْلَاصًا لِّيْ وَتَصْدِيْقًا لِّمَا جَآءَتْ بِهٖ رُسُلِيْ وَهُمْ رُعَاةُ الشَّمْسِ طُوْبٰى لِتِلْكَ الْقُلُوْبِ وَالْوُجُوْهِ وَالْاَرْوَاحِ الَّتِيْ اَخْلَصَتْ لِيْ اُلْهِمُهُمُ التَّسْبِيْحَ وَالتَّكْبِيْرَ وَالتَّحْمِيْدَ وَالتَّوْحِيْدَ فِيْ مَسَاجِدِهِمْ وَمَجَالِسِهِمْ وَمَضَاجِعِهِمْ وَمُتَقَلَّبِهِمْ وَمَثْوَاهُمْ وَيَصُفُّوْنَ فِيْ مَسَاجِدِهِمْ كَمَا تَصُفُّ الْمَلَآئِكَةُ حَوْلَ عَرْشِيْ ـ هُمْ اَوْلِيَآئِيْ وَاَنْصَارِيْ اَنْتَقِمُ بِهِمْ مِنْ اَعْدَآئِيْ عَبَدَةِ الْاَوْثَانِ يُصَلُّوْنَ لِيْ قِيَامًا وَّقُعُوْدًا وَّرُكَّعًا وَّسُجَّدًا وَّيَخْرُجُوْنَ مِنْ دِيَارِهِمْ وَاَمْوَالِهِمْ اِبْتِغَآءَ مَرْضَاتِيْ اُلُوْفًا وَّيُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِيْ صُفُوْفًا وَّزُحُوْفًا اَخْتِمُ بِكِتَابِهِمُ الْكُتُبَ وَبِشَرِيْعَتِهِمُ الشَّرَآئِعَ وَبِدِيْنِهِمُ الْاَدْيَانَ فَمَنْ اَدْرَكَهُمْ فَلَمْ يُؤْمِنْ بِكِتَابِهِمْ وَلَمْ يَدْخُلْ فِيْ دِيْنِهِمْ وَشَرِيْعَتِهِمْ فَلَيْسَ مِنِّيْ وَهُوَ مِنِّيْ بَرِيْءٌ وَّاَجْعَلُهُمْ اَفْضَلَ الْاُمَمِ وَاَجْعَلُهُمْ اُمَّةً وَّسَطًا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ اِذَا غَضِبُوْا هَلَّلُوْنِيْ وَاِذَا قُبِضُوْا كَبَّرُوْنِيْ وَاِذَا تَنَازَعُوْا سَبَّحُوْنِيْ ـ يُطَهِّرُوْنَ الْوُجُوْهَ وَالْاَطْرَافَ وَيَشُدُّوْنَ الثِّيَابَ اِلَى الْاَنْصَافِ وَيُهَلِّلُوْنَ عَلَى التِّلَالِ وَالْاَشْرَافِ قُرْبَانُهُمْ دِمَاؤُهُمْ وَاَنَاجِيْلُهُمْ صُدُوْرُهُمْ ، رُهْبَانًا بِاللَّيْلِ لُيُوْثًا بِالنَّهَارِ يُنَادِيْهِمْ مُنَادِيْهِمْ فِيْ جَوِّ السَّمَآءِ ، لَهُمْ دَوِيٌّ كَدَوِيِّ النَّحْلِ طُوْبٰى لِمَنْ كَانَ مَعَهُمْ وَعَلٰى دِيْنِهِمْ وَمَنَاهِجِهِمْ وَشَرِيْعَتِهِمْ ذٰلِكَ فَضْلِيْ اُوْتِيْهِ مَنْ اَشَآءُ وَاَنَا ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ـ

(الخصائص الکبریٰ ص ۲۳/۲۴)

ابن ابی حاتم اور ابو نعیم وہب بن منبّہ سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت اشعیاء علیہ السّلام (نبی) کی طرف وحی فرمائی کہ میں ایک نبی اُمّی بھیجوں گا جس کے ذریعے میں بہرے کانوں، بند دلوں اور اندھی آنکھوں کو کھولوں گا، وہ نبی مکہ میں پیدا ہوں گے مدینہ کی جانب ہجرت کریں گے اور ان کی مملکت شام تک ہوگی۔ میرے اس (خاص) بندے کے نام متوکل، مصطفیٰ، مرفوع، حبیب، محبوب اور مختار ہوں گے۔ برائی کا بدلہ برائی سے نہیں دیں گے مگر معاف فرمادیں گے اور درگزر کردیں گے مومنوں پر بڑے رحم کرنے والے ہوں گے۔ جانوروں پر لوجھ لدا دیکھ کر اور یتیم کو بیوہ کی گود میں دیکھ کر آبدیدہ ہوجائیں گے۔ نہ ترش رُو ہیں نہ سخت مزاج ہیں۔ بازاروں میں شور کرنے والے نہیں۔ نازیبا اور ناشائستہ باتیں نہیں فرماتے اس قدر باوقار ہیں کہ اگر چراغ کے پہلو سے گزریں تو اس کی لو نہ بھڑکے اور اگر بانس (خشک کانے یا نرٹ وغیرہ) پر چلیں تو قدموں سے آواز پیدا نہ ہو۔

آپ بشیر و نذیر ہیں، ہر خوبی کیلئے آمادہ ہر پسندیدہ خلق سے آراستہ، وقار آپ کا لباس، نیکی آپ کا شعار، تقویٰ آپ کا ضمیر، دانائی آپ کی عقلمندی، صدق و وفا آپ کی طبیعت، عفو و بھلائی آپ کی عادت، انصاف آپ کی سیرت حق آپ کی شریعت، ھدایت آپ کی رہنما، اسلام آپ کی ملّت اور احمد آپ کا نام ہے۔ میں آپ کے ذریعے گمراہوں کو ھدایت اور بے علموں کو علم عطا کروں گا اور آپ کے ذریعے سے پست لوگوں کو بلندی دوں گا۔ غیر معروف لوگوں کو عزت دوں گا، کم مایہ لوگوں کو مالِ کثیر دوں گا، ناداروں کو تونگر بناؤں گا، جدائی کے بعد ملاؤں گا اور مختلف خیالات رکھنے والے لوگوں اور مختلف قوموں کو باہم ملاؤں گا اور آپ کی امت کو بہترین امت بناؤں گا جو لوگوں کو نیکی کا

حکم دیں گے اور برائیوں سے روکیں گے۔ مجھ پر اور میری توحید پر پکا سچا ایمان رکھیں گے۔ میرے تمام رسولوں کی کتابوں پر ایمان لائیں گے۔ اور یہ لوگ اوقات کا (نمازوں کے لیے) خیال رکھیں گے۔

قابلِ مبارکباد ہیں وہ دل، وہ چہرے اور وہ ارواح جو میرے لئے ہو گئے میں اُن لوگوں کو الہام کروں گا جو کہ اپنی مسجدوں میں، اپنی مجالس میں، اپنی خواب گاہوں میں اور اپنے ٹھکانوں میں ہر وقت میری تسبیح، تحمید، تکبیر اور توحید بیان کرتے ہیں، یہ لوگ نمازوں میں ایسے صفیں بنائیں گے جیسے فرشتے میرے عرش کے گرد صفیں بناتے ہیں۔ یہ لوگ میرے دوست اور انصار ہیں۔ میں اُن کے ذریعے اپنے دشمن بُت پرستوں سے انتقام لوں گا۔

یہ لوگ قیام، قعود، رکوع اور سجود کی حالت میں میری نماز ادا کرتے ہیں۔ ہزاروں کی تعداد میں میری خاطر اپنی جان و مال لٹانے کیلئے نکلتے ہیں اور میرے راستے میں صفیں بنا کر لڑتے ہیں۔ ان کی کتاب آخری، ان کی شریعت آخری اور ان کا دین آخری ہو گا۔

پس جو شخص اس امت کے زمانے میں آیا اور اُن کی کتاب، شریعت اور اُن کے دین پر ایمان نہ لایا اس کا مجھ سے کوئی تعلق نہیں۔ وہ مجھ سے بیزار (میں اُس سے بیزار)

میں اُن لوگوں (امتِ محمدیہ) کو تمام قوموں میں بہترین اور امتِ وسط بناؤں گا۔ اور یہ لوگوں پر روزِ قیامت گواہ ہوں گے، ان لوگوں کی شان یہ ہے کہ جب یہ غصے میں آتے ہیں تو لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کہتے ہیں، کسی بات پر ناگواری محسوس کرتے ہیں تو اللہ اکبر کہتے ہیں، اور ان میں جب کوئی نزاع پیدا ہو جاتا ہے تو سبحان اللہ کہتے ہیں۔ منہ اور ہاتھ پیروں کو دھوتے ہیں اور تہبند

درمیان میں باندھتے ہیں۔ بلندیوں پر چڑھتے ہوئے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کہتے ہیں۔ اللہ کی راہ میں اپنی جانیں قربان کرتے ہیں اُن کی انجیلیں (قرآن کریم) ان کے سینوں میں محفوظ ہے۔ یہ رات کو گوشہ نشینی میں عبادت کرنے والے اور دن کو شیروں کی طرح بہادری رکھنے والے ہیں۔

ان کے موذن فضاؤں میں اپنی پکار (اذان) بلند کرتے ہیں۔ ان کی تلاوت کی ایسی گونج ہوتی ہے جیسے شہد کی مکھیوں کی۔ وہ شخص شادکام ہے جو ان کے ساتھ ہے اور اُن کے دین اور ان کی شریعت کو ماننے والا ہے۔ یہ میرا انعام ہے جسے چاہوں عطا کروں اور میرے انعامات کی وسعتوں کی کوئی انتہا نہیں ہے۔

؎ عرش پہ تازہ چھیڑ چھاڑ، فرش پہ طُرفہ دُھوم دھام
کان جدھر لگائیے، تیری ہی داستان ہے
وہ جو نہ تھے تو کچھ نہ تھا، وہ جو نہ ہوں تو کچھ نہ ہو
جان ہیں وہ جہان کی، جان ہے تو جہان ہے
خوف نہ رکھ رضاؔ ذرا، تُو تو ہے عبدِ مصطفےٰ
تیرے لیئے امان ہے! تیرے لیے امان ہے!

○

تورات میں نعتِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

اَخرج اَحمد و ابن سعد، عَنْ اَبِی صخر العقیلی قَالَ حَدَّثَنِیْ رَجُلٌ مِّنَ الْاَعْرَابِ قَالَ مَرَّ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم بِیَهُوْدِیٍّ مَعَهٗ سِفْرٌ فِیْهِ التَّوْرَاةُ یَقْرَؤُهَا عَلَی ابْنٍ لَهٗ مَرِیْضٍ فَقَالَ لَهُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَا یَهُوْدِیُّ نَشَدْتُكَ بِالَّذِیْ اَنْزَلَ التَّوْرَاةَ عَلٰی مُوْسٰی

اَ تَجِدُ فِی تَوْرَاتِكَ نَعْتِی وَصِفَتِی وَمَخْرَجِی؟ فَاَوْمَأَ بِرَاْسِهٖ اَنْ لَا فَقَالَ ابْنُهٗ لٰكِنِّیْ اَشْهَدُ بِالَّذِیْ اَنْزَلَ التَّوْرَاةَ عَلٰی مُوْسٰی اَنَّهٗ لَیَجِدُ نَعْتَكَ وَزَمَانَكَ وَصِفَتَكَ وَمَخْرَجَكَ فِی كِتَابِهٖ وَاَنَا اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَقِیْمُوا الْیَهُوْدِیَّ عَنْ صَاحِبِكُمْ وَقُبِضَ الْفَتٰی فَصَلّٰی عَلَیْهِ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

(الخصائص الکبریٰ ص ۳ ۱)

احمد اور ابن سعد ابو صخر عقیلی سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ مجھ سے ایک اعرابی نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، ایک یہودی کے پاس سے گزرے، اس کا بیٹا بیمار تھا اور وہ اس کے قریب بیٹھا تورات پڑھ رہا تھا۔ آپ نے فرمایا: میں تجھے اس خدا کی قسم دے کر پوچھتا ہوں، جس نے موسیٰ پر توراۃ نازل فرمائی کہ کیا اپنی تورات میں تو میری نعت، صفات اور میری بعثت کا ذکر پایا ہے؟ اس نے نفی میں سر ہلایا، اس پر اس کا بیٹا بولا، مگر میں اس خدا کو گواہ بنا کر کہتا ہوں جس نے موسیٰ پر تورات نازل کی، کہ میرا باپ آپ کی نعت، صفات اور آپ کی بعثت کا ذکر تورات میں پاتا ہے، اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور آپ اللہ کے رسول ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودی کو اس کے پاس سے اٹھا دیا اس کے بعد وہ لڑکا فوت ہو گیا۔ آپ نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی۔



حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر، ذکرِ حق تعالیٰ ہے:

قرآن پاک میں ہے: اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ: (رعد-۲۸)

خبردار اللہ کے ذکر سے دلوں کو اطمینان حاصل ہوتا ہے۔

حضرت امام قاضی عیاض فرماتے ہیں:

عَنْ مُجَاهِدٍ فِيْ قَوْلِهٖ تَعَالٰى، اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ، قَالَ بِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَصْحَابِهٖ۔ (شفا شریف ص۱۸)

صحابیٔ رسول حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے شاگردِ خاص، تابعیِ کبیر امام تفسیر حضرت مجاہد (متولد ۲۱ھ، متوفی ۱۰۲ یا ۱۰۴ھ) نے اللہ تعالیٰ کے اس قول کی تفسیر میں فرمایا کہ ذکر اللہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب مراد ہیں یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کے ذکرِ پاک سے دلوں کو اطمینان حاصل ہوتا ہے۔ (زرقانی شرح مواہب ص۱۳۰/۳، درمنثور ص۵۸/۴، تفسیر ابن جریر ص۹۸/۱۳، نسیم الریاض ص۱۴۲/۱)

فضائل و کمالات دو طرح کے ہوتے ہیں:

ایک علمی، دوسرے عملی — اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں کمال کو عظیم فرمایا:—

ملاحظہ ہو حضور سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے کمالِ علمی کا ذکر: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا: (النسآء-۱۱۳)

اور اللہ نے تم پر کتاب اور حکمت اُتاری اور تمہیں سکھا دیا جو کچھ تم نہ جانتے تھے اور اللہ کا تم پر فضلِ عظیم ہے۔

کمالاتِ عملی ، وَاِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ (القلم) اور بے شک تمہاری خُو (خصلت) بڑی شان کی ہے۔

اس آیت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کریمانہ، سیرت و کردار کو عظیم فرمایا گیا۔ یعنی آپ کے علمی کمالات بھی عظیم ہیں اور عملی کمالات بھی عظیم ہیں ؎

تیرے خُلق کو حق نے عظیم کہا ○ تیری خَلق کو حق نے جمیل کیا
کوئی تجھ سا ہوا ہے نہ ہوگا، شہا ○ تیرے خالقِ حسن و ادا کی قسم
وہ خُدا نے ہے مرتبہ تجھ کو دیا ○ نہ کسی کو ملے، نہ کسی کو ملا
کہ کلام مجید نے کھائی شہا ○ تیرے شہر و کلام و بقا کی قسم!

(حدائقِ بخشش)

جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کمالاتِ علمیہ و عملیہ، دونوں کو اللہ عظیم و اعظم نے عظیم فرمایا تو اب کون ہے؟ جو ربِّ عظیم کے بیان کردہ عظیم کمالات کا شمار کر سکے۔ نیز امّ المومنین سیدہ عائشہ صدّیقہ رضی اللہ عنہا سے خلقِ عظیم کی تفسیر میں منقول ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا خلق قرآن ہے۔ (مسندِ امام اعظم ص۱۸۱)

تو جیسا قرآن کے عجائبات غیر محدود ہیں اسی طرح حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فضائل بھی غیر محدود ہیں۔ (مقامِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم)

بَلَغَ الْعُلٰی بِکَمَالِہٖ ۔ کَشَفَ الدُّجٰی بِجَمَالِہٖ
حَسُنَتْ جَمِیْعُ خِصَالِہٖ ۔ صَلُّوْا عَلَیْہِ وَآلِہٖ

نورِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکرِ جمیل

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :

قَدْ جَاءَکُمْ مِّنَ اللّٰہِ نُوْرٌ وَّکِتَابٌ مُّبِیْنٌ ○

بے شک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور آیا اور روشن کتاب ۔

● اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نور سے تعبیر فرمایا ہے ۔

تفاسیر کے حوالے :

تفسیر ابن عباس : قَدْ جَاءَکُمْ مِّنَ اللّٰہِ نُوْرٌ رَسُوْلٌ یَعْنِیْ مُحَمَّدًا صلی اللہ علیہ وسلم (ص ۲)

بے شک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور یعنی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے ۔

تفسیر ابن جریر : " قَدْ جَاءَکُمْ مِّنَ اللّٰہِ نُوْرٌ وَّکِتَابٌ مُّبِیْنٌ "

مِنَ اللّٰہِ نُوْرٌ یَعْنِیْ بِالنُّوْرِ مُحَمَّدًا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الَّذِیْ اَنَارَ اللّٰہُ بِہِ الْحَقَّ وَاَظْہَرَ بِہِ الْاِسْلَامَ وَمَحَقَ بِہِ الشِّرْکَ فَہُوَ نُوْرٌ لِّمَنِ اسْتَنَارَ بِہٖ یُبَیِّنُ الْحَقَّ .... قَدْ جَاءَکُمْ مِّنَ اللّٰہِ تَعَالٰی اَلنُّوْرُ الَّذِیْ اَنَارَ لَکُمْ بِہٖ مَعَالِمَ الْحَقِّ وَکِتَابٌ مُّبِیْنٌ یَعْنِیْ کِتَابًا ۔

(تفسیر ابن جریر الجزو السادس ص ۱۶۱)

بے شک آ گیا تمہارے پاس اللہ کی طرف سے نور، یعنی نور سے مراد ہیں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم، (آپ وہ نور ہیں) جس کے ذریعے اللہ قدوس نے حق کو روشن فرمایا ہے اور اسلام کو غلبہ عطا فرمایا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے شرک کو مٹایا ہے ۔ آپ نور ہیں اس کے لیے جو بھی آپ سے روشنی چاہے آپ حق کو واضح فرماتے ہیں ۔

تفسیر خازن : (قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ) یَعْنِیْ مُحَمَّدًا صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّم اِنَّمَا سَمَّاهُ اللّٰهُ نُوْرًا لِاَنَّهٗ یُهْتَدٰی بِهٖ كَمَا یُهْتَدٰی بِالنُّوْرِ فِی الظَّلَامِ ۔ (تفسیر خازن ص ۴۴۳/۱)

بیشک آیا تمہارے پاس اللہ کی طرف سے نور، یعنی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اسمِ مبارک نور اس لیے رکھا ہے کہ جس طرح نور سے اندھیروں میں راہ پائی جاتی ہے اسی طرح آپ کی ذاتِ مبارکہ کے نور سے راہِ ہدایت نصیب ہوتی ہے۔

تفسیر روح البیان : (قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّكِتٰبٌ مُّبِیْنٌ) وَ قِیْلَ الْمُرَادُ بِالْاَوَّلِ هُوَ الرَّسُوْلُ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّم وَبِالثَّانِی الْقُرْاٰنُ:

بیشک آگیا تمہارے پاس اللہ کی طرف سے نور اور کتاب مبین، ۔۔۔ کہا گیا کہ اول نور سے مراد محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور ثانی یعنی کتاب سے مراد قرآن مجید ہے۔

نیز فرماتے ہیں : سُمِّیَ الرَّسُوْلُ نُوْرًا لِاَنَّ اَوَّلَ شَیْءٍ اَظْهَرَهُ الْحَقُّ بِنُوْرِ قُدْرَتِهٖ مِنْ ظُلْمَةِ الْعَدَمِ كَانَ نُوْرُ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّم كَمَا قَالَ ۔ اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰهُ نُوْرِیْ ۔ (تفسیر روح البیان ص ۳۶۹-۳۷۰/۲)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام مبارک نور اس لیے رکھا گیا، کیونکہ جس چیز کو اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت سے سب سے اول ظاہر فرمایا وہ نور مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے جیسا کہ آپ کا ارشاد ہے کہ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے جو چیز پیدا فرمائی وہ میرا نور ہے

تفسیر کبیر : "قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّكِتٰبٌ مُّبِیْنٌ" فِیْهِ اَقْوَالٌ اَلْاَوَّلُ اَنَّ الْمُرَادَ بِالنُّوْرِ مُحَمَّدٌ (صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّم) وَبِالْكِتٰبِ الْقُرْاٰنِ:

(تفسیر کبیر ص ۱۸۹/۱۱)

اور بے شک آگیا تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور اور کتاب مبین ۔۔۔ اس

میں کئی اقوال ہیں۔

پہلا قول یہ ہے کہ اس آیت میں نور سے مراد حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور کتاب سے مراد قرآن مجید ہے۔

تفسیر روح المعانی: (قَدْ جَاءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ) عَظِيْمٌ وَهُوَ نُوْرُ الْاَنْوَارِ وَالنَّبِيُّ الْمُخْتَارُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم ۔ (تفسیر روح المعانی ص۹۷ ج۶)

بے شک آ گیا تمہارے پاس اللہ کی طرف سے نور جو کہ عظیم نور ہے، وہ نور الانوار، نبی مختار محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات ہے۔

تفسیر معالم التنزیل: قَدْ جَاءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ يَعْنِيْ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم (تفسیر معالم التنزیل ص۲۲ ج۲)

بے شک آ گیا تمہارے پاس اللہ کی طرف سے نور یعنی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

تفسیر جلالین: قَدْ جَاءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ هُوَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم (تفسیر جلالین ص۹۷)

بے شک آیا تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور، وہ نور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

تفسیر بیضاوی: قَدْ جَاءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ يُرِيْدُ بِالنُّوْرِ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم ۔ (تفسیر بیضاوی ص۹۲)

نور سے مراد حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

تفسیر مدارک: قَدْ جَاءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَالنُّوْرُ مُحَمَّدٌ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ لِاَنَّهٗ يُهْتَدٰى بِهٖ كَمَا سُمِّيَ سِرَاجًا ۔ (تفسیر مدارک ص۲۰۶ ج۱)

بے شک آیا تمہارے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے نور، اور نور سے مراد حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں کیونکہ اُن کی نورانیت سے ہدایت حاصل ہوتی ہے جیسا کہ اُن کا نام مبارک رکھا گیا ہے "سراجًا"

تفسیر سراج المنیر: قَدْ جَاءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ، هُوَ مُحَمَّدٌ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ۔ (تفسیر سراج المنیر ص۳۶۰)

بے شک آ گیا تمہارے پاس اللہ کی طرف سے نور، وہ نور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

تفسیر ابو سعود: قَدْ جَاءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّكِتَابٌ مُّبِيْنٌ " قِيْلَ الْمُرَادُ بِالْاَوَّلِ هُوَ الرَّسُوْلُ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ وَبِالثَّانِيْ الْقُرْاٰنُ (تفسیر ابو سعود ص۳۶)

بے شک آ گیا تمہارے پاس اللہ کی طرف سے نور اور روشن کتاب، کہا گیا ہے کہ اول نور سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور دوسرے یعنی کتاب سے مراد قرآن مجید ہے۔

تفسیر صاوی: قَدْ جَاءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ۔ وَهُوَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم وَسُمِّيَ نُوْرًا لِاَنَّهٗ يُنَوِّرُ الْبَصَائِرَ وَيَهْدِيْهَا لِلْاِرْشَادِ وَلِاَنَّهٗ اَصْلُ كُلِّ نُوْرٍ حِسِّيٍّ وَّمَعْنَوِيٍّ۔ (تفسیر صاوی ص۱۷۵)

بے شک آ گیا تمہارے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے نور اور وہ نور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں۔ آپ کا اسم مبارک نور اس لیے رکھا گیا ہے کہ آپ دلوں کو نور بصیرت بخشتے ہیں اور انکو راہ ہدایت کی رہنمائی فرماتے ہیں کیونکہ آپ ہر حسی اور معنوی نور کی اصل اور بنیاد ہیں

تفسیر مظہری: قَدْ جَاءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ يَعْنِيْ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوِ الْاِسْلَامِ (تفسیر مظہری ص۶۷ ج۳)

یعنی آ گیا تمہارے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے نور "یعنی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا اسلام

تفسیر حسینی: قَدْ جَاءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّكِتَابٌ مُّبِيْنٌ، گفتہ اند نور حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم است و کتاب مبین قرآن است (تفسیر حسینی ص۱۴۰ ج۱)

مفسرین کہتے ہیں کہ نور سے مراد حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور کتاب مبین سے مراد قرآن مجید ہے۔

شفا شریف، قَدْ سَمَّاہُ اللّٰہُ تَعَالیٰ فِی الْقُرْآنِ نُوْرًا وَّسِرَاجًا مُّنِیْرًا فَقَالَ اللّٰہُ تَعَالیٰ قَدْ جَآءَکُمْ مِّنَ اللّٰہِ نُوْرٌ وَّکِتَابٌ مُّبِیْنٌ ۔

بے شک اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں آپ کا اسم گرامی نور اور سراجًا منیرًا رکھا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے بے شک آگیا تمہارے پاس اللہ کی طرف سے نور اور روشن کتاب۔

● یہ تفسیریں بھی ملاحظہ ہوں

تفسیر ثنائی : مولوی ثناء اللہ امرتسری غیر مقلد لکھتے ہیں :۔

قَدْ جَآءَکُمْ مِّنَ اللّٰہِ نُوْرٌ وَّکِتَابٌ مُّبِیْنٌ ۔ تمہارے پاس اللہ کا نور، محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور روشن کتاب قرآن شریف آئی۔ (تفسیر ثنائی سورۃ المائدہ ص۱۳۱ بر حاشیہ)

تفسیر محمدی : حافظ محمد لکھوکے والے (غیر مقلد) لکھتے ہیں کہ نور سے مراد محمد یا اسلام، جو دین ربانی۔ (تفسیر محمدی ص۲۳ منزل دوم)

تبویب القرآن : مولوی وحید الزمان سرخیل غیر مقلدین، قَدْ جَآءَکُمْ مِّنَ اللّٰہِ نُوْرٌ وَّکِتَابٌ مُّبِیْنٌ، آیت کا ترجمہ لکھ کر لفظ نور سے مراد، کے متعلق نشان دہی حاشیہ پر کرتے ہوئے رقمطراز ہیں کہ حضرت محمد یا دین اسلام،

(تبویب القرآن ص۱۴۹)

شرح اسماء الحسنیٰ : میں وہابیہ کے مستند اور محقق مولوی قاضی سلیمان منصورپوری لکھتے ہیں کہ قَدْ جَآءَکُمْ مِّنَ اللّٰہِ نُوْرٌ وَّکِتَابٌ مُّبِیْنٌ، اس آیت میں وجود باجود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو نور بتلایا گیا ہے۔

(شرح اسماء الحسنیٰ ص۵۱)

● اللہ تعالیٰ نور ہے اور اس نے اپنے رسول کو نور بنا کر بھیجا ہے۔

(شرح اسماء الحسنیٰ ص۱۵۳)

غیر مقلدین کے امام و محقق قاضی سلیمان منصورپوری لکھتے ہیں — کہ اسی

کا مبارک نام سورۃ المائدہ میں نور بتلایا گیا ہے۔

قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّكِتٰبٌ مُّبِيْنٌ ، خازن ومعالم میں نور کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی ذات بتایا ہے۔ حضور ہی وضوح امر اور تبیینِ نبوت میں نور ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی تعلیم تنویرِ قلوب کے لیے نور ہے۔ (رحمۃ للعالمین صـ۱۹۳-۱۹۴ ج۲)

ترجمانُ القرآن : جو کہ نواب صدیق حسن خاں بھوپالوی کی اُردو تفسیر ہے اسی آیت کے تحت لکھتے ہیں کہ زجاج نے کہا، مراد نور سے حضرت ہیں یا اسلام یا قرآن ـــــ (تفسیر ترجمان القرآن)

تفسیرِ عثمانی : دیوبندیوں کے شیخ الاسلام مولوی شبیر احمد عثمانی ، قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّكِتٰبٌ مُّبِيْنٌ ، کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ شاید نور سے خود نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) اور کتاب مبین سے قرآن کریم مراد ہے۔

(تفسیر عثمانی صـ۱۹۳ برحاشیہ)

مولوی اشرف علی تھانوی : جو کہ طائفہ دیوبندیہ کے نہایت ہی مقتدر فرد، محدث اور مفسر ہیں بلکہ مجدد اور حکیم الامت کے القاب سے پکارے جاتے ہیں۔ قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّكِتٰبٌ مُّبِيْنٌ ، کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ یہ ایک مختصر سی آیت ہے اس میں حق سبحانہ وتعالیٰ نے اپنی دونوں نعمتوں میں سے ایک تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود باجود ہے اور دوسری نعمت قرآن مجید کا نزول ہے۔ ایک کو لفظِ نور سے ذکر فرمایا ہے اور دوسرے کو کتاب کے عنوان سے ارشاد فرمایا ہے۔

اور یہ توجیہ اس آیت کی ایک تفسیر کی بنا پر ہے یعنی جبکہ نور سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کا وجودِ موجود مراد لیا جائے۔ (اشرف المواعظ ص۱۴۸)

مولوی اشرف علی تھانوی اپنے رسالہ "النور" میں تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ قَدْ جَاءَکُمْ مِّنَ اللّٰہِ نُوْرٌ وَّ کِتَابٌ مُّبِیْنٌ کی ایک تفسیر یہ ہے کہ نور سے مراد حضور ہوں۔ اس تفسیر کی وجہ یہ ہے کہ اس سے اوپر بھی قَدْ جَاءَکُمْ رَسُوْلُنَا فرمایا ہے۔ تو یہ قرینہ ہے اس پر کہ دونوں جگہ جَاءَکُمْ کا فاعل ایک ہو۔
(رسالہ النور ص۳۱)

تھانوی صاحب مزید لکھتے ہیں کہ اب لیجئے کہ نور کی حقیقت ہے ظاہر بنفسہٖ مظہر لغیرہٖ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان منظر کے بہت مناسب ہے کہ مراد نور سے آپ ہوں۔ (رسالہ النور ص۳۱) بحوالہ الانوار المحمدیہ از علامہ ضیاء اللہ قادری سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا عقیدہ مبارکہ

حضور سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-
اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰہُ نُوْرِیْ : (یعنی) سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے جو چیز پیدا فرمائی وہ میرا نور تھا۔ ؎۱

؎۱ زرقانی شرح مواہب ص۲۷ ج۱
○ تفسیر روح البیان ص۳۷۰ ج۲
○ فتاویٰ رشیدیہ ص۱۳۴
○ مرقات شرح مشکوٰۃ ص۱۴۰ ج۱
○ شرح شفاء للقاری ص۴۱۶ ج۲
○ شواہد النبوۃ للجامی ص۶
○ مدارج النبوۃ ص۲ ج۲
○ بیان المیلاد النبوی ص۲۴
○ جواہر البحار صفحہ نمبر ۱۹۱ جلد ۲
○ المواہب اللدنیہ ص۲۷ ج۱
○ المیلاد النبوی للجوزی ص۲۳-۲۴
○ فیوض الحرمین (شاہ ولی اللہ) ص۹۷
○ مکتوبات امام ربانی صفحہ نمبر ۲۳۱-۲۳۷ جلد ۳ مکتوب نمبر ۱۲۲

حدیثِ جابر رضی اللہ عنہ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کی کہ اللہ تعالیٰ نے سب اشیاء سے پہلے کس شے کو پیدا فرمایا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

یَا جَابِرُ اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی خَلَقَ قَبْلَ الْاَشْیَاءِ نُوْرَ نَبِیِّکَ مِنْ نُوْرِہٖ ؎	اے جابر بے شک اللہ قدوس نے سب اشیاء سے پہلے تیرے نبی کا نور اپنے نور سے پیدا فرمایا۔

حضرت سیدنا امام زین العابدین رضی اللہ عنہ اپنے والد گرامی سید الشہداء حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ سے اور وہ اپنے والد کریم حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ سے نقل فرماتے ہیں کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

کُنْتُ نُوْرًا بَیْنَ یَدَیْ رَبِّیْ قَبْلَ خَلْقِ اٰدَمَ	میں آدم علیہ السلام کے پیدا ہونے سے چودہ ہزار سال پہلے اپنے رب

(گذشتہ سے پیوستہ) نشر الطیب صفحہ ۴-۱۲-۸۲-۲۲۵ ○ بہشتی زیور (تھانوی) ص۴۶

○ فتاویٰ رشیدیہ ص۱۳۴ ○ الشہاب الثاقب ص۴۷

○ رسالہ یکروزہ (اسمٰعیل دہلوی) بحوالہ رضائے مصطفےٰ جلد ۷/ ۲۲ ربیع الآخر ۱۳۸۵ھ

(از مقام رسول) علامہ منظور احمد فیضی

؎ مصنف عبدالرزاق ○ شرح زرقانی علی المواہب ص۴۶

○ سیرت حلبیہ ص۳۷ ○ مطالع المسرات ص۲۱۰

○ حجۃ اللہ علی العالمین ص۲۸ ○ نشر الطیب (از اشرف علی تھانوی) ص۲۵

بِاَرْبَعَۃِ عَشَرَ اَلْفَ عَامٍ : | کے حضور میں ایک نور تھا۔

مواہب لدنیہ صہ ۱۰ ، شرح زرقانی علی المواہب ۴۹ ، تفسیر روح البیان صہ ۳۷۰
حجۃ اللہ علی العالمین صہ ۲۱۶ ، نشر الطیب (از اشرف علی تھانوی) صہ ۷

شام کے محل چمک اُٹھے :

عَنِ الْعِرْبَاضِ بْنِ سَارِیَۃَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم، قَالَ اِنِّیْ عَبْدُ اللّٰہِ وَخَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ وَاِنَّ اٰدَمَ لَمُنْجَدِلٌ فِیْ طِیْنَتِہٖ وَسَاُخْبِرُکُمْ عَنْ ذَالِکَ دَعْوَۃُ اَبِیْ اِبْرَاھِیْمَ وَبِشَارَۃُ عِیْسٰی وَرُؤْیَا اُمِّیَ الَّتِیْ رَاَتْ وَکَذَالِکَ اُمَّھَاتُ النَّبِیِّیْنَ یَرَیْنَ وَاِنَّ اُمَّ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم رَاَتْ حِیْنَ وَضَعَتْہُ نُوْرًا اَضَاءَتْ لَہٗ قُصُوْرُ الشَّامِ :

(الخصائص الکبریٰ صہ ۴۷ ، دلائل النبوۃ للبیہقی صہ ۸۳ ، مشکوٰۃ صہ ۵۱۳)

حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ، سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا: میں اللہ کا بندہ ہوں اور اس وقت سے خاتم النبیین ہوں جب حضرت آدم اپنی مٹی میں زیر ترکیب تھے۔

میرے لیے حضرت ابراہیم نے دُعا کی۔ اور حضرت عیسٰی نے بشارت دی اور میری والدہ نے خواب دیکھا جیسا کہ تمام انبیاء کی ماؤں کو ایسے خواب نظر آتے ہیں۔ آپ کی والدہ نے آپ کی پیدائش کے وقت ایک نور دیکھا، جس سے شام کے محل چمک اُٹھے۔

حضرت آدم علیہ السلام اور نورِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَمَّا خَلَقَ اللّٰهُ اٰدَمَ اَرَاهُ بَنِیْهِ فَجَعَلَ یَرٰی فَضَائِلَ بَعْضِهِمْ عَلٰی بَعْضٍ فَرَاٰی نُوْرًا سَاطِعًا فِیْ اَسْفَلِهِمْ فَقَالَ یَا رَبِّ مَنْ هٰذَا ؟ قَالَ هٰذَا ابْنُكَ اَحْمَدُ وَهُوَ اَوَّلُ وَهُوَ اٰخِرُ وَهُوَ اَوَّلُ شَافِعٍ ۔ (الخصائص الکبریٰ ص۶)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : جب حضرت آدم علیہ السّلام کو اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمایا تو اُن کی اولاد اُن کو دکھائی گئی تو آپ نے بعض مخلوق کی بعض پر فضیلت دیکھی تو نیچے کی طرف سے اوپر کو بلند ہونے والا ایک نور آپ نے دیکھا تو اللہ قدّوس کی بارگاہ میں عرض کیا کہ اے رب یہ نور کیا ہے ؟ تو اللہ کریم نے فرمایا ، یہ تیرا بیٹا احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہے اور وہ اوّل اور وہی آخر اور وہی سب سے پہلے شفاعت کرنے والا ہے۔

حضرت شیث علیہ السلام کو وصیت :

محدث ابن جوزی لکھتے ہیں :

فَلَمَّا اَیْقَنَ اٰدَمُ بِالْمَوْتِ اَخَذَ بِیَدِ وَلَدِهٖ شِیْثَ وَقَالَ یٰبُنَیَّ اِنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰی اَمَرَنِیْ اَنْ اٰخُذَ عَلَیْكَ عَهْدًا مِنْ اَجْلِ هٰذَا النُّوْرِ الَّذِیْ اٰوٰی فِیْ وَجْهِكَ اَنْ لَّا تَضَعَهٗ اِلَّا فِی الْاَطْهَرِیْنَ مِنَ النِّسَاءِ ۔ (بیان المیلاد النبوی ص۲۰ بحوالہ الانوار المحمدیہ)

جب حضرت آدم علیہ السّلام کو اپنے آخری وقت (یعنی وصال) کا یقین ہوگیا تو انہوں نے اپنے بیٹے حضرت شیث علیہ السّلام کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا کہ اے بیٹے !

مجھے اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا ہے کہ میں تم سے نورِ محمدی کے بارے میں عہد لوں جو کہ تمہاری پیشانی میں چمک رہا ہے کہ پاک عورت سے نکاح کرنا یعنی اس نور کی منتقلی پاک رحم کی طرف ہو۔

حضرت جبرئیل امین علیہ السلام کا عقیدہ

محدّث ابن جوزی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: کہ سیّدہ طیّبہ طاہرہ آمنہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ عبداللہ کے چاند محمد مصطفےٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ابھی اپنے قدوم میمنت لزوم سے کائنات کو مشرف نہیں فرمایا تھا کہ جبرئیل امین میرے پاس آئے۔ اُن کے ہاتھ میں دُودھ سے زیادہ سفید، شہد سے زیادہ شیریں اور مُشک سے زیادہ خوشبودار شربت سے بھرا ہوا پیالہ تھا جو انہوں نے مجھے پینے کے لیے دیا۔ میں نے اُسے پی لیا۔ پھر جبرئیل امین نے مجھے کہا کہ سیر ہو کر پیو تو میں نے خوب سیر ہو کر پیا، پھر اُس نے کہا اور پیو میں نے اور پیا۔ پھر انہوں نے یوں کہا:۔

اِظْهَرْ يَا سَيِّدَ الْمُرْسَلِيْنَ، اِظْهَرْ يَا خَاتَمَ النَّبِيِّيْنَ، اِظْهَرْ يَا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ، اِظْهَرْ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ، اِظْهَرْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، اِظْهَرْ يَا خَيْرَ خَلْقِ اللّٰهِ، اِظْهَرْ يَا نُوْرًا مِّنْ نُّوْرِ اللّٰهِ، بِسْمِ اللّٰهِ اِظْهَرْ يَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ فَظَهَرَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَالْبَدْرِ الْمُنِيْرِ۔

(بیان المیلاد النبوی صفحہ ۴۵ بحوالہ الانوار المحمدیہ از علامہ ضیاء اللہ قادری علیہ الرحمۃ)

اے رسُولوں کے سردار ظہور فرمائیے۔ اے خاتم النبیین جلوہ افروز ہو جائیے اے جہانوں کی رحمت قدم رنجہ فرمائیے۔ یا نبی اللہ رونق افروز ہو جائیے۔ یا رسول اللہ تشریف لائیے۔ اے بہترین کائنات، جہان کو روشن فرمائیے۔ اے نورٌ مّن

نُورِ اللہ جلوہ افروز ہو جائیے۔ بسم اللہ! اے محمد بن عبد اللہ تشریف لائیے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چودھویں رات کے چاند کی طرح چمکتے ہوئے جہاں میں رونق افروز ہوئے۔

میں نور ہی نور دیکھتی

عَنْ عُثْمَانَ ابْنِ اَبِی الْعَاصِ

قَالَ حَدَّثَتْنِیْ اُمِّیْ اَنَّھَا شَھِدَتْ وِلَادَۃَ اٰمِنَۃَ اُمِّ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَلَدَتْہُ قَالَتْ فَمَا شَیْءٌ اَنْظُرُ اِلَیْہِ فِی الْبَیْتِ اِلَّا نُوْرٌ وَ اِنِّیْ لَاَنْظُرُ اِلَی النُّجُوْمِ تَدْنُوْا حَتّٰی لَاَقُوْلُ لَیَقَعْنَ عَلَیَّ فَلَمَّا وَضَعَتْ خَرَجَ مِنْھَا نُوْرًا اَضَاءَ لَہُ الْبَیْتَ وَالدَّارَ حَتّٰی جَعَلْتُ لَا اَرٰی اِلَّا نُوْرًا ۔ (الخصائص الکبریٰ ص۴۷، دلائل النبوۃ للبیہقی ص۱۱۱)

حضرت عثمان بن ابی العاص راوی ہیں کہ مجھے میری والدہ نے بتایا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کی رات سیدہ آمنہ کی خدمت میں تھیں۔ فرماتی ہیں (اس رات) میں گھر کی جس چیز کو دیکھتی وہ نور نظر آتی۔ میں نے ستاروں کو دیکھا کہ وہ قریب ہو گئے ہیں، حتی کہ میں (دل میں) کہنے لگی یہ ستارے ضرور مجھ پر گر پڑیں گے۔ پس جب سیدہ آمنہ نے آپ کو جنا تو سیدہ سے ایک نور نکلا جس نے مکان اور پورے گھر بھر کو روشن کر دیا۔ یہاں تک کہ میں نور ہی نور دیکھتی۔

گم شدہ سوئی کس کے نور سے ظاہر ہوئی

عَنْ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا

قَالَتْ کُنْتُ اُخِیْطُ فِی السَّحَرِ فَسَقَطَتْ مِنِّیَ الْاِبْرَۃُ فَطَلَبْتُھَا فَلَمْ اَقْدِرْ عَلَیْھَا فَدَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

فَتَبَيَّنَتِ الْاِبْرَةُ بِشُعَاعِ نُوْرِ وَجْهِهٖ فَاَخْبَرْتُهٗ فَقَالَ يَا حُمَيْرَا اَلْوَيْلُ ثُمَّ الْوَيْلُ ثَلَاثًا لِمَنْ حُرِمَ النَّظَرَ اِلٰى وَجْهِىْ۔

(الخصائص الکبریٰ ص۶۰۱)

اُم المومنین سیدہ عائشہ صدّیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں سحری کے وقت کچھ سی رہی تھی کہ میرے ہاتھ سے سوئی گر گئی۔ میں نے کافی تلاش کی مگر نہ ملی۔ اتنے میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حجرہ میں داخل ہوئے تو آپ کے چہرۂ انور کے نور کی شعاعوں سے سوئی مل گئی۔

پس میں نے یہ بات آپ کو بتائی تو آپ نے تین مرتبہ فرمایا: اے حمیرا! خرابی (بدبختی) ہے اس کے لیے جس کو میرے دیدار سے محروم کیا گیا۔

ؔ
ہر طرف اُن کے جلوؤں کی برسات ہے
سب کی جھولی میں اُن کی ہی خیرات ہے
نور کہنا نبی کو، یہ ہے روشنی
منکروں کے مقدر میں ظلمات ہے

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عقیدہ:

اَخْرَجَ اَبُوْنُعیم عَنْ اَبِیْ بَکْرٍ الصِّدِّیْق رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کَانَ وَجْہُ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کَدَارَۃِ الْقَمَرِ:

(حجۃ اللہ علی العالمین ص۷۲۹، خصائص کبریٰ، مواہب اللدنیہ)

تاجدارِ صداقت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ یوں ہدیۂ نعت پیش کرتے ہیں۔

؎ اَمِیْنٌ مُصْطَفٰی بِالْخَیْرِ یَدْعُوْا
کَضَوْءِ الْبَدْرِ زَایَلَۃِ الظَّلَامِ:

(دلائل النبوۃ ص۱۲۵، جواہر البحار بحوالہ الانوار المحمدیہ)

حضرت سیدنا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم امین ہیں اور نیکی کی طرف بلانے والے ہیں۔ آپ کی روشنی اندھیروں کو چودھویں رات کے چاند کی طرح زائل کرنے والی ہے۔

حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

وَفِیْ حَدِیْثِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ یَا عُمَرُ اَتَدْرِیْ مَنْ اَنَا؟ اَنَا الَّذِیْ خَلَقَ اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ اَوَّلَ کُلِّ شَیْءٍ نُوْرِیْ، فَسَجَدَ لِلّٰہِ فَبَقِیَ فِیْ سُجُوْدِہٖ سَبْعَ مِائَۃَ عَامٍ فَاَوَّلُ کُلِّ شَیْءٍ سَجَدَ لِلّٰہِ نُوْرِیْ وَلَا فَخْرَ۔

یَا عُمَرُ اَتَدْرِیْ مَنْ اَنَا؟ اَنَا الَّذِیْ خَلَقَ اللّٰہُ الْعَرْشَ مِنْ نُوْرِیْ وَالْکُرْسِیَّ مِنْ نُوْرِیْ وَاللَّوْحَ وَالْقَلَمَ مِنْ نُوْرِیْ وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَنُوْرَ الْاَبْصَارِ مِنْ نُوْرِیْ وَالْعَقْلَ مِنْ نُوْرِیْ وَنُوْرَ الْمَعْرِفَۃِ فِیْ قُلُوْبِ الْمُؤْمِنِیْنَ

مِنْ نُوْرِیْ وَلَا فَخْرَ ؛ جواہر البحار ص۳۲۵ ج۲
(بحوالہ مقامِ رسول از علامہ فیضی)

یعنی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ (حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا) اے عمر! تو مجھے جانتا ہے میں کون ہوں؟ میں وہ ہوں جو سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے میرے نور کو پیدا فرمایا تو میرے نور نے اللہ تعالیٰ کو سجدہ کیا۔ سات سو سال سجدہ میں رہا تو سب سے پہلے جس نے اللہ تعالیٰ کو سجدہ کیا وہ میرا نور تھا۔ یہ بات میں فخر سے نہیں کہتا۔ اے عمر! کیا تو مجھے جانتا ہے، میں کون ہوں؟ میں وہ ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے عرش کو میرے نور سے بنایا اور کرسی کو میرے نور سے بنایا اور لوح و قلم کو میرے نور سے بنایا اور شمس و قمر اور آنکھوں کے نور کو میرے نور سے پیدا فرمایا۔ اور عقل کو میرے نور سے پیدا فرمایا، اور مومنوں کے دلوں میں نورِ معرفت کو میرے نور پیدا فرمایا یہ (بات میں) فخراً نہیں کہتا۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا عقیدہ

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

کَانَ اِذَا تَکَلَّمَ رُءِیَ کَالنُّوْرِ یَخْرُجُ مِنْ ثَنَایَاہُ۔

(مواہب اللدنیہ، انوار المحمدیہ، زرقانی شریف)

جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کلام فرماتے تو آپ کے دندانِ مبارک کے درمیان سے نورِ مبارک نکلتا دکھائی دیتا۔

حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کا عقیدہ

حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میرے ماموں جان ہند بن

ابی ہالہ رضی اللہ عنہ حضور سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصافِ مبارکہ بیان کرنے میں ایک خاص مقام رکھتے تھے۔ میں نے ایک مرتبہ ان سے عرض کیا کہ نانا جان کا مبارک حلیہ بیان فرمائیے تو انہوں نے فرمایا:

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخْمًا مُفَخَّمًا يَتَلَأْلَأُ وَجْهُهٗ تَلَأْلُؤَ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ (مجمع الزوائد، شمائلِ ترمذی، خصائص کبریٰ)

حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم عظیم الشان، بڑے بلند رُتبے والے تھے آپ کا چہرہ مبارک اس طرح روشن و منور تھا جیسے چودھویں رات کا چاند چمکتا ہے۔

حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا عقیدہ:

حضور سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ تبوک سے جب فتح یاب واپس مدینۃ المنورہ تشریف لائے۔ حضرت عباس نے عرض کیا: یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) میں آپ کی تعریف میں مدحیہ اشعار کہنا چاہتا ہوں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہیئے! اللہ تعالیٰ آپ کے منہ کو سلامت رکھے، تو انہوں نے کچھ اشعار کہے، اُن میں سے آخری دو شعر ہم درج کرتے ہیں:۔

وَاَنْتَ لَمَّا وُلِدْتَ اَشْرَقَتِ ○ الْاَرْضُ وَضَاءَتْ بِنُوْرِكَ الْاُفُقُ

فَنَحْنُ فِيْ ذٰلِكَ الضِّيَاءِ وَفِي النُّوْرِ ○ وَسُبُلَ الرَّشَادِ نَخْتَرِقُ

(حجۃ اللہ علی العالمین صہ ۲۲۳، خصائص کبریٰ، البدایہ والنہایہ، مجمع الزوائد)

اور جب آپ پیدا ہوئے تو زمین روشن ہوگئی، آپ کے نور سے آفاق منور ہوگئے۔ سو ہم اُس ضیاء اور اُس نور میں ہدایت کے راستوں کو طے کرتے ہیں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا فرمان:

جلیل القدر صحابی حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

مَا رَأَیْتُ شَیْئًا اَحْسَنَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کَاَنَّ الشَّمْسَ تَجْرِیْ فِیْ وَجْہِہٖ اِذَا ضَحِکَ یَتَلَأْلَأُ فِی الْجُدُرِ۔

(حجۃ اللہ علی العالمین صفحہ ۶۷۹، مشکوٰۃ، ترمذی، خصائص الکبریٰ)

میں نے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر حسین، کسی شئی کو نہیں دیکھا۔ (آپ کی نورانیت کا یہ عالم تھا) گویا کہ سورج آپ کے چہرۂ انور میں چمک رہا ہے اور جب آپ تبسم فرماتے تو دیواریں آپ کے نورِ مبارک سے چمک اٹھتیں۔

اہلِ زمیں کا پیارا، عرشِ بریں کا تارا
دونوں جہاں کا دولہا، محبوب ہے ہمارا
وہ جب بھی مسکرائیں، تو دیواریں جگمگائیں
شمس و قمر میں بھی ہے وہی نور آشکارا

(عثمانی)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا فرمان:

کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَزْھَرَ اللَّوْنِ کَاَنَّ عَرَقَہٗ اللُّؤْلُؤُ۔

(مشکوٰۃ صفحہ ۵۱۶، دلائل النبوۃ للبیہقی، خصائص کبریٰ)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم چمکدار رنگ والے تھے گویا کہ آپ کے (رُخِ انور پر) پسینے کے قطرات چمکدار موتی تھے۔

حضرت حسّان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے نعتیہ اشعار

حضور سیدالعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے درباری نعت خواں اور شاعر حضرت حسّان بن ثابت رضی اللہ عنہ اپنے عقیدے کا پورا اظہار کرتے ہیں۔

مَتیٰ یَبْدُ فِی اللَّیْلِ الْبَہِیْمِ جَبِیْنُہٗ
یَلُوْحُ مِثْلَ مِصْبَاحِ الدُّجَی الْمُتَوَقِّدِ

(دلائل النبوۃ ص ۲۳۶، زرقانی شریف ص ۹۱ بحوالہ الانوار المحمدیہ از علامہ نبہانی)

جب سخت تاریک رات میں آپ کی پیشانی انور ظاہر ہوتی ہے تو وہ اندھیری رات میں چراغ کی طرح روشنی دیتی ہے۔

ایک دوسرے مقام پر حضرت حسّان رضی اللہ عنہ، یوں فرماتے ہیں:

نُوْرٌ اَضَاءَ لَہٗ عَلَی الْبَرِیَّۃِ کُلِّہَا
مَنْ یَّہْتَدِ لِلنُّوْرِ الْمُبَارِکِ یَہْتَدِیْ

(نسیم الریاض ص ۲۷۴)

آپ کے نورِ مبارک کی نورانیت نے تمام دنیا کو روشن فرما دیا۔ جس نے بھی اس نورِ مبارک سے نورانی فیض حاصل کیا وہی ہدایت پا گیا۔

حضرت کعب رضی اللہ عنہ بن مالک کی روایت

وَھُوَ یَبْرُقُ وَجْہُہٗ مِنَ السُّرُوْرِ وَکَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا سُرَّ اسْتَنَارَ وَجْہُہٗ حَتّٰی کَاَنَّہٗ قِطْعَۃُ قَمَرٍ وَکُنَّا نَعْرِفُ ذٰلِکَ مِنْہُ۔

(بخاری ص ۵۰۲، دلائل النبوۃ، للبیہقی و ابونعیم، حجۃ اللہ علی العالمین)

اور آپ کا چہرہ خوشی کی وجہ سے بجلی کی طرح چمکتا اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب خوش ہوتے تو آپ کا رخِ انور اس طرح منور نظر آتا جیسا کہ چاند کا ٹکڑا ہے اور ہم اس (آپ کے نور کی اس خصوصی جگمگاہٹ) سے آپ کی مسرت کو جان لیا کرتے تھے۔

میرے رب کی عزت کی قسم وہ تارا میں ہوں

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَاَلَ جِبْرِيْلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَمْ عَمَرْتَ مِنَ السِّنِيْنَ قَالَ وَاللّٰهِ لَا اَدْرِیْ غَيْرَ اَنَّ كَوْكَبًا فِی الْحِجَابِ الرَّابِعِ يَظْهَرُ فِیْ كُلِّ سَبْعِيْنَ اَلْفَ سَنَةٍ مَرَّةً رَاَيْتُهُ اِثْنَيْنِ وَسَبْعِيْنَ اَلْفَ مَرَّةٍ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا جِبْرِيْلُ وَعِزَّةِ رَبِّیْ، اَنَا ذٰلِكَ الْكَوْكَبُ:

(جواہر البحار ص ۲۰۸/۲، روح البیان ص ۶۱۸/۲، سیرت حلبیہ ص ۲۴/۱)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جبریل علیہ السلام سے پوچھا کہ تو نے عمر کے کتنے سال گزارے، جبریل علیہ السلام نے جواب دیا۔ اللہ کی قسم سوائے اس کے میں کچھ نہیں جانتا کہ اللہ تعالیٰ کے نورانی حجابات سے چوتھے پردہ میں ستر ہزار سال کے بعد ایک بار ایک نوری تارا ظاہر ہوتا تھا۔ میں نے اُسے بہتر ہزار مرتبہ دیکھا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے جبریل! میرے رب کی عزت کی قسم! وہی تارا میں ہوں۔

جہاں آپ قدم رکھتے :

امام محدث حکیم ترمذی فرماتے ہیں :

فَاَیْنَ مَاحَلَّ بِبُقْعَۃٍ اَضَاءَتْ تِلْکَ الْبُقْعَۃُ بِنُوْرِہٖ ۔

(جواہر البحار ص ۶۱)

یعنی زمین کے جس خطہ پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام قدم مبارک رکھتے وہ ٹکڑا آپ کے نور سے روشن ہو جاتا۔

سید المفسرین سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا فرمان :

اخرج الدارمی والترمذی فی الشمائل والبیھقی والطبرانی فی الاوسط وابن عساکر عن ابن عباس رضی اللہ عنھما قال کان رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَفْلَجَ الثَّنِیَّتَیْنِ اِذَا تَکَلَّمَ رُوِیَ کَالنُّوْرِ یَخْرُجُ مِنْ بَیْنَ ثَنَایَاہُ۔[1]

دارمی شریف میں ہے اور امام ترمذی نے شمائل ترمذی میں اور بیہقی اور طبرانی نے الاوسط میں اور ابن عساکر نے حضرت عباس کے بیٹے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ آپ نے فرمایا: کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے والے دندان مبارک کے درمیان کشادگی تھی۔ جب آپ کلام فرماتے تو آپ کے دانتوں کی خالی جگہ (یعنی کشادگی کی جگہ) سے نور نکلتا تھا۔

---

[1] خصائص کبریٰ ص ۶۲/۱، زرقانی علی المواہب ص ۹۵/۴، الجامع الصغیر ص ۹۹/۲ فیض القدیر ص ۷۵/۵، شفا شریف ص ۵۰/۱، کنز العمال ص ۲۱/۷ (بحوالہ المقام رسول از علامہ فیضی صاحب)

نور کی سرکار میں نور کی خیرات

وَاَیْضًا قَالَ فِیْ شَرْحِ ھٰذَا الْحَدِیْثِ کَانَتْ ذَاتُہُ الشَّرِیْفَۃُ کُلُّھَا نُوْرًا ظَاھِرًا وَّ بَاطِنًا حَتّٰی اَنَّہٗ یَمْنَحُ (اَیْ یُعْطِیْ) لِمَنِ اسْتَحَقَّہٗ مِنْ اَصْحَابِہٖ :

سَأَلَہُ الطُّفَیْلُ بْنُ عَمْرٍو اٰیَۃً لِقَوْمِہٖ وَقَالَ اللّٰھُمَّ نَوِّرْ لَہٗ فَسَطَعَ لَہٗ نُوْرٌ بَیْنَ عَیْنَیْہِ فَقَالَ اَخَافُ اَنْ یَّکُوْنَ مُثْلَۃً فَتَحَوَّلَ اِلٰی طَرَفِ سَوْطِہٖ وَکَانَ یُضِیْئُ فِی اللَّیْلِ الْمُظْلِمِ فَسُمِّیَ ذَا النُّوْرِ۔

وَاَعْطٰی قَتَادَۃَ بْنَ النُّعْمَانِ لَمَّا صَلّٰی مَعَہُ الْعِشَاءَ فِیْ لَیْلَۃٍ مُظْلِمَۃٍ مُّمْطِرَۃٍ عُرْجُوْنًا وَقَالَ انْطَلِقْ بِہٖ فَاِنَّہٗ سَیُضِیْئُ لَکَ مِنْ بَیْنِ یَدَیْکَ عَشْرًا وَمِنْ خَلْفِکَ عَشْرًا فَاِذَا دَخَلْتَ بَیْتَکَ تَرٰی سَوَادًا فَاضْرِبْہُ لِیَخْرُجَ فَاِنَّہٗ شَیْطَانٌ فَکَانَ کَذٰلِکَ ــ وَمَسَحَ وَجْہَ رَجُلٍ فَمَا زَالَ عَلٰی وَجْھِہٖ نُوْرًا وَمَسَحَ وَجْہَ قَتَادَۃَ ابْنِ مِلْحَانَ فَکَانَ لِوَجْھِہٖ بَرِیْقٌ حَتّٰی کَانَ یُنْظَرُ فِیْ وَجْھِہٖ کَمَا یُنْظَرُ فِی الْمِرْاٰۃِ اِلٰی غَیْرِ ذٰلِکَ [1]

نیز اسی حدیث کی شرح میں علامہ مناوی نے فرمایا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کل ذات شریفہ ظاہرًا، باطنًا نور تھی، یہاں تک کہ حضور پُر نور

---

[1] فیض القدیر ص ۲/۱۷۰، ومنہ فی الجواہر ص ۲/۱۲۴، وذکر بعضہ فی الخصائص ص ۲/۱۳۵ (مطبوعہ بیروت) شفا شریف، (از مقام رسول علامہ نیفی)

مصطفیٰ نور، مستحقین اصحاب کو (حسّی) نور عطا فرماتے تھے۔ حضرت طفیل بن عمرو (رضی اللہ عنہ) نے اپنی قوم کیلئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کوئی نشانی طلب کی، حضور قاسمِ نور (صلی اللہ علیہ وسلم) نے دُعا کی: "اَللّٰھُمَّ نَوِّرْ لَہٗ" اے اللہ اسکے لئے نور (نشانی) کردے، تو حضرت طفیل کی آنکھوں کے درمیان نور بلند ہوا، تو حضرت طفیل نے کہا۔ میں اس بات سے ڈرتا ہوں کہ (کافر و جاہل لوگ) میرے چہرے کا مثلہ کر دیں (یعنی اس بات کا اندیشہ ہے کہ دشمن میرے چہرے کو نقصان پہنچائیں گے۔) تو وہ نور اُن کے کوڑے کے کنارے میں منتقل ہو گیا۔ اور اندھیری رات میں وہ کوڑا (چابک) روشن رہتا تھا۔ اِسی لیئے حضرت طفیل کا نام ذُوالنُّور (نور والا) رکھا گیا۔

حضرت قتادہ بن نعمان رضی اللہ عنہ نے جب اندھیری، بارش والی رات میں حضور مصطفیٰ نور کے ساتھ عشاء کی نماز پڑھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو عرجون (کھجور کے گچھے کی شاخ جو ٹیڑھی ہوتی ہے) عطا فرمائی اور فرمایا دس (ہاتھ یا گز واللہ ورسولہ اعلم) تیرے آگے اور دس تیرے پیچھے روشنی ہوگی۔ اور جب تو اپنے گھر میں داخل ہوگا تو ایک سیاہی دیکھے گا۔ تو تُو اُسے مارنا تاکہ وہ نکل جائے بے شک وہ شیطان ہے، تو ایسا ہی ہوا۔

ے
نیچی نظریں کل کی خبریں، ہر انداز نرالا ہے
جو مخفی احوال کو جانے، میرا کملی والا ہے
نورانی دربار وہی ہے، منبعِ انوار وہی ہے
اُن کا نوری فیض جو پائے اسکے پاس اجالا ہے

پورا گھر روشن ہو جاتا:

امام سیوطی سے عارف ربانی امام شعرانی اور اُن سے عارف نبہانی ناقل ہیں۔ (رحمہم اللہ)

وَكَانَ اِذَا تَبَسَّمَ فِى الْبَيْتِ فِى اللَّيْلِ اَضَاءَ الْبَيْتَ :

(کشف الغمہ للشعرانی ص۵۱ج۲، جواہر البحار ص۲۶ج۳)

جب حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلّم رات کے وقت تبسّم فرماتے تو گھر (بھر) کو روشن کر دیتے تھے۔

سیّدہ حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کا بیان

محدث ابن جوزی علیہ الرحمۃ روایت فرماتے ہیں: سیّدہ حلیمہ سعدیہ فرماتی ہیں:

اِذَا اَرْضَعْتُهٗ فِى الْمَنْزِلِ اَسْتَغْنِىْ بِهٖ عَنِ الْمِصْبَاحِ۔

جب میں حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کو دُودھ پلاتی تھی تو مجھے گھر میں چراغ کی ضرورت نہ ہوتی تھی۔

آپ فرماتی ہیں:

چنانچہ ایک دن مجھے اُم خولہ سعدیہ نے کہا کہ اے حلیمہ! کیا تم اپنے گھر میں ساری رات آگ روشن رکھتی ہو، تو میں نے جواب دیا:

لَا وَاللّٰهِ لَا اُوْقِدُ نَارًا وَلٰكِنَّهٗ نُوْرُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

نہیں! اللہ کی قسم، میں آگ نہیں جلاتی لیکن یہ نور اور روشنی، نورِ مجسّم محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کا نور ہے۔

(بیان المیلاد النبوی از الانوار المحمدیہ)
(علامہ قادری علیہ الرحمۃ)

سیّدہ حلیمہ سعدیہ (رضی) فرماتی ہیں کہ جب میں مکّہ مکرّمہ میں حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وسلّم کو لینے کے لیئے حاضر ہوئی تو آپ سو رہے تھے۔

فَاَشْفَقْتُ اَنْ اُوْقِظَہٗ مِنْ نَوْمِہٖ لِحُسْنِہٖ وَجَمَالِہٖ فَدَنَوْتُ مِنْہُ رُوَیْدًا فَوَضَعْتُ یَدِیْ عَلٰی صَدْرِہٖ فَتَبَسَّمَ ضَاحِکًا وَفَتَحَ عَیْنَیْہِ لِیَنْظُرَ اِلَیَّ فَخَرَجَ مِنْ عَیْنَیْہِ نُوْرٌ حَتّٰی دَخَلَ خِلَالَ السَّمَاءِ:

مواہب اللدنیہ ص۲۸
الانوار المحمدیہ ص۱۹
(از مقام رسول ملّا میہ فیضی)

پس میں نے اس وقت دیکھا کہ آپ آرام فرما ہیں اور آپ کا حسن و جمال دیکھ کر مجھ پر حیرت طاری ہو گئی اور میں رُک گئی اور آپ کو بیدار کرنا مناسب نہ سمجھا۔ پھر میں آپ کے قریب ہوئی اور آپ کے سینہ مبارک پر میں نے اپنا ہاتھ رکھا تو آپ نے مسکراتے ہوئے اپنی مبارک آنکھوں کو کھولا تو میں نے دیکھا کہ آپ کی نورانی آنکھوں سے نور نکل کر آسمانوں میں داخل ہو رہا ہے۔

امام الائمّہ حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کا عقیدہ

حضرت سیّدنا امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ بارگاہِ رسالت میں ہدیۂ عقیدت پیش کرتے ہوئے عرض کرتے ہیں۔

اَنْتَ الَّذِیْ مِنْ نُوْرِکَ الْبَدْرُ اکْتَسٰی
وَالشَّمْسُ مُشْرِقَۃٌ بِنُوْرِ بَہَاکَ [1]

(یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم) آپ وہ نور ہیں کہ چودھویں رات کا چاند آپ کے نور سے منوّر اور آپ ہی کے جمال و کمال سے سورج روشن ہے۔

(۱ قصیدۃ النعمان ص۲۳ بحوالہ الانوار المحمدیہ)

علامہ قسطلانی علیہ الرحمۃ کا عقیدہ :

امام احمد بن محمد بن ابوبکر الخطیب القسطلانی شارح بخاری علیہ رحمۃ اللہ الباری، اپنے عقیدہ کا اظہار کرتے ہوئے فرماتے ہیں :

اَنَّہٗ یُضِیۡئُ فِی الۡجُدُرِ اَنَّہٗ یَشۡرُقُ نُوۡرُہٗ عَلَیۡھَا اِشۡرَاقًا کَاِشۡرَاقِ الشَّمۡسِ عَلَیۡھَا ۔ (مواہب اللدنیہ ص۲۷)

حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وسلم کا نور مبارک دیواروں پر اس طرح چمکتا تھا اور روشن ہوتا تھا جیسے سورج کی روشنی دیواروں پر جب پڑتی ہے تو چمکتی ہوئی نظر آتی ہے۔

امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ

امام المفسرین امام فخر الدین رازی علیہ الرحمۃ کا عقیدہ، علامہ زرقانی علیہ الرحمۃ تحریر فرماتے ہیں کہ آپ نے والضحٰی سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرۂ مبارک اور واللیل سے بال مبارک مراد لیتے ہیں۔

لِاَنَّ وَجۡھَہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ کَانَ شَدِیۡدًا النُّوۡرِ بِحَیۡثُ یَقَعُ نُوۡرُہٗ عَلَی الۡجِدَارِ اِذَا قَابَلَھَا ۔ زرقانی شریف ص۲۱ بحوالہ الانوار المحمدیہ

کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ مبارک اس قدر نورانی تھا کہ جب اس کی نورانیت دیواروں پر پڑتی تو وہ چمک اٹھتیں۔

امام فخر الدین رازی علیہ الرحمۃ اپنا عقیدہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں :

اِنَّ الۡمَلَائِکَۃَ اُمِرُوۡا فرشتوں کو حضرت آدم کے لیئے

بِالسَّجُوْدِ لِاٰدَمَ لِاَجْلِ اَنَّ نُوْرَ مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِيْ جَبْهَةِ اٰدَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ؛

سجدہ کا حکم اس لیئے دیا گیا تھا کہ حضرت آدم علیہ السلام کی پیشانی میں نورِ محمدی تھا۔

(تفسیر کبیر ص ۳۰۲/۲، جواہر البحار ص ۲/۱۵۵ بحوالہ الانوار المحمدیہ از علامہ قادری سیالکوٹی علیہ الرحمہ)

شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ محدث دہلوی کا عقیدہ

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمۃ اپنے قصیدہ "اطیب النغم" میں شانِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

وَقَدْ كَانَ نُوْرُ اللّٰهِ فِيْنَا لَمُهْتَدٍ
وَصَمْصَامُ تَدْمِيْرٍ عَلٰى كُلِّ نَاكِبٍ

(قصیدہ اطیب النغم بحوالہ الانوار المحمدیہ)

(ترجمہ) اور وہ ہم میں اللہ تعالیٰ کے نور تھے۔ ہدایت یافتہ اور ایسی تلوار تھے جو ہر سرکش کو ہلاک کرنے والی ہے۔

شاہ عبدالعزیز علیہ الرحمۃ محدث دہلوی کا عقیدہ

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے صاحبزادے شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو نور مانتے تھے، لہٰذا لکھتے ہیں:-

"کہ در وقتِ تولد ایشاں نورے مشعشع شد کہ بہ سبب آں شہرہائے شام مادرِ ایشان رانمودار شد" (تفسیرِ عزیزی ص ۲/۲۱۹)

(ترجمہ) نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کے وقت ایک نور چمکا جس کے سبب سے آپ کی والدہ ماجدہ (رضی اللہ عنہا) پر ملک شام

کے شہر آشکارا ہو گئے۔

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمۃ نے سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں یہ شعر لکھ کر بھی اپنے عقیدہ کا اظہار فرمایا۔

یَا صَاحِبَ الْجَمَالِ وَیَا سَیِّدَ الْبَشَر
مِنْ وَّجْهِكَ الْمُنِيْرِ لَقَدْ نُوِّرَ الْقَمَر

(تفسیر فتح العزیز صـ ۲۲۷، مجموعہ کمالاتِ عزیزی صـ ۱)

(ترجمہ) اے تاجدارِ حسن، اے سید البشر، آپ کے نور دینے والے چہرۂ انور سے چاند کو روشن کیا گیا ہے۔

حاجی امداد اللہ مہاجر مکی کا عقیدہ:

اکابرینِ دیوبند کے پیر و مرشد حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رسول معظم نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت شریف بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

نہ پیدا اگر ہوتا احمد کا نور [۱] نہ ہوتا دو عالم کا ہرگز ظہور
نورِ احمد سے منور ہے دو عالم دیکھو [۲] دیکھتے ہو مہ و خورشید کی تنویر عبث
روشنیٔ عرش نورِ لامکاں! [۳] شیخ بزمِ عالم کون و مکاں
چہرۂ تاباں کو دکھلا دو مجھے [۴] تم سے اے نورِ خدا فریاد ہے
سب دیکھو نورِ محمد کا سب بیچ ظہور محمد کا [۵] جبریل مقرب خادم ہے سب جا مشہور محمد کا

---

[۱] جہادِ اکبر صـ ۳ [۲] گلزارِ معرفت صـ ۷
[۳] مثنوی تحفۃ العشاق صـ ۵ [۴] نالۂ امداد غریب صـ ۲۱
[۵] نالۂ امدادِ غریب صـ ۲۲

نواب صدیق حسن خاں غیر مقلد کا بیان:

نواب صدیق حسن خاں بھوپالی لکھتے ہیں:

گفتہ کہ حلول نور محمدی در ہند بقیاس مساوات منطقی ثابت میشود از روئے احادیث صحیحہ نور محمدی در صلب آدم ودلیعت بود واز جبین مبین رو میتافت پس روشن شد کہ مبداء نور محمدی ہند است ومنتہائے آں عرب وکفیٰ بذالک للہند مشرفاً وفضلاً وتقریر مساوات ایں است نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم حل با آدم و آدم حل با لہند وتحقیق ایں قیاس در کتب منطق باید جست۔

کَانَتْ لِاٰدَمَ اَرْضُ الْہِنْدِ مُنْہَبَطًا
وَفِیْہِ نُوْرُ رَسُوْلِ اللّٰہِ مَشْغُوْلٌ!

کہا گیا ہے کہ نور محمدی علی صاحبہ الصلوٰۃ والسلام کا حلول ہندوستان میں منطقی مساوات سے ثابت ہوتا ہے کیونکہ احادیث صحیحہ کی رو سے نور محمدی سیدنا آدم علیہ السلام کی پشت مبارک میں امانت تھا اور ان کی پیشانی مبارک میں چمکا تو واضح ہوا کہ نور محمدی علیٰ صاحبہ الصلوٰۃ والسلام کی ابتدائی جلوہ افروزی ہندوستان ہے اور آپ کی منتہا عرب شریف ہے۔ آپ کی بدولت اور واسطہ سے ہندوستان کو کافی شرف اور فضل حاصل ہے اور اس مساوات کی تقریر یہ ہے کہ نور محمدی علیٰ صاحبہ الصلوٰۃ والسلام نے آدم علیہ السلام کے ساتھ نزول فرمایا اور منطق کی کتب میں اس قیاس کی تحقیق تلاش کر لو۔ یعنی ہندوستان کی زمین آدم علیہ السلام کے نازل ہونے کی جگہ ہے اور آدم علیہ السلام میں رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا

نورِ مبارک چمکنے والا تھا۔ حظیرۃ القدس صلے ۳۷
بحوالہ الانوار المحمدیہ از علامہ قادری سیالکوٹی رحمۃ اللہ

مولوی عبدالستار غیر مقلد کے اشعار

ستر ہزاراں پردہ اس پر قدرت قادر پایا
اپنا دوست ہر اک تائیں نئیں سی رب وکھایا
چیچی انگلی تھیں اک پردہ جس دن دور کیتا سی
حجرے اندر ودھ تجلی تھیں جلوہ نور پیا سی
عائشہ خاتون تاب نہ جھلی، جدوں پیا چمکارا
حضرت آکھیا خوف نہ کرتوں، ایہہ میرا نور پیارا
جے کر میرا نور خداوند ظاہر کر دکھلاوے
کس نوں طاقت کول کھلووے ویکھ حیاتی پاوے
عبدالستار انور محمدی جے کر ظاہر تھیندا
تاں کوہِ طور پہاڑے وانگوں اڈدا طبق زمیں دا

(قصص المحسنین صے ۴۳)

اس کے علاوہ:۔
کثیر علمائے غیر مقلدین نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نور ہونے کا اقرار کیا اور اپنی کتابوں میں لکھا ہے۔ طوالت سے بچتے ہوئے ان میں سے چند کی کتابوں کا اجمالاً ذکر کرتے ہیں۔

○ نواب صدیق حسن خاں بھوپالی نے اپنی کتاب حظیرۃ القدس کے علاوہ ہدایۃ السائل الی ادلۃ المسائل صہ ۲۱۶ تا صہ ۲۱۷ مطبوعہ دہلی میں اور

حجج الکرامۃ فی آثار القیامہ صـ۱۴۴ اور نفخ الطیب صـ۶ پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نور اور نورانیت کے تذکرے لکھے ہیں۔

○ مولوی ثناء اللہ امرتسری، سردار اہلِ حدیث نے بھی اپنی تفسیر تفسیرِ ثنائی صـ۱۳۱ اور بعض دیگر کتب میں آپ کے نور کا ذکر کیا ہے۔

وہ اپنی کتاب "ترکِ اسلام" میں لکھتے ہیں:-

؎ سلام اس نورِ ربّ العالمین پر ✽ سب اس کی آل اور اصحابِ دین پر

(ترکِ اسلام صـ۱۳۴ مطبوعہ امرتسر)

؎ ہادیٔ عالم ہے وہ نور المبین! ✽ ہے مخالف ان کا ناری بالیقین

(اخبارِ اہلحدیث امرتسر ۲۵ مارچ ۱۹۲۸ء)

○ حافظ محمد لکھوکے والے: اپنی تفسیر محمدی صـ۳۰۱ منزل چہارم اور صـ۲۹۱ منزل چہارم پر شعروں کی شکل میں آپ کے نور کا ذکر کرتے ہیں۔

○ قاضی سلیمان منصور پوری: اپنی کتاب "سید البشر" صـ۵ اور "الجمال والکمال" کے صـ۳۵ پر شعروں کی صورت میں آپ کے نور کا ذکر کرتے ہیں اور اپنی مشہور کتاب "رحمۃ للعالمین" صـ ۱۹۴/۱۹۳ ۳ پر اسماء الرسول بیان کرتے ہوئے حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک اسم شریف "نور" بھی لکھا ہے اور اس کی بڑی رُوح پرور تشریح بھی لکھی ہے۔ اور پھر وہ مشہور دعائے نبوی بھی درج کی ہے جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ہر طرف اور اپنے ہر عضو کی نورانیت کی دُعا مانگی ہے اور یہ بھی کہا (وَفِی رِوَایَۃٍ) "وَاجْعَلْنِی نُوْرًا" اے اللہ مجھے نور ہی بنا۔

(مسلم شریف صـ۲۶۰، ابوداؤد صـ۱۹۲ ۱، بخاری صـ۹۳۵ ۲، مشکوٰۃ صـ۱۰۶)

○ مولوی ابراہیم میر سیالکوٹی: اپنی کتاب "سیرت المصطفٰے" صـ۶۱ پر لکھتے ہیں کہ (حضرت عبد المطلب) کی پیشانی میں خدا کے برگزیدہ رسول ﷺ

کا نور تھا جس کو دیکھنے کے لیے ایسی آنکھ کی ضرورت ہے جس کی نور افزائی، بصیرتِ حقانی نے کی ہو۔

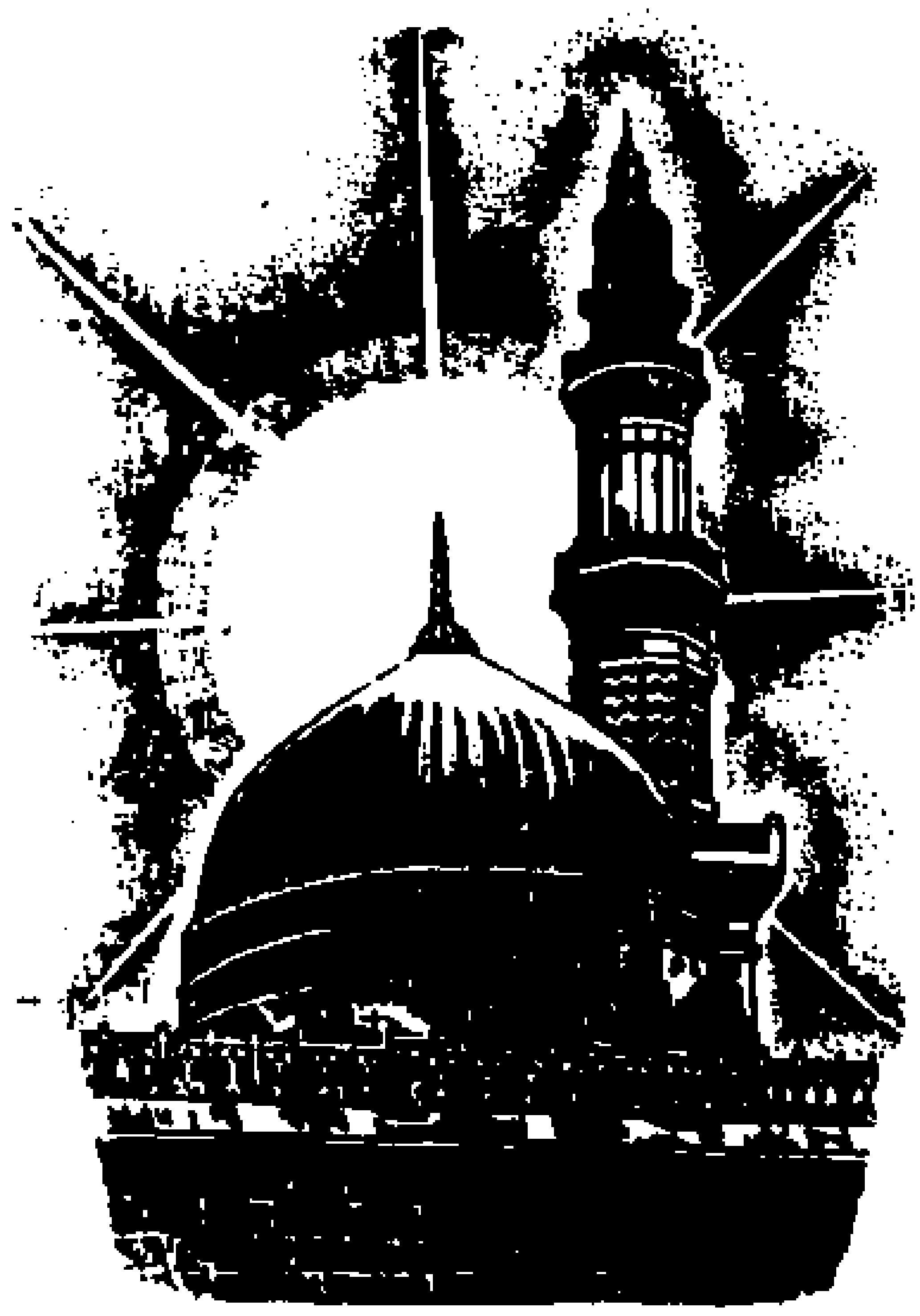
قارئین کرام! اس مبارک عنوان پر مزید حوالہ جات پیش کیے جاسکتے ہیں تاہم اسی پر اکتفا کرتے ہوئے عارفِ کھڑی شریف میاں محمد بخش رحمۃ اللہ علیہ کے اشعار پہ اس مضمون کا اختتام کرتے ہیں۔

○ میاں صاحب فرماتے ہیں: ؎

●

نور محمد روشن آہا، آدم حدوں نہ ہویا
اوّل و آخر دو ہیں پاسیں اوہو مُل کھلویا
کرسی عرش نہ لوح قلم سی نہ سورج چن تارے
اوہدوں وی نور محمد والا دیندا سی چمکارے
سبھے نورا وسیدے نوروں اوسدا نور حضوروں
اُس نوں تخت عرش دا ملیا موسیٰ نوں کوہ طوروں

(سیف الملوک)



عدمِ سایۂ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

سند المحدثین حضرت امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ، خصائص کبریٰ میں باب باندھ کر یہ مسئلہ واضح کرتے ہیں۔

اَخْرَجَ الْحَکِیْمُ التِّرْمَذِیُّ عَنْ ذَکْوَانَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَمْ یَکُنْ یُرٰی لَہٗ ظِلٌّ فِیْ شَمْسٍ وَلَا قَمَرٍ، قَالَ ابْنُ سَبُعٍ مِنْ خَصَائِصِہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ ظِلَّہٗ کَانَ لَا یَقَعُ عَلَی الْاَرْضِ وَاَنَّہٗ کَانَ نُوْرًا فَکَانَ اِذَا مَشٰی فِی الشَّمْسِ اَوِالْقَمَرِ لَا یُنْظَرُ لَہٗ ظِلٌّ قَالَ بَعْضُھُمْ وَیَشْھَدُ لَہٗ حَدِیْثُ قَوْلِہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ دُعَائِہٖ " وَاجْعَلْنِیْ نُوْرًا "

حکیم ترمذی نے حضرت ذکوان رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ نہ سورج کے سامنے دیکھا جاتا نہ چاند کے سامنے۔ ابن سبع نے فرمایا: یہ (عدمِ سایہ والا شرف) حضور سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص میں سے ہے۔

کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ زمین پر نہ پڑتا تھا، کیونکہ آپ نور تھے، تو جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سورج یا چاند کے سامنے چلتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ نہ دیکھا جاتا اور اس امر کی گواہی وہ حدیث پاک ہے جس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی تھی "اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ نُوْرًا" اے اللہ! مجھے سراپا نور کر دے

یہ حدیث مبارکہ اجمالاً با حوالہ پیچھے گزر چکی ہے۔ اب عدم سایہ کی وضاحت کے لیے پوری درج کی جاتی ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی:

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ لِیْ نُوْرًا فِیْ قَلْبِیْ وَنُوْرًا فِیْ قَبْرِیْ وَنُوْرًا مِّنْ بَیْنِ یَدَیَّ وَنُوْرًا خَلْفِیْ وَنُوْرًا عَنْ یَّمِیْنِیْ وَنُوْرًا عَنْ شِمَالِیْ وَنُوْرًا مِّنْ فَوْقِیْ وَنُوْرًا مِّنْ تَحْتِیْ وَنُوْرًا فِیْ سَمْعِیْ وَنُوْرًا فِیْ بَصَرِیْ وَنُوْرًا فِیْ شَعْرِیْ وَنُوْرًا فِیْ بَشَرِیْ وَنُوْرًا فِیْ لَحْمِیْ وَنُوْرًا فِیْ دَمِیْ وَنُوْرًا فِیْ عِظَامِیْ، اَللّٰھُمَّ اَعْظِمْ لِیْ نُوْرًا وَاَعْطِنِیْ نُوْرًا وَاجْعَلْ لِیْ نُوْرًا۔

(ترمذی کتاب الدعوات ص ۱۸۹ ج ۲)

اے اللہ! کر دے میرے لیے میرے دل میں نور اور میری قبر میں نور اور میرے آگے نور اور پیچھے نور اور میرے دائیں نور اور بائیں نور اور میرے اوپر نور اور میرے نیچے نور اور میرے کانوں میں نور اور میری آنکھوں میں نور اور میرے بالوں میں نور اور میری جلد میں نور اور میرے گوشت میں نور اور میرے خون میں نور اور میری ہڈیوں میں نور، اے اللہ تعالیٰ! میرے لیے بہت ہی زیادہ نور کر دے اور مجھ کو نور عطا کر دے اور میرے لیے (یعنی مجھ کو) نور کر دے۔

اس حدیث پاک سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ کے جسم پاک کا ہر ہر عضو نور ہے۔ جب آپ کے جسم مبارک کا ہر ہر عضو نور اور پھر اس کے بھی دائیں بائیں آگے پیچھے، اوپر نیچے، اندر باہر نور ہی نور ہے تو پھر سایہ کیسے ہو سکتا تھا۔

کیونکہ یہ ایک حقیقت ہے کہ اگر کسی جسم کے آگے پیچھے، دائیں بائیں نیچے اوپر، اندر باہر روشنی کردیں تو باوجود اس کے کہ وہ جسم اپنے طول و عرض کے ساتھ موجود ہوگا مگر اس کا سایہ نہیں ہوگا ؎

تو ہے سایہ نور کا ہر عضو ٹکڑا نور کا
سایہ کا سایہ نہ ہوتا ہے نہ سایہ نور کا (اعلیحضرت)

امام نسفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

قَالَ عُثْمَانُ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اِنَّ اللّٰهَ مَا اَوْقَعَ ظِلَّكَ عَلَی الْاَرْضِ لِئَلَّا یَضَعَ اِنْسَانٌ قَدَمَهٗ عَلٰی ذٰلِكَ الظِّلِّ:

(تفسیر مدارک ص۳۲۱)

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا، بے شک اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ زمین پر نہ ڈالا کہ کوئی شخص اس پر پاؤں نہ رکھے۔

سیدنا امام اجل حضرت عبداللہ بن مبارک اور علامہ حافظ ابن جوزی رحمہما اللہ، حضرت سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں:

لَمْ یَکُنْ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّم ظِلٌّ وَلَمْ یَقُمْ مَعَ الشَّمْسِ قَطُّ اِلَّا غَلَبَ ضَوْءُهٗ ضَوْءَ الشَّمْسِ وَلَمْ یَقُمْ مَعَ سِرَاجٍ قَطُّ اِلَّا غَلَبَ ضَوْءُهٗ ضَوْءَ السِّرَاجِ ۔ جمع الوسائل للقاری ص۱۷۶، زرقانی علی المواہب ص۲۲۰ وشرح شمائل للمناوی ص۴۷ (بحوالہ ذکر جمیل)

کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ نہ تھا اور نہ کھڑے ہوئے آفتاب کے سامنے مگر یہ کہ آپ کا نور آفتاب کی روشنی پر غالب آگیا اور نہ قیام فرمایا، چراغ کی ضیاء میں مگر یہ کہ آپ کی تابش نور نے اس کی چمک کو دبا لیا۔

شیخ المحدثین حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں :

و نبود مر آنحضرت را صلی اللہ علیہ وسلم سایہ نہ در آفتاب و نہ در قمر ؎۱

(ترجمہ) کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سورج اور چاند کے سامنے سایہ نہ ہوتا تھا۔

حضرت امام قاضی عیاض علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں :

وَمَا ذُكِرَ مِنْ اَنَّهٗ كَانَ لَا ظِلَّ لِشَخْصِهٖ فِيْ شَمْسٍ وَلَا قَمَرٍ لِاَنَّهٗ كَانَ نُوْرًا وَاَنَّ الذُّبَابَ كَانَ لَا يَقَعُ عَلٰى جَسَدِهٖ وَلَا ثِيَابِهٖ۔ (شفا شریف صہ ۲۴۲)

کہ آپ کے دلائل نبوت و رسالت میں سے یہ بات بھی مذکور ہوتی ہے کہ آپ کے جسم انور کا سایہ نہ دھوپ میں ہوتا تھا نہ چاندنی میں، اس لیے کہ آپ نور تھے اور مکھی آپ کے جسم اور لباس پر نہ بیٹھتی تھی۔

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ مکتوبات شریف میں فرماتے ہیں :

اورا صلی اللہ علیہ وسلم سایہ نبود در عالم شہادت سایہ ہر شخص از شخص لطیف تر است و چوں لطیف تر ے صلی اللہ علیہ وسلم در عالم نباشد اورا سایہ چہ صورت دارد ؎۲

یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ نہ تھا کیونکہ عالم شہادت (یعنی دنیا) میں ہر چیز کا سایہ چیز سے لطیف تر ہوتا ہے اور جب حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی چیز لطیف تر ہے ہی نہیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سایہ ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

؎۱ مدارج النبوت جلد ۱ صفحہ نمبر ۲۱

؎۲ مکتوبات امام ربانی حصہ نہم دفتر سوم صہ ۷۵

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمۃ سورۃ والضحیٰ کی تفسیر میں فرماتے ہیں :

سایہ ایشاں برزمین نمے افتاد ـــــــ

یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ زمین پر پڑا ہی نہیں۔

(تفسیر عزیزی اُردو پارہ ۳۰ ص ۲۶۱ آخری سطر)

امام ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :

وَمِمَّا يُؤَيِّدُ اَنَّهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم صَارَ نُوْرًا اَنَّهُ كَانَ اِذَا مَشٰى فِى الشَّمْسِ وَالْقَمَرِ لَا يَظْهَرُ لَهُ ظِلٌّ لِاَنَّهُ لَا يَظْهَرُ اِلَّا لِلْكَثِيْفِ وَهُوَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم قَدْ خَلَّصَهُ اللهُ مِنْ سَائِرِ الْكَثَافَاتِ الْجِسْمَانِيَّةِ وَصَيَّرَهُ نُوْرًا صِرْفًا لَا يَظْهَرُ لَهُ ظِلٌّ اَصْلًا [1]

کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے نور محض ہونے کی تائید اس سے (بھی) ہوتی ہے کہ دھوپ یا چاندنی میں آپ کا سایہ نہ ہوتا تھا۔ اس لیے کہ سایہ تو کثیف کا ہوتا ہے اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اللہ قدوس نے تمام جسمانی کثافتوں سے پاک پیدا فرمایا ہے۔ اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ نہ تھا۔

مذکورہ حوالہ جات کے علاوہ کثیر التعداد کتب معتبرہ میں یہ حقیقت مذکور ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ نہ تھا۔

مثلاً تفسیر روح البیان، زرقانی شرح مواہب، سیرت حلبیہ، تاریخ الخمیس نسیم الریاض، جواہر البحار، مثنوی شریف، کلیات جامی، عزیز الفتاوے کشف الغمہ وغیرہا۔

---

[1] افضل القریٰ ص ۲۷

علاوہ ازیں دوسروں کے گھر کی گواہی بھی ملاحظہ ہو!
معترضین کے سردار مولوی رشید احمد گنگوہی لکھتے ہیں:
"حق تعالیٰ در شانِ حبیب خود صلی اللہ علیہ وسلم فرمود کہ آمدہ
نزد شما از طرف حق تعالیٰ نور و کتاب مبین و مراد از نور ذاتِ پاک
حبیبِ خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نیز فرمود کہ اے نبی ترا شاھد و مبشر
و نذیر و داعی الی اللہ و سراج منیر فرستادہ ایم و منیر روشن کنندہ و نور
دہندہ را گویند پس اگر کسے را روشن کردن از انساناں محال بودے
آں ذاتِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم"
را ہم ایں امر میسر نیامدے کہ آں ذاتِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم ہم
از جملہ اولادِ آدم علیہ السلام اند مگر آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ذاتِ خود
را چناں مطہر فرمود کہ نورِ خالص گشتند و حق تعالیٰ آں جناب سلامہٗ
علیہ را نور فرمود بہ تواتر ثابت شد کہ آں حضرت عالی سایہ نہ داشتند و
ظاہر است کہ بجز نور ہمہ اجسام ظل می دارند: (امداد السلوک ص ۸۵)

(ترجمہ) کہ حق تعالیٰ نے اپنے حبیبِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں فرمایا کہ تمہارے پاس اللہ کی طرف سے نور آیا اور کتابِ مبین آئی۔ نور سے مراد حبیبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ پاک ہے۔ نیز اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے نبی! صلی اللہ علیہ وسلم ہم نے آپ کو شاہد و مبشر و نذیر و داعی الی اللہ اور سراجِ منیر بنا کر بھیجا ہے اور منیر روشن کرنے والے اور نور دینے والے کو کہتے ہیں۔
پس انسانوں میں سے کسی کو اگر روشن کرنا محال ہوتا تو آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ اقدس کیلئے یہ امر میسر نہ ہوتا۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ پاک اگرچہ جملہ اولادِ آدم علیہ السلام سے ہے مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی

ذات پاک کو ایسا مطہر فرمایا کہ نورِ خالص ہو گئے۔

اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو نور فرمایا ہے اور تواتر سے ثابت ہوا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سایہ نہ رکھتے تھے اور نور کے سوا تمام اجسام سایہ رکھتے ہیں۔

○ **اشرف علی تھانوی کا عقیدہ** یہ بات مشہور ہے کہ ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سایہ نہیں تھا (اس لیے) کہ ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سر تا پا نور ہی نور تھے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم میں ظلمت نام کو بھی نہ تھی۔ اس لیے آپ کا سایہ نہ تھا کیونکہ سایہ کے لیے ظلمت لازمی ہے۔

شکر النعمۃ بذکر رحمۃ الرحمۃ ص ۳۹

(بحوالہ ذکرِ جمیل علامہ اوکاڑوی علیہ الرحمۃ)

؎ لوگ کہتے ہیں کہ سایہ تیرے پیکر کا نہ تھا
میں تو کہتا ہوں، جہاں بھر پہ ہے سایہ تیرا
پورے قد سے جو کھڑا ہوں تو یہ تیرا ہے کرم
مجھ کو جھکنے نہیں دیتا ہے سہارا تیرا



خاندانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

اللہ قدوس فرماتا ہے:

وَتَوَكَّلْ عَلَى الْعَزِيزِ الرَّحِيمِ ○ الَّذِي يَرَاكَ حِينَ تَقُومُ ○
وَتَقَلُّبَكَ فِي السَّاجِدِينَ ○ (الشعراء)

اور بھروسہ کر زبردست مہربان پر جو تجھے دیکھتا ہے جب تو کھڑا ہو اور تیرا کروٹیں بدلنا سجدہ کرنے والوں میں۔

مذکورہ آیت میں وَتَقَلُّبَكَ فِي السَّاجِدِينَ، کی تفسیر ملاحظہ فرمائیں:

تفسیر روح المعانی: ــــــ علامہ ابو الفضل شہاب الدین سید محمود آلوسی البغدادی علیہ الرحمۃ اس آیت کی کئی تفسیریں بیان کرتے ہوئے یہ تفسیر بھی پیش کرتے ہیں:

وَاَبُوْ نُعَيْمٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَيْضًا اِلَّا اَنَّهٗ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَسَّرَ التَّقَلُّبَ فِيْهِمْ بِالتَّنَقُّلِ فِيْ اَصْلَابِهِمْ حَتّٰى وَلَدَتْهُ اُمُّهٗ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ. وَجَوَّزَ عَلٰى حَمْلِ التَّقَلُّبِ عَلَى التَّنَقُّلِ فِي الْاَصْلَابِ اَنْ يُّرَادَ بِالسَّاجِدِيْنَ الْمُؤْمِنُوْنَ وَاسْتَدَلَّ بِالْاٰيَةِ عَلٰى اِيْمَانِ اَبَوَيْهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمَا ذَهَبَ اِلَيْهِ كَثِيْرٌ مِّنْ اَجِلَّةِ اَهْلِ السُّنَّةِ وَاَنَا اَخْشَى الْكُفْرَ عَلٰى مَنْ يَّقُوْلُ فِيْهِمَا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا ـــــــ

(تفسیر روح المعانی الجزء التاسع عشر جلد ۱۰ صفحہ ۱۲۷ تا ۱۲۸)

ابو نعیم نے سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے "تقلبک فی الساجدین"

کی تفسیر یہ کی ہے حضور سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے آباء و اجداد کی پشتوں میں منتقل ہوتے رہے یہاں تک کہ آپ کی والدہ ماجدہ نے آپ کو جنا اور تَقَلُّبَ کے اس معنی سے السّاجدین سے مومنین مراد لیا جاتا ہے۔

اس آیت سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کے اہل ایمان ہونے پر دلیل پکڑی گئی ہے جیسا کہ یہ مذہب اہلسنت کے کثیر التعداد، جلیل القدر علماء کرام کا ہے اور میں اس شخص کے کفر کا خوف رکھتا ہوں جو آپ کے والدین کریمین کے بارے میں اس کے خلاف کا قائل ہو۔

تفسیر دُرِّ منثور :

وَاَخْرَجَ ابْنُ اَبِی حَاتِم وَابْنُ مردویہ وَاَبُوْنُعیم فِی الدَّلَائِلِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا فِی قَوْلِہٖ " وَ تَقَلُّبَکَ فِی السّٰجِدِیْنَ" قَالَ مَا زَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم یَتَقَلَّبُ فِی اَصْلَابِ الْاَنْبِیَاءِ حَتّٰی وَلَدَتْہُ اُمُّہٗ۔

اور ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے اور ابونعیم نے دلائل النبوۃ میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انبیاء کی صُلبوں میں منتقل ہوتے رہے یہاں تک کہ آپ کو آپ کی والدہ ماجدہ نے جنا۔

وَاَخْرَجَ ابْنُ مردویہ عَنِ ابْنِ عبّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا قَالَ سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم فَقُلْتُ بِاَبِیْ اَنْتَ وَاُمِّیْ اَیْنَ کُنْتَ وَاٰدَمُ فِی الْجَنَّۃِ ؟ فَتَبَسَّمَ حَتّٰی بَدَتْ نَوَاجِذُہٗ ثُمَّ قَالَ اِنِّیْ کُنْتُ فِیْ صُلْبِہٖ وَھَبَطَ اِلَی الْاَرْضِ وَاَنَا فِیْ صُلْبِہٖ وَرَکِبْتُ السَّفِیْنَۃَ

فِیْ صُلْبِ اَبِیْ نُوْحٍ وَقُذِفْتُ فِی النَّارِ فِیْ صُلْبِ اَبِیْ اِبْرَاهِیْمَ۔
لَمْ یَلْتَقِ اَبَوَایَ قَطُّ عَلٰی سِفَاحٍ لَمْ یَزَلِ اللّٰهُ یَنْقُلُنِیْ مِنَ الْاَصْلَابِ الطَّیِّبَةِ اِلَی الْاَرْحَامِ الطَّاهِرَةِ مُصَفًّی مُهَذَّبًا لَا تَتَشَعَّبُ شُعْبَتَانِ اِلَّا کُنْتُ فِیْ خَیْرِهِمَا۔۔۔۔۔۔ الخ

(تفسیر درمنثور صفحہ ۹۸ جلد ۵، کتاب الشفا صفحہ ۱۲۲ جلد ۱)

ابن مردویہ نے روایت کیا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ میرا باپ اور ماں آپ پر قربان ہوں، جب حضرت آدم علیہ السلام جنت میں تھے تو آپ اس وقت کہاں تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہنس پڑے، یہاں تک کہ آپ کی مبارک داڑھیں ظاہر ہوگئیں اور ارشاد فرمایا: اس وقت میں ان کی پشت میں تھا اور جب وہ (حضرت آدم) زمین پر آئے (تب بھی) میں ان کی پشت میں تھا۔ اور میں اپنے باپ حضرت نوح علیہ السلام کی پشت میں ہوتے ہوئے کشتی پر سوار ہوا اور میں اپنے جدِ امجد حضرت ابراہیم علیہ السلام کی پشت میں ہوتے ہوئے آگ میں پھینکا گیا۔ میرے آباء کبھی بھی حرام کاری میں نہیں پڑے۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے طیب پشتوں سے پاک رحموں کی طرف منتقل فرمایا ہے۔ (اور وہ تمام لوگ) صاحبانِ صفا اور مہذب تھے۔ جب کسی سے دو شاخیں بنتیں تو میں ان میں سے اعلیٰ شاخ میں ہوتا۔

مسالک الحنفاء

وَ قَدْ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فِی تَاوِیْلِ قَوْلِ اللّٰهِ "وَتَقَلُّبَكَ فِی السَّاجِدِیْنَ" اَیْ تَقَلُّبَكَ مِنْ اَصْلَابٍ طَاهِرَةٍ مِنْ اَبٍ بَعْدَ اَبٍ اِلٰی اَنْ جَعَلَكَ نَبِیًّا وَكَانَ نُوْرُ النُّبُوَّةِ ظَاهِرًا فِیْ اٰبَاءِهٖ ——— وَقَالَ اَبُوْجَعْفَرِ النَّحَاسُ فِیْ مَعَانِی الْقُرْاٰنِ وَفِیْ قَوْلِهٖ "وَتَقَلُّبَكَ فِی السَّاجِدِیْنَ" رُوِیَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّهٗ قَالَ تَقَلُّبَهٗ فِی الظُّهُوْرِ حَتّٰی اَخْرَجَهٗ نَبِیًّا وَمَا اَحْسَنَ قَوْلُ الْحَافِظِ شَمْسُ الدِّیْنِ بْنِ نَاصِرِ الدِّیْنِ دَمِشْقِیْ : ؎

تَنَقَّلَ اَحْمَدُ نُوْرًا عَظِیْمًا ❊ تَلَأْلَأَ فِیْ جِبَاهِ السَّاجِدِیْنَا

تَقَلَّبَ فِیْهِمْ قَرْنًا فَقَرْنًا ❊ اِلٰی اَنْ جَاءَ خَیْرُ الْمُرْسَلِیْنَا

مسالک الحنفا ص ۳۵ تا ص ۳۶
(امام سیوطی علیہ الرحمۃ)

(ترجمہ) "وَتَقَلُّبَكَ فِی السَّاجِدِیْنَ" کے متعلق حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک پشت سے دوسری پشت کی طرف آتے رہے اور وہ تمام پشتیں طاہر تھیں۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی نبوت کو آشکارا فرمادیا تو آپ کا نورِ نبوت آپ کے تمام آباء و اجداد میں ظاہر ہوتا رہا۔

ابوجعفر نحاس نے اسی آیت کے متعلق کہا ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ آپ مختلف پشتوں میں منتقل ہوتے رہے یہاں تک آپ بذاتِ خود تشریف لے آئے۔

حافظ شمس الدین بن ناصر الدین دمشقی نے اشعار میں ایک خوب تفسیر کی:

(ترجمہ اشعار) سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا نور پاک منتقل ہوتا رہا اور اللہ تبارک و تعالیٰ کے حضور سجدہ ریز ہونے والے (اہلِ ایمان) لوگوں میں اس کی چمک دمک نظر آتی رہی۔ آپ اُن نورانی سجدہ ریزوں کی پشت میں پھرتے پھراتے خیر المرسلین بن کر خود تشریف فرما ہوئے۔

خاندانِ نبوت کی کیا بات ہے ۔۔۔ سلسلۂ نبیِ رحمت کی کیا بات ہے
ازل سے جن کے رتبے ہیں سب سے جدا ۔۔۔ جلوۂ شانِ قدرت کی کیا بات ہے
نور والوں کی نورانی ہیں نسبتیں ۔۔۔ بے مثل رنگِ فطرت کی کیا بات ہے
جن میں چمکا ہو نورِ نبی مصطفےٰ ﷺ ۔۔۔ اُن جبینوں کی عظمت کی کیا بات ہے

تفسیر مظہری :

اَلْمُرَادُ مِنْهُ تَقَلُّبَكَ مِنْ اَصْلَابِ الطَّاهِرِيْنَ السَّاجِدِيْنَ لِلّٰهِ اِلٰى اَرْحَامِ الطَّاهِرَاتِ السَّاجِدَاتِ وَمِنْ اَرْحَامِ السَّاجِدَاتِ اِلٰى اَصْلَابِ الطَّاهِرِيْنَ ۔۔۔ اَىِ الْمُوَحِّدِيْنَ وَالْمُوَحِّدَاتِ حَتّٰى يَدُلَّ عَلٰى اَنَّ آبَاءَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلَّهُمْ كَانُوْا مُؤْمِنِيْنَ۔

(تفسیر مظہری ص۸۹ ج۷ بحوالہ نور العینین)

اس سے مراد یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پاکیزہ اور اللہ کو سجدہ کرنے والے مردوں کی پشت سے ان عورتوں کے رحم کی طرف منتقل ہوئے جو پاکیزہ اور ساجدہ تھیں اور پھر اُن طاہرات و ساجدات کے رحم سے ایسے پاکیزہ افراد کی طرف منتقل ہوئے جو سبھی اللہ تعالیٰ کی توحید پر قائم تھے۔

یہ آیت کریمہ اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام آباؤ اجداد صاحبانِ توحید تھے۔

تفسیر صاوی :

تَحْتَ قَوْلِ اللّٰہِ تَعَالٰی وَتَقَلُّبَکَ فِی السَّاجِدِیْنَ وَالْمُرَادُ بِالسَّاجِدِیْنَ الْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمَعْنٰی یَرَاکَ مُتَقَلِّبًا فِیْ اَصْلَابٍ وَّاَرْحَامِ الْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ لَّدُنْ اٰدَمَ اِلٰی عَبْدِ اللّٰہِ فَاُصُوْلُہٗ جَمِیْعًا مُؤْمِنُوْنَ ۔

(تفسیر صاوی ص ۱۸۰ ج ۳ بحوالہ نور الہدیٰ)

اللہ تعالیٰ کے اس فرمان، کہ "گردش کرنا تیرا بیچ سجدہ کرنے والوں کے" سجدہ کرنے والوں سے مراد اہلِ ایمان ہیں اور اس کا معنی یہ ہے کہ اے محبوب! (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ تعالیٰ آپ کو اصلابِ آباء کرام اور ارحامِ امہات اہلِ ایمان میں انتقال پذیر ہوتے دیکھتا رہا ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت عبداللہ تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام آباء واجداد اور سب امہات و جدات سب کے سب مومن تھے۔

تفسیر جمل :

فِیْ قَوْلِہٖ تَعَالٰی۔ وَتَقَلُّبَکَ فِی السَّاجِدِیْنَ فَسَّرَ بَعْضُھُمْ بِالْمُؤْمِنِیْنَ اَیْ یَرَاکَ مُتَقَلِّبًا فِیْ اَصْلَابٍ وَّاَرْحَامِ الْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ لَّدُنْ اٰدَمَ وَحَوَّاءَ اِلٰی عَبْدِ اللّٰہِ وَاٰمِنَۃَ جَمِیْعُ اُصُوْلِہٖ رِجَالًا وَّنِسَاءً مُؤْمِنُوْنَ ۝

(تفسیر جمل ص ۲۹۶ ج ۳ بحوالہ نور الہدیٰ)

اور گردش کرنا تمہارا بیچ سجدہ کرنے والوں کے۔ بعض مفسرین کرام رحمہم اللہ نے ساجدین کی تفسیر مومنین سے کی ہے۔ جس سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو گردش کرتے دیکھتا رہا ہے بیچ پشتِ آباء کرام اور ارحام امہات اہلِ ایمان کے۔ سیدنا آدم و سیدہ حوا علیہما السلام سے لے کر سیدنا عبداللہ و سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہما تک آپ کے تمام اصول مردوں اور عورتوں سے سب کے سب مومن تھے۔

امام فخر الدین رازی علیہ الرحمۃ کا فرمان

اِنَّ آبَاءَ الْاَنْبِیَاءِ مَا کَانُوْا کُفَّارًا یَدُلُّ عَلَیْہِ قَوْلُہٗ تَعَالٰی اَلَّذِیْ یَرٰکَ حِیْنَ تَقُوْمُ وَ تَقَلُّبَکَ فِی السَّاجِدِیْنَ، قِیْلَ مَعْنَاہُ یَنْتَقِلُ نُوْرُہٗ مِنْ سَاجِدٍ اِلٰی سَاجِدٍ قَالَ فَفِیْہِ دَلَالَۃٌ عَلٰی اَنَّ جَمِیْعَ آبَاءِہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانُوْا مُسْلِمِیْنَ:

(زرقانی ص ۱۷۴، شموس الاسلام ص ۸، التعظیم والمنہ ص ۵۰)

بے شک حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کے آباء کرام میں سے کوئی شخص کافر نہ تھا اس پر اللہ تعالیٰ کا فرمودہ صاف دلالت کرتا ہے "جو دیکھتا ہے تجھ کو جب تو کھڑا ہوتا ہے اور گردش کرنا تیرا بیچ سجدہ کرنے والوں کے۔ اکثر علماء نے کہا ہے کہ اس آیت سے مراد یہ ہے کہ ہمیشہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نور مبارک ایک مومن سے دوسرے مومن کی طرف منتقل ہوتا رہا ہے۔

(امام رازی علیہ الرحمۃ) فرماتے ہیں کہ یہ آیت اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سلسلہ نسب کے جملہ آباء و امہات ایمان دار تھے۔

آپ کے خاندان (سلسلہ نسب) میں کوئی مشرک نہیں!

وَمِمَّا یَدُلُّ عَلٰی اَنَّ آبَاءَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا کَانُوْا مُشْرِکِیْنَ قَوْلُہٗ عَلَیْہِ السَّلَامُ۔ لَمْ اَزَلْ اُنْقَلُ مِنْ اَصْلَابِ الطَّاهِرِیْنَ اِلٰی اَرْحَامِ الطَّاهِرَاتِ وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی اِنَّمَا الْمُشْرِکُوْنَ نَجَسٌ فَوَجَبَ اَنْ لَّا یَکُوْنَ اَحَدٌ فِیْ اَجْدَادِہٖ مُشْرِکًا۔

(المواہب اللدنیہ ص ۳۴)

(ترجمہ) اور جو چیز اس بات پر واضح دلالت کرتی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آباء و اجداد مشرک نہ تھے۔

وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان گرامی ہے کہ میں ہمیشہ پاکیزہ پشتوں سے پاکیزہ ارحام کی طرف منتقل ہوتا چلا آیا ہوں اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "کافر تو ناپاک ہی ہیں" اس بنا پر یہ بات لازم ہوئی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جملہ آباء واجداد و امہات و جدات سے کوئی شخص کافر و مشرک نہ ہو

علامۃ الدہر امام ابن حجر مکیؒ کا نعرۂ حق

شیخ المحدثین امام ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ "افضل القریٰ" میں رقمطراز ہیں:

اِنَّ آبَاءَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ غَیْرَ الْاَنْبِیَاءِ وَاُمَّھَاتِہٖ اِلٰی آدَمَ وَحَوَّا لَیْسَ فِیْھِمْ کَافِرٌ لِاَنَّ الْکَافِرَ لَا یُقَالُ فِیْ حَقِّہٖ اَنَّہٗ مُخْتَارٌ وَلَا کَرِیْمٌ وَلَا طَاھِرٌ بَلْ ھُوَ نَجِسٌ کَمَا فِیْ آیَۃٍ! "اِنَّمَا الْمُشْرِکُوْنَ نَجَسٌ" وَقَدْ صَرَّحَتِ الْاَحَادِیْثُ السَّابِقَۃُ بِاَنَّھُمْ مُخْتَارُوْنَ وَاِنَّ الْاٰبَاءَ کِرَامٌ وَالْاُمَّھَاتُ طَاھِرَاتٌ ...... وَاَیْضًا قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَتَقَلُّبَکَ فِی السَّاجِدِیْنَ ۔

تحقیق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے آباء و اجداد جو غیر انبیاء ہیں اور آپ کی امہات و جدات میں سے کوئی بھی کافر نہ تھا۔ کیونکہ کفار کے حق میں یہ نہیں کہا جاتا کہ وہ برگزیدہ و بزرگوار اور پاکیزہ ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔ "کہ کافر تو ناپاک ہی ہیں" اور احادیث سابقہ میں صراحت ہے کہ وہ (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آباء و اجداد) سب کے سب اللہ تعالیٰ کے مقبول بندے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام آباء و اجداد اور امہات و جدات سب

پاک تھے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ پاک میں فرمایا ہے " اور تمہارا گردش کرنا بیچ سجدہ کرنے والوں کے۔

۵ پاکی و پلیدی دو چیزیں جُدا ہیں — کہے ایک جو اُس کی سوچیں سیاہ ہیں
ہر سے مصطفٰے کے آباء ہیں جنتی — یہ فتویٰ ہے اُن کا جو حق سے آگاہ ہیں

گُل چیدہ از گلشنِ کائنات

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اِنَّ اللہَ عَزَّ وَجَلَّ اخْتَارَ خَلْقَهُ، فَاخْتَارَ مِنْهُمْ بَنِي آدَمَ ثُمَّ اخْتَارَ بَنِي آدَمَ فَاخْتَارَ مِنْهُمُ الْعَرَبَ ثُمَّ اخْتَارَ الْعَرَبَ فَاخْتَارَ مِنْهُمْ قُرَيْشًا ثُمَّ اخْتَارَ قُرَيْشًا فَاخْتَارَ مِنْهُمْ بَنِي هَاشِمٍ، ثُمَّ اخْتَارَ بَنِي هَاشِمٍ فَاخْتَارَنِي مِنْهُمْ۔ فَلَمْ اَزَلْ خِيَارًا مِنْ خِيَارٍ اَلَا مَنْ اَحَبَّ الْعَرَبَ فَبِحُبِّي اَحَبَّهُمْ وَمَنْ اَبْغَضَ الْعَرَبَ فَبِبُغْضِي اَبْغَضَهُمْ۔

(الشفاء بتعریف حقوق المصطفٰے ص ۴۸)

بے شک اللہ تعالیٰ نے مخلوق سے بنی آدم کو چن لیا، پھر بنی آدم سے عرب کو چن لیا۔ پھر عرب سے قریش کو چن لیا۔ پھر قریش سے بنی ہاشم کو چن لیا۔ پھر بنی ہاشم سے مجھے چن لیا۔ پس میں ہمیشہ بہتر سے بہتر گروہ میں رہا ہوں۔ خبردار جو عرب والوں سے محبت رکھتا ہے تو (تو اسکی محبت) مجھ سے محبت رکھنے کے باعث ہے۔ اور جو ان سے بغض رکھتا ہے تو (اس کا بغض مجھ سے بغض رکھنے کی وجہ سے ہے۔

علامہ اسمٰعیل حقّی علیہ الرحمۃ کا استدلالِ عاشقانہ

علامہ موصوف تفسیر روح البیان میں فرماتے ہیں :

فَكَانَ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عِلَّةً غَايَةً لِوُجُوْدِ كُلِّ كَوْنٍ فَوُجُوْدُهٗ شَرِيْفٌ عُنْصُرُهٗ لَطِيْفٌ اَفْضَلُ الْمَوْجُوْدَاتِ الْكَوْنِيَّةِ وَرُوْحُهٗ اَفْضَلُ الْاَرْوَاحِ الْقُدْسِيَّةِ وَقَبِيْلَتُهٗ اَفْضَلُ الْقَبَائِلِ وَلِسَانُهٗ خَيْرُ الْاَلْسِنَةِ وَكِتَابُهٗ خَيْرُ الْكُتُبِ الْاِلٰهِيَّةِ وَاٰلُهٗ وَاَصْحَابُهٗ خَيْرُ الْاٰلِ وَخَيْرُ الصَّحَابَةِ وَزَمَانُ وَلَادَتِهٖ خَيْرُ الْاَزْمَانِ وَرَوْضَتُهُ الْمُنَوَّرَةُ اَعْلَى الْمَكَانِ مُطْلَقًا :

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ عالی، تمام کائناتِ ارضی وسماوی کے لیے بمنزلۂ علّتِ غائی کے ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا وجودِ مبارک بے حد بزرگ، آپ کا عنصر لطیف بے حد پاکیزہ اور مقدس ہے۔

اور تمام موجوداتِ کونیہ سے افضل واشرف ہے اور آپ کی روح تمام قدسی ارواح سے افضل ہے اور آپ کا قبیلہ مبارک تمام قبائل کا سردار ہے۔ آپ کی بولی تمام بولیوں سے اعلیٰ ہے۔ آپ کی آلِ پاک واصحابِ کبار تمام نبیوں کی آل واصحاب سے بلند پایہ ہیں اور آپ کی پیدائش شریف کا زمانہ تمام زمانوں سے بہتر ہے۔ اور آپ کا روضۂ مطہرہ تمام مقاماتِ مقدسہ سے مطلقاً افضل ہے

فَاَنَا خَيْرُهُمْ نَفْسًا وَخَيْرُهُمْ بَيْتًا :

عَنِ الْعَبَّاسِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهٗ جَاءَ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَاَنَّهٗ سَمِعَ شَيْئًا فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

عَلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ مَنْ اَنَا ؟ فَقَالُوْا اَنْتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم قَالَ اَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ۔

اِنَّ اللّٰهَ خَلَقَ الْخَلْقَ فَجَعَلَنِيْ فِيْ خَيْرِهِمْ ثُمَّ جَعَلَهُمْ فِرْقَتَيْنِ فَجَعَلَنِيْ فِيْ خَيْرِهِمْ فِرْقَةً ثُمَّ جَعَلَهُمْ قَبَائِلَ فَجَعَلَنِيْ فِيْ خَيْرِهِمْ قَبِيْلَةً ثُمَّ جَعَلَهُمْ بُيُوْتًا فَجَعَلَنِيْ فِيْ خَيْرِهِمْ بَيْتًا فَاَنَا خَيْرُهُمْ نَفْسًا وَخَيْرُهُمْ بَيْتًا ؕ (مشکوٰۃ ص۱۳ھ)

حضرت عباس رضی اللہ عنہ، سے روایت ہے کہ وہ خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے گویا کہ انہوں نے (اعلان وچرچا وغیرہ) کچھ سُنا تھا۔ پس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر جلوہ افروز ہوئے اور (صحابہ سے مخاطب ہوکر) فرمایا کہ میں کون ہوں ؟ صحابہ نے عرض کیا، آپ اللہ کے رسُول ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : میں محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب ہوں ——— بے شک اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا فرمایا۔ تو مجھ کو اُن میں سے اچھی مخلوق میں بنایا۔ پھر اس بہتر مخلوق کے دو حصے کئے تو مجھ کو اچھے حصے میں بنایا پھر اُس اچھے حصے میں قبیلے بنائے تو مجھ کو اچھے قبیلے میں بنایا۔ پھر اس اچھے قبیلے کے گھر بنائے تو مجھ کو اچھے گھر میں بنایا۔ پس میں (اپنی) ذات کے اعتبار سے بھی سب سے بہتر ہوں اور (اپنے) گھر کے اعتبار سے بھی سب سے بہتر ہوں۔



وہ سارے جہان سے بہتر ہیں

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا مِنْ اَھْلِ الْکِتٰبِ وَالْمُشْرِکِیْنَ فِیْ نَارِ جَھَنَّمَ خٰلِدِیْنَ فِیْھَا اُولٰٓئِکَ ھُمْ شَرُّ الْبَرِیَّۃِ ○ اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اُولٰٓئِکَ ھُمْ خَیْرُ الْبَرِیَّۃِ ○ (سورۃ البینہ: ۶-۷)

بے شک سب کافر کتابی اور مشرک جہنم کی آگ میں ہیں۔ ہمیشہ اس میں رہیں گے وہ سارے جہاں سے بدتر ہیں۔ بے شک جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے وہ سارے جہاں سے بہتر ہیں۔

قارئین کرام! نتیجہ واضح ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے قبیلہ، خاندان اور گھر کو سب جہان سے بہتر قرار دیا ہے تو یقیناً سب سے بہتر ایمان والے ہی ہوتے ہیں۔ کفار کو تو قرآن نے شرّ البریّہ (مخلوق سے بدتر) قرار دیا ہے۔

حدیث: عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ بُعِثْتُ مِنْ خَیْرِ قُرُوْنِ بَنِیْ اٰدَمَ قَرْنًا فَقَرْنًا حَتّٰی کُنْتُ مِنَ الْقَرْنِ الَّذِیْ کُنْتُ مِنْہُ۔ (بخاری ص۵۰۳)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر قرن و طبقہ میں تمام قرون بنی آدم کے بہتر سے بھیجا گیا ہوں۔ یہاں تک کہ اس قرن میں ہوا جس میں پیدا ہوا ہوں۔

حدیث: امیر المومنین اسد اللہ الغالب فی المشارق والمغارب حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

لَمْ یَزَلْ عَلٰی وَجْہِ الدَّھْرِ (الْاَرْضِ) سَبْعَۃٌ مُّسْلِمِیْنَ فَصَاعِدًا فَلَوْلَا ذٰلِکَ ھَلَکَتِ الْاَرْضُ وَمَنْ عَلَیْھَا۔

مسالک الحنفاء صفحہ ۱۳۲، شرح الزرقانی علی المواہب صفحہ ۲۰۴
(مطبوعہ مصر)

روئے زمین پر ہر زمانے میں کم سے کم سات مسلمان ضرور رہے ہیں۔ ایسا نہ ہوتا تو زمین و اہلِ زمین سب ہلاک ہو جاتے۔

حدیث: مفسرِ قرآن حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے:

مَاخَلَتِ الْاَرْضُ مِنْ بَعْدِ نُوْحٍ مِنْ سَبْعَۃٍ یَدْفَعُ اللّٰہُ بِھِمْ عَنْ اَھْلِ الْاَرْضِ۔ (مسالک الحنفاء، شرح الزرقانی)

نوح علیہ السلام کے بعد زمین کبھی سات بندگانِ خدا سے خالی نہیں ہوئی۔ جن کی وجہ سے اللہ تعالیٰ زمین سے عذاب دفع فرماتا ہے۔

● ان مذکورہ بالا حدیثوں پر تبصرہ کرتے ہوئے اعلیٰحضرت فرماتے ہیں:

"جب صحیح حدیثوں سے ثابت ہے کہ ہر قرن و طبقے میں روئے زمین پر لا اقل سات مسلمان بندگانِ مقبول ضرور رہے ہیں۔ اور خود صحیح بخاری شریف کی حدیث سے ثابت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جن سے پیدا ہوئے وہ لوگ ہر زمانے میں ہر قرن میں خیارِ قرن سے ہیں اور آیتِ قرآنیہ ناطق کہ کوئی کافر اگرچہ کیسا ہی شریف القوم بالنسب ہو، کسی غلام مسلمان سے بھی خیر و بہتر نہیں ہو سکتا تو واجب ہوا کہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے آباء و امہات ہر قرن اور ہر طبقہ میں انہیں بندگانِ صالح و مقبول سے ہوں۔

(شموس الاسلام)

اللہ تعالیٰ نے آگ حرام کردی ہے

اَخْرَجَهُ ابْنُ الْجَوْزِی مِنْ حَدِیْثِ عَلِیٍّ مَرْفُوْعًا هَبَطَ جِبْرِیْلُ عَلَیَّ فَقَالَ اِنَّ اللّٰهَ یُقْرِءُكَ السَّلَامَ وَیَقُوْلُ اِنِّیْ حَرَّمْتُ النَّارَ عَلٰی صُلْبٍ اَنْزَلَكَ وَبَطْنٍ حَمَلَكَ وَحِجْرٍ كَفَلَكَ :

(الحاوی للفتاوی صہ ۲۲۴)

حضرت محدث ابنِ جوزی (علیہ الرحمۃ) حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً روایت کرتے ہیں (حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا) کہ جبریلِ امین علیہ السلام میری خدمت میں اُترے اور عرض کی کہ بے شک اللہ قدوس آپ کو سلام کہتا ہے اور فرماتا ہے تمہیں نے اُس صُلب پر جس میں تم رہے اور اس پیٹ پر جس نے تمہیں اٹھایا اور اس گود پر جس نے تمہیں کھلایا، نارِ دوزخ کو حرام کردیا ہے۔

ے

آبائے محمد ﷺ کا ہے سلسلہ نورانی
وہ رب کے پیارے ہیں کوئی اُن کا نہیں ثانی
جہاں نورِ نبوت کی ہوں ضَوافشاں کرنیں
لاریب مبارک ہے! وہ منور پیشانی

وجودِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ الغفاری رضی اللہ عنہ قَالَ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ! کَیْفَ عَلِمْتَ اَنَّکَ نَبِیٌّ حَتّٰی اسْتَیْقَنْتَ فَقَالَ یَا اَبَا ذَرٍّ اَتَانِیْ مَلَکَانِ وَاَنَا بِبَعْضِ بَطْحَآءِ مَکَّۃَ فَوَقَعَ اَحَدُھُمَا اِلَی الْاَرْضِ وَکَانَ الْاٰخَرُ بَیْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ فَقَالَ اَحَدُھُمَا لِصَاحِبِہٖ اَھُوَ ھُوَ؟ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَزِنْہُ بِرَجُلٍ فَوُزِنْتُ بِہٖ فَوَزَنْتُہٗ، ثُمَّ قَالَ زِنْہُ بِعَشَرَۃٍ فَوُزِنْتُ بِھِمْ فَرَجَحْتُھُمْ۔ ثُمَّ قَالَ زِنْہُ بِمِائَۃٍ فَوُزِنْتُ بِھِمْ فَرَجَحْتُھُمْ ثُمَّ قَالَ زِنْہُ بِاَلْفٍ فَوُزِنْتُ بِھِمْ فَرَجَحْتُھُمْ کَاَنِّیْ اَنْظُرُ اِلَیْھِمْ یَنْتَثِرُوْنَ عَلَیَّ مِنْ خِفَّۃِ الْمِیْزَانِ۔ قَالَ فَقَالَ اَحَدُھُمَا لِصَاحِبِہٖ لَوْ وَزَنْتَہٗ بِاُمَّتِہٖ لَرَجَحَھَا۔ (مشکوٰۃ شریف ص۵۱۵)

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کی: یارسول اللہ! آپ کو کیسے پتہ چلا کہ آپ اللہ تعالیٰ کے نبی ہیں۔ یہاں تک کہ آپ کو یقین ہوگیا۔

تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ابوذر! جبکہ میں ایک دن مکہ مکرمہ کی ایک وادی میں تھا۔ دو فرشتے میرے پاس آئے، ایک زمین پر اتر آیا، مگر دوسرا زمین آسمان کے درمیان ہی رہا۔ ان میں سے ایک نے دوسرے سے کہا کیا وہ (یعنی محبوبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم) وہی ہیں؟

دوسرے نے کہا: ہاں وہی ہیں۔ اوپر والے فرشتے نے کہا: ذرا ان کا ایک مرد کے ساتھ وزن تو کرو۔ پس میرا وزن کیا گیا تو میں ہی وزنی نکلا۔

پھر اوپر والے فرشتے نے کہا اب اِن کا دس مردوں کے ساتھ وزن کرو، تو جب میرا دس مردوں کے ساتھ وزن کیا گیا تو میں وزنی نکلا۔ پھر فرشتے نے کہا اب ان کا وزن سَو مردوں کے ساتھ کرو، تو جب میرا وزن سو مردوں سے کیا گیا تو میں وزنی نکلا ——— پھر اوپر والے فرشتے نے زمین والے سے کہا کہ اب اِن کا ہزار مَردوں کے ساتھ وزن کرو تو جب میرا وزن ہزار مَردوں سے کیا گیا تو میں وزنی نکلا۔ بلکہ میرے جسم پاک کے وزن سے ہزار مردوں والا پلڑا یوں اُوپر اٹھ گیا) گویا کہ میں انہیں دیکھ رہا ہوں کہ وہ اچھل کر میرے اوپر گرنے والے ہیں۔

(تو یہ منظر دیکھ کر) اوپر والے فرشتے نے کہا (اب وزن کرنا چھوڑ دے) کہ اگر تو ساری امّت (یعنی کل مخلوق) کے ساتھ بھی اُن کا وزن کرے گا تو پھر بھی آپ ہی وزنی ہوں گے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کھجوروں کے ڈھیر پر بیٹھ گئے

حضرت سیّدنا جابر رضی اللہ عنہٗ کے والدِ ماجد جنگ میں شہید ہو گئے تھے۔ اُن کی (نو) بہنیں بھی تھیں، ان کے والدِ ماجد رضی اللہ عنہٗ کے ذمہ کافی قرضہ تھا۔ جب باغ پکا تو تھوڑی سی کھجوریں حاصل ہوئیں۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہٗ کو فکر دامن گیر ہوئی کہ کیا بنے گا۔

خیال ہوا کہ قرضہ ہی ادا ہو جاتا تو غنیمت تھی۔ میں اپنی بہنوں کی پرورش محنت مزدوری سے کر لیتا۔ مگر قرض کیسے ادا ہو، میں نے قرض والوں سے بات کی کہ ساری کھجوریں لے لو اور قرضہ منہا کر لو مگر وہ نہ مانے۔

اسی پریشانی کے عالم میں، مَیں بارگاہِ بیکس پناہ میں حاضر ہو گیا اور ماجرا بیان کیا۔ اور عرض کی: یارسول اللہ! (صلی اللہ علیک وسلم) آپ تشریف لے چلیں

شاید آپ کو دیکھ کر قرضے والے نرمی کریں ۔ یہ سُن کر رحمۃ للعالمین حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : اے جابر ! ہر قسم کی کھجوروں کا علیحدہ علیحدہ ڈھیر لگاؤ ۔ (یعنی اعلیٰ قسم کی علیحدہ درمیانی علیحدہ اور ردّی قسم کی علیحدہ) تو میں نے ایسا ہی کیا اور پھر حاضر ہو گیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم میرے ساتھ چل پڑے ، جب قرض والوں نے دیکھا تو کبیدہ خاطر ہوئے اور پورے قرضے کا تقاضہ کیا ۔

یہ دیکھ کر نبیٔ رحمت ، شفیقِ امت صلی اللہ علیہ وسلم بنفسِ نفیس بڑے ڈھیر کے گرد چکر لگا کر اس کے اوپر بیٹھ گئے اور فرمایا ، اے جابر ! قرض والوں کو بلا لو ۔

فَمَا زَالَ يَكِيلُ لَهُمْ حَتّٰى أَدَّى اللّٰهُ عَنْ وَالِدِي أَمَانَتَهُ وَأَنَا أَرْضٰى أَنْ يُؤَدِّيَ اللّٰهُ أَمَانَةَ وَالِدِي وَلَا أَرْجِعَ إِلٰى أَخَوَاتِي بِتَمْرَةٍ فَسَلَّمَ اللّٰهُ الْبَيَادِرَ كُلَّهَا حَتّٰى إِنِّي أَنْظُرُ إِلَى الْبَيْدَرِ الَّذِي كَانَ عَلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَأَنَّهَا لَمْ تَنْقُصْ تَمْرَةً وَّاحِدَةً ۔

(بخاری شریف صفحہ ۵۸۰)

پس آپ انہیں پیمانہ بھر بھر کر دیتے رہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے میرے والد محترم کا سارا قرضہ ادا کروا دیا ۔ حالانکہ میں اس پر بھی خوش تھا کہ میرے والدِ محترم کا قرضہ ادا ہو جائے خواہ میں اپنی بہنوں کے لیئے ایک بھی کھجور لے کر نہ جا سکوں ۔ (لیکن ہُوا یہ کہ) اللہ تعالیٰ نے تمام ڈھیروں کو بچا دیا اور جب میں اس ڈھیر کو دیکھتا تھا جس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جلوہ افروز ہوئے تھے تو یوں معلوم ہوتا تھا کہ اس میں سے ایک کھجور بھی کم نہیں ہُوئی ہے ۔

ایک دوسری روایت میں ہے کہ (فیضانِ نبوت کا) یہ منظر دیکھ کر حضرت جابر

رضی اللہ عنہ بہت خوش ہوئے۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے جابر! یہ ماجرا (حضرت) عمر کو بتاؤ۔ اور جب حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے یہ واقعہ بیان کیا تو حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے جابر! تو مجھے اب بتانے آیا ہے، مجھے تو اسی وقت یقین تھا جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے چلے تھے کہ یہ کام ہو کر رہے گا۔

ے کون دیتا ہے دینے کو منہ چاہیئے
دینے والا ہے سچا ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وسلم!
غمزدوں کو رضا مژدہ دیجئے کہ ہے
بے کسوں کا سہارا ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وسلم

خشک لکڑی نے رونا شروع کر دیا

عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا خَطَبَ اِسْتَنَدَ اِلٰى جِذْعِ النَّخْلَةِ مِنْ سَوَارِی الْمَسْجِدِ فَلَمَّا صُنِعَ لَهُ الْمِنْبَرُ فَاسْتَوٰى عَلَيْهِ صَاحَتِ النَّخْلَةُ الَّتِىْ كَانَ يَخْطُبُ عِنْدَهَا حَتّٰى كَادَتْ اَنْ تَنْشَقَّ فَنَزَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى اَخَذَهَا فَضَمَّهَا اِلَيْهِ فَجَعَلَتْ تَاِنُّ اَنِيْنَ الصَّبِيِّ الَّذِىْ يُسَكَّتُ حَتّٰى اسْتَقَرَّتْ۔ (مشکوٰۃ ص۵۳۶، بخاری شریف ص...)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ (آغاز میں) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب خطبہ دیتے تو مسجد کے ایک ستون جو کہ خشک لکڑی کا تھا۔ اس کے ساتھ ٹیک لگا کر خطبہ دیتے تھے۔ پھر جب سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے منبر

شریف تیار ہوا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلّم اس پر خطبہ دینے کے لیے جلوہ فرما ہوئے تو اس ستون نے (بآوازِ بلند) رونا شروع کر دیا۔ اِتنا رویا کہ قریب تھا وہ پھٹ جاتا۔ یہ دیکھ کر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم منبر پر سے نیچے تشریف لائے اور اسے گلے لگالیا۔ پس اس نے بچوں کی طرح ہچکیاں لینا شروع کر دیں پھر وہ آہستہ آہستہ خاموش ہوا۔

اگر تو چاہے تو جنّت میں لگادوں!

حضرت عبداللہ بن بریدہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں:

قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم يَخْطُبُ اِلٰى جِذْعٍ فَاتُّخِذَ لَهٗ مِنْبَرٌ فَلَمَّا فَارَقَ الْجِذْعَ وَعَمَدَ اِلَى الْمِنْبَرِ الَّذِيْ صُنِعَ لَهٗ جَزَعَ الْجِذْعُ فَحَنَّ كَمَا تَحِنُّ النَّاقَةُ فَرَجَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم فَوَضَعَ يَدَهٗ عَلَيْهِ وَقَالَ: اخْتَرْ اَنْ اَغْرِسَكَ فِي الْمَكَانِ الَّذِيْ كُنْتَ فِيْهِ فَتَكُوْنُ كَمَا كُنْتَ۔ وَاِنْ شِئْتَ اَنْ اَغْرِسَكَ فِي الْجَنَّةِ فَتَشْرَبُ مِنْ اَنْهَارِهَا وَعُيُوْنِهَا فَيَحْسُنُ نَبْتُكَ وَتُثْمِرُ فَيَاكُلُ اَوْلِيَاءُ اللّٰهِ مِنْ ثَمْرَتِكَ فَسَمِعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم وَهُوَ يَقُوْلُ لَهٗ نَعَمْ قَدْ فَعَلْتَ مَرَّتَيْنِ فَسُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم فَقَالَ اخْتَارَ اَنْ اَغْرِسَهٗ فِي الْجَنَّةِ۔

الخصائص الکبریٰ ص ۱۲۶ ج ۲
حجۃ اللہ علی العالمین ص ۴۴۸

(عبداللہ بن بریدہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں) کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک درخت کے خشک تنے (ستونِ مسجد) کے ساتھ کھڑے ہو کر خطبہ

ارشاد فرماتے تھے پھر آپ کے لیے ایک منبر تیار کیا گیا۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلّم نے منبر کی طرف رُخ کیا تو درخت کے تنے نے اس طرح نالہ وفریاد کی جس طرح اونٹنی کرتی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلّم نے اپنا دستِ مبارک اس پر رکھ دیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلّم نے اس سے فرمایا: اگر تو چاہے تو میں تجھے اس جگہ لگا دوں جہاں تو پہلے تھا اور پہلے ہی کی طرح ہو جائے اور اگر تو چاہے تو میں تجھے جنّت میں لگا دوں جہاں جنّت کی نہریں اور چشمے تجھے سیراب کریں اور اولیاء اللہ تیرا پھل کھائیں۔ اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلّم سے دو بار کہا: بہتر ہے میں نے اسی کو قبول کیا۔

کسی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلّم سے پوچھا، اس نے کیا کہا؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا: اس نے جنّت میں لگایا جانا پسند کیا ہے۔

پتھّر کی چٹان ریت کی طرح بہہ گئی:

عَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ فَقَالَ اِنَّا یَوْمَ الْخَنْدَقِ نَحْفِرُ فَعَرَضَتْ کُدْیَۃٌ شَدِیْدَۃٌ فَجَاءُوا النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالُوْا ھٰذِہٖ کُدْیَۃٌ عَرَضَتْ فِی الْخَنْدَقِ فَقَالَ اَنَا نَازِلٌ ثُمَّ قَامَ وَبَطْنُہٗ مَعْصُوْبٌ بِحَجَرٍ وَلَبِثْنَا ثَلَاثَۃَ اَیَّامٍ لَا نَذُوْقُ ذَوَاقًا فَاَخَذَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الْمِعْوَلَ فَضَرَبَ فَعَادَ کَثِیْبًا اَھْیَلَ اَوْ اَھْیَمَ فَقُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ائْذَنْ لِیْ اِلَی الْبَیْتِ فَقُلْتُ لِامْرَاَتِیْ رَاَیْتُ بِالنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ شَیْئًا مَا فِیْ ذٰلِکَ صَبْرٌ فَعِنْدَکِ شَیْءٌ؟ قَالَتْ عِنْدِیْ شَعِیْرٌ وَعَنَاقٌ فَذَبَحْتُ الْعَنَاقَ وَطَحَنَتِ الشَّعِیْرَ حَتّٰی جَعَلْنَا اللَّحْمَ فِی الْبُرْمَۃِ ثُمَّ جِئْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَالْعَجِیْنُ قَدِ انْکَسَرَ وَالْبُرْمَۃُ بَیْنَ الْاَثَافِیْ قَدْ کَادَتْ اَنْ

مُنْضَجَ۔ فَقُلْتُ طُعَيِّمٌ لِّيْ فَقُمْ اَنْتَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ وَرَجُلٌ اَوْ رَجُلَانِ قَالَ كَمْ هُوَ فَذَكَرْتُ لَهٗ قَالَ كَثِيْرٌ طَيِّبٌ قَالَ قُلْ لَّهَا لَا تَنْزِعِ الْبُرْمَةَ وَلَا الْخُبْزَ مِنَ التَّنُّوْرِ حَتّٰى اٰتِيَ فَقَالَ قُوْمُوْا فَقَامَ الْمُهَاجِرُوْنَ وَالْاَنْصَارُ۔ فَلَمَّا دَخَلَ عَلٰى امْرَاَتِهٖ قَالَ وَيْحَكِ جَاءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْمُهَاجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَمَنْ مَّعَهُمْ قَالَتْ هَلْ سَاَلَكَ قُلْتُ نَعَمْ فَقَالَ ادْخُلُوْا وَلَا تَضَاغَطُوْا فَجَعَلَ يَكْسِرُ الْخُبْزَ وَيَجْعَلُ عَلَيْهِ اللَّحْمَ وَيُخَمِّرُ الْبُرْمَةَ وَالتَّنُّوْرَ اِذَا اَخَذَ مِنْهُ وَيُقَرِّبُ اِلٰى اَصْحَابِهٖ ثُمَّ يَنْزِعُ فَلَمْ يَزَلْ يَكْسِرُ الْخُبْزَ وَيَغْرِفُ حَتّٰى شَبِعُوْا وَبَقِيَ بَقِيَّةٌ قَالَ كُلِيْ هٰذَا وَاَهْدِيْ فَاِنَّ النَّاسَ اَصَابَتْهُمْ مَجَاعَةٌ۔ (بخاری ص۵۸۸)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب ہم خندق کھود رہے تھے تو ایک سخت پتھر نکل آیا، لوگ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوئے کہ ایک بہت بڑی چٹان آڑے آ گئی ہے (جو ہم سے نہیں ٹوٹ رہی) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں خود خندق میں اترتا ہوں چنانچہ آپ کھڑے ہوئے۔ دراں حالیکہ شکم مبارک سے پتھر بندھا ہوا تھا اور ہم نے بھی تین دنوں سے کچھ نہیں کھایا پیا تھا۔ پس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کدال لیکر اس پتھر پر ضرب لگائی۔ تو وہ ریت کی طرح بہہ گئی۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے گھر جانے کی اجازت مرحمت فرمائی جائے۔ پس میں نے (گھر جاکر) اپنی بیوی سے کہا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو (بھوک کی) ایسی حالت میں دیکھا ہے جو میرے لیے ناقابلِ برداشت ہے پس بتاؤ کیا تمہارے پاس کھانے کے لیے کچھ ہے؟ انہوں نے کہا تھوڑے سے جو ہیں اور ایک بکری کا بچہ! پس میں نے بکری کے بچے کو ذبح

کیا اور بیوی نے جَو پیسے۔ یہاں تک کہ گوشت ہانڈی میں پکنے کے لیے رکھ دیا گیا پس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو گیا جبکہ آٹا گوندھ کر رکھ لیا اور ہانڈی پکنے کے قریب ہو گئی۔

میں عرض گزار ہوا کہ آپ کے لیے کھانا تیار کروایا ہے پس آپ ایک دو آدمیوں کو ساتھ لے کر تشریف لے چلیں۔ فرمایا: کتنا کھانا ہے؟ میں نے عرض کر دیا۔ فرمایا: یہ تو بہت ہے اور بڑا اچھا ہے پھر فرمایا کہ اپنی بیوی سے کہہ دینا کہ وہ ہانڈی کو نہ اُتاریں اور تنور سے روٹیاں نہ نکالیں۔ جب تک میں نہ آ جاؤں۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مہاجرین و انصار سے فرمایا کہ کھانے کے لیے کھڑے ہو جاؤ۔ میں اپنی بیوی کے پاس جا کر کہنے لگا کہ خدا کی بندی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تو سارے مہاجرین و انصار کو ساتھ لے کر تشریف لا رہے ہیں۔ کہنے لگیں: کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ سے کچھ پوچھا تھا۔ میں نے جواب دیا: ہاں! پس آپ نے صحابہ کرام سے فرمایا: کہ اندر چلو اور شور و غل نہ کرنا۔ پھر روٹیاں توڑ کر اُن پر گوشت رکھا اور ہانڈی سے گوشت اور تنور سے روٹیاں لے کر انہیں ڈھک دیتے تھے اور (روٹی پر گوشت رکھ کر) صحابہ کرام کے سامنے رکھتے جاتے۔ آپ برابر روٹیاں توڑ کر لوگوں (صحابہ کرام) کو دیتے رہے یہاں تک کہ سارے شکم سیر ہو گئے اور کھانا بچ بھی رہا۔ آپ نے فرمایا: اب تم بھی کھا لو اور جن کے لیے کھانا بھیجنا ہے ان کے لیے بھی بھیج دو کیونکہ آجکل لوگوں کو بھوک نے ستایا ہوا ہے۔

آپ ﷺ نے رُکانہ کو پچھاڑ دیا

وَذَکَرَ ابْنُ اِسْحٰق فِی کِتَابِہٖ وَغَیْرُہٗ اَنَّہٗ کَانَ بِمَکَّۃَ رَجُلٌ شَدِیْدُ الْقُوَّۃِ یُحْسِنُ الصِّرَاعَ وَکَانَ النَّاسُ یَاْتُوْنَہٗ مِنْ بِلَادٍ لِلْمُصَارَعَۃِ فَیَصْرَعُھُمْ فَبَیْنَمَا ھُوَ ذَاتَ یَوْمٍ فِیْ شِعْبٍ مِّنْ شِعَابِ مَکَّۃَ اِذْ لَقِیَہٗ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم فَقَالَ لَہٗ یَا رُکَانَۃُ اَلَا تَتَّقِی اللّٰہَ وَتَقْبَلُ مَا اَدْعُوْکَ اِلَیْہِ فَقَالَ لَہٗ رُکَانَۃُ یَا مُحَمَّدُ ھَلْ مِنْ شَاھِدٍ یَدُلُّ عَلٰی صِدْقِکَ قَالَ اَرَاَیْتَ اِنْ صَرَعْتُکَ اَتُؤْمِنُ بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ قَالَ نَعَمْ یَا مُحَمَّدُ فَقَالَ لَہٗ تَہَیَّأْ لِلْمُصَارَعَۃِ قَالَ تَہَیَّأْتُ فَدَنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم فَاَخَذَہٗ ثُمَّ صَرَعَہٗ فَتَعَجَّبَ رُکَانَۃُ مِنْ ذَالِکَ ثُمَّ سَاَلَہُ الْاِقَالَۃَ وَالْعَوْدَ فَفَعَلَ بِہٖ ثَانِیًا وَثَالِثًا فَوَقَفَ رُکَانَۃُ مُتَعَجِّبًا وَقَالَ اِنَّ شَانَکَ لَعَجِیْبٌ۔ (مواہب اللدنیہ ص ۲۶۵ ج ۲، زرقانی ص ۲۹۱ ج ۴، انوار محمدیہ ص ۲۳۳، بحوالہ البرہان)

مکہ مکرمہ میں ایک پہلوان رکانہ نامی رہتا تھا جو کہ اپنی طاقت کی وجہ سے پورے عرب میں مشہور تھا کہ آج تک کسی نے اس کی پشت نہیں لگائی۔ دُور دُور سے پہلوان اس کے ساتھ کشتی کرنے آتے تھے اور وہ سب پر غالب تھا۔ ایک دن نبیِّ رحمت جانِ دوعالم، نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم اس طرف تشریف لے گئے اور اس کے ساتھ واسطہ پڑ گیا۔ باعثِ ایجادِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے رکانہ! کیا تو اللہ سے نہیں ڈرتا اور میری دعوتِ اسلام کو قبول نہیں کرتا۔

یہ سُن کر رکانہ نے کہا کیا آپ کے سچے نبی ہونے پر کوئی دلیل بھی ہے؟ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے ساتھ کشتی کر لے اگر میں تجھے پچھاڑ دوں تو کیا تو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول پر ایمان لے آئے گا؟ اس نے کہا: بالکل ایمان لے

آؤں گا۔ یہ سن کر اُمت کے والی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اُٹھ کشتی کیلئے تیاری کرلے، جب اس نے تیاری کرلی (کشتی کا لباس وغیرہ پہن لیا) تو سید الکونین صلی اللہ علیہ وسلم نے بغیر کسی تیاری کے رکانہ کو پکڑا اور پشت لگادی۔ رکانہ ہکا بکا حیران و پریشان دیکھنے لگ گیا کہ یہ کیا ہوگیا ہے۔

سوچ سوچ کر کہنے لگا، اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) یہ اتفاقی امر تھا، ایک بار پھر کشتی کریں، یہ سن کر سرکار مدینہ، سرور قلب وسینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسے پکڑا اور پچھاڑ دیا۔ یعنی پھر اس کی پشت لگادی۔ رکانہ کہنے لگا ایک بار اور کشتی کریں، سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسے پکڑا اور پیخ دیا۔ رکانہ حیران و پریشان ہوکر بولا، آپ تو بڑے عظیم انسان ہیں۔ (البرھان)

رکانہ کا بیٹا آتا ہے:

ایک دفعہ رکانہ کا بیٹا یزید بن رکانہ جس کے پاس تین صد بکریاں تھیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوکر کہنے لگا۔ کیا آپ میرے ساتھ کشتی کریں گے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر میں تمہیں گرادوں تو تم مجھے کیا دوگے؟ اس نے کہا، ایک سو بکری۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے ساتھ کشتی لڑی اور اس کو گرادیا پھر اس نے کہا کیا آپ دوسری مرتبہ میرے ساتھ کشتی کرنے کے لیے تیار ہیں؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر دوسری بار بھی گرادوں تو کیا دوگے؟ تو اس نے کہا ایک سو بکری، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے گرادیا۔

تیسری بار پھر وہ عرض کرنے لگا، ایک بار پھر کشتی کریں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر اس کا چیلنج قبول کیا اور کشتی ہوئی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر اس کو زمین پہ پیخ دیا۔ جب تیسری مرتبہ بھی اسے خفت اٹھانا پڑی تو کہنے لگا آپ سے پہلے اس

زمین پر کوئی ایسا آدمی نہیں ہے جس نے میری پیٹھ لگائی ہو۔ میری نگاہوں میں آپ سے زیادہ مبغوض کوئی نہیں تھا۔ لیکن آج میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ تعالےٰ کے سچے رسول ہیں۔

"اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰه"

حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس کے سینے سے اٹھ کھڑے ہوئے اور اس کو وہ تین صد بکریاں واپس کر دیں۔

ابو الاسود جمحی کو کئی بار گرایا:

عرب کا ایک اور پہلوان تھا جس کا نام ابو الاسود جمحی تھا۔ وہ بہت طاقتور تھا۔ اس کی طاقت کا اندازہ اس سے لگائیں کہ وہ گائے کی کھال پر کھڑا ہوتا اور دس آدمی اس چمڑے کو اس کے نیچے سے کھینچتے، وہ چمڑا پارہ پارہ ہو جاتا۔ لیکن اس کو جنبش نہ ہوتی تھی۔

ایسے پہلوان نے اللہ تعالیٰ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو کشتی کی دعوت دی اور کہا کہ اگر آپ نے مجھے گرا دیا تو میں حضور پر ایمان لے آؤں گا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسے ایک بار نہیں، بار بار گرایا مگر وہ بدقسمت ایمان نہ لایا۔

ہٹ جاؤ اسے میرے سامنے آنے دو:

غزوۂ اُحد کے موقع پر کسی نے ابی بن خلف کو دیکھا، وہ پوچھ رہا تھا۔ اَیْنَ مُحَمَّد؟ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کہاں ہیں؟ لَانَجَوْتُ اِنْ نَجَا (یعنی) اگر وہ آج صحیح سلامت واپس چلے گئے تو میرے بچنے کی کوئی صورت نہیں۔ جس روز اس نے اپنے بیٹے عبداللہ کا فدیہ ادا کر کے اسے رہا کروایا تھا اس دن اس نے محبوبِ

ربّ العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کرتے ہوئے ہذیان سرائی کی۔ اس نے ڈینگ ماری:

عِنْدِیْ فَرَسٌ اَعْلِفُھَا کُلَّ یَوْمٍ فَرَقًا مِّنْ ذُرَّۃٍ اَقْتُلُکَ عَلَیْھَا......

(اس احمق نے کہا) میرے پاس بڑا طاقتور گھوڑا ہے، ہر روز میں اس کو سولہ رطل مکئی کا دانہ کھلاتا ہوں۔ میں اس پر سوار ہو کر (معاذ اللہ) آپ کو قتل کر دوں گا۔

اللہ تعالیٰ کے محبوب رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دشمنِ اسلام کو جواب دیا۔ تم میں جرأت کہاں کہ میرا بال بھی بیکا کر سکو۔ البتہ اس روز میں تمہیں موت کے گھاٹ اتار دوں گا۔ ان شاء اللہ!

غزوۂ احد میں جب معرکہ کارزار گرم ہوا تو ابی بن خلف اپنا گھوڑا دوڑا کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر وار کرنے کے لیے بڑھا۔ صحابہ کرام اس کے آگے کھڑے ہو گئے اور گھوڑے کو روک لیا۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کو دیکھا کہ وہ اس کا راستہ روکے کھڑے ہیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بلند آواز سے فرمایا:

اے میرے صحابہ! ہٹ جاؤ، اس کو میرے سامنے آنے دو۔

صحابہ کرام سامنے سے ہٹ گئے وہ گھوڑا دوڑاتا ہوا جب نزدیک آیا تو محبوب رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے حارث بن صمہ سے چھوٹا نیزہ لیا اور اس پر بجلی کی سی سرعت سے حملہ کیا وہ نیزہ اس کی گردن میں لگا، وہ لڑکھڑایا اور گھوڑے کی پشت سے زمین پر آگرا۔ پھر دوڑ کر لشکرِ قریش میں آگھسا اور شور مچا دیا:

قَتَلَنِیْ مُحَمَّدٌ، قَتَلَنِیْ مُحَمَّدٌ!!

(کہ) مجھے محمد نے قتل کر دیا ہے، مجھے محمد نے قتل کر دیا ہے۔

اس کے دوست اس کو تسلی دے رہے تھے کہ اے اُبی! یہ بالکل معمولی زخم ہے تم نے یوں ہی شور مچا رکھا ہے۔ چند دنوں میں زخم بھر جائے گا اور تم تندرست ہو جاؤ گے۔ وہ بولا: احمقو! جو ضرب مجھے لگی ہے اگر وہ تمام لوگوں پر بانٹ دی جائے تو کوئی بھی اس سے جانبر نہ ہو سکے گا۔ کیا انہوں نے میرے بارے میں یہ نہیں کہا تھا:

اَنَا اَقْتُلُکَ اِنْ شَآءَ اللہ : میں تم کو قتل کروں گا اِن شاء اللہ!

بخدا اگر وہ مجھ پر نیزے کا وار کرنے کی بجائے تھوک بھی دیتے، تب بھی وہ تھوک میرے لیے موت کا پیغام ہوتا۔

دو جگ دے مکیناں مکاناں دا والی — رب دی سونہہ سب دیاں جاناں دا والی
صدقاں یقیناں ایماناں دا والی — او تھے زمین اسماناں دا والی
شبراتاں شب قدراں عیداں دا مالک — نیازاں نمازاں اذاناں دا والی
دو عالم نے اوہناں دی مٹھی دے اندر — میرا نبی، کل جہاناں دا والی



حضرت امام قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :

اِعْلَمْ اَنَّ مِنْ تَمَامِ الْاِیْمَانِ بِهٖ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَلْاِیْمَانُ بِاَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی جَعَلَ خَلْقَ بَدَنِهِ الشَّرِیْفِ عَلٰی وَجْهٍ لَمْ یَظْهَرْ قَبْلَهٗ وَلَا بَعْدَهٗ خَلْقُ اٰدَمِیٍّ مِثْلَهٗ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ۔
(زرقانی علی المواہب، جواہر البحار)

جاننا چاہیئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کی تکمیل سے ہے کہ اس بات پہ ایمان ہو کہ اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بدن شریف کی پیدائش اس طریقہ پر کی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی آدمی کی خلقت اس طرح نہ ہوئی۔

امام علی قاری حنفی محدّث مکی فرماتے ہیں :

مِنْ تَمَامِ الْاِیْمَانِ بِهٖ اِعْتِقَادُ اَنَّهٗ لَمْ یَجْتَمِعْ فِیْ بَدَنِ اٰدَمِیٍّ مِنَ الْمَحَاسِنِ الظَّاهِرَةِ الدَّالَّةِ عَلٰی مَحَاسِنِ الْبَاطِنَةِ مَا اجْتَمَعَ فِیْ بَدَنِهٖ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ۔
(جمع الوسائل ص ۹)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کی تکمیل سے ہے۔ یہ اعتقاد رکھنا کہ کسی آدمی کے بدن میں اتنے اور ایسے محاسنِ ظاہرہ جو محاسن باطنہ پر دلالت کرنے والے ہوتے ہیں جمع نہ ہوئے

امام عبدالرؤف مناوی محدّث شمائل میں فرماتے ہیں :

وَقَدْ صَرَّحُوْا بِاَنَّ کَمَالَ الْاِیْمَانِ اِعْتِقَادُ اَنَّهٗ لَمْ یَجْتَمِعْ فِیْ بَدَنِ اِنْسَانٍ مِنَ الْمَحَاسِنِ الظَّاهِرَةِ مَا اجْتَمَعَ فِیْ بَدَنِهٖ وَالْمَحَاسِنُ الظَّاهِرَةُ اٰیَاتُ

علماء عظام اور آئمہ کرام نے اس بات کی تصریح کی ہے کہ کمالِ ایمان یہ ہے کہ یہ اعتقاد ہو کہ کسی انسان کے بدن میں اتنے محاسنِ ظاہرہ جمع نہ ہوئے جتنا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بدن

اَلْبَاطِنَةِ وَلَا اَكْمَلَ مِنْهُ بَلْ وَلَا مُسَاوِیَ فِیْ هٰذَا الْمَدْلُوْلِ وَكَذَا فِی الدَّالِ۔

(شرح شمائل علی ہامش جمع الوسائل ص۱۸)

شریف میں جمع تھے اور محاسن ظاہرہ، محاسن باطنہ کی علامات ہیں۔ محاسن باطنہ (مدلول) اور محاسن ظاہرہ (دال) ہیں۔ کوئی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اکمل نہیں بلکہ برابر بھی کوئی نہیں۔

نیز امام محدث مناوی فرماتے ہیں:

وَمِنْ تَمَامِ الْاِیْمَانِ بِهٖ عَلَیْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامِ الْاِیْمَانُ بِاَنَّهٗ سُبْحَانَهٗ خَلَقَ جَسَدَهٗ عَلٰی وَجْهٍ لَمْ یَظْهَرْ قَبْلَهٗ وَلَا بَعْدَهٗ مِثْلُهٗ۔

فیض القدیر ص۔

تکمیلِ ایمان سے ہے یہ ایمان لانا کہ اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جسد شریف کو اس طرح پیدا کیا گیا کہ ان سے پہلے اور ان کے بعد ان کی مثل ظاہر نہ ہوا۔

امام حافظ ابن حجر کا ایمان افروز نورانی بیان:

اَنَّهٗ یَجِبُ عَلَیْكَ اَنْ تَعْتَقِدَ اَنَّ مِنْ تَمَامِ الْاِیْمَانِ بِهٖ عَلَیْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ الْاِیْمَانُ بِاَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی اَوْجَدَ خَلْقَ بَدَنِهِ الشَّرِیْفِ عَلٰی وَجْهٍ لَمْ یَظْهَرْ قَبْلَهٗ وَلَا بَعْدَهٗ فِیْ اٰدَمِیٍّ مِثْلُهٗ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ۔

جواہر البحار ص۔

بے شک تیرے اوپر یہ واجب ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کی تکمیل سے ہے۔ یہ ایمان لانا کہ اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بدن شریف کی پیدائش کو اس طرح کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تمام اولین و آخرین میں بے مثل ہیں۔

نیز وہی امام (حافظ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے ہیں:

وَنَبِيُّنَا مُحَمَّدٌ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ بَلَغَ الْغَايَةَ الَّتِيْ لَمْ يَصِلْ اِلَيْهَا غَيْرُهُ فِيْ كُلِّ مِنْ ذَيْنِكَ۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم صورت و سیرت میں ایسے بلند مقام پر پہنچے کہ ان دونوں چیزوں میں سے کسی میں کوئی وہاں تک نہیں پہنچا۔

(جواہر البحار ص۴۹۲)

امام ابراہیم بیجوری رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد:

وَقَدْ صَرَّحُوْا بِاَنَّ مِنْ كَمَالِ الْاِيْمَانِ اِعْتِقَادُ اَنَّهُ لَمْ يَجْتَمِعْ فِيْ بَدَنِ الْاِنْسَانِ مِنَ الْمَحَاسِنِ الظَّاهِرَةِ مَا اجْتَمَعَ فِيْ بَدَنِهٖ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

علماء اور آئمہ نے اس بات کی تصریح کی ہے کہ کمالِ ایمان سے ہے یہ اعتقاد رکھنا کہ اتنے محاسن ظاہرہ کسی انسان کے بدن میں جمع نہ ہوئے۔ جس قدر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بدن شریف میں جمع ہوئے۔ (صلی اللہ علیہ وسلم)

(المواہب اللدنیہ علی الشمائل المحمدیہ للبیجوری ص۱۲)

نیز وہی امام ابراہیم بیجوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

وَمِمَّا يَتَعَيَّنُ عَلٰى كُلِّ مُكَلَّفٍ اَنْ يَعْتَقِدَ اَنَّ اللهَ سُبْحَانَهٗ اَوْجَدَ خَلْقَ بَدَنِهٖ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى وَجْهٍ لَمْ يُوْجَدْ قَبْلَهٗ وَلَا بَعْدَهٗ مِثْلُهٗ۔

اور ان ضروری چیزوں سے جو ہر مکلف پر لازم ہوتی ہیں، ایک ضروری چیز یہ ہے کہ یہ اعتقاد رکھے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا بدن شریف اس طرح پیدا کیا کہ حضور سے قبل اور حضور کے بعد ایسے خلقت نہ ہوئی۔

(المواہب اللدنیہ ص۱۴)

علامہ زرقانی رحمۃ اللہ علیہ امام بوصیری علیہ الرحمۃ کے اشعار کی شرح کرتے ہوئے ارقام فرماتے ہیں :

هُوَ الَّذِي كَمَلَ بَاطِنُهُ فِي الْكَمَالَاتِ وَظَاهِرُهُ فِي الصِّفَاتِ ثُمَّ اخْتَارَهُ خَالِقُ الْإِنْسَانِ حَبِيبًا لَا شَرِيكَ لَهُ فِي الْحُسْنِ وَجَوْهَرُهُ لَا يَقْبَلُ الْقِسْمَةَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ غَيْرِهِ :

زرقانی صفحہ
بحوالہ مقام رسول
از
علامہ فیضی صاحب

حضور صلی اللہ علیہ وسلم وہ ذات ہیں کہ جن کا باطن کمالات سے مکمل ہے اور جن کا ظاہر صفات سے مکمل ہے۔
اللہ تعالیٰ نے ان کو ایسا پیدا کر کے پھر اپنا محبوب بنالیا۔ حسن میں کوئی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا شریک نہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا جوہر شریف تقسیم کو قبول نہیں کرتا کہ وہی جوہر حضور صلی اللہ علیہ وسلم میں ہو۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے غیر میں بھی۔

ہے
تیرا قد تو نادرِ دہر ہے کوئی مثل ہو تو مثال دے
نہیں گل کے پودوں میں ڈالیاں کہ چمن میں سرو چماں نہیں
نہیں جس کے رنگ کا دوسرا، نہ تو ہو کوئی نہ کبھی ہوا
کہو اس کو گل کہے کیا کوئی، کہ گلوں کے ڈھیر کہاں نہیں

مقدس و مبارک موئے مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حضرت علی المرتضےٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

وَلَمْ یَکُنْ بِالْجَعْدِ الْقَطِطِ وَلَا بِالسَّبْطِ کَانَ جَعْدًا رَجِلًا۔

(جمع الوسائل فی شرح الشمائل ص۳۶)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بال مبارک نہ بالکل گھونگھریالے تھے اور نہ بالکل سیدھے بلکہ تھوڑی سی پیچیدگی لیے ہوئے تھے ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

کَانَ شَعْرُ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِلٰی نِصْفِ اُذُنَیْہِ [1]

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بال مبارک نصف کانوں تک تھے۔

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

عَظِیْمَ الْجُمَّۃِ اِلٰی شَحْمَۃِ اُذُنَیْہِ۔ (جمع الوسائل ص۱)

آپ کے بال مبارک بہت گنجان تھے اور کانوں کی لو تک آتے تھے۔

اُمّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

لَہٗ شَعْرٌ فَوْقَ الْجُمَّۃِ وَدُوْنَ الْوَفْرَۃِ:

آپ کے بال مبارک کانوں کی لو سے سے کچھ بڑے اور شانوں سے کچھ کم تھے۔

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: کہ

لَہٗ شَعْرٌ یَضْرِبُ مَنْکِبَیْہِ۔ (جمع الوسائل ص۱)

آپ کے بال مبارک کندھوں پر پڑتے تھے۔

[1] جمع الوسائل فی شرح الشمائل ص۴۷ جلد اول

ان روایات میں تطبیق یوں ہو سکتی ہے کہ ان کو مختلف اوقات و احوال پر محمول کیا جائے۔ یعنی جب آپ بال کٹوا دیتے تو نصف کانوں تک رہ جاتے۔ پھر بڑھ کر گوش یا نرمۂ گوش یا کبھی شانہ مبارک تک پہنچ جاتے۔ آپ ان بالوں کے دو حصے فرماتے اور درمیان میں مانگ نکالا کرتے۔ کچھ بال رکھنے اور کچھ کاٹنے (جیسے آج کل انگریزی فیشن) کو سخت منع فرماتے۔

(ذکرِ جمیل از علامہ اوکاڑوی)

ان کو لوگوں میں تقسیم کر دو

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ لَمَّا رَمٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الْجَمْرَۃَ وَ نَحَرَ نُسُکَہٗ وَحَلَقَ نَاوَلَ الْحَالِقَ شِقَّہُ الْاَیْمَنَ فَحَلَقَہٗ ثُمَّ دَعَا اَبَا طَلْحَۃَ الْاَنْصَارِیَّ فَاَعْطَاہُ اِیَّاہُ ثُمَّ نَاوَلَہُ الشِّقَّ الْاَیْسَرَ فَقَالَ احْلِقْ فَحَلَقَہٗ فَاَعْطَاہُ اَبَا طَلْحَۃَ فَقَالَ اقْسِمْہُ بَیْنَ النَّاسِ۔ (مسلم شریف صفحہ ۴۲۱)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (مزدلفہ سے) منیٰ میں تشریف لائے اور جمرۃ العقبہ پر کنکریاں ماریں پھر قربانی کی اور حلق کروایا۔ (بایں طور) کہ پہلے اپنے سر کی دائیں طرف حلاق (مونڈنے والے) کے سامنے کی۔ پس اس نے (اس طرف کے) بال مبارک مونڈے۔ آپ نے حضرت ابوطلحہ انصاری رضی اللہ عنہ کو بلا کر (وہ بال مبارک) انہیں دے دیئے۔ پھر اپنے سرِ انور کی بائیں طرف حلاق کے سامنے کی۔ اس نے بال مبارک مونڈے۔ آپ نے وہ بھی ابوطلحہ کو دے دیئے اور فرمایا: ان (تمام بالوں) کو لوگوں میں تقسیم کر دو۔

قارئین کرام! مقام غور ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سر انور کے بال مبارک کیوں تقسیم کروائے؟ یہ بات حقیقت ہے کہ نبی صاحب حکمت ہوتے ہیں۔ یہ بات بھی اٹل حقیقت ہے کہ ہمارے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم امام الانبیاء ہیں۔ تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ کل خلق خدا میں جو سب سے بڑی حکمت والے ہیں انہوں نے سر کے مونڈے ہوئے بال تقسیم کرنے کا حکم کس حکمت کے تحت ارشاد فرمایا؟

ایمانی، قرآنی و حقانی تفکر و تدبر سے مہر نیم روز کی طرح عیاں ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے موئے مبارک کی تقسیم کا حکم اس لیئے دیا کہ میری اُمت ان سے برکتیں حاصل کرے گی۔ اِن کے توسل سے انہیں شفائیں حاصل ہونگی اور بلائیں دُور ہوں گی۔

گویا آپ کی طرف سے صاحبانِ عقیدت و وفا، حق دوست و حق آگاہ، نیک دل و پاک نگاہ اُمتیوں کے لیئے یہ تحفۂ برکت و شفا تھا۔

آپ کا ایک بال مبارک کائنات سے قیمتی ہے

حضرت محمد بن سیرین تابعی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

قُلْتُ لِعُبَيْدَةَ عِنْدَنَا مِنْ شَعْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَصَبْنَاهُ مِنْ قِبَلِ اَنَسٍ اَوْ مِنْ قِبَلِ اَهْلِ اَنَسٍ فَقَالَ لَاَنْ تَكُوْنَ عِنْدِيْ شَعْرَةٌ مِّنْهُ اَحَبُّ اِلَيَّ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا۔

(بخاری شریف صہ۲۹)

مَیں نے حضرت عبیدہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ ہمارے پاس حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کچھ موئے مبارک ہیں جو ہمیں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ

یا اہلِ انس سے ملے ہیں (یہ سُن کر) حضرت عبیدہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میرے پاس ان بالوں میں سے ایک بال کا ہونا میرے نزدیک دنیا و ما فیہا سے محبوب تر ہے۔

نظرِ صحابہ میں مقامِ موئے مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم

عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ قَالَ لَقَدْ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَالْحَلَّاقُ یَحْلِقُہٗ وَاَطَافَ بِہٖ اَصْحَابُہٗ فَمَا یُرِیْدُوْنَ اَنْ تَقَعَ شَعْرَۃٌ اِلَّا فِیْ یَدِ رَجُلٍ۔ (مسلم شریف ص ۲۵۶)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ حجام آپ کے سر مبارک کی حجامت بنا رہا ہے اور آپ کے اصحاب آپ کے گرد حلقہ باندھے ہوئے تھے وہ یہی چاہتے تھے کہ آپ کا جو بال مبارک بھی گرے وہ کسی نہ کسی کے ہاتھ میں ہو۔

قارئین کرام! مقام غور و فکر ہے کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بال مبارک کیا اس لیے حاصل کرتے تھے کہ انہیں کوڑے کرکٹ میں پھینک دیں؟ نہیں بلکہ اس لیے انہیں حاصل کرتے تھے کہ انہیں حرزِ جاں بنائیں۔ اِن سے فائدہ و فیض پائیں۔

تو کیا یہاں یہ کہا جا سکتا ہے کہ چوں کہ وہ غیر اللہ یعنی بالوں سے نفع و برکت اور شفا کی امید رکھتے تھے لہٰذا مشرک تھے؟ (معاذ اللہ!)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا صحابہ کو منع نہ کرنا، بلکہ بالوں کی تقسیم کا حکم دینا اور صحابہ کرام کا اُن بالوں کو احتراماً و اکراماً حاصل کرنا اور اُن کے وسیلے سے شفائیں پانا اور مشکلیں حل کرانا اس بات کا بیّن ثبوت ہے کہ اس عقیدے

کے لوگ نہ اس وقت مُشرک تھے نہ اِس وقت مُشرک ہیں۔

؎ شرک ٹھہرے جس میں تعظیمِ حبیب ﷺ
اُس بُرے مذہب پہ لعنت کیجیے!
ظالمو! محبوب کا حق تھا یہی؟
عشق کے بدلے عداوت کیجیے،

●

اُمّ المومنین اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا کا معمول

حضرت ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے ہاں حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے کچھ بال مبارک تھے جو انہوں نے چاندی کی ڈبیہ میں محفوظ رکھے ہوئے تھے۔ آپ کے پاس جب کوئی بیمار آتا تو آپ فرماتیں: پانی کا پیالہ لاؤ، پھر آپ اس مبارک ڈبیہ کو اس پیالے میں چکر لگا کر دے دیتیں۔ اس پانی کو جو بیمار پیتا، شفایاب ہو جاتا۔

چنانچہ مشکوٰۃ شریف میں بحوالہ صحیح بخاری ہے:

عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مَوْھَبٍ قَالَ اَرْسَلَنِیْ اَھْلِیْ اِلٰی اُمِّ سَلَمَۃَ بِقَدَحٍ مِّنْ مَّآءٍ وَکَانَ اِذَا اَصَابَ الْاِنْسَانَ عَیْنٌ اَوْ شَیْئٌ بَعَثَ اِلَیْھَا مِخْضَبَۃً فَاَخْرَجَتْ مِنْ شَعْرِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَکَانَتْ تُمْسِکُہٗ فِیْ جُلْجُلٍ مِّنْ فِضَّۃٍ فَخَضْخَضَتْہُ لَہٗ فَشَرِبَ مِنْہُ قَالَ فَاطَّلَعْتُ فِی الْجُلْجُلِ فَرَاَیْتُ شَعَرَاتٍ حُمْرًا۔

(مشکوٰۃ صہ ۳۹۱، بخاری صہ ۸۷۵ ج ۲)

یعنی حضرت عثمان بن عبداللہ بن موہب رضی اللہ عنہ، فرماتے ہیں، میرے گھر والوں نے مجھے امّ المومنین اُمِّ سلمہ رضی اللہ عنہا کے ہاں پانی کا پیالہ دے کر بھیجا کیونکہ امّ المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس ایک چاندی کی ڈبیہ تھی اس میں آپ نے رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے بال مبارک سنبھال کر رکھے ہوئے تھے اور جب کوئی کسی قسم کا بیمار آتا۔ آپ اس چاندی کی ڈبیہ مبارکہ کو پیالہ میں حرکت دے کر دے دیتیں وہ بیمار اس مبارک پانی کو پی لیتا (پس اُسے شفا ہو جاتی)

راوی فرماتے ہیں میں نے اس ڈبیہ مبارکہ میں غور سے دیکھا تو سُرخی مائل بال مبارک نظر آئے۔

میں نے ایسا ٹوپی کے سبب نہیں کیا!

وَكَانَتْ فِيْ قَلَنْسُوَةِ خَالِدِ بْنِ الْوَلِيْدِ شَعَرَاتٌ مِنْ شَعْرِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم فَسَقَطَتْ قَلَنْسُوَتُهٗ فِيْ بَعْضِ حُرُوْبِهٖ فَشَدَّ عَلَيْهَا شِدَّةً اَنْكَرَ عَلَيْهِ اَصْحَابُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم كَثْرَةَ مَنْ قُتِلَ فِيْهَا فَقَالَ لَمْ اَفْعَلْهَا بِسَبَبِ الْقَلَنْسُوَةِ بَلْ لِمَا تَضَمَّنَتْهُ مِنْ شَعْرِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم لِئَلَّا اُسْلَبَ بَرَكَتَهَا وَتَقَعَ فِيْ اَيْدِي الْمُشْرِكِيْنَ۔ (الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ ص۴۴)

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ، کی ٹوپی میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چند موئے مبارک تھے اتفاقاً وہ ٹوپی کسی جہاد میں گر گئی۔ اُس کو اٹھانے میں جناب خالد رضی اللہ عنہ نے بہت کوشش کی اور اس سلسلہ میں چند صحابہ بھی شہید ہوئے بعد میں صحابہ کرام علیہم الرضوان نے اس پر ناگواری کا اظہار کیا (کہ ایک ٹوپی کی خاطر ایسا کیوں کیا گیا) تو حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے (اس شکایت

کا جواب دیتے ہوئے) فرمایا میں نے ایسا ٹوپی کی وجہ سے نہیں کیا بلکہ اس وجہ سے کہ اس ٹوپی میں (نعمتِ بے بہا) سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے موئے مبارک تھے اور اس کے اٹھانے کی غرض وغایت میں دو امور پنہاں تھے۔

ایک تو یہ کہ میں ان موئے مبارک کی برکتوں سے محروم نہ ہو جاؤں اور دوسرا یہ کہ یہ مبارک ٹوپی کہیں کفار کے ہاتھ نہ لگ جائے۔

اُن کے مُوئے مبارک کی کیا شان ہے
اہلِ ایمان کی جان قربان ہے
تعظیمِ نبی روحِ ایمان ہے
ربِّ اکبر کا پیارا یہ فرمان ہے

دولتِ احترامِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے ملی!
ہاں یہی اہلِ جنت کی پہچان ہے
نسبتِ اہلِ حق کا ہے شیدا کیا
میرے مرشد کا مجھ پہ یہ احسان ہے

(منور عثمانی)

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اور موئے مبارک کی مشکل کشائی

دس صحابہ کی تیس ہزار رومیوں سے جنگ

(جنگِ قنسرین میں) رومیوں نے جب اپنے سردار کا سر اس طرح کٹتا دیکھا، تو انہیں بے حد قلق ہوا۔ جبلہ ابن ایہم غصہ میں بھر گیا اور مسلمانوں سے مخاطب ہو کر کہنے لگا تم نے بدعہدی اور بے وفائی کی۔ اس لیے قتل کے مستوجب ہو گئے۔ یہ کہہ کر اس نے نصرانی عربوں اور رومیوں کو لڑائی پر ابھارا اور کہنے لگا کہ ان میں سے کسی کو زندہ نہ چھوڑو۔ رومی سب سے آگے ہوئے۔ صلیب کو سامنے کیا اور حملے کے لیے تیار ہو گئے۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے یہ دیکھ کر ہمام کو آواز دی اور فرمایا: ہمام! تو حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کی حفاظت کرنا اور جو شخص ان پر حملہ کرے اس کے حملے کو روکتے رہنا۔ اس کے بعد آپ اپنے ساتھیوں کی طرف مخاطب ہوئے اور کہا: تم میں سے کوئی شخص تنہا نکل کر حملہ آور نہ ہو۔ بلکہ تمام آدمی میرے گرد جمع رہو۔ میں کسی قسم کی جلدی نہیں کرتا۔ مدد و نصرت باری تعالیٰ جل مجدہٗ کی طرف سے ہے۔

آپ کے فرمان کے موجب تمام صحابہ آپ کے گرد جمع ہو گئے۔ ان میں سے ہر شخص زندگی سے مایوس اور نا امید ہو چکا تھا۔ رومیوں اور نصرانی عربوں نے مل کر مسلمانوں پر حملہ کیا۔ مسلمان بھی نہایت ثابت قدمی سے مقابلہ میں ڈٹ گئے اور نہایت زور و شور سے لڑائی شروع ہو گئی۔

دس صحابہ کی جاں بازی

حضرت ربیعہ بن عامر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ خدا کی قسم جس وقت رومیوں کا ریلہ ہماری طرف آتا تھا اور ان کی سواریوں کی کثرت سے ہم پر ازدحام ہو جاتا تھا۔ تو حضرت

خالد بن ولید رضی اللہ عنہ، خود بنفسِ نفیس اپنی تلوار کے زور سے اسے منتشر کر کے رکھ دیتے تھے۔ اسی طرح ہمارے اور اُن کے درمیان معرکہ ہوتا رہا۔ ہمیں کوئی راستہ جان بچانے کا نظر نہیں آتا تھا۔ حتیٰ کہ ہمیں پیاس محسوس ہونے لگی اور پسینے کی شدت سے دم نکلنے لگا۔

حضرت رافع بن عمیرۃ الطائی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، میں نے جس وقت اس طرح عرصۂ حیات کو تنگ ہوتے دیکھا تو حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے کہا: ابو سلیمان! معلوم ہوتا ہے کہ قضا سر پر منڈلا رہی ہے۔ آپ نے کہا: واللہ! یا ابن عمیرہ بالکل سچ کہتے ہو کیونکہ میں آج اپنے کلاہ مبارک (ٹوپی) کو جس سے آڑے وقت میں برکت ہوا کرتی تھی، بھول آیا ہوں۔ ممکن ہے کہ اس امت کی قضا نے ہی اسکو فراموش کرایا ہو۔

لڑائی نے نازک صورتِ حال اختیار کی۔ صبر کا دامن ہاتھ سے چھوٹنے لگا۔ زندگی سے موت قریب دکھلائی دینے لگی۔ جامِ شہادت پینے کا وقت نزدیک آگیا۔ لڑائی کے شعلے بھڑک بھڑک کر اُٹھنے لگے۔ تو تلواریں چمک چمک کر سروں پر پڑنے لگیں۔ سپاہی کٹ کٹ کر گرنے لگے۔ مشرکین کی نعشوں سے زمین پٹ گئی۔

خدا کے چند نام لیوا کافروں کے نرغے میں اس طرح تھے جیسے ان کے ہاتھ میں قیدی، تثلیث کے بندے جان توڑ کوشش کر رہے تھے۔ شمشیریں بڑھ بڑھ کر اپنا کام کر رہی تھیں کہ اچانک ایک منادی نے ندا دی اور ایک ہاتف نے پکار کر کہا کہ (حق سے) بے ڈر ذلیل ہو گیا اور (اللہ کا) خوف رکھنے والا مدد پا گیا۔ اے حاملانِ قرآن تمہارا مقصد رحمٰن کی طرف سے تمہارے پاس آگیا، اور صلیب کے بندوں کے مقابلے میں تمہاری نصرت و اعانت کی گئی۔ اس وقت دل بلیوں اچھل رہے تھے، کلیجے منہ کو آ رہے تھے۔ تیغِ براں چاروں طرف اپنا کام کر رہی

تھی۔ ہر شخص اپنے متقابل کے مقابلے میں استقلال دکھا رہا تھا۔ مسلمان ہر طرف سے گھرے ہوئے تھے۔ اگرچہ ان پر پیاس کی شدت تھی مگر ہر ایک نے اپنے حریف کو کُتّے کے ٹھیکرے میں پانی پلا رکھا تھا۔

حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کو خواب میں مسلمانوں کی مدد کا حکم:

حضرت اسحاق بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اجنادین وغیرہ کی ہر لڑائی میں میں حضرت ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ کے ساتھ رہا ہوں۔ قنسرین اور حلب کے میدانوں میں بھی آپ کے لشکر میں موجود تھا، میں نے جہاد میں ہر جگہ مدد و نصرت، غلبہ اور بہتری ہی دیکھی ہے۔

شیراز کے پڑاؤ میں ہم ایک روز پڑے ہوئے تھے، حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ اپنے خیمے میں رونق افروز تھے کہ دفعتاً آپ مسلمانوں کو آواز دیتے ہوئے اپنے خیمے سے باہر آئے، آپ کی زبان پر یہ الفاظ جاری تھے: "اَلنَّفِیْر اَلنَّفِیْر یَا مَعَاشِرَ الْمُسْلِمِیْنَ لَقَدْ اُحِیْطَ بِفُرْسَانِ الْمُوَحِّدِیْنَ" یعنی چلو! اے مسلمانو، چلو! بہادرانِ اسلام گھر گئے ہیں، مسلمان لبیک کہتے ہوئے ہر چہار طرف سے آپ کی طرف دوڑے اور دریافت کرنے لگے کہ حضرت کیا ہوا؟ آپ نے کہا میں ابھی سو رہا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے جھڑک کر جگایا اور سختی کے لہجہ میں فرمانے لگے:

یَا ابْنَ الْجَرَّاحِ اَتَنَامُ عَنْ نُصْرَةِ الْقَوْمِ الْكِرَامِ فَقُمْ وَالْحَقْ بِخَالِدٍ فَقَدْ اَحَاطَ بِهِ اللِّئَامُ فَاِنَّكَ تَلْحَقُ بِهٖ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ۔

اے ابنِ جراح کیا تم بزرگ (عزت والی) قوم کی نصرت کے بغیر پڑے سو رہے ہو۔ اٹھو اور خالد سے جا ملو، کیونکہ مردود قوم نے انہیں گھیر لیا ہے۔ ان شاء

مشیتِ ایزدی سے تم ان سے جا ملو گے۔

بے تاب تیز رَو مجاہدہ خاتون :

مسلمان یہ سنتے ہی (بے تابانہ) اپنے ہتھیاروں کی طرف دوڑے، زرہیں پہن، اسلحہ لگا، بے زین کے گھوڑوں پر سوار ہو کر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اور آپ کے ساتھیوں کی طرف جلدی جلدی دوڑنے لگے۔

حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ گھوڑے پر سوار لشکر کے آگے آگے چلے جا رہے تھے کہ اچانک آپ کی نگاہ ایک سوار پر پڑی جو گھوڑا سرپٹ دوڑاتے تمام لشکر سے آگے اُڑا چلا جا رہا تھا۔ حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے یہ دیکھ کر چند سواروں کو حکم دیا کہ گھوڑے بڑھا کر اس سوار سے جا ملیں۔ مگر چونکہ یہ سوار ہوا سے باتیں کرتا چلا جا رہا تھا اس لیے کوئی سوار اس تک نہ پہنچ سکا۔ جب تمام گھوڑے اس کا پیچھا دباتے دباتے ہانپنے لگے اور دم چھوڑ گئے تو حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے سمجھا کہ یہ کوئی فرشتہ ہے جو اللہ تبارک و تعالیٰ نے ہمارے لشکر کی رہبری کے لیے بھیجا ہے۔

راوی کا بیان ہے کہ جب ہمارے گھوڑے اس کے پیچھے بھاگتے بھاگتے تھک گئے تو حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے اس سوار کو آواز دی اور فرمایا کہ اے دوڑنے والے سوار! اور اے بہادر اور جری شخص ارحم الراحمین تجھ پر رحم فرمائے، ذرا آہستہ آہستہ چل اور تیز رَوی کو کام میں لا۔ یہ سُن کر وہ سوار کھڑا ہو گیا۔ آپ جس وقت اس کے پاس پہنچے تو دیکھنے سے معلوم ہوا کہ وہ سوار حضرت امِ تمیم رضی اللہ عنہا، حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی زوجہ محترمہ ہیں۔ آپ نے انہیں پہچان لیا اور ان سے

فرمایا، تمہیں کیا ہوا، تم کیوں ہمارے آگے آگے دوڑی چلی جارہی ہو؟ انہوں نے کہا: اَیُّھَا الاَمِیْر! (اے امیر) میں نے جس وقت آپ کی آواز سنی کہ خالد دشمنوں کے نرغے میں پھنس گئے ہیں۔ تو میں نے اپنے دل میں خیال کیا کہ ان کے پاس تو جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گیسوئے معنبر موجود ہیں، وہ کبھی بھی دشمنوں سے کسی طرح مغلوب ہونے والے نہیں ہیں تو اچانک میری نگاہ جو اس خیال سے پھر کے آپ کے کلاہِ مبارک پر جس میں وہ کاکلِ مشکیں موجود ہیں، پڑی تو میں فوراً سمجھ گئی کہ آپ آج اسے یہیں بھول گئے ہیں۔ میں اسے لے کر جیسا کہ آپ دیکھ رہے ہیں بعجلتِ تمام آپ کے پاس پہنچانا چاہتی ہوں۔

آپ نے فرمایا: امِ تمیم! تمہارا یہ کام محض خوشنودیٔ باری تعالیٰ کیلئے ہے۔ اللہ تجھے اس کی جزائے خیر عطا فرمائے گا۔

حضرت امِ تمیم کہتی ہیں کہ میں قبیلہ مذحج کی عورتوں کی جماعت کے ساتھ چل رہی تھی۔ ہمارے گھوڑے پرندوں کی طرح ہوا میں اُڑ رہے تھے حتیٰ کہ ہم ایک لڑائی کے میدان میں جہاں غبار اُڑ رہا تھا پہنچے۔ یہاں نیزوں کی نوکیں اور تلواروں کی دھاریں ہر چہار طرف تاروں کی طرح چمک رہی تھیں مگر مسلمانوں کی کوئی آواز کان میں نہیں آتی تھیں۔ میں نے اُسے بُرا سمجھا اور کہا کہ دشمن مسلمانوں پر غالب آچکے ہیں۔ اسی وقت حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ امیرِ لشکر نے تکبیر کے نعروں کے ساتھ حملہ کر دیا، اور انہی کے ساتھ تمام مسلمان بھی حملہ آور ہو گئے۔

افواجِ اسلام کا حملہ:

حضرت رافع بن عمیرۃ الطائی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم اپنی زندگی سے بالکل

مایوس ہو چکے تھے کہ ہم نے اچانک تکبیر اور تہلیل کی آوازیں سُنیں اور سمجھ لیا کہ باری تعالیٰ جلّ مجدہٗ نے ہمارے لیے کمک بھیج دی ہے۔ ابھی تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ مسلمانوں نے چاروں طرف سے مشرکوں کو گھیر گھیر کر مارنا شروع کر دیا، تلواریں بڑھ بڑھ کر کافروں کے سر توڑنے لگیں آوازیں بلند ہوئیں اور ایک شور بپا ہو گیا۔

بہادر خاتون کی حضرت خالد رضی اللہ عنہ سے ملاقات:

حضرت مصعب بن محارب لیشکری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے صلیب پرستوں کو دیکھا کہ انہوں نے (دُم دُبا دُبا کے) بھاگنا شروع کر دیا تھا۔ اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ آپ اپنی زین پر نہایت ثابت قدمی کے ساتھ چاروں طرف نظر دوڑا رہے تھے تاکہ معلوم کر سکیں کہ یہ آوازیں کس کی ہیں اور کہاں سے آرہی ہیں۔

آپ یہ معلوم کرنے کی کوشش کر ہی رہے تھے کہ ایک سوار گرد و غبار سے نکل کر رومیوں کو چیرتا پھاڑتا ہماری طرف آتا دکھائی دیا، حتیٰ کہ تمام رومیوں کو جو ہمارے گرد تھے، مار مار کر ہمارے پاس سے میدان صاف کر دیا۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ فوراً اس سوار کی طرف بڑھے اور دریافت کیا اے بہادر اور شیر دل سوار تو کون ہے؟ اس نے کہا: ابا سلیمان! میں ہوں آپ کی زوجہ امّ تمیم، میں جناب کا وہ کلاہ مبارک لے کر حاضر ہوتی ہوں، جس سے آنجناب باری تعالیٰ جلّ مجدہٗ کی طرف توسّل ڈھونڈتے اور جس کی وجہ سے درگاہِ ربّ العزت سے مدد و نصرت طلب کیا کرتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ آپ کی دعاؤں کو قبول کرتا اور در اِجابت تک پہنچاتا ہے۔ اب آپ اسے لیجئے خدا کی قسم اسی شُدنی امر کے لیے آپ اسے بھول آئے تھے جسے آپ دیکھ رہے

ہیں۔ یہ کہہ کر انہوں نے اسے پیش کیا۔

ٹوپی سے نورِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم چمکا: حضرت اُمّ تمیم رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ جس وقت میں نے آپ کو وہ کلاہ شریف دے دیا تو حضور پُرنور جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گیسوئے مبارک سے ایک کوندتی ہوئی بجلی کی طرح نور چمکنے لگا:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کی قسم! حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے اس ٹوپی کو اپنے سر پر رکھا ہی تھا کہ آپ نے ایک ہی حملے کے اندر دشمنوں کے دانت کھٹے کر دیئے۔ (یعنی بوسیلہ موئے مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم مسلمانوں کو فتح نصیب ہوئی۔

(صحابہ کرام کے جنگی معرکے ترجمہ تاریخ واقدی ۱۸۱ تا ۱۸۷)

مترجم مولوی امداد اللہ انور دیوبندی

○

جب بھی محبوبِ خالق کا چمکا ہے نور
ہوگئیں سب کی سب ظلمتیں خود ہی دُور
جو سببِ فتوحات و فیضان ہے
نسبتِ مصطفےٰ ہے وہ فیضِ حضور
سیف اللہ سے پوچھو، یہ ہے سرِّ گراں
جن کی ٹوپی میں تھے پاک موئے حضور



حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی وصیّت

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے پاس حضور سید دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کا بال مبارک تھا جس کے متعلق حضرت ثابت بنانی تابعی رضی اللہ عنہ کو وصیت فرمائی، کہ جب میرا وصال ہو جائے تو یہ بال مبارک میری زبان کے نیچے رکھ دینا

قَالَ ثَابِتُ الْبُنَانِيُّ قَالَ لِيْ اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ هٰذِهٖ شَعْرَةٌ مِّنْ شَعْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَضَعْهَا تَحْتَ لِسَانِيْ قَالَ فَوَضَعْتُهَا تَحْتَ لِسَانِهٖ فَدُفِنَ وَهِيَ تَحْتَ لِسَانِهٖ۔

(الاصابہ فی تمییز الصحابہ ص۱۷۱)

حضرت ثابت بنانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ انہیں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے (عند الوصال) فرمایا کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے (مقدس) بالوں میں سے ایک بال مبارک ہے (میرے وصال کے بعد) اسے میری زبان کے نیچے رکھ دینا۔ حضرت ثابت بنانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ میں نے (آپ کی وصیت کے مطابق) وہ موئے مبارک اُن کی زبان کے نیچے رکھ دیا پھر آپ کو دفن کیا گیا تو وہ بال مبارک تا حال صحابی رضی اللہ عنہ کی زبان کے نیچے ہی گیا ہے۔

● حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت قریب آیا تو انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کچھ بال اور ناخن مبارک منگوائے اور وصیت کی کہ یہ میرے کفن میں رکھ دیئے جائیں۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔

(طبقات ابن سعد جزء خامس ص۳۰۰)

موئے مبارک کے بدلے ساری جائیداد قربان کردی

مولوی سید حسن بن مولوی نبیہ حسن مدرس مدرسہ دیوبند " ہب النسیم علی نفحات الصلوٰۃ والتسلیم کے صفحہ ۳۲ پر تحریر کرتے ہیں کہ ایک تاجر بلخ کا رہنے والا تھا، اور بہت دولت مند تھا۔ علاوہ دولت کے اس کے پاس حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے تین موئے مبارک بھی تھے۔ اس کے دو لڑکے تھے۔ جب تاجر کا انتقال ہو گیا تو کل مال دونوں لڑکوں میں تقسیم کیا گیا۔ جب ایک ایک بال دونوں لڑکوں نے لے لیا، تو بڑا لڑکا بولا کہ تیسرے بال کے دو ٹکڑے کر کے وہ بھی تقسیم کیا جائے اس پر چھوٹے لڑکے نے کہا کہ میں ہرگز ہرگز گوارا نہ کروں گا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے موئے مبارک کو ٹکڑے ٹکڑے کیا جائے۔

بڑا لڑکا بولا: اگر تمہیں موئے مبارک سے ایسی ہی محبت اور عقیدت ہے تو ایسا کرو کہ سب مال و دولت جو تمہارے حصے میں آیا ہے مجھے دے دو اور تینوں موئے مبارک لے لو۔

چھوٹا لڑکا اس تبادلہ پر بخوشی راضی ہو گیا اور اپنا سب مال دے کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نورانی موئے مبارک لے لیئے، اب اس کا یہ کام ہو گیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک بالوں کی زیارت کرتا اور کثرت سے درود شریف پڑھتا ——— اللہ کی قدرت کا تماشہ دیکھئے کہ بڑے لڑکے کا مال روز بروز گھٹنا شروع ہو گیا اور چھوٹے لڑکے کے مال میں بہ برکت موئے مبارک روز افزوں ترقی ہوتی گئی۔

کچھ عرصے کے بعد وہ چھوٹا لڑکا مر گیا، اس کے بعد ایک بزرگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے خواب میں مشرف ہوئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے

اُن سے فرمایا: کہ لوگوں سے کہہ دو کہ جس کی کوئی حاجت حق تعالیٰ سے ہو تو وہ اس تاجر کے لڑکے کی قبر پر جائے اور اپنے حصولِ مقصد کے لیے جاکر دُعا کرے تو اس کا مقصد پورا ہوگا۔ اس واقعے کے بعد لوگوں میں اس لڑکے کے مزار کی بڑی عظمت ہوگئی اور لوگ وہاں جانے لگے۔ یہاں تک اس کے مزار کی عزت ہوئی کہ بڑے بڑے لوگ بھی وہاں سے سوار ہوکر نہیں گزرتے تھے بلکہ بوجہِ غایتِ ادب پیدل چلتے تھے۔

(بحوالہ ذکرِ جمیل، وَ رونق المجالس)

القول البدیع ص۱۱۸

حضرت دَاتا علی ہجویری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

امام الاولیاء سیدنا حضرت داتا گنج بخش ہجویری قدس سرہٗ نے فرمایا: کہ حضرت ابو العباس مہدی سیاری، مَرو کے کھاتے پیتے خوشحال گھرانے کے چشم و چراغ تھے باپ کے فوت ہو جانے کے بعد آپ کو وراثت میں بہت زیادہ دَولت ملی تھی۔ آپ کو پتہ چلا کہ فلاں شخص کے پاس رحمتِ عالم، حبیبِ مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دو موئے مبارک ہیں۔ آپ نے وہ خرید لیئے۔ اُن موئے مبارک کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو توبہ کی توفیق عطا کی اور آپ کو اللہ تعالیٰ نے اپنا وَلی بنا لیا۔ (واہ رے قسمت) پھر آپ نے یعنی خواجہ مہدی سیاری نے حضرت خواجہ ابوبکر واسطی کے ہاتھ پر بیعت کر لی اور ان کی خدمت میں رہ کر وہ مقام پایا کہ اولیاء کرام کے ایک گروہ کے امام بن گئے اور پھر جب آپ کے وصال کا وقت قریب آیا تو آپ نے وصیّت کی کہ یہ دونوں بال مبارک میرے منہ میں رکھ دیئے جائیں۔

چنانچہ ایسا ہی کیا گیا اور اُن کا مزار مبارک مَرو میں مشہور ہے

چنانچہ سرکار داتا گنج بخش قدس سرہٗ کشف المحجوب میں لکھتے ہیں :

وَامروز گور او بمرو ظاہر است مرداں بحاجت خواستن آنجا شوند

ومہمات از آنجا طلبند و مجرب است ، (کشف المحجوب ص۱۴۲ بحوالہ البرہان

یعنی ، مہدی سیاری کا مزار شریف مَرو میں مشہور ہے ۔ لوگ وہاں اپنی حاجتیں لے کر جاتے ہیں اور وہاں جاکر اپنی مہمات (حاجتیں) طلب کرتے ہیں۔ ان کی حاجتیں پوری ہوتی ہیں اور یہ مجرب ہے۔

● حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مُوئے مُبارک کو محبوب و مُبارک جاننا اہل ایمان کی فطرت میں داخل ہے

شواہد النبوت میں ہے ، حدیبیہ کے مقام پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حجامت بنوائی اور بال مبارک ایک سبز درخت پر ڈال دیئے۔ یہ دیکھتے ہی تمام صحابہ کرام علیہم الرضوان اِس درخت کے نیچے جمع ہو گئے اور مُوئے مبارک کو ایک دُوسرے سے چھیننے لگے ۔ حضرت ام عمارہ صحابیہ فرماتی ہیں : میں نے چند موئے مبارک حاصل کر لیئے اور جب رحمتِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا سے پردہ فرمایا تو میں اُن مبارک بالوں کو پانی میں ڈبو کر جس مریض کو پلاتی اللہ تعالیٰ اس کو شفا دے دیتا۔

(مترجم شواہد النبوت ص۱۴۸ بحوالہ البرہان)

موئے مبارک اگر قبر پر رکھ دیا جائے:

وَتَتَأَكَّدُ عَلَاقَةَ الْمَحَبَّةِ بَيْنَكَ وَبَيْنَهُ وَبِكُلِّ مَا يَتَعَلَّقُ بِالرَّسُوْلِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الصَّلٰوةِ عَلَيْهِ اَوْ زِيَارَةِ قَبْرِهٖ اَوْ جَوَابِ الْمُؤَذِّنِ وَالدُّعَاءِ لَهٗ عَقِيْبَهٗ كُنْتَ مُسْتَحِقًّا لِشَفَاعَتِهٖ — قَالُوْا لَوْ وُضِعَ شَعْرُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوْ عَصَاهُ اَوْ سَوْطُهٗ عَلٰى قَبْرِ عَاصٍ لَنَجَا ذٰلِكَ الْعَاصِيْ بِبَرَكَاتِ تِلْكَ الذَّخِيْرَةِ مِنَ الْعَذَابِ۔

(تفسیر روح البیان ص ۲۵۹ ج ۴)

اور تو رشتۂ محبت کو اور مضبوط کر اپنے اور محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان اور جانِ دو عالم حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے تعلق والی نسبتیں اپنا۔ مثلاً آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھنا، روضۂ انور کی زیارت، موذن کا جواب اور بعد اذاں دعائے مقامِ محمود (ایسا کرنے سے) تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت سے فیضیاب ہوگا۔

اہلِ حق فرماتے ہیں کہ اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا بال مبارک یا آپ کا عصا، یا کوڑا مبارک کسی بڑے سے بڑے گناہگار کی قبر پر رکھ دیئے جائیں (بشرطیکہ وہ صحیح العقیدہ مومن ہو) تو ضرور وہ گناہگار ان تبرکات کی وجہ سے بخشا جائے گا۔

مزید فرماتے ہیں:

وَاِنْ كَانَتْ فِيْ دَارِ اِنْسَانٍ اَوْ بَلْدَةٍ لَا يُصِيْبُ سُكَّانَهَا بَلَاءٌ بِبَرَكَاتِهَا وَاِنْ لَمْ يَشْعُرُوْا بِهَا ؛ (روح البیان ص ۲۵۹ ج ۴)

اور اگر فخرِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا موئے مبارک یا عصا مبارک یا کوڑا مبارک کسی مسلمان کے گھر میں یا شہر میں ہو تو ان تبرکات کی برکت سے وہاں

کے رہنے والوں کو کوئی آفت، کوئی بلا، نہ پہنچے گی اگرچہ وہ نہ جلتے ہوں۔

شاہ ولی اللہ کے والدِ گرامی اور موئے مبارک :

حضرت شاہ ولی اللہ محدّث دہلوی کے والدِ ماجد شاہ عبدالرحیم رحمہا اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں : ایک بار مجھے بخار کا عارضہ لاحق ہوا اور بیماری طول پکڑ گئی حتیٰ کہ زندگی سے ناامیدی ہوگئی۔ اسی دوران مجھے غنودگی ہوئی تو میں نے شیخ عبدالعزیز کو دیکھا، وہ تشریف لائے ہیں اور فرمایا : بیٹا ! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تیری عیادت (بیمار پرسی) کے لیے تشریف لارہے ہیں اور غالباً اسی طرف سے تشریف لائیں گے جس طرف تیری چارپائی کی پائنتی ہے۔ لہٰذا اپنی چارپائی کو پھیر لو تاکہ تمہارے پاؤں اس طرف نہ ہوں۔ یہ سُن کر مجھے کچھ افاقہ ہوا اور چونکہ مجھے گفتگو کرنے کی طاقت نہ تھی۔ میں نے حاضرین کو اشارہ سے سمجھایا کہ میری چارپائی پھیر دو۔ انہوں نے چارپائی کا رُخ پھیرا ہی تھا کہ اُمّت کے والی صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے۔ اور فرمایا : کَیْفَ حَالُکَ یَا بُنَیَّ ؟ اے میرے پیارے بیٹے کیا حال ہے ! اس ارشادِ گرامی کی لذّت مجھ پر ایسی غالب ہوئی کہ مجھے وَجد آگیا اور زاری و بے قراری کی عجیب حالت مجھ پر طاری ہوگئی۔

پھر مجھے میرے آقا، رحمتِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح گود میں لیا کہ آپ کی ریش مبارک میرے سر پر تھی اور پیراہن مبارک میرے آنسوؤں سے تر ہوگیا پھر آہستہ آہستہ یہ حالت سکون سے بدل گئی۔ زاں بعد میرے دل میں خیال آیا کہ مدّت گزر گئی ہے۔ اس شوق میں کہ کہیں سے سیّدِ دوعالم، اُمّت کے والی صلی اللہ علیہ وسلم کے بال مبارک نصیب ہوں۔ آج کتنا کرم ہو اگر مجھے میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم، یہ دولت عطا فرمائیں۔

پس یہ خیال آنا ہی تھا کہ حبیبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم میرے اس خیال پر مطلع ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ریش مبارک پر ہاتھ پھیرا اور دو بال مبارک مجھے عطا فرمائے پھر یہ خیال آیا کہ بیدار ہونے کے بعد یہ بال مبارک میرے پاس رہیں گے یا نہیں تو یہ خیال آتے ہی سرکارِ ابد قرار صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، بیٹا یہ دونوں بال مبارک تیرے پاس رہیں گے۔

زاں بعد حبیبِ کبریا صلی اللہ علیہ وسلم نے درازیٔ عمر اور کلی صحت کی بشارت دی تو مجھے اسی وقت آرام ہوگیا۔ میں بیدار ہوا اور چراغ منگایا۔ دیکھا تو وہ دونوں بال مبارک میرے ہاتھ میں نہیں تھے۔ میں غمگین ہوا اور پھر دوبارہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف متوجہ ہوا، پھر دیکھا کہ امت کے والی صلی اللہ علیہ وسلم جلوہ افروز ہیں اور فرما رہے ہیں: بیٹا ہوش کر، میں نے دونوں بال مبارک تیرے تکیے کے نیچے احتیاط سے رکھ دیئے ہیں۔ وہاں سے لے لو۔ میں نے بیدار ہوتے ہی تکیے کے نیچے سے وہ دونوں موئے مبارکہ لے لیے اور ایک پاکیزہ جگہ میں نہایت تعظیم و تکریم کے ساتھ محفوظ کر لیئے۔

چونکہ بخار کے بعد کمزوری غالب آگئی تھی۔ بایں وجہ حاضرین نے سمجھا کہ شاید موت کا وقت آگیا ہے لہٰذا رونے لگ گئے۔ مجھے چونکہ کمزوری غالب تھی اس وجہ سے مجھ میں بات کرنے کی طاقت نہ تھی تو میں نے اشارہ سے سمجھایا، میں ابھی مرتا نہیں۔ پھر کچھ عرصہ بعد مجھے طاقت حاصل ہوگئی اور میں بالکل تندرست ہوگیا۔

حضرت شاہ عبدالرحیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے ان مبارک بالوں کے تین کمالات دیکھے۔ ایک یہ کہ وہ دونوں موئے مبارک آپس میں لپٹے رہتے تھے لیکن ان کے سامنے جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ مقدسہ پر درود پاک پڑھا جاتا تو وہ دونوں بال مبارک علیحدہ علیحدہ ہو کر کھڑے ہو جاتے۔

دوم، یہ کہ ایک مرتبہ تین آدمی جو کہ اس معجزہ کے منکر تھے وہ آئے اور بحث شروع کر دی، کہ کیسے ہو سکتا ہے کہ خواب میں کسی کو بال عطا ہوں۔ ان تینوں نے آزمانا چاہا، مگر میں بے ادبی کے خوف سے آزمائش پر رضامند نہ ہوا۔ لیکن جب مناظرہ لمبا ہو گیا تو میرے عزیزوں نے وہ بال مبارک اٹھائے اور دھوپ میں لے گئے فوراً بادل نے سایہ کر دیا حالانکہ دھوپ سخت تھی، بادل کا موسم نہیں تھا۔ یہ دیکھ کر ان میں سے ایک نے توبہ کر لی اور وہ مان گیا کہ واقعی یہ حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ہی بال مبارک ہیں۔

مگر دوسرے دونوں منکروں نے کہا یہ اتفاقی امر ہے۔ دوسری بار پھر وہ بال مبارک دھوپ میں لے گئے تو فوراً بادل آیا اور سایہ کر دیا۔ دوسرا منکر بھی تائب ہو گیا۔ تیسرے نے کہا، اب بھی یہ اتفاقی امر ہے، تیسری بار پھر بال مبارک دھوپ میں لے گئے تو پھر بھی فوراً بادل آیا اور سایہ کر دیا تو تیسرا بھی توبہ کر گیا اور مان گیا کہ واقعی یہ بال مبارک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہیں۔

سوم، یہ کہ ایک مرتبہ کچھ لوگ موئے مبارک کی زیارت کے لیے آئے، میں نے وہ صندوق جس میں موئے مبارک تھے باہر لایا، کافی لوگ جمع تھے میں نے تالا کھولنے کے لیے چابی لگائی تو تالا نہ کھلا۔ بڑی کوشش کی مگر تالا نہ کھل سکا۔ پھر میں نے اپنے دل کیطرف توجہ کی تو معلوم ہوا کہ ان زائرین میں فلاں شخص جنبی ہے اور اس پر غسل فرض ہے۔

اس کی شامت کی وجہ سے تالا نہیں کھل رہا۔ میں نے پردہ پوشی کرتے ہوئے سب کو کہا، جاؤ اور دوبارہ طہارت کر کے آؤ۔ جب وہ جنبی شخص مجمع سے باہر گیا تو تالا آسانی سے کھل گیا اور ہم سب نے زیارت کی۔

(انفاس العارفین صہ ۳۹)

ہم سیہ کاروں پہ یارب تپشِ محشر میں
سایہ افگن ہوں ترے پیارے کے پیارے گیسو

گوش تک سنتے تھے فریاد اب آئے تا دوش
کہ بنیں خانہ بدوشوں کو سہارے گیسو!

سوکھے دھانوں پہ ہمارے بھی کرم ہو جائے ○ چھائے رحمت کی گھٹا بن کے تمہارے گیسو

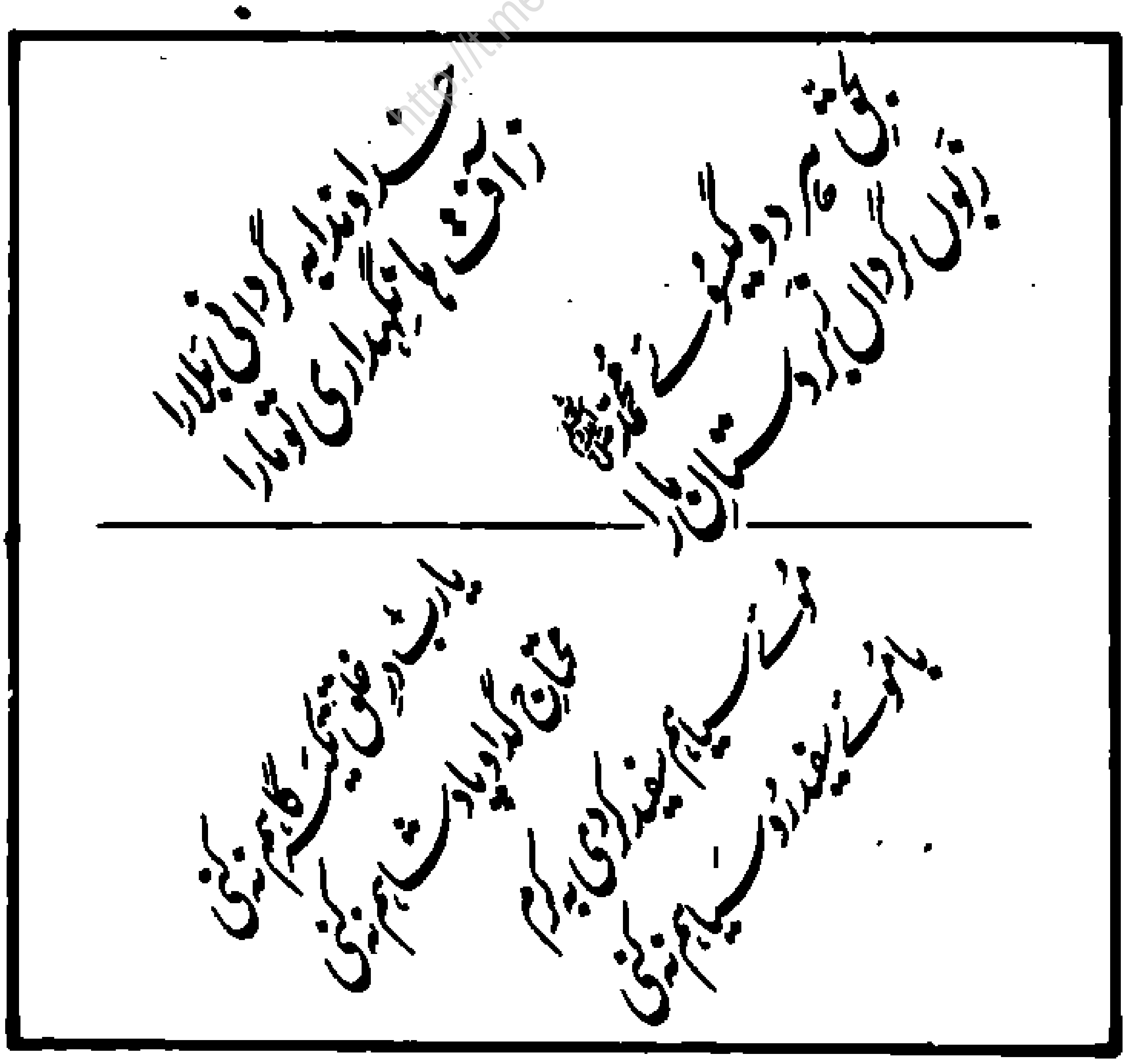
سلسلہ پا کے شفاعت کا جھکے پڑتے ہیں ○ سجدۂ شکر کے کرتے ہیں اشارے گیسو

بھینی خوشبو سے مہک جاتی ہیں گلیاں واللہ ○ کیسے پھولوں میں بسائے ہیں تمہارے گیسو

تارِ شیرازۂ مجموعۂ کونین ہیں یہ! ○ حال کھل جائے جو اک دم ہوں کنارے گیسو

مژدہ ہو قبلہ سے گھنگھور گھٹائیں امڈیں ○ ابرووں پر وہ جھکے جھوم کے ہارے گیسو

تیل کی بوندیں ٹپکتی نہیں بالوں سے رضا
صبحِ عارض پہ لٹاتے ہیں ستارے گیسو



چہرۂ مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

قَدْ نَرٰی تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَآءِ۔ سورۃ البقرہ

اے محبوب جب آپ کا چہرہ آسمان کی طرف اٹھتا ہے، ہم اس کو دیکھتے ہیں۔
بھلا اس روئے تاباں اور چہرۂ شاہِ خوباں کا جمال کون بیان کرسکتا ہے۔ کہ

قدرت کی نگاہیں بھی جس چہرے کو تکتی ہیں!

صاحب حسن کل:

قَالَ اَبُوْ نُعَيْمٍ اُعْطِيَ يُوْسُفُ مِنَ الْحُسْنِ مَا فَاقَ بِهِ الْاَنْبِيَاءَ وَالْمُرْسَلِيْنَ بَلْ وَالْخَلْقَ اَجْمَعِيْنَ وَنَبِيُّنَا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم اُوْتِيَ مِنَ الْجَمَالِ مَا لَمْ يُؤْتَهُ اَحَدٌ وَلَمْ يُؤْتَ يُوْسُفُ اِلَّا شَطْرَ الْحُسْنِ وَاُوْتِيَ نَبِيُّنَا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم جَمِيْعَهٗ
(الخصائص الکبریٰ ص ۳۰۹)

ابونعیم فرماتے ہیں کہ حضرت یوسف علیہ السلام تمام انبیاء و مرسلین بلکہ تمام مخلوق سے زیادہ حسن و جمال دیئے گئے تھے۔ مگر ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ حسن و جمال عطا ہوا جو کسی اور مخلوق کو عطا نہیں ہوا۔ حضرت یوسف علیہ السلام کو حسن و جمال کا ایک جزو ملا تھا۔ اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حسنِ کل دیا گیا۔

اللہ قدوس جلّ وعلا نے اپنے محبوبِ مکرّم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا حسین و جمیل پیدا فرمایا ہے کہ آپ کی تعریف و توصیف کرنے والوں کو کہنا پڑتا ہے:

لَمْ اَرَ قَبْلَهٗ وَلَا بَعْدَهٗ مِثْلَهٗ - (مشکوٰۃ ص۵۱۸)

ایسا حسین و جمیل نہ ان سے پہلے دیکھا ہے اور نہ ان کے بعد

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَحْسَنَ النَّاسِ وَجْهًا وَاَحْسَنَهُمْ خَلْقًا - (بخاری شریف ص۵۰۲/۱)

کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم صورت و سیرت میں تمام لوگوں سے زیادہ حسین و جمیل تھے۔

آپ خود ارشاد فرماتے ہیں:

قَدْ رَوَى الدَّارَقُطْنِيُّ مِنْ حَدِيْثِ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ خَادِمِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ النَّبِيَّ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ قَالَ مَا بَعَثَ اللّٰهُ تَعَالٰى نَبِيًّا اِلَّا حَسَنَ الْوَجْهِ وَحَسَنَ الصَّوْتِ وَكَانَ نَبِيُّكُمْ اَحْسَنَهُمْ وَجْهًا وَاَحْسَنَهُمْ صَوْتًا - (ضیاء النبی ص۱۶۸/۲)

حضرت انس بن مالک خادمِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے کوئی نبی مبعوث نہیں فرمایا۔ مگر خوبصورت چہرے والا، دلکش آواز والا اور تمہارے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کا چہرہ سب سے زیادہ خوبصورت اور اُن کی آواز سب سے زیادہ دلکش ہے۔

○

یہ چہرہ جھوٹے کا چہرہ نہیں

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ، (جو کہ پہلے یہودیوں کے بہت بڑے عالم تھے) فرماتے ہیں کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے تو لوگ کام کاج چھوڑ کر جلد جلد آپ کو دیکھنے کے لیے آرہے تھے۔ میں بھی آیا:

فَلَمَّا رَأَيْتُ وَجْهَهُ عَرَفْتُ أَنَّ وَجْهَهُ لَيْسَ بِوَجْهِ الْكَذَّابِ فَسَمِعْتُهُ يَقُوْلُ يَا أَيُّهَا النَّاسُ أَفْشُوا السَّلَامَ وَصِلُوا الْأَرْحَامَ وَأَطْعِمُوا الطَّعَامَ وَصَلُّوْا بِاللَّيْلِ وَالنَّاسُ نِيَامٌ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ بِسَلَامٍ۔

(المستدرک صفحہ ۱۶۰ / ۱۳ الخصائص الکبریٰ صفحہ ۱۹۱ / ۱)

تو جب میں نے آپ کا چہرہ مبارک دیکھا تو میں نے جان لیا کہ یہ (اتنا پیارا) چہرہ جھوٹے کا چہرہ نہیں ہے۔ آپ اس وقت فرما رہے تھے۔ اے لوگو اسلامتی پھیلاؤ اور صلہ رحمی یعنی اپنوں سے محبت کرو (بھوکوں کو) کھانا کھلاؤ اور رات کو جب لوگ سو رہے ہوں تو تم نماز پڑھو۔ (یہ اعمالِ صالحہ اپنانے سے) تم سلامتی سے جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔

آپ چاند سے زیادہ حسین ہیں:

عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ (رَضِيَ اللهُ عَنْهُ) قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ لَيْلَةٍ إِضْحِيَانٍ فَجَعَلْتُ أَنْظُرُ إِلَى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَإِلَى الْقَمَرِ وَعَلَيْهِ حُلَّةٌ حَمْرَاءُ فَإِذَا هُوَ أَحْسَنُ عِنْدِيْ مِنَ الْقَمَرِ۔

(رواہ الترمذی والدارمی۔ مشکوٰۃ صفحہ ۵۱۷/۵۱۸)

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم کو چاندنی رات میں دیکھا۔ میں کبھی چاند کو دیکھتا اور کبھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ انور کو اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم حُلّۂ حمرا (سُرخ کمبل) اوڑھے ہوئے لیٹے تھے۔ بالآخر میرا فیصلہ یہی تھا کہ حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) چاند سے زیادہ خوبصورت ہیں۔

ہم نے اُن کی مثل نہیں دیکھا:

اَخرجَ الطّبرانی: عَنْ اَبِی قرْصَافَۃَ قَالَ بَایَعْنَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَسَلّم اَنَا وَاُمِّی وَخَالَتِی فَلَمَّا رَجَعْنَا قَالَتْ لِیْ اُمِّی وَخَالَتِیْ: یَا بُنَیَّ مَارَاَیْنَا مِثْلَ ھٰذَا الرَّجُلِ اَحْسَنَ وَجْھًا وَلَا اَنْقٰی ثَوْبًا وَلَا اَلْیَنَ کَلَامًا وَّرَاَیْنَا کَالنُّوْرِ یَخْرُجُ مِنْ فِیْہِ۔

(الخصائص الکبریٰ ص۱، زرقانی علی المواہب ص۲۴۵)

حضرت ابو قرصافہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جب میں اور میری والدہ اور میری خالہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کر کے واپس آئے تو میری والدہ اور خالہ نے کہا:

ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مثل خوبصورت چہرے والا، پاکیزہ لباس والا، نرم اور میٹھے کلام والا کوئی نہیں دیکھا۔ اور ہم نے دیکھا کہ گفتگو کے وقت آپ کے مُنہ سے نور نکلتا ہے۔

اعلیحضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمہ اس حقیقت کی یوں ترجمانی فرمائی ہے۔

ے لَمْ یَاتِ نَظِیْرُکَ فِیْ نَظَرٍ، مثل تو نہ شد پیدا جانا
جگ راج کو تاج تورے سر سوہے تجھ کو، شہِ دوسرا جانا

لکٹ بدرٌ فی الوجہِ الاجملؐ، خط ہالۂ ماہ زلف ابر اجبل،
تورے چندن چندر پر وہ کنڈل رحمت کی بھرن برساجانا

پسینہ مبارکؐ یا چمکدار موتی:

اُمّ المومنین حضرت سیّدہ عائشہ صدّیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ:

كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحْسَنَ النَّاسِ وَجْهًا وَ أَنْوَرَهُمْ لَوْنًا لَمْ يَصِفْهُ وَاصِفٌ قَطُّ إِلَّا شَبَّهَ وَجْهَهُ بِالْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ وَكَانَ عَرَقُهُ فِي وَجْهِهِ مِثْلَ اللُّؤْلُؤِ۔

(زرقانی علی المواہب ص ۲۲۵ ج ۲)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمام لوگوں سے زیادہ خوبصورت اور خوش رنگ تھے۔ جس کسی نے بھی آپ کی توصیف کی، اس نے آپ کو چودھویں کے چاند سے تشبیہ دی، پسینے کے قطرے آپ کے چہرۂ انور پر یوں محسوس ہوتے جیسے چمکدار موتی ہیں۔

اُن کا چہرہ چودھویں کے چاند کی مثل تھا:

جامع بن شداد فرماتے ہیں کہ مجھ کو طارق بن عبداللہ نے بتایا کہ ہم مدینہ منورہ کے باہر اُترے ہوئے تھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے، اس وقت ہم آپ کو جانتے نہیں تھے۔ ہمارے پاس ایک سُرخ رنگ کا اونٹ تھا، آپ نے اس اونٹ کی طرف اشارہ کرکے فرمایا، کیا تم اس کو بیچنا چاہتے ہو؟ ہم نے کہا: ہاں! فرمایا: کیا قیمت ہے؟ ہم نے قیمت (کھجوروں کی مقدار میں) بتائی۔ آپ نے فرمایا: منظور ہے اور اونٹ کی مہار پکڑ کر چل پڑے اور ہمارے دیکھتے

شہر میں داخل ہو گئے۔

ہم نے آپس میں ایک دوسرے سے کہا، ہم نے بہت بُرا کیا کہ ایک ناواقف آدمی جسکو ہم جانتے نہیں، کون ہے، کہاں کا رہنے والا ہے۔ بلا قیمت وصول کئے اونٹ دے دیا۔ ایک عورت جو ہمارے ساتھ ہودج میں بیٹھی ہوئی تھی بولی :۔

وَاللّٰهِ لَقَدْ رَاَیْتُ رَجُلًا کَاَنَّ وَجْهَهٗ قِطْعَةُ الْقَمَرِ لَیْلَةَ الْبَدْرِ اَنَا ضَامِنَةٌ لِثَمَنِ جَمَلِکُمْ لَا یَغْدِرُ بِکُمْ فَلَمَّا کَانَ الْعِشٰی اَتَانَا رَجُلٌ فَقَالَ اَنَا رَسُوْلُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِلَیْکُمْ هٰذَا تَمْرُکُمْ فَکُلُوْا وَاشْبَعُوْا وَاکْتَالُوْا وَاسْتَوْفُوْا فَاَکَلْنَا حَتّٰی شَبِعْنَا وَاکْتَلْنَا وَاسْتَوْفَیْنَا ــــــــ

زرقانی علی المواہب ص ۲۹/۴

المستدرک حاکم ص ۶۱۲/۲

خدا کی قسم میں نے اس شخص کو دیکھا ہے کہ اس کا چہرہ چودھویں کے چاند کی مثل تھا۔ تمہارے اونٹ کی قیمت کی میں ضامن ہوں کہ وہ تمہارے ساتھ دھوکہ نہیں کرے گا۔ جب شام کا وقت ہوا تو ایک آدمی آیا اور کہنے لگا، میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بھیجا ہوا ہوں۔ یہ تمہاری کھجوریں ہیں (اونٹ کی قیمت) پہلے اِن سے خوب پیٹ بھر کر کھاؤ پھر ان کا وزن کرو اور اپنی قیمت پوری کرو۔ تو ہم نے پیٹ بھر کر کھا بھی لیں اور قیمت بھی پوری کر لی۔

حُسن وجمالِ مصطفٰی صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ضیاء النبی سے یہ اقتباس ملاحظہ ہو :۔

یہ ایک مسلّمہ حقیقت ہے کہ داعی کی جسمانی ساخت کی دلکشی، اعضاء کا

تناسب، چہرے کے خدوخال کی دلآویزی اور نگاہوں کی حیا آمیزی، اس کی دعوت کو دلوں کی گہرائیوں تک پہنچانے میں ایک فیصلہ کن کردار انجام دیتی ہے۔ قسّام ازل جو حکیم بھی ہے اور علیم بھی۔ جتنی بڑی دعوت کی ذمہ داری کسی کو تفویض کرتا ہے۔ ظاہری حسن و جمال سے بھی اتنا حظِّ وافر اس داعی کو ارزانی فرما دیتا ہے۔ سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت عالمگیر تھی اور ازل تا ابد تھی، اس لیے حسن کی ساری رعنائیاں اور جمال و زیبائی کی جملہ دلربائیاں اس ذاتِ اقدس و اطہر میں جمع کر دی گئی تھیں تاکہ حسن کی کسی ادا کا متوالا اس کی بارگاہِ جمال میں آئے تو سیر کام ہو کر شاد کام ہو کر واپس جائے۔ زمانے کے بدلنے سے حسن و جمال کے معیار بدلتے رہیں۔ حالات کے تغیر کے ساتھ پسند و ناپسند کے پیمانوں میں تبدیلی آتی رہے لیکن یہاں جو بھی حاضر ہو گا، جب بھی حاضر ہو گا اس کے حسرت زدہ دل کی ہر حسرت پوری کر دی جائے گی، کسی کو مایوسی کا سامنا نہیں کرنا پڑے گا۔

صحابہ کرام نے بڑے مزے لے لے کر اپنے محبوب کے جمالِ جہاں آرا اور حسنِ دل افروز کے بارے میں اپنے قلبی تاثرات کا تذکرہ کیا ہے جو تکلف و تصنع سے بالکل منزہ ہے۔ اس حسنِ سرمدی کی جلوہ سامانیاں تو رہیں اپنی جگہ، ان پاکیزہ جلوؤں کے بارے میں ان کے بے لاگ تاثرات پڑھ کر ہی انسان پر مستی کی کیفیت طاری ہو جاتی ہے۔

حضور پُر نور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حسنِ ظاہری کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشقانِ صادق کے دل میں اتر کر جانے والے تاثرات، کا مطالعہ فرمائیے اور اپنے ایمان کو تازہ کیجئے۔

داعیِ حق صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کا چرچا جزیرۂ عرب کے گوشہ گوشہ میں گونجنے لگا۔ اِس دعوت کے دشمنوں نے کون سا ایسا بہتان تھا جو اس نورِ مجسم پر

نہیں لگایا۔ اسلام اور پیغمبرِ اسلام کے خلاف ایک مہم تھی جو تند و تیز آندھی کی طرح دُور افتادہ صحرا نشیں قبائل کے قلوب و اذہان کو بھی پراگندہ کر رہی تھی۔ انھیں دنوں ایک اعرابی کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اچانک ملاقات ہو گئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دلکش اور پُرنور چہرہ کو دیکھ کر وہ اعرابی مسحور ہو کر رہ گیا۔ اسے یارائے ضبط نہ رہا۔ پوچھنے لگا، آپ کون ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب میں اپنا نام لیا۔ بدّو کہنے لگا: اچھا آپ وہی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہیں جسے قریش کذّاب کہتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں! میں وہی ہوں۔ وہ بدّو بے ساختہ کہہ اُٹھا: لَيْسَ هٰذَا بِوَجْهِ كَذَّابٍ، یہ ضیاء بار چہرہ کسی جھوٹے کا تو ہرگز نہیں ہو سکتا۔ بھلا آپ یہ تو بتائیں کہ آپ کس چیز کی دعوت دیتے ہیں۔ حضور علیہ السلام نے دینِ اسلام کی حقیقت بیان فرمائی۔ اس نورانی چہرہ کو دیکھ کر اور اس نورانی بیان کو سُن کر وہ اعرابی مشرّف باسلام ہو گیا۔

حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ اپنے ماموں ہند بن ابی ہالہ (ابوہالہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے پہلے شوہر تھے) سے روایت کرتے ہیں۔

سَاَلْتُ خَالِيْ هِنْدَ بْنَ اَبِيْ هَالَةَ عَنْ حُلْيَتِهٖ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔	میں نے اپنے ماموں ہند بن ابی ہالہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حلیہ مبارکہ کے بارے میں استفسار کیا۔
كَانَ وَصَّافًا وَّاَنَا اَرْجُوْا اَنْ يَّصِفَ لِيْ شَيْئًا مِّنْهُ اَتَعَلَّقُ بِهٖ۔	آپ وصف بیان کرنے میں مہارت رکھتے تھے۔ مجھے یہ توقع تھی کہ وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بارے میں ایسی چیزیں بیان کریں گے جن کو میں ہمیشہ یاد رکھوں گا۔

فَقَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخْمًا مُفَخَّمًا۔ — انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، لوگوں کی نگاہوں میں بڑے جلیل القدر اور عظیم الشان دکھائی دیتے تھے۔

يَتَلَأْلَأُ وَجْهُهُ تَلَأْلُؤَ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ۔ — حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ اس طرح چمکتا تھا جس طرح چودھویں رات کا چاند۔

اَطْوَلُ مِنَ الْمَرْبُوْعِ اَقْصَرُ مِنَ الْمُشَذَّبِ۔ — چھوٹے قد والے سے لانبے اور زیادہ طویل قد والے سے کم۔

عَظِيْمُ الْهَامَةِ۔ — سر مبارک بڑا تھا۔

رَجِلُ الشَّعْرِ — گیسوئے مبارک زیادہ گھنگریالے نہ تھے

اِنِ انْفَرَقَتْ عَقِيْقَتُهُ فَرَقَ۔ — اگر موئے مبارک الجھ جاتے تو حضور مانگ نکال لیتے۔

وَاِلَّا لَا يُجَاوِزُ شَعْرُهُ شَحْمَةَ اُذُنَيْهِ اِذَا وَفَرَهٗ — ورنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گیسو کانوں کی لو سے نیچے نہ جاتے، کانوں کی لو تک آویزاں رہتے۔

اَزْهَرُ اللَّوْنِ — چہرہ کا رنگ چمکدار تھا۔

وَاسِعُ الْجَبِيْنِ۔ — پیشانی مبارک کشادہ تھی۔

اَزَجُّ الْحَوَاجِبِ سَوَابِغُ فِيْ غَيْرِ قَرَنٍ۔ — ابرو مبارک باریک بھرے ہوئے لیکن باہم ملے ہوئے نہ تھے۔

بَيْنَهُمَا عِرْقٌ يُدِرُّهُ — دونوں ابرؤوں کے درمیان ایک

الْغَضَبُ۔	رگ تھی جو غصہ کے وقت پھول جاتی۔
اَقْنَی الْعِرْنِیْنِ	ناک مبارک اونچی تھی۔
لَهٗ نُوْرٌ یَعْلُوْهُ یَحْسِبُهٗ مَنْ لَّمْ یَتَاَمَّلْهُ اَشَمَّ	اس کے اوپر نور برس رہا ہوتا۔ دیکھنے والا گمان کرتا کہ یہ بہت اونچی ہے۔
کَثُّ اللِّحْیَةِ	داڑھی مبارک گھنی تھی۔
سَهْلُ الْخَدَّیْنِ	دونوں رخسار ہموار تھے۔
ضَلِیْعُ الْفَمِ	دہن مبارک کشادہ اور دندان مبارک
اَشْنَبُ۔	چمکدار اور شاداب تھے۔
مُفْلِجُ الْاَسْنَانِ	دندان مبارک کھلے تھے۔
دَقِیْقُ الْمَسْرُبَةِ	بالوں کا خط جو سینہ سے ناف تک چلا گیا تھا وہ باریک تھا۔
کَاَنَّ عُنُقَهٗ جِیْدُ دُمْیَةٍ فِیْ صَفَاءِ فِضَّةٍ	گردن مبارک یوں تھی جیسے کسی چاندی کی گڑیا کی صاف گردن ہو۔
مُعْتَدِلُ الْخَلْقِ بَادِنًا مُعْتَدِلًا	تمام اعضاء معتدل تھے اور ان کا اعتدال آشکارا تھا۔
سَوَاءُ الْبَطْنِ وَالصَّدْرِ	سینہ اور شکم مبارک ہموار تھا۔
فَسِیْحُ الصَّدْرِ	سینہ مبارک کشادہ تھا۔
بَعِیْدُ مَا بَیْنَ الْمَنْکِبَیْنِ	دونوں کندھوں کے درمیان کافی فاصلہ تھا۔
ضَخْمُ الْکَرَادِیْسِ اَنْوَرُ الْمُتَجَرَّدِ	ہڈیوں کے جوڑ ضخیم
مَوْصُوْلُ بَیْنَ اللَّبَّةِ وَالسُّرَّةِ بِشَعْرٍ یَجْرِیْ کَالْخَطِّ۔	سینہ کی ہڈی اور ناف کے درمیان بالوں کا خط ملا ہوا تھا۔

عَارِی الثَّدْیَیْنِ وَالْبَطْنِ مِمَّا سِوٰی ذٰالِكَ	آپ کا سینہ اور شکم بالوں سے صاف تھا۔
اَشْعَرِ الذِّرَاعَیْنِ وَالْمَنْکِبَیْنِ وَاَعَالِی الصَّدْرِ	دونوں بازوؤں دونوں کندھوں اور سینہ کے اوپر والے حصّے میں بال اُگے ہوئے تھے۔
طَوِیْلُ الزَّنْدَیْنِ	دونوں بازوؤں کی ہڈی لمبی تھی۔
رَحْبُ الرَّاحَةِ شَثْنُ الْکَفَّیْنِ وَالْقَدَمَیْنِ۔	ہاتھ مبارک کشادہ تھے، دونوں ہتھیلیاں پُر گوشت تھیں۔ اور دونوں پاؤں بھرے ہوئے تھے۔
سَائِلُ الْاَطْرَافِ سَبْطُ الْعَصَبِ	تمام اندام ہموار تھے۔
خَمْصَانُ الْاَخْمَصَیْنِ	دونوں پاؤں کا درمیانی حصّہ اٹھا ہوا تھا
اِذْ زَالَ تَقَلُّعًا وَیَخْطُوْ تَکَفُّؤًا	جب قدم اٹھاتے تو قوّت سے اٹھاتے رکھتے تو جما کر رکھتے۔
وَیَمْشِیْ هَوْنًا ذَرِیْعَ الْمِشْیَةِ	آہستہ خرام مگر تیز رفتار
اِذْ مَشٰی کَاَنَّمَا یَنْحَطُّ مِنْ صَبَبٍ۔	جب چلتے تو یوں معلوم ہوتا کہ بلندی سے پستی کی طرف تشریف لے جا رہے ہیں
وَاِذَا الْتَفَتَ اِلْتَفَتَ جَمِیْعًا	جب کسی کی طرف التفات فرماتے تو ہمہ تن ملتفت ہوتے۔
خَافِضُ الطَّرْفِ	نگاہیں جھکی ہوئی تھیں۔
نَظْرُهٗ اِلَی الْاَرْضِ اَطْوَلُ مِنْ نَظْرِهٖ اِلَی السَّمَآءِ..	آپ کی نظر زمین کی طرف طویل ہوتی تھی بنسبت آسمان کی طرف آپکی نگاہ کے
جُلُّ نَظْرِهِ الْمُلَاحَظَةُ	آپ کا دیکھنا گہرا مشاہدہ ہوا کرتا تھا۔

يَسُوْقُ اَصْحَابَهٗ — آپ حسنِ تدبیر سے اپنے صحابہ کو شاہراہِ ہدایت پر چلاتے تھے۔

وَيَبْدَءُ مَنْ لَقِيَهٗ بِالسَّلَامِ۔ — جس سے ملاقات فرماتے اسے پہلے خود سلام دیتے۔

اُمِّ مَعبدؓ

سفرِ ہجرت درپیش ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلّم مکّہ سے سکونت ترک کر کے یثرب کے بختِ خفتہ کو جگانے کے لیے اور اس غیر معروف بستی کو شہرت و بقائے دوام بخشنے کے لیے صحرائی علاقے کو عبور کر رہے ہیں۔ حضرت ابوبکرؓ اور آپ کے غلام عامر بن فہیرہ کو ہم رکابی کا شرف حاصل ہے۔ ایک بدّو عورت کے خیمہ کے پاس سے گزر ہوا جس کا نام امّ معبد ہے۔ ان اجنبی راہروؤں نے اس عورت کو کہا اگر تمہارے پاس کچھ دودھ یا گوشت ہو تو وہ اسے قیمتاً خریدنے کیلئے تیار ہیں۔ امّ معبد نے کہا: اگر میرے پاس کھانے کی کوئی چیز ہوتی تو میں بصد مسرت تمہاری میزبانی کی سعادت حاصل کرتی۔ ہمیں تو قحط سالی نے دانے دانے کا محتاج بنا دیا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام نے اس کے خیمے کے ایک گوشہ میں ایک بکری دیکھی۔

حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا: اے اُمِّ معبد! یہ بکری کیسی ہے؟ اس نے کہا: ضعف اور کمزوری کی وجہ سے چلنے سے قاصر ہے اس لیے ریوڑ کے ساتھ چرنے کیلئے نہیں جا سکی۔ اور یہیں کھڑی رہ گئی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا: اجازت دو تو ہم اس کا دودھ دوہ لیں، امّ معبد نے کہا: اگر اس میں کچھ دودھ ہے تو بصد شوق دوہ لیجئے۔

بکری کو حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کے پاس لایا گیا۔ حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے

اس کے تھنوں پر ہاتھ پھیرا اور اللہ تعالیٰ کا نام لے کر اس کو دوھنا شروع کیا۔ اس خشک کھیری والی بکری سے اتنا دودھ نکلا کہ سب نے خوب سیر ہو کر پیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دوبارہ اسے دوہا تو ام معبد کے گھر کے سارے برتن لبالب بھر گئے جب اس کا خاوند دن بھر کے کام کاج سے فارغ ہو کر شام کو واپس آیا تو خیمہ میں ہر برتن دودھ سے بھرا ہوا دیکھ کر حیران و ششدر ہو کر رہ گیا۔

پوچھنے لگا: اے ام معبد! یہ دودھ کی نہر کہاں سے بہہ نکلی، گھر میں تو کوئی شیر دار جانور نہ تھا۔

ام معبد نے کہا: نہیں بخدا نہیں۔ لیکن ایک بابرکت ہستی یہاں سے گزری ہے یہ سب اس کا فیضان ہے۔ پھر اس نے سارا واقعہ اپنے خاوند کو کہہ سنایا۔ خاوند نے کہا اس بابرکت ہستی کا حلیہ بیان کرو۔ اللہ کی قسم مجھے یہ وہی شخص معلوم ہوتا ہے جس کی تلاش اور تعاقب میں قریش ، چار سُو اپنے گھوڑے سرپٹ دوڑا رہے ہیں۔ اس وقت ام معبد نے اس نورانی پیکر کی جو دلکش تصویر کشی کی آپ بھی اس کا مطالعہ فرمایئے اور لطف اٹھایئے:

فَقَالَتْ	ام معبد کہنے لگی۔
رَاَيْتُ رَجُلًا ظَاهِرَ الْوَضَاءَةِ حَسَنَ الْخَلْقِ ، مَلِيحَ الْوَجْهِ	میں نے ایک مرد دیکھا جس کا حسن نمایاں تھا ، جس کی ساخت بڑی خوبصورت اور چہرہ ملیح تھا۔
لَمْ تَعِبْهُ ثُجْلَةٌ وَلَمْ تُزْرِبِهِ صَعْلَةٌ قَسِيمٌ وَسِيمٌ۔	نہ رنگت کی زیادہ سفیدی اس کو معیوب بنا رہی تھی اور نہ گردن اور سر کا پتلا ہونا اس میں نقص پیدا کر رہا تھا۔
فِي عَيْنَيْهِ دَعَجٌ وَفِي اَشْفَارِهٖ	آنکھیں سیاہ اور بڑی تھیں ، پلکیں

وَطَفٌ۔ — لانبی تھیں۔

وَفِیْ صَوْتِہٖ صَہَلٌ۔ اَحْوَلُ، اَکْحَلُ اَزَجُّ اَقْرَنُ — اس کی آواز گونج دار تھی۔ سیاہ چشم، سرگیں دونوں ابرو باریک اور ملے ہوئے (یعنی نمایاں فاصلہ نہ تھا۔ ملے ہوئے معلوم ہوتے تھے)

فِیْ عُنُقِہٖ سَطَعٌ — گردن چمکدار تھی۔

وَفِیْ لِحْیَتِہٖ کَثَافَۃٌ — ریش مبارک گھنی تھی۔

اِذَا صَمَتَ فَعَلَیْہِ الْوَقَارُ — جب وہ خاموش ہوتے تو پُر وقار ہوتے۔

وَاِذَا تَکَلَّمَ سَمَا وَعَلَاہُ الْبَہَاءُ — جب وہ گفتگو فرماتے تو چہرہ پُر نور اور بارونق ہوتا۔

حُلْوُ الْمَنْطِقِ — شیریں گفتار

فَصْلٌ لَا نَزْرٌ وَلَا ھَذْرٌ — گفتگو واضح ہوتی، نہ بے فائدہ ہوتی نہ بے ہودہ

کَاَنَّ مَنْطِقَہٗ خَرَزَاتُ نَظْمٍ یَتَحَدَّرْنَ۔ — گفتگو گویا موتیوں کی لڑی ہے جس سے موتی جھڑ رہے ہوتے۔

اَبْھَی النَّاسِ وَاَجْمَلُھُمْ مِنْ بَعِیْدٍ — دُور سے دیکھنے پر سب سے زیادہ بارعب اور جمیل نظر آتے۔

وَاَحْلَاھُمْ وَاَحْسَنُھُمْ مِنْ قَرِیْبٍ۔ — اور قریب سے سب سے زیادہ شیریں اور حسین دکھائی دیتے

رَبْعَۃٌ — قد درمیانہ تھا۔

لَا تَشْنُوْہُ عَیْنٌ مِنْ طُوْلٍ۔ — نہ اتنا طویل کہ آنکھوں کو بُرا لگے۔

لَا تَقْتَحِمُہٗ عَیْنٌ مِنْ قِصَرٍ — نہ اتنا پست کہ آنکھیں حقیر سمجھنے لگیں۔

غُصْنٌ بَيْنَ غُصْنَيْنِ فَهُوَ اَنْضَرُ الثَّلَاثَةِ مَنْظَرًا وَ اَحْسَنُهُمْ قَدًّا۔	آپ دو شاخوں کے درمیان ایک شاخ کی مانند تھے جو سب سے زیادہ سرسبز و شاداب اور قدآور ہو۔
لَهٗ رُفَقَاءُ يَحُفُّوْنَ بِهٖ	اُن کے ایسے ساتھی تھے جو ان کے گرد حلقہ بنائے ہوئے تھے۔
وَاِنْ قَالَ اسْتَمَعُوْا لِقَوْلِهٖ	اگر آپ انہیں کچھ کہتے تو فوراً اس کی تعمیل کرتے۔
وَاِنْ اَمَرَ تَبَادَرُوْا اِلٰی اَمْرِهٖ	اگر آپ انہیں حکم دیتے تو وہ فوراً بجالاتے۔
مَحْفُوْدٌ، مَحْشُوْدٌ لَا عَابِسٌ وَلَا مُفَنَّدٌ	سب کے مخدوم، سب کے محترم نہ وہ ترش رو تھے، نہ ان کے فرمان کی مخالفت کی جاتی تھی۔
(ضیاء النبی جلد دوم)	

اللّٰھم صل علٰی سیدنا محمد النبی الامی وعلٰی آلہ واصحابہ وبارک وسلم

اس منظر نے مجھے چرخہ کاتنے سے روک دیا

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا، فرماتی ہیں۔ میں چرخہ کات رہی تھی اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میرے سامنے بیٹھے ہوئے اپنے جوتے کو پیوند لگا رہے تھے، آپ کی پیشانی مبارک پر پسینے کے قطرے تھے جن سے نور کی شعاعیں نکل رہی تھیں۔ اس حسین منظر نے مجھ کو چرخہ کاتنے سے روک دیا بس میں آپ کو دیکھ رہی تھی کہ آپ نے فرمایا: تجھے کیا ہوا؟ میں نے عرض کیا: آپ کی پیشانی مبارک پر پسینے کے قطرے ہیں جو نور کے تارے معلوم ہوتے ہیں۔

وَلَوْ اَرَاکَ اَبُوْ کَبِیْرِ الْھُذَلِیُّ لَعَلِمَ اَنَّکَ اَحَقُّ بِشِعْرِہٖ حَیْثُ یَقُوْلُ:

اگر ابو کبیر ہذلی (عرب کا مشہور شاعر) آپ کو اس حالت میں دیکھ لیتا تو یقین کر لیتا کہ اس کے شعر کا مصداق آپ ہی ہیں کہ

(وہ شعر یہ ہے۔) [1]

وَاِذَا نَظَرْتُ اِلٰی اُسِرَّۃِ وَجْھِہٖ
بَرَقَتْ بُرُوْقَ الْعَارِضِ الْمُتَھَلِّلِ

(ترجمہ) جب میں اس کے روئے مبارک کو دیکھتا ہوں تو اس کے رخساروں کی چمک مثل ہلال نظر آتی ہے۔

شیخ محقق علیہ الرحمۃ کا فرمان مقدس:

اما وجہ شریف وے صلی اللہ علیہ وسلم، مرآت جمال الٰہی است، و مظہر انوار نا متناہی وے بود۔ (مدارج النبوت ص۲)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ شریف اللہ تعالیٰ کے جمال کا آئینہ ہے اور اللہ تعالیٰ کے غیر متناہی انوار کا مظہر ہے۔

---

[1] (ابن عساکر، ابو نعیم، دیلمی، خطیب، زرقانی علی المواہب ص۲۲۵) بحوالہ ذکر جمیل

میرا حُسن لوگوں سے پوشیدہ :

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میرے والدِ ماجد شاہ عبدالرحیم صاحب نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا تو عرض کیا : یا رسول اللہ! یوسف علیہ السلام کو دیکھ کر زنانِ مصر نے اپنے ہاتھ کاٹ لیئے تھے اور بعض لوگ ان کو دیکھ کر مر جاتے تھے مگر آپ کو دیکھ کر کسی کی ایسی حالت نہیں ہوئی۔

فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ جَمَالِیْ مَسْتُوْرٌ عَنْ اَعْیُنِ النَّاسِ غَیْرَۃً مِّنَ اللّٰہِ عَزَّ وَجَلَّ وَلَوْ ظَھَرَ لَفَعَلَ النَّاسُ اَکْثَرَ مِمَّا فَعَلُوْا حِیْنَ رَاَوْ یُوْسُفَ ۔ [1]

تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ، میرا جمال لوگوں کی آنکھوں سے اللہ نے غیرت کی وجہ سے چھپا رکھا ہے اور اگر آشکارا ہو جائے تو لوگوں کا حال اس سے بھی زیادہ ہو جو یوسف علیہ السلام کو دیکھ کر ہوا۔

رُخِ انور سے پردہ ، اتارا نہیں
کہ لوگوں میں تابِ نظارہ نہیں
حُسنِ محبوب مستور ہے اِس لیئے
غیرتِ حق کو ایسا گوارا نہیں

---

[1] دُرّ الثمین فی مُبشّرات النبی الامین صک

چشمانِ مبارک

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے وَاذْكُرْ عِبَادَنَا إِبْرَاهِيمَ وَإِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ أُولِي الْأَيْدِي وَالْأَبْصَارِ ۔ (ص ۴۵) ترجمہ: اور یاد کرو ہمارے بندوں ابراہیم اور اسحاق اور یعقوب ہاتھوں (قدرت) اور آنکھوں (علم) والوں کو۔

قارئینِ محترم! اللہ قدوس نے مخلوق کو پیدا فرمایا اور اسے دیگر نعمتوں کے ساتھ ساتھ آنکھوں جیسی نعمتِ بے بدل عطا فرمائی اور اپنے خاص بندوں کی آنکھوں کو کمالِ قدرت سے بے مثل شانیں عطا فرمائیں۔ انہیں دور سے دیکھنے، رات کی تاریکی میں دیکھنے، سمندروں کی گہرائیوں میں دیکھنے، پہاڑوں کی اوٹ میں دیکھنے زمینوں کے مخفیات کو دیکھنے، اسرارِ کونین کو دیکھنے کی صلاحیتیں بخشیں۔

حدیثِ قدسی میں ہے، حق تعالیٰ فرماتا ہے:۔ وَبَصَرَهُ الَّذِي يُبْصِرُ بِهِ الخ میں اپنے ولی کی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے۔

مقامِ غور ہے، جب ولی کی آنکھ کی یہ شان ہے تو پھر نبی کی آنکھ کی کیا شان ہو گی:

قرآن کریم سے پتہ چلتا ہے کہ جن پر فضلِ ربانی ہوتا ہے ان کی آنکھ مشاہدات کے عظیم مقام پر فائز ہوتی ہے۔ وہ بیٹھے دربارِ سلیمانی میں ہوتے ہیں لیکن نظر ملکِ یمن میں تختِ بلقیس پر ہوتی ہے۔

تبھی تو یہ اعلان ہوتا ہے:

أَنَا آتِيكَ بِهِ قَبْلَ أَنْ يَرْتَدَّ إِلَيْكَ طَرْفُكَ ۚ (النمل۔ ۴۰)

کہ میں (تختِ بلقیس کو) حضور میں حاضر کر دوں گا پلک جھپکنے سے پہلے۔

یہ شخص حضرت سلیمان علیہ السلام کے صاحب و خادم اور وزیر حضرت آصف بن برخیا رضی اللہ عنہ تھے۔

مقامِ غور ہے کہ آصف بن برخیا کی نظر میں ایسا عظیم کمال، اور غیبی احوال کا علم کیسے حاصل ہوا — غیر مقلد مولوی ثناء اللہ امرتسری لکھتے ہیں۔

"وہ کتابی تعلیمات کا عالم تھا جس کی وجہ سے اس کو ایسے امور پر قدرت تھی، وہ بولا کہ حضور کی آنکھ جھپکنے سے پہلے میں اس تخت کو حضور کے سامنے لا سکتا ہوں" (تفسیر ثنائی برحاشیہ قرآن ص ۴۵۴)

حضرت آصف بن برخیا رضی اللہ عنہ، نبی نہیں تھے، زبور ان پر نازل نہیں ہوئی تھی، زبور کا علم رکھتے تھے اور اس کتابی علم کی برکت سے مافوق الاسباب انہیں قدرت حاصل تھی اور نظر کا ایسا کمال حاصل تھا۔

خدا را انصاف کیجئے! جس شخص کے پاس زبور کا علم ہو اس کی وسعت نظر اور قدرت کا یہ عالم ہے تو جس کے قلبِ اطہر و اقدس پر قرآنِ عظیم اترا ہو، اُس کی وسعتِ نظر اور قدرت کا کیا عالم ہو گا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نظر اور مخفی امور

قرآنِ پاک میں ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا:

وَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا تَاْكُلُوْنَ وَمَا تَدَّخِرُوْنَ فِیْ بُیُوْتِكُمْ ... الخ (آل عمران-۴۹)

اور میں تمہیں بتاتا ہوں جو تم کھاتے ہو اور جو اپنے گھروں میں جمع کر رکھتے ہو — جب نظرِ عیسیٰ علیہ السلام، گھروں میں چھپی ہوئی چیزوں کا مشاہدہ کر لیتی تھی، کھائی ہوئی چیزوں کا پیٹ میں مشاہدہ کر لیتی تھی تو پھر امام الانبیاء فخرِ آدم و بنی آدم حضور سید العالمین، رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر مبارک

کی کیا شان ہوگی!

اللہ قدوس فرماتا ہے، یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ اِنَّاۤ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا الخ اے غیب کی خبریں بتانے والے بے شک ہم نے تمہیں بھیجا حاضر و ناظر۔

اس آیہ کریمہ میں حق تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصافِ جمیلہ بیان فرمائے ہیں ان اوصاف مبارک میں ایک وصفِ مبارکہ شاھدًا ہے اور شاہد کے معنی ہیں حاضر و ناظر۔

اسی پر تائیدی آیاتِ مبارکہ ملاحظہ ہوں، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

(۱) وَمَا تَعْمَلُوْنَ مِنْ عَمَلٍ اِلَّا كُنَّا عَلَیْكُمْ شُهُوْدًا ۝ (یونس-۶۱)

اور تم جو بھی عمل کرتے ہو ہم تم پر گواہ (حاضر و موجود) ہوتے ہیں۔

(۲) اَمْ كُنْتُمْ شُهَدَآءَ اِذْ حَضَرَ یَعْقُوْبَ الْمَوْتُ۔ (البقرہ-۱۳۳)

کیا تم اس وقت موجود تھے جب یعقوب (علیہ السلام) کے پاس موت آئی۔

(۳) فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْیَصُمْهُ۔ البقرہ-۱۸۵)

پس جو بھی تم میں سے رمضان کے مہینہ میں موجود ہو تو وہ ضرور اس کے روزے رکھے۔

(۴) اَلزَّانِیَةُ وَالزَّانِیْ فَاجْلِدُوْا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ وَّلَا تَاْخُذْكُمْ بِهِمَا رَاْفَةٌ فِیْ دِیْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَلْیَشْهَدْ عَذَابَهُمَا طَآىٕفَةٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِیْنَ ۝ (النور-۲)

زانیہ عورت اور زانی مرد! پس مارو ان دونوں کو سو سو درے اور اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل میں تمہیں ان کو سزا دیتے وقت ترس نہیں آنا چاہیئے، اگر تم اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتے ہو اور چاہیئے کہ ان کی سزا کے وقت مسلمانوں کا ایک گروہ حاضر و موجود ہو۔

⑤ قَالَتْ يٰۤاَيُّهَا الْمَلَؤُا اَفْتُوْنِيْ فِيْۤ اَمْرِيْ مَا كُنْتُ قَاطِعَةً اَمْرًا حَتّٰى تَشْهَدُوْنِ ۔ (النمل۔ ۳۲)

(ملکۂ بلقیس نے) کہا اے درباریو! مجھے میرے (اس) کام میں بتاؤ (کیونکہ) میں کوئی کام تمہاری موجودگی کے بغیر نہیں کرتی۔

⑥ قَالُوْا فَاْتُوْا بِهٖ عَلٰۤى اَعْيُنِ النَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَشْهَدُوْنَ ۝ (الانبیآء۔ ۶۱)

انہوں نے کہا: لاؤ ابراہیم کو لوگوں کے سامنے تاکہ لوگ دیکھیں (کہ کون ہے جس نے بتوں کو توڑا ہے)

⑦ مَا شَهِدْنَا مَهْلِكَ اَهْلِهٖ (النمل۔ ۴۹)

اس کے گھر والوں کی ہلاکت کے وقت ہم حاضر و موجود نہ تھے۔

⑧ وَشَاهِدٍ وَّمَشْهُوْدٍ (البروج۔ ۳)

اور قسم ہے حاضر کی اور اس کی جس پر وہ حاضر ہوتے ہیں۔

⑨ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَذِكْرٰى لِمَنْ كَانَ لَهٗ قَلْبٌ اَوْ اَلْقَى السَّمْعَ وَهُوَ شَهِيْدٌ ۔ (قٓ۔ ۳۷)

بے شک اس میں نصیحت ہے اس کے لیے جو دل رکھتا ہو۔ یا کان لگائے اور متوجہ ہو یعنی نصیحت کی طرف جس کا دھیان موجود ہو۔

⑩ اَمْ كُنْتُمْ شُهَدَآءَ اِذْ وَصّٰىكُمُ اللّٰهُ بِهٰذَا ۔ الخ (الانعام۔ ۱۴۴)

کیا تم موجود تھے جب اللہ نے تمہیں یہ حکم دیا۔

تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ

ان آیاتِ مبارکہ سے واضح ہوا کہ شاہد و شہود کا معنی حاضر و موجود ہونا ہے اب ایسی آیاتِ کریمہ پیش کر رہے ہیں جہاں اللہ قدوس کو شہید کہا گیا اور پھر وہ آیاتِ مبارکہ پیش کریں گے جہاں رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو شہید کہا گیا۔

۱۔ وَاللّٰهُ شَهِيْدٌ عَلٰى مَا تَعْمَلُوْنَ ۝ (آلِ عمران۔۹۸)
اور اللہ شہید ہے تمہارے کاموں پر (یعنی ہر کام اس کے سامنے ہے)

۲۔ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدًا ۝ (النساء۔۳۳)
بے شک ہر چیز اللہ کے سامنے ہے۔

۳۔ وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا ۝ (النساء۔۷۹)
اور اللہ کافی ہے گواہ

۴۔ وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا ۝ (النساء۔۱۶۶)
اور اللہ کافی ہے گواہ

۵۔ وَاَنْتَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ۝ (المائدہ۔۱۱۷)
اور ہر چیز تیرے سامنے حاضر ہے۔

۶۔ فَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ۔ (یونس۔۲۹)
تو اللہ گواہ کافی ہے ہم میں اور تم میں۔

۷۔ قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ (الرعد۔۴۳)
تم فرماؤ اللہ گواہ کافی ہے مجھ میں اور تم میں۔

۸۔ قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ۔ (بنی اسرائیل۔۹۶)
تم فرماؤ اللہ کافی ہے گواہ میرے اور تمہارے درمیان۔

۹۔ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ۝ (الحج۔۱۷)
بے شک ہر چیز اللہ کے سامنے ہے

۱۰۔ قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ شَهِيْدًا يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (العنکبوت۔۵۲)
تم فرماؤ اللہ کافی ہے میرے اور تمہارے درمیان گواہ۔ جانتا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے۔

۱۱۔ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدًا ۝ (الاحزاب۔۵۵)
بے شک اللہ (وہ ہے کہ) ہر چیز اللہ کے سامنے ہے۔

۱۲۔ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ۝ (السبا۔۴۷)
اور وہ ہر چیز پر گواہ ہے۔

۱۳۔ اَوَلَمْ يَكْفِ بِرَبِّكَ اَنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ شَهِيْدٌ ۝ (حٰمٓ السجدہ۵۳) — کیا تمہارے رب کا ہر چیز پر گواہ ہونا کافی نہیں۔

۱۴۔ كَفٰى بِهٖ شَهِيْدًا بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ۔ (الاحقاف۔۸) — اور وہ کافی ہے میرے اور تمہارے درمیان گواہ۔

۱۵۔ وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا ۝ (الفتح۲۸) — اور اللہ کافی ہے گواہ

۱۶۔ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ شَهِيْدٌ ۝ (المجادلہ۔۶) — اور ہر چیز اللہ کے سامنے ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی شہید ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

- وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا۔ (البقرہ: ۱۴۳)

اور یہ رسول تم پر "شہید" یعنی نگہبان و گواہ ہے

- وَجِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ شَهِيْدًا۔ (النساء: ۴۱)

اور اے محبوب تمہیں ان سب پر گواہ و نگہبان بنا کر لائیں گے۔

- وَيَوْمَ نَبْعَثُ فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ شَهِيْدًا عَلَيْهِمْ مِّنْ اَنْفُسِهِمْ وَجِئْنَا بِكَ شَهِيْدًا عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ۔ (النحل: ۸۹)

اور جس دن ہم ہر گروہ میں ایک گواہ انہیں میں سے اٹھائیں گے کہ ان پر گواہی دے اور اے محبوب تمہیں ان سب پر شاہد بنا کر لائیں گے۔

- لِيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ شَهِيْدًا عَلَيْكُمْ۔ (الحج: ۷۸)

تاکہ رسول تمہارا نگہبان و گواہ ہو

- يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّ

نَذِيْرًا ۝ (الاحزاب: ۴۵)

اے غیب کی خبریں بتلانے والے (نبی) بے شک ہم نے تمہیں بھیجا حاضر و ناظر اور خوشخبری دیتا اور ڈر سناتا۔

○ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا ۝ (الفتح: ۸)

بے شک ہم نے تمہیں بھیجا حاضر و ناظر اور خوشی اور ڈر سناتا۔

ان آیاتِ مبارکہ میں اللہ قدوس نے اپنے محبوبِ مکرّم نورِ مجسم شفیعِ معظم نبیِ محترم، فخرِ آدم و بنی آدم صلی اللہ علیہ وسلم کو شہید اور شاہد فرمایا ہے۔ جس کا معنی ہے مشاہدہ فرمانے والا، گواہی دینے والا۔

اور گواہ کے لیے ضروری ہے کہ وہ جس بات کی گواہی دے رہا ہے اسے اس نے خود دیکھا ہے۔

چنانچہ ـــــ علامہ راغب اصفہانی مفردات میں لکھتے ہیں :۔

"اَلشَّهَادَةُ وَالشُّهُوْدُ اَلْحُضُوْرُ مَعَ الْمُشَاهَدَةِ اِمَّا بِالْبَصَرِ اَوِ الْبَصِيْرَةِ"

یعنی شہادت وہ ہوتی ہے کہ انسان وہاں موجود بھی ہو اور اسے دیکھے بھی خواہ سر کی آنکھوں سے یا دل کی آنکھوں سے یعنی بصیرت کے نور سے

مفسرینِ کرام نے یہاں بڑی نفیس و دلکش تفسیریں بیان کی ہیں اور بہت باریکیاں اور نکتے بیان فرماتے ہیں۔

ایک نکتہ یہ بیان فرمایا ہے :۔

ـــــ کہ اللہ تعالیٰ نے یہ تو فرمایا کہ ہم نے تجھے شاہد بنایا لیکن جس چیز پر شاہد بنا کر بھیجا ہے اس چیز کا ذکر نہیں فرمایا ـــــ اس کی وجہ یہ ہے کہ اگر کوئی ایک چیز ذکر کر دی جاتی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شہادت اسی میں

بند ہو کر رہ جاتی، شہادت کو کسی ایک چیز میں بند کرنے کی بجائے اس کے عام اور وسیع ہونے کا ذکر فرمایا ——— اب اگر یہ اندازہ کرنا ہو کہ آپ کی شہادت کا دائرہ کیسا وسیع و عریض ہے تو اتنی بات ذہن نشین کر لیجیے کہ جو عموم آپ کی رسالت و نبوت کے لیے ہے وہی عموم آپ کی شہادت کے لیے ہے یعنی جس جس کی طرف آپ نبی و رسول بن کر تشریف لائے ہیں اس اس کے شاہد یعنی گواہ بھی ہیں۔

آئیے اب قرآن عظیم سے پوچھتے ہیں کہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت و رسالت کیسی ہمہ گیر ہے۔

اللہ کریم فرماتا ہے:

○ قُلْ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا ۔ (الاعراف: ۱۵۸)

تم فرماؤ اے لوگو! میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں۔

○ لِيَكُوْنَ لِلْعٰلَمِيْنَ نَذِيْرًا ۝ (الفرقان)

تاکہ ہو سب جہانوں کو ڈر سنانے والا۔

○ وَمَاۤ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا ۔ (السبا: ۲۸)

اے محبوب ہم نے تم کو نہ بھیجا مگر ایسی رسالت کے ساتھ جو تمام لوگوں کو گھیرنے والی ہے، خوشخبری دیتا، ڈر سناتا۔

○ وَمَاۤ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ۝ (الانبیآء: ۱۰۷)

اور ہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر رحمت سارے جہانوں کیلئے۔

قارئین کرام! غور فرمائیں کہ ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت و رسالت کیسی ہمہ گیر ہے کہ جہاں قرآن میں یہ فرمان ہے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔ وہاں یہ اعلانِ ذیشان بھی ہے وَمَاۤ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ۔ پتہ چلا کہ کائنات کے جس جس فرد کا اللہ قدوس رب یعنی پالنے والا ہے

اُس اُس فرد کی طرف ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم رسول اور رحمت بن کر تشریف لائے ہیں، جس طرح اللہ قدوس کی ربوبیت سے کائنات کا کوئی ایک ذرہ بھی باہر نہیں، اسی طرح ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت و رسالت کے احاطے سے بھی کوئی باہر نہیں۔ (تفسیر ابن کثیر ص۵۵ ج۴)

"شاہدًا" کا معنی بیان کرتے ہوئے علامہ ابن کثیر لکھتے ہیں۔

اَیْ لِلّٰهِ بِالْوَحْدَانِیَّةِ وَاَنَّهٗ لَا اِلٰهَ غَیْرُهٗ وَعَلَی النَّاسِ بِاَعْمَالِهِمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ۔ یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کے گواہ ہیں اور لوگوں کے اعمال کے گواہ ہیں (یعنی) سب لوگوں کے اعمال ہر وقت آپ کی نگاہوں میں ہیں)

۵ سر عرش پر ہے تری گزر، دلِ فرش پر ہے تری نظر
ملکوت و ملک میں کوئی شے نہیں وہ جو تجھ پہ عیاں نہیں!
ہے انہیں کے نور سے سب عیاں، ہے انہیں کے جلوے میں سب نہاں
بنے صبح تابشِ مہر سے، رہے پیشِ مہر یہ جاں نہیں!

(اعلیحضرت علیہ الرحمۃ)

نظرِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور احادیثِ مبارکہ

○ عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنِّیْ اَرٰی مَالَا تَرَوْنَ وَاَسْمَعُ مَالَا تَسْمَعُوْنَ اَطَّتِ السَّمَاءُ وَحُقَّ لَھَا اَنْ تَأَطَّ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ مَا فِیْھَا مَوْضَعُ اَرْبَعِ اَصَابِعَ اِلَّا وَمَلَکٌ وَاضِعٌ جَبْھَتَہٗ سَاجِدًا لِلّٰہِ وَاللّٰہِ لَوْ تَعْلَمُوْنَ مَا اَعْلَمُ لَضَحِکْتُمْ قَلِیْلًا وَلَبَکَیْتُمْ کَثِیْرًا وَمَا تَلَذَّذْتُمْ بِالنِّسَاءِ عَلَی الْفُرُشَاتِ وَلَخَرَجْتُمْ اِلَی الصُّعُدَاتِ تَجْاَرُوْنَ اِلَی اللّٰہِ قَالَ اَبُوْ ذَرٍّ یَا لَیْتَنِیْ کُنْتُ شَجَرَۃً تُعْضَدُ۔ (مشکوٰۃ ص۴۵۷)

حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ، سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک جو میں دیکھتا ہوں تم نہیں دیکھتے اور جو میں سُنتا ہوں تم نہیں سُنتے۔ آسمان چرچرایا ہے اور اسے یہی زیبا ہے کہ (ہیبتِ حق سے) چرچرائے۔ مجھے اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے آسمان پر چار انگلیوں کے برابر بھی کوئی ایسی جگہ باقی نہیں جہاں کوئی نہ کوئی فرشتہ اللہ قدوس کے لیے سجدہ ریز نہ ہو اور اللہ کی قسم اگر تم جان لو جو میں جانتا ہوں تو ضرور تم ہنسو کم اور رؤو زیادہ، اور نہ بستروں پر بیویوں سے متلذذ ہو سکو۔ اور ضرور تم جنگلوں و صحراؤں کو نکل کر اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرو (یہ سُن کر ابوذر رضی اللہ عنہ، نے کہا) کاش میں ایک درخت ہوتا جو کاٹ لیا جاتا۔

اس حدیثِ پاک میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا واضح فرمان موجود ہے کہ اِنِّیْ اَرٰی مَالَا تَرَوْنَ۔ جو میں دیکھتا ہوں وہ تم نہیں دیکھ سکتے۔ اس فرمانِ پاک

کو سمجھنے کے لیے یہ فرمان گرامی بھی ملاحظہ ہو۔

○ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَمَّا تَجَلَّی اللهُ عَزَّوَجَلَّ مُوْسٰی عَلَیْهِ السَّلَامُ کَانَ یُبْصِرُ النَّمْلَةَ عَلَی الصَّفَا فِی اللَّیْلَةِ الظَّلْمَاءِ مَسِیْرَةَ عَشْرَةِ فَرَاسِخَ۔ (شفا شریف ص۲۱)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کے لیے تجلی فرمائی تو اس کے بعد دس فرسخ یعنی تیس میل کے فاصلہ سے اندھیری رات میں صاف پتھر پر چلتی ہوئی چیونٹی کو بھی موسیٰ علیہ السلام دیکھ لیا کرتے تھے۔

امام خفاجی اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

○ وَهٰذَا الْحَدِیْثُ رَوَاهُ الطَّبْرَانِیُّ فِیْ مُسْنَدِهِ الصَّغِیْرِ وَصَحَّحَهُ وَلَمَّا کَانَتْ هٰذِهِ الْقُوَّةُ حَصَلَتْ لِلْکَلِیْمِ بِالتَّجَلِّیْ فَحُصُوْلُهَا لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ الْاِسْرَاءِ مَعَ مَا رَاٰهُ اَظْهَرُ۔

(نسیم الریاض شرح شفا شریف ص۳۸۱ بحوالہ البرہان)

اس حدیث کو امام طبرانی نے مسندِ صغیر میں روایت کیا ہے اور اس کو صحیح بھی قرار دیا ہے اور جب حضرت کلیم اللہ علیہ السلام کو تجلی کے ذریعہ یہ قوت حاصل ہو گئی تو معراج شریف میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو (اللہ تعالیٰ کو) دیکھا تھا۔ اس کے بعد اس وجہ سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے یہ قوت بطریقِ اولیٰ حاصل ہے

○ ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

کَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَرٰی فِی الظَّلْمَاءِ کَمَا یَرٰی فِی الضَّوْءِ۔

حجۃ اللہ علی العالمین ص۲۷۹، شفا شریف ص۶۸
زرقانی علی المواہب ص۸۳، خصائص کبریٰ ص۶۱

... اسی طرح دیکھتے جس طرح روشنی میں دیکھتے۔

میں تمہیں اپنے پیچھے سے بھی دیکھتا ہوں:

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ هَلْ تَرَوْنَ قِبْلَتِیْ هٰهُنَا وَاللّٰهِ مَا یَخْفٰی عَلَیَّ رُکُوْعُکُمْ وَلَا خُشُوْعُکُمْ وَاِنِّیْ لَاَرَاکُمْ مِنْ وَّرَاءِ ظَهْرِیْ۔ (بخاری ص۵۹، ج۱)

حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میرا منہ صرف قبلہ ہی کی طرف دیکھتے ہو؟ خدا کی قسم مجھ پر نہ تمہارا رکوع اور نہ تمہارا خشوع پوشیدہ ہے اور بے شک میں تمہیں اپنے پیچھے سے بھی دیکھتا ہوں۔

مقامِ غور ہے کہ نمازی کا رکوع تو ظاہر ہے مگر خشوع دل کی کیفیت کا نام ہے تو ظاہر ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر دلوں کی کیفیتیں بھی پوشیدہ نہیں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اِنِّیْ لَاَنْظُرُ اِلٰی مَا وَرَائِیْ کَمَا اَنْظُرُ اِلٰی مَا بَیْنَ یَدَیَّ۔ (دلائل النبوت لابی نعیم ص۲۷، خصائص کبریٰ ج۱، زرقانی علی المواہب ص۸۲ ج۴)

بے شک میں اپنے پیچھے سے بھی ایسا ہی دیکھتا ہوں جیسا کہ اپنے آگے سے دیکھتا ہوں۔

علامہ زرقانی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

وَالْمَعْنٰی اَنَّ رُؤْیَتَهٗ فِی النَّهَارِ الصَّافِیْ وَاللَّیْلِ الْمُظْلِمِ مُتَسَاوِیَةٌ لِاَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی لَمَّا رَزَقَهُ الْاِطِّلَاعَ بِالْبَاطِنِ وَالْاِحَاطَةَ بِاِدْرَاکِ مُدْرَکَاتِ الْقُلُوْبِ جَعَلَ لَهٗ مِثْلَ ذٰلِكَ فِیْ مُدْرَکَاتِ الْعُیُوْنِ وَمِنْ ثَمَّ کَانَ یَرَی الْمَحْسُوْسَ مِنْ وَّرَاءِ

ہوں، سرکار صلی اللہ علیہ وسلم یوں دیکھ لیتے جیسے کہ لوگ آنکھ سے ساتھ دیکھتے ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مشارق و مغارب کو دیکھ لیا

عَنْ ثَوْبَانَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ نَبِیَّ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اللّٰہَ زَوٰی لِیَ الْاَرْضَ حَتّٰی رَاَیْتُ مَشَارِقَھَا وَمَغَارِبَھَا وَاَعْطَانِیَ الْکَنْزَیْنِ الْاَحْمَرَ وَالْاَبْیَضَ۔ (مسلم شریف ص ۳۹۰ ج ۲)

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے میرے لیے زمین کو لپیٹ دیا ہے یہاں تک کہ میں نے اس کے مشرق و مغرب کو دیکھ لیا۔ اور مجھے اللہ تعالیٰ نے سرخ و سفید خزانے عطا فرما دیئے ہیں۔

آپ زمین پر رہتے ہوئے حوض کوثر کو دیکھتے ہیں

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اِنِّیْ فَرَطٌ لَّکُمْ وَاَنَا شَهِیْدٌ عَلَیْکُمْ وَاِنِّیْ وَاللّٰہِ لَاَنْظُرُ اِلٰی حَوْضِیَ الْاٰنَ وَاِنِّیْ اُعْطِیْتُ مَفَاتِیْحَ خَزَائِنِ الْاَرْضِ اَوْ مَفَاتِیْحَ الْاَرْضِ وَاِنِّیْ وَاللّٰہِ مَا اَخَافُ عَلَیْکُمْ اَنْ تُشْرِکُوْا بَعْدِیْ وَلٰکِنْ اَخَافُ عَلَیْکُمْ اَنْ تَنَافَسُوْا فِیْهَا۔

(بخاری شریف ص ۱۶۹ ج ۱)

بے شک میں تمہارا پیش رو ہوں۔ میں تم پر گواہ ہوں۔ اللہ کی قسم بے شک میں ضرور اس وقت اپنے حوض کو دیکھ رہا ہوں، مجھے زمین کے خزانوں

ظَهْرِهٖ كَمَا يَرَاهُ مِنْ اَمَامِهٖ - (زرقانی علی المواہب ص۲۶۰)

اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا روشن دن اور تاریک رات میں دیکھنا ایک جیسا ہے۔ اس لیئے کہ جب اللہ قدوس نے آپ کو باطن کی اطلاع اور دل کی باتوں کا مکمل ادراک عطا فرما دیا ہے، تو ایسا ہی آپ کی آنکھوں کو بھی (ظاہری و باطنی) ادراک عطا فرما دیا۔ چنانچہ آپ اپنی پشتِ مبارک کی طرف سے بھی اسیطرح دیکھتے تھے جیسا کہ اپنے آگے سے دیکھتے تھے۔

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔

قُلْتُ قَالَ النَّوَوِیُّ مَعْنَاهُ اَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی خَلَقَ لَهٗ اِدْرَاكًا فِیْ قَفَاهُ يُبْصِرُ بِهٖ اَقُوْلُ الْاَظْهَرُ اَنْ يُّقَالَ خَلَقَ اللّٰهُ تَعَالٰی لَهٗ اِدْرَاكًا يُّدْرِكُ بِهٖ مَا لَيْسَ فِی الْعَادَةِ اِدْرَاكُهٗ مِمَّا قَدْ كَانَ اَوْ سَيَكُوْنُ وَمِمَّا هُوَ غَائِبٌ عَنْهُ اَوْ لَيْسَ فِیْ مُحَاذَاةِ بَصَرِهٖ بِمَنْزِلَةِ رُؤْيَةِ الْبَصَرِ وَاللّٰهُ تَعَالٰی اَعْلَمُ -

مسوی شرح موطا ص۲۹۵/۲، ص۲۹۱/۲

یعنی حدیثِ پاک جو اوپر مذکور ہوئی اس کی شرح میں امام نووی علیہ الرحمۃ نے فرمایا، کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی گدّی مبارکہ میں ایک ایسی قوّتِ مدرکہ پیدا فرمائی ہے کہ جس کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم دلوں کے خشوع بھی دیکھ لیتے ہیں اور میں (شاہ ولی اللہ) کہتا ہوں، یہ ظاہر بات ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم میں ایک ایسی دیکھنے والی، ادراک کرنے والی قوت پیدا فرمائی ہے جس کے ساتھ شاہِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم وہ چیزیں بھی دیکھ لیتے جو عادۃً نہیں دیکھی جا سکتیں خواہ وہ زمانہ ماضی کے ساتھ تعلق رکھتی ہوں، خواہ مستقبل کے ساتھ، خواہ وہ غائب ہوں یا وہ سامنے نہ

ساری دُنیا کو دیکھتے ہیں:

حضرت عبداللہ بن عمر فاروق رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰہَ قَدْ رَفَعَ لِیَ الدُّنْیَا فَاَنَا اَنْظُرُ اِلَیْھَا وَاِلٰی مَا ھُوَ کَائِنٌ فِیْھَا اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ کَاَنَّمَا اَنْظُرُ اِلٰی کَفِّیْ ھٰذِہٖ۔ (زرقانی علی المواہب ص۲۰۴، کنزالعمال ص۲۱۲)

کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، بے شک اللہ تعالیٰ نے میرے لیئے دنیا کے حجابات اٹھا دیئے ہیں تو میں دنیا اور جو کچھ بھی اس میں قیامت تک ہونے والا ہے سب کو ایسے دیکھ رہا ہوں جیسے کہ اپنی اس ہتھیلی کو دیکھتا ہوں۔

حضور سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَا مِنْ شَیْءٍ لَمْ اَکُنْ اُرِیْتُہٗ اِلَّا رَاَیْتُہٗ فِیْ مَقَامِیْ ھٰذَا حَتَّی الْجَنَّۃِ وَالنَّارِ۔ (بخاری ص۱۸)

کوئی چیز ایسی نہیں ہے جو ہونے والی ہو مگر میں نے اس کو اس مقام پر دیکھ لیا ہے۔ یہاں تک کہ جنّت و دوزخ کو بھی۔

جنگِ موتہ کا آنکھوں دیکھا حال

عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَعٰی زَیْدًا وَجَعْفَرًا وَابْنَ رَوَاحَۃَ لِلنَّاسِ قَبْلَ اَنْ یَّاْتِیَھُمْ خَبَرُھُمْ فَقَالَ اَخَذَ الرَّایَۃَ زَیْدٌ فَاُصِیْبَ ثُمَّ اَخَذَ جَعْفَرٌ فَاُصِیْبَ ثُمَّ اَخَذَ ابْنُ رَوَاحَۃَ فَاُصِیْبَ وَعَیْنَاہُ تَذْرِفَانِ حَتّٰی اَخَذَ الرَّایَۃَ سَیْفٌ مِّنْ سُیُوْفِ اللّٰہِ حَتّٰی فَتَحَ اللّٰہُ عَلَیْھِمْ۔ (بخاری ص۶۱۲، مشکوٰۃ ص۵۳۲)

کی کنجیاں دی گئی ہیں یا یہ فرمایا : زمین کی کنجیاں مجھے دی گئی ہیں بخدا مجھے اس بات کا ڈر نہیں کہ تم میرے بعد شرک کرنے لگو گے لیکن مجھے تمہارے حصول دُنیا میں ایک دوسرے سے مقابلے کا اندیشہ ہے۔

آپ جنّت کو دیکھتے ہیں

اُمّ المومنین سیّدہ عائشہ صدّیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

لَقَدْ رَاَیْتُ فِیْ مَقَامِیْ ھٰذَا کُلَّ شَیْءٍ وُعِدْتُہٗ حَتّٰی لَقَدْ رَاَیْتُہٗ اُرِیْدُ اَنْ اٰخُذَ قِطْفًا مِّنَ الْجَنَّۃِ حِیْنَ رَاَیْتُمُوْنِیْ جَعَلْتُ اَتَقَدَّمُ وَ لَقَدْ رَاَیْتُ جَھَنَّمَ یَحْطِمُ بَعْضُھَا بَعْضًا حِیْنَ رَاَیْتُمُوْنِیْ تَاَخَّرْتُ وَرَاَیْتُ فِیْھَا عَمْرَو بْنَ لُحَیٍّ ۔ (بخاری شریف صہ۱۶۱-۱۶۲)

البتہ میں نے اس جگہ پر (رہتے ہوئے) وہ تمام چیزیں دیکھیں جن کا مجھ سے وعدہ کیا گیا۔ یہاں تک کہ میں جنّت سے خوشہ توڑنے کا ارادہ کر رہا تھا۔ جب تم نے مجھے آگے بڑھتے دیکھا اور میں نے دوزخ دیکھی کہ اس کے بعض حصے بعض دوسرے حصّوں کو کھا رہے ہیں۔ جب تم نے مجھے پیچھے ہٹتے دیکھا اور میں نے دوزخ میں عمرو بن لحی کو دیکھا۔

بڑی بے مثل ہے نظر مصطفٰی کی (صلی اللہ علیہ وسلم)
کہ ہے رُو بر و سب خدائی خُدا کی
نظر میں نظارے ہیں برزخ کے سارے
ہے کیسی بلندی نبی کی نگاہ کی (صلی اللہ علیہ وسلم)

حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کو جنّت میں اُڑتے دیکھا :

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، فرماتے ہیں :

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَاَیْتُ جَعْفَرًا یَطِیْرُ فِی الْجَنَّۃِ مَعَ الْمَلَائِکَۃِ۔ (ترمذی ص ۲۱۷/۲)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : میں نے جعفر (رضی اللہ عنہ) کو دیکھا کہ جنّت میں فرشتوں کے ساتھ پرواز کر رہے ہیں۔

خاندانِ حضرت جعفر طیّار سے تعزیّت :

شہیدِ اہل بیت حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی رفیقہ حیات حضرت اسماء بنت عمیس فرماتی ہیں کہ جس روز موتہ کے میدان جنگ میں حضرت جعفر اور ان کے ساتھیوں نے شہادت کا شرف حاصل کیا، اس روز رحمتِ عالمیان صلی اللہ علیہ وسلم میرے ہاں تشریف لائے اور فرمایا جعفر کے بیٹوں کو میرے پاس لے آؤ۔ میں (انہیں) لے کر خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں پیار سے سونگھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں سے آنسوؤں کے قطرے ٹپکنے لگے یہاں تک کہ ریش مبارک بھیگ گئی۔ میں نے عرض کی، یا رسُول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں! حضور (آپ) کیوں رو رہے ہیں؟ کیا جعفر اور ان کے ساتھیوں کے بارے میں کوئی اطلاع ملی ہے؟ فرمایا: ہاں وہ آج شہید ہو گئے ہیں[۱] (یاد رہے میدان جنگ سے اطلاع کئی روز بعد آئی تھی لیکن آپ نے آنکھوں دیکھا حال لوگوں کو مجمع عام میں بھی بتادیا) اور حضرت جعفر

---

[۱] سیرت ابن کثیر ص ۴۶۷ جلد سوم

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زید، حضرت جعفر اور حضرت ابنِ رواحہ رضی اللہ عنہم کی شہادت کی خبر آنے سے پہلے لوگوں کو ان کے شہید ہو جانے کی اطلاع دیتے ہوئے فرمایا کہ زید نے جھنڈا ہاتھ میں لیا ہے پس وہ شہید کر دیئے گئے ہیں اور (اب) جعفر نے جھنڈا سنبھالا ہے وہ شہید کر دیئے گئے ہیں اور پھر ابنِ رواحہ نے جھنڈا پکڑا ہے وہ بھی شہید کر دیئے گئے ہیں۔ آپ کی آنکھیں آنسو بہا رہی تھیں (آپ نے فرمایا) کہ (اب) جھنڈا اللہ کی تلوار یعنی خالد بن ولید نے پکڑا ہے اور اللہ تعالےٰ نے مسلمانوں کو فتح دی ہے۔

○ اسی اثنا میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسکرانے لگے، آپ سے مسکرانے کا سبب پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا، میں اپنے دوستوں کے قتل ہو جانے پر غمگیں ہوا مگر اب انہیں جنت میں ایک دوسرے کے مقابل تختوں پر بیٹھے ہوئے دیکھ کر خوشی سے مسکرا رہا ہوں۔

○ جب حضرت یعلیٰ بن منبہ رضی اللہ عنہ، جنگِ موتہ کی خبر لے کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے فرمایا: کہ جنگ کے تفصیلی حالات پہلے میں تجھ کو بتاؤں یا تو بتلائے گا۔ اس نے عرض کی آپ ہی بتائیں، آپ نے جو کچھ وہاں ہوا، جو جو کسی پر گزرا، جس جس طرح کوئی شہید ہوا۔ سب تفصیلاً سنا دیا۔ حضرت یعلیٰ نے سن کر کہا، خدا کی قسم آپ کے بیان اور رُونما ہونے والے واقعات میں سرِمو فرق نہیں ہے۔ واقعی اسی طرح ہوا جس طرح سے آپ نے حرف بحرف بتا دیا ہے۔

کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں فجر کی نماز پڑھائی اور پھر منبر پر جلوہ افروز ہو کر ہمیں خطبہ دیا حتیٰ کہ ظہر کا وقت ہو گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم منبر سے اُترے اور ہمیں نمازِ ظہر پڑھائی اور پھر منبر پر جلوہ گر ہو کر ہمیں خطبہ دینا شروع کیا۔ یہاں تک کہ عصر کا وقت ہو گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم منبر سے اُترے اور نمازِ عصر پڑھائی اور پھر منبر پر جلوہ افروز ہو کر خطبہ دیا حتیٰ کہ سورج غروب ہو گیا۔ اس دن بھر کے (مبارک و مفصل) خطبے میں حبیبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ بھی ماضی میں ہو چکا تھا اور جو کچھ بھی قیامت تک ہونے والا ہے۔ سب کچھ بیان فرما دیا۔

راوی فرماتے ہیں ہم (صحابہ کرام) میں زیادہ علم والا وہ ہے جس نے (اس دن کے خطبہ کی) زیادہ باتیں یاد کر لیں۔

○ امیر المومنین سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ، روایت فرماتے ہیں کہ:

قَامَ فِیْنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَقَامًا فَاَخْبَرَنَا عَنْ بَدْءِ الْخَلْقِ حَتّٰی دَخَلَ اَھْلُ الْجَنَّۃِ مَنَازِلَھُمْ وَاَھْلُ النَّارِ مَنَازِلَھُمْ حَفِظَ ذٰلِکَ مَنْ حَفِظَہٗ وَنَسِیَہٗ مَنْ نَسِیَہٗ:

(بخاری شریف ص ۴۵۳ ج ۱)

یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جگہ جلوہ افروز ہو کر بیان کرنا شروع فرمایا اور ہمیں ابتداءِ خلق سے لے کر جنتیوں کے جنت جانے اور دوزخیوں کے دوزخ جانے تک سب کچھ ہی بتا دیا، سننے والوں میں سے جو کسی نے یاد رکھا اُسے یاد رہ گیا اور جو بھول گیا وہ بھول گیا۔

کے گھر جا کر بھی اطلاع دے دی۔

حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے اُڑتے ہوئے سلام پیش کیا:

ایک روز سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کرام کے ساتھ تشریف فرما تھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سر مبارک آسمان کی طرف اٹھایا اور فرمایا: وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ! حاضرین نے عرض کی، حضور نے کس کو سلام کا جواب دیا ہے؟ فرمایا ابھی جعفر بن ابی طالب فرشتوں کی ایک جماعت کے ساتھ میرے پاس سے گزرے اور انہوں نے مجھے سلام کہا؛ اس کے جواب میں مَیں نے بھی انہیں سلام کہا۔

(ضیاء النبی ص ۲۸۱)

بندہ مٹ جائے نہ آقا پہ وہ بندہ کیا ہے
بے خبر ہو جو غلاموں سے وہ آقا کیا ہے
اُمتی ہو کے نبی کا جو علم مانے نہ!
ایسے بدبخت کا ایمان سے رشتہ کیا ہے

ایک ہی دن میں سب کچھ بتا دیا:

حضرت عمرو بن اخطب رضی اللہ عنہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں: صَلّٰی بِنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَوْمًا الْفَجْرَ وَصَعِدَ الْمِنْبَرَ فَخَطَبَنَا حَتّٰی حَضَرَتِ الظُّهْرُ فَنَزَلَ فَصَلّٰی ثُمَّ صَعِدَ الْمِنْبَرَ فَخَطَبَنَا حَتّٰی حَضَرَتِ الْعَصْرُ ثُمَّ نَزَلَ فَصَلّٰی ثُمَّ صَعِدَ الْمِنْبَرَ فَخَطَبَنَا حَتّٰی غَرَبَتِ الشَّمْسُ فَاَخْبَرَنَا بِمَا كَانَ وَبِمَا هُوَ كَائِنٌ فَاَعْلَمُنَا اَحْفَظُنَا۔ (مسلم شریف ص ۳۹۰ ج ۲)

اللہَ تَعَالیٰ اَنْ یُّرِیَنِیْہِ فَدَعَا اللہَ تَعَالیٰ فَاَرَانِیْہِ ۔

(الخصائص الکبریٰ ص ۱۴۴ ج ۲)

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مسجد شریف کی طرف نکلا۔ دراں حالیکہ مسجد میں کچھ لوگ ہاتھوں کو اٹھائے دُعا مانگ رہے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا: ان کے ہاتھوں میں دیکھتے ہو جو میں دیکھ رہا ہوں۔ میں نے عرض کی، ان کے ہاتھوں میں کیا ہے؟
آپ نے فرمایا: ان کے ہاتھوں میں نور ہے، میں نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم، اللہ تعالیٰ سے دُعا کریں کہ مجھے، اِن کے ہاتھوں پر جو نور ہے دکھا دے۔ پس آپ نے دُعا کی تو (آپ کی دُعا کی برکت سے) اللہ تعالیٰ نے مجھے (بھی) دکھا دیا۔

آخری صف والے نمازی کو دیکھا:

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ قَالَ صَلّٰی بِنَا رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الظُّھْرَ وَفِیْ مُؤَخَّرِ الصُّفُوْفِ رَجُلٌ فَاَسَآءَ الصَّلٰوۃَ فَلَمَّا سَلَّمَ نَادَاہُ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَا فُلَانُ اَلَا تَتَّقِی اللہَ اَلَا تَرٰی کَیْفَ تُصَلِّیْ اِنَّکُمْ تَرَوْنَ اَنَّہٗ یَخْفٰی عَلَیَّ شَیْءٌ مِّمَّا تَصْنَعُوْنَ وَاللہِ اِنِّیْ لَاَرٰی مِنْ خَلْفِیْ کَمَا اَرٰی مِنْ بَیْنِ یَدَیَّ ۔

(رواہ احمد ۔ مشکوٰۃ ص ۲۷)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ظہر کی نماز پڑھائی۔ آخری صف میں ایک شخص تھا جو اچھے طریقے سے نماز نہیں پڑھ رہا تھا۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام پھیرا تو آپ نے اس کو مخاطب

کون کل کہاں مرے گا؟

قَالَ اَنَسٌ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰذَا مَصْرَعُ فُلَانٍ غَدًا وَوَضَعَ يَدَهٗ عَلَى الْاَرْضِ وَهٰذَا مَصْرَعُ فُلَانٍ غَدًا وَوَضَعَ يَدَهٗ عَلَى الْاَرْضِ وَهٰذَا مَصْرَعُ فُلَانٍ غَدًا وَوَضَعَ يَدَهٗ عَلَى الْاَرْضِ فَقَالَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ مَا جَاوَزَ اَحَدٌ مِّنْهُمْ عَنْ مَّوْضِعِ يَدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

(ابو داؤد ص۸/۲، مسلم ص۱۰۲/۲، نسائی ص۲۹۳/۱)

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں (غزوۂ بدر شروع ہونے سے ایک دن پہلے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ جگہ کل فلاں کافر کا مقتل ہوگی اور وہاں آپ نے زمین پر ہاتھ رکھا۔ اور اس جگہ کل فلاں کافر قتل ہوگا۔ آپ نے زمین پر ہاتھ رکھ کر بتایا، اور اس جگہ کل فلاں کافر قتل ہوگا اور آپ نے زمین پر ہاتھ رکھ کر بتایا۔

راوی کہتے ہیں اُس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے، جہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نشان لگا کر بتایا تھا وہاں سے کوئی ذرہ بھر بھی اِدھر اُدھر نہ ہوا (وہیں مرا جہاں آپ نے نشان لگایا تھا)

دُعا کرنیوالوں کے ہاتھوں میں نُور:

عَنْ اَنَسٍ قَالَ خَرَجْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَى الْمَسْجِدِ وَفِيْهِ قَوْمٌ رَافِعِيْ اَيْدِيْهِمْ يَدْعُوْنَ فَقَالَ تَرٰى بِاَيْدِيْهِمْ مَا اَرٰى؟ قُلْتُ مَا بِاَيْدِيْهِمْ؟ قَالَ بِاَيْدِيْهِمْ نُوْرٌ قُلْتُ، اُدْعُ

نہیں جانا چاہتا، اب بکریوں کا کیا کروں؟

آپ نے فرمایا: کہ کنکریوں کی مٹھی اٹھا کر ان بکریوں کے منہ پر مار کر بھگا دو یہ اِدھر اُدھر نہیں جائیں گی بلکہ سیدھی مالک کے گھر جا پہنچیں گی۔ چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا۔ بکریاں اکٹھی ہو کر اپنے مالک کے گھر اس طرح سے روانہ ہو گئیں جیسے کوئی انہیں ہانک کر لے جا رہا ہے حتیٰ کہ قلعہ میں داخل ہو گئیں۔

پھر اسود رضی اللہ عنہ آگے بڑھے تا کہ مسلمانوں کے ساتھ ہو کر جہاد میں شریک ہوں۔ اچانک ایک زور کا پتھر انہیں ایسا لگا کہ وہ اس سے شہید ہو گئے۔ ابھی انہوں نے کوئی نماز بھی نہیں پڑھی تھی (کہ ابھی نماز کا وقت ہی نہ ہوا تھا) انہیں اٹھا کر حضور علیہ السلام کی خدمت اقدس لایا گیا۔ آپ کے پاس ایک چادر تھی آپ نے اسے اپنی چادر مقدس سے ڈھانپ دیا اور اس کی طرف رُخِ انور کر کے کھڑے ہو گئے اور کچھ صحابہ کرام بھی آپ کے ساتھ تھے پھر آپ نے (اچانک) اِس سے رُخِ انور پھیر لیا۔ صحابہ نے عرض کی، یا رسول اللہ! آپ نے اس سے اپنا رُخِ انور کیوں پھیر لیا؟ تو آپ نے فرمایا:

اِنَّ مَعَهُ الْاٰنَ زَوْجَتَيْهِ مِنَ الْحُوْرِ الْعِيْنِ۔	(یعنی حیا کرتے ہوئے) کہ جنت کی دو حوریں اس کی بیویاں اس کے پاس تھیں۔

(سیرت ابنِ ہشام، الاصابہ، البدایہ والنہایہ)

ستّر حُوروں سے نکاح کر دیا: ابنِ عساکر حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں کہ ایک شخص دربارِ رسالت میں حاضر ہوا اور اسلام لانے کے بعد فوراً اس کا انتقال ہو گیا۔ غسل و کفن کے بعد جب دفنانے کا وقت آیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس کی قبر میں تشریف لے گئے اور کچھ دیر کے بعد باہر تشریف

کر کے فرمایا: اے فلاں! کیا تو خدا سے نہیں ڈرتا؟ کیا تو نہیں دیکھتا کہ تو کس طرح نماز پڑھ رہا ہے؟ شاید تم یہ گمان کرتے ہو کہ تم جو کچھ کرتے ہو وہ مجھ سے مخفی رہتا ہے۔ خدا کی قسم جس طرح میں آگے سے دیکھتا ہوں اسی طرح پیچھے سے بھی دیکھتا ہوں۔

○ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِسْتَوُوْا، اِسْتَوُوْا، اِسْتَوُوْا فَوَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ اِنِّيْ لَاَرَاكُمْ مِنْ خَلْفِيْ كَمَا اَرَاكُمْ مِنْ بَيْنَ يَدَيَّ۔

(مشکوٰۃ ص۹۸)

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (جب نماز کو کھڑے ہوتے) فرماتے برابر ہو جاؤ۔ برابر ہو جاؤ، برابر ہو جاؤ۔ قسم اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے، میں تم کو پیچھے سے بھی دیکھتا ہوں جس طرح سامنے سے دیکھتا ہوں۔

حوروں کو دیکھا:

اسود نامی چرواہا جو ایک یہودی کی بکریاں چرایا کرتا تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب جنگِ خیبر کے موقع پر یہودیوں کے ایک قلعہ کا محاصرہ کیے ہوئے تھے تو وہ چرواہا آپ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کی یا رسول اللہ! مجھے مسلمان کیجیے، آپ نے اسے مسلمان کیا۔ حضور علیہ السلام کی عادتِ کریمہ تھی کہ جو مسلمان ہونے کی خواہش ظاہر کرتا، آپ بلا تاخیر اسے مسلمان کر لیتے تھے۔

جب وہ مسلمان ہو گیا تو اس نے عرض کی، یا رسول اللہ! میں بکریوں کے مالک یہودی کا نوکر و چرواہا ہوں۔ اب میں مسلمان ہو گیا ہوں لہٰذا اسے چھوڑتا ہوں اور آپ کی خدمت میں رہ کر جہاد میں شریک ہوتا ہوں۔ یہودی کے پاس

نوفل کے نیزے

جب بدر کے قیدیوں سے فدیہ لیا جانے لگا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نوفل بن حارث بن عبدالمطلب سے فدیہ طلب کیا تو نوفل نے کہا، میرے پاس کوئی مال نہیں جس سے فدیہ ادا کروں۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا، تم اپنے فدیہ میں وہ دو نیزے دے دو جو جدہ میں ہیں۔ نوفل نے عرض کی:

وَاللّٰہِ مَا عَلِمَ اَحَدٌ اَنَّ لِیْ بِجَدَّۃَ اَرْمَاحًا غَیْرَ اللّٰہِ اَشْھَدُ اَنَّکَ رَسُوْلُ اللّٰہِ۔

خدا کی قسم میرے ان نیزوں کا جو جدہ میں ہیں، خدا کے سوا کسی کو ان کا علم نہ تھا (جب آپ نے ان کا پتہ دے دیا ہے تو) میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔

حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا فدیہ

انصار نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ درخواست عرض کی کہ یا رسول اللہ! (حضرت) عباس ہمارے بھانجے ہیں لہٰذا ہم ان کا فدیہ معاف کرتے ہیں لیکن آپ نے یہ درخواست منظور نہیں فرمائی۔

(حضرت) عباس قریش کے ان دس دولت مند رئیسوں میں سے تھے جنہوں نے لشکرِ کفار کے راشن کی ذمہ داری اپنے سر لی تھی۔ اس غرض کیلئے (حضرت) عباس کے پاس بیس اوقیہ سونا تھا۔ چونکہ فوج کو کھانا کھلانے میں ابھی (حضرت) عباس کی باری نہیں آئی تھی اس لیے وہ سونا ابھی تک اُن کے پاس محفوظ تھا۔

لائے اور فرمایا ، لَقَدْ نَزَلَتْ مِنَ الْحُوْرِ الْعَيْنِ كُلُّهُنَّ يَقُلْنَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! زَوِّجْنَا لَهٗ فَمَا خَرَجْتُ حَتّٰى زَوَّجْتُهٗ سَبْعِيْنَ حَوْرَاءَ۔

(الخصائص الکبرٰی صفحہ ۱۵۱ / ۲)

(ابھی اس کی قبر میں) جنت کی حوریں آئیں تھیں وہ سب کی سب مجھے کہنے لگیں یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) اس شخص کے ساتھ ہمارا نکاح کر دیجیے۔ تو میں نے اس کی قبر سے باہر آنے سے پہلے ستر حوروں کے ساتھ اس کا نکاح کر دیا ہے

اس حدیث مبارکہ سے جہاں آپ کی رفعت نظر معلوم ہوتی ہے وہاں یہ بھی روشن ہوتا ہے کہ جنتی حوریں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ملک میں ہیں اور آپ کو اختیار ہے جس سے چاہیں بہشتی حوروں کا نکاح کر دیں۔

چنانچہ اسی حدیث کی وضاحت میں خاتم المحدثین امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں : وَفِيْ هٰذَا الْحَدِيْثِ اَنَّ لَهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يُزَوِّجَ مَنْ شَاءَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ بِمَنْ شَاءَ مِنَ الْحُوْرِ الْعَيْنِ۔

(الخصائص الکبرٰی صفحہ ۱۵۱ / ۲)

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ اختیار ہے کہ جس مسلمان کا چاہیں حوروں میں سے جس سے چاہیں نکاح فرمادیں۔

ے
اے سرورِ دنیا و دیں، ثانی نہیں کوئی تیرا
اے زینتِ عرشِ بریں، ثانی نہیں کوئی تیرا
یا مصطفٰے، مشکل کشا، مخلوق ہے تیری گدا
اے رحمتِ کل عالمیں، ثانی نہیں کوئی تیرا

فقیر عثمانی

عمیر اور صفوان کی خوفناک سازش اور نظر مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

ایک دن عمیر اور صفوان دونوں حطیم کعبہ میں بیٹھے ہوئے تھے، مقتولین بدر پر آنسو بہا رہے تھے۔ ایک دن صفوان بول اٹھا کہ اے عمیر! میرا باپ اور دوسرے رؤسائے مکہ جس طرح بدر میں قتل ہوئے ان کو یاد کرکے سینے میں دل پاش پاش ہو رہا ہے اور اب زندگی میں کوئی مزہ باقی نہیں رہ گیا ہے۔ عمیر نے کہا کہ اے صفوان! تم سچ کہتے ہو میرے سینے میں بھی انتقام کی آگ بھڑک رہی ہے۔ میرے اعزہ واقربا بھی بدر میں بیدردی کے ساتھ قتل کر دیئے گئے ہیں اور میرا بیٹا مسلمانوں کی قید میں ہے۔ خدا کی قسم اگر میں قرضدار نہ ہوتا اور بال بچوں کی فکر سے دوچار نہ ہوتا تو ابھی ابھی میں تیز رفتار گھوڑے پر سوار ہو کر مدینہ جاتا اور دم زدن میں دھوکہ سے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو قتل کرکے فرار ہو جاتا۔

یہ سن کر صفوان نے کہا اے عمیر! تم اپنے قرض اور بچوں کی ذرا بھی فکر نہ کرو۔ میں خدا کے گھر میں عہد کرتا ہوں کہ تمہارا سارا قرضہ ادا کر دوں گا اور میں تمہارے بچوں کی پرورش کا بھی ذمہ دار ہوں۔

اس معاہدہ کے بعد عمیر سیدھا گھر آیا اور زہر میں بجھائی ہوئی تلوار لے کر گھوڑے پر سوار ہو گیا۔ جب مدینہ میں مسجد نبوی کے قریب پہنچا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو پکڑ لیا اور اس کا گلہ دبائے اور گردن پکڑے ہوئے دربار رسالت میں لے گئے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ کیوں عمیر! کس ارادہ سے آئے ہو؟ جواب دیا کہ اپنے بیٹے کو چھڑانے کے لیے! آپ نے فرمایا کہ کیا تم اور صفوان

اس سونے کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مالِ غنیمت میں شامل فرمالیا۔ اور حضرت عباس سے مطالبہ فرمایا کہ وہ اپنا اور اپنے دونوں بھتیجوں عقیل بن ابی طالب اور نوفل بن حارث اور اپنے حلیف عمرو بن جحدم، چار شخصوں کا فدیہ ادا کریں (حضرت) عباس نے کہا کہ میرے پاس کوئی مال ہی نہیں ہے۔ میں کہاں سے فدیہ ادا کروں؟

یہ سُن کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ چچا جان! آپ کا وہ مال کہاں ہے؟ جو آپ نے جنگِ بدر کیلئے روانہ ہوتے وقت اپنی بیوی ام الفضل کو دیا تھا اور یہ کہا تھا، اگر میں اس لڑائی میں مارا جاؤں تو اس میں سے اتنا مال میرے لڑکوں کو دے دینا۔ یہ سُن کر حضرت عباس نے کہا کہ قسم ہے اُس خدا کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے کہ یقیناً آپ اللہ کے رسول ہیں، کیونکہ اِس مال کا علم میرے اور میری بیوی ام الفضل کے سِوا کسی کو نہیں تھا۔ چنانچہ حضرت عباس نے اپنا اور اپنے دولوں بھتیجوں اور اپنے حلیف کا فدیہ ادا کرکے رہائی حاصل کی پھر اس کے بعد حضرت عباس، حضرت عقیل اور حضرت نوفل تینوں مشرف باسلام ہو گئے [۱]

شاعرِ اسلام حفیظ جالندھری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:؎

جنابِ حضرت عباس پہ رعشہ ہوا طاری
کہ پیغمبر تو رکھتا ہے دلوں کی بھی خبرداری
محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا سخن اظہار ہے حق و عدالت کا
بہ دِل اقرار کرتا ہوں میں توحید و رسالت کا
یہ کہہ کر جنگ کرنے کا ازالہ کر دیا سارا
اسیرانِ بنی ہاشم کا فِدیہ بھر دیا سارا (شاہنامہ اسلام)

---

[۱] مدارج النبوت صہ ۹۷، زرقانی صہ ۴۴۷ بحوالہ سیرت مصطفےٰ

وَالْمَدِيْنَةُ خَيْرٌ لَّهُمْ ـــــــــــ مسلم جلد اول ص۴۴۵

حضرت سفیان بن ابی زہیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سُنا کہ یمن فتح کیا جائے گا تو (کچھ) لوگ اپنی سواریوں کو ہنکاتے ہوئے اور اپنے اہلِ وعیال اور متبعین کو لے کر (مدینہ سے) یمن چلے آئیں گے حالانکہ مدینہ میں رہنا اُن کے لیئے (بہر طور) بہتر تھا۔ کاش وہ لوگ اس بات کو جان لیتے۔

پھر شام فتح کیا جائے گا تو ایک قوم اپنے گھر والوں اور اپنے متبعین کو لے کر سواریوں کو ہنکاتے ہوئے (مدینہ سے) شام چلے آئیں گے حالانکہ مدینہ ہی ان کے لیئے بہتر تھا کاش وہ لوگ اس کو جان لیتے۔

پھر عراق فتح ہوگا تو کچھ لوگ اپنے گھر والوں اور جو ان کا کہنا مانیں گے، اِن سب کو لے کر سواریوں کو ہنکاتے ہوئے (مدینہ سے) عراق آجائیں گے حالانکہ مدینہ ہی کی سکونت اِن کے لیے بہتر تھی۔ کاش وہ اس کو جان لیتے۔

مدینے کی راتیں ہیں بیداریاں ہیں ○ حضوری کی باتیں ہیں سرشاریاں ہیں
دل و جاں ہیں مانوس شہرِ نبی سے ○ نہاں ذرّے ذرّے میں غم خواریاں ہیں

فکرمند ہونے کی بجائے مُسکرا دیجیے:

حضرت سہل بن حنظلیہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ اسلامی لشکر اللہ تعالےٰ کے حبیب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں حنین کی طرف روانہ ہوا۔ اور کئی رات تک چلتے رہے پھر ایک گھوڑ سوار آیا اور عرض گزار ہوا۔ یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) میں نے پہاڑ پر چڑھ کر دیکھا ہے۔ بنو ہوازن سارے

نے حطیمِ کعبہ میں بیٹھ کر میرے قتل کی سازش نہیں کی ہے؟ عمیر اس راز دلی بات کو سُن کر سناٹے میں آ گیا اور کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ بے شک آپ اللہ کے رسُول ہیں کیونکہ خدا کی قسم، میرے اور صفوان کے اس راز کی کسی کو بھی خبر نہ تھی۔

اِدھر مکہ میں صفوان حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کی خبر سُننے کیلئے انتہائی بے قرار تھا اور دِن گِن گِن کر عمیر کے آنے کا انتظار کر رہا تھا مگر جب اس نے ناگہاں یہ سُنا کہ عمیر مسلمان ہو گیا ہے تو فرطِ حیرت سے اس کے پاؤں کے نیچے کی زمین نکل گئی اور وہ بوکھلا گیا۔

جس طرف چشمِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اشارے ہو گئے
جتنے ذرّے سامنے آئے سب تارے ہو گئے

دلائل النبوت لابی نعیم ص ۴۷۹، خصائص کبریٰ ج ۱ ص ۲۰۹
مجمع الزوائد جلد ہشتم صفحہ نمبر ۲۸۹

نظرِ نبوت نے مدینہ شریف چھوڑنے والوں کو دیکھا:

عَنْ سُفْیَانَ بْنِ اَبِیْ زُھَیْرٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ یُفْتَحُ الْیَمَنُ فَیَاْتِیْ قَوْمٌ یَبِسُّوْنَ فَیَتَحَمَّلُوْنَ بِاَھْلِیْھِمْ وَمَنْ اَطَاعَھُمْ وَالْمَدِیْنَۃُ خَیْرٌ لَّھُمْ لَوْ کَانُوْا یَعْلَمُوْنَ ثُمَّ یُفْتَحُ الشَّامُ فَیَاْتِیْ قَوْمٌ یَبِسُّوْنَ فَیَتَحَمَّلُوْنَ بِاَھْلِیْھِمْ وَمَنْ اَطَاعَھُمْ وَالْمَدِیْنَۃُ خَیْرٌ لَّھُمْ لَوْ کَانُوْا یَعْلَمُوْنَ ثُمَّ یُفْتَحُ الْعِرَاقُ فَیَاْتِیْ قَوْمٌ یَبِسُّوْنَ فَیَتَحَمَّلُوْنَ بِاَھْلِیْھِمْ وَمَنْ اَطَاعَھُمْ

آپ کی نظر ہر وقت ہر کسی کو دیکھتی ہے:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان شریف میں جمع ہونے والے مالِ زکوٰۃ پر نگران مقرر کیا پس ایک آنے والا آیا اور اس نے اناج سمیٹنا شروع کیا۔ میں نے اسے پکڑ لیا اور کہا کہ اللہ کی قسم تجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے کر جاؤں گا۔ اس نے کہا مجھے چھوڑ دو بے شک میں محتاج ہوں، عیال دار ہوں اور مجھے سخت حاجت ہے۔ میں نے اسے چھوڑ دیا، پس صبح کو میں (دربارِ رسالت میں) حاضر ہوا تو (میرے عرض کرنے سے پہلے) آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ابو ہریرہ! رات کو تیرے قیدی نے کیا کیا؟ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اس نے سخت حاجت کا اور صاحبِ عیال ہونے کا ذکر کیا پس مجھے اس پر رحم آگیا۔ میں نے اس کا راستہ چھوڑ دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خبردار! بے شک اس نے تجھ سے جھوٹ بولا ہے اور وہ پھر آئے گا۔ فرمانِ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیشِ نظر مجھے یقین ہو گیا کہ وہ پھر آئے گا۔

پس وہ آیا اور اناج سمیٹنے لگا، میں نے اسے پکڑ لیا اور کہا کہ ضرور تجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے کر جاؤں گا، اس نے کہا مجھے چھوڑ دو، میں محتاج و عیالدار ہوں، اب کبھی نہیں آؤں گا۔ پس مجھے اس پہ رحم آگیا، میں نے اس کا راستہ چھوڑ دیا، پس صبح کو میں حاضر ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا: اے ابو ہریرہ! رات کو تیرے قیدی نے کیا کیا؟ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وسلم) اس نے پھر

کے سارے اپنی عورتوں اور مال مویشی سمیت حُنین میں اکٹھے ہو رہے ہیں۔

فَتَبَسَّمَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَقَالَ تِلْکَ غَنِیْمَۃُ الْمُسْلِمِیْنَ غَدًا اِنْ شَاءَ اللّٰہُ تَعَالٰی ۔ (مشکوٰۃ ص۳۳۸)

(یہ سُن کر) حضور صلی اللہ علیہ وسلم مسکرائے اور فرمایا: یہ سب کچھ کل انشاء اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو غنیمت میں ہاتھ آئے گا۔

نظرِ نبوّت میں دُوسروں کی نظر کے احوال بھی ہیں:

عَنْ اُنَیْسَۃَ بِنْتِ زَیْدِ بْنِ اَرْقَمَ عَنْ اَبِیْہَا اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلٰی زَیْدٍ یَعُوْدُہٗ مِنْ مَرَضٍ کَانَ بِہٖ قَالَ لَیْسَ عَلَیْکَ مِنْ مَرَضِکَ بَأْسٌ وَلٰکِنْ کَیْفَ اِذْ عُمِّرْتَ لَعْدِیْ فَعَمِیْتَ قَالَ اَحْتَسِبُ وَاَصْبِرُ قَالَ اِذَنْ تَدْخُلُ الْجَنَّۃَ بِغَیْرِ حِسَابٍ۔

(مشکوٰۃ۔ ص۵۴۳)

حضرت انیسہ رضی اللہ عنہا اپنے باپ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت زید کی عیادت کے لیے تشریف لے گئے جبکہ وہ بیمار تھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اس بیماری سے تمہیں کوئی خطرہ نہیں لیکن اس وقت تمہارا کیا حال ہو گا جب تم ہمارے (وصال شریف کے) بعد زندہ رہو گے اور نابینا ہو جاؤ گے، انہوں نے کہا ثواب حاصل کروں گا اور صبر کروں گا۔ فرمایا: پھر تو بغیر حساب جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔

پیچ بولا، حالانکہ وہ جھوٹا ہے۔ اے ابوہریرہ جانتے ہو تین راتوں سے کس سے ہمکلام ہوتے رہے ہو؟ عرض کیا، نہیں۔ آپ نے فرمایا: وہ شیطان تھا۔
سبحان اللہ! کیا کہنے نظرِ نبوت کے کہ اپنے غلاموں کو بھی دیکھتے اور جانتے ہیں اور ان کے دشمن (ابلیس) کو بھی دیکھتے ہیں۔
اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اِنَّهٗ يَرٰىكُمْ هُوَ وَقَبِيْلُهٗ مِنْ حَيْثُ لَا تَرَوْنَهُمْ ؕ اِنَّا جَعَلْنَا الشَّيٰطِيْنَ اَوْلِيَآءَ لِلَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝ (الاعراف: ۲۷)

بے شک وہ (ابلیس) اور اس کا کنبہ تمہیں وہاں سے دیکھتے ہیں کہ تم انہیں نہیں دیکھتے، بے شک ہم نے شیطانوں کو ان کا ولی (دوست) بنایا ہے جو ایمان نہیں لاتے۔

اس سے پتہ چلا کہ شیطان اور اس کا عملہ سب کو دیکھتے ہیں، دن ہو، رات ہو، سفر ہو، حضر ہو، چھوٹا ہو، بڑا ہو، نیک ہو، بُرا ہو، سب کو ابلیس دیکھتا ہے۔ حالانکہ ابلیس سراسر زحمت ہے۔
مقامِ غور ہے کہ —— ابلیس تو سارے جہاں کو ہر وقت دیکھے جو کہ زحمت ہی زحمت ہے تو جس کے بارے میں خالقِ کائنات کا ارشاد ہے " وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ " انہیں دیوار کے پیچھے کی بھی خبر نہ ہو۔ فیا للعجب!!
اللہ قدوس فرماتا ہے، ابلیس بے ایمانوں کا ولی ہے تو جو کافروں کا ولی ہو اس کی نظر اتنی وسیع و عریض ہو اور اسے ماننے سے آدمی مشرک بھی نہ ٹھہرے تو جو ایمان والوں کے ولی ہیں اُن کی نظر و تصرف کے کیا کہنے!

اپنی سخت حاجت اور بال بچے دار ہونے کا رونا رو دیا۔ پس مجھے اُس پر رحم آگیا تو میں نے اس کا راستہ چھوڑ دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :
خبردار! بے شک اُس نے تجھ سے جھوٹ بولا ہے اور وہ پھر آئے گا۔
پس میں نے اس کا تیسری بار انتظار کیا، وہ آیا اور غلّہ سمیٹنے لگا۔ میں نے اُسے پکڑ لیا اور کہا کہ ضرور تجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے کر جاؤں گا اور یہ تین دفعہ کا آخری موقع ہے۔ تو کہتا ہے کہ پھر نہیں آؤں گا اور پھر آجاتا ہے۔ اس نے کہا مجھے چھوڑ دو، میں تجھے ایسے کلمات سکھاتا ہوں، جن کی وجہ اللہ تعالیٰ تجھے نفع دے گا، میں نے کہا وہ کیا ہیں؟ اس نے کہا جب شب کو بستر پر آؤ تو آیۃ الکرسی شروع سے آخر تک پڑھ لیا کرو۔ پس اس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کیطرف سے صبح تک تیرے ساتھ ایک نگران (فرشتہ) مقرر ہوجائے گا اور شیطان تیرے قریب نہ آسکے گا۔
پس میں نے اس کا راستہ چھوڑ دیا۔ صبح کو حاضر ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا کہ اے ابوہریرہ! رات کو تیرے قیدی نے کیا کیا؟ میں نے کہا: یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! اس نے مجھے کہا کہ وہ مجھے ایسے کلمات سکھا دیتا ہے کہ جن کی بدولت اللہ مجھے نفع دے گا۔
آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، وہ کلمات کیا ہیں؟
حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اس نے مجھے کہا کہ جب تم بستر جاؤ تو شروع سے آخر تک آیۃ الکرسی پڑھ لیا کرو اور اس نے مجھے کہا کہ (آیۃ الکرسی پڑھنے سے) اللہ کی طرف سے ایک نگران تیرے ساتھ رہے گا اور صبح تک تیرے نزدیک شیطان نہ آسکے گا اور (چونکہ) صحابہ کرام نیکی پر بڑے حریص تھے پس فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے، خبردار! بے شک اس نے تیرے ساتھ

لڑ رہے ہیں۔ یہ منظر دیکھ کر حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ، حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کی وصیّت کے مطابق مصر چھوڑ کر چلے آئے ـــــ (مسلم ص ۳۱۱/۲)

خیبر کی فتح اور فاتح کا اعلان

جنگِ خیبر کے دوران ایک دن حضور صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا: کہ کل میں اس شخص کے ہاتھ میں جھنڈا دوں گا جو اللہ و رسول (جلّ جلالہٗ و صلی اللہ علیہ وسلم) سے محبّت کرتا ہے اور اللہ و رسُول (جلّ جلالہٗ و صلی اللہ علیہ وسلّم) اس سے محبّت کرتے ہیں اور اُسی کے ہاتھ سے خیبر فتح ہو گا۔

اس خوشخبری کو سُن کر لشکر کے تمام مجاہدین نے اس انتظار میں نہایت ہی بے قراری کے ساتھ رات گزاری، کہ دیکھیں کون ہے وہ خوش نصیب شخص جس کے سَر اس بشارت کا سہرا بندھتا ہے۔ صبح کو ہر مجاہد اس امید پر بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوا کہ شاید وہی اس خوش نصیبی کا تاجدار بن جائے۔ ہر شخص گوش بر آواز تھا کہ ناگہاں شہنشاہِ مدینہ نے ارشاد فرمایا کہ علی بن ابی طالب کہاں ہیں؟ لوگوں نے کہا: یا رسُول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلّم) اُن کی آنکھوں میں آشوب ہے۔ ارشاد فرمایا: کہ قاصد بھیج کر انہیں بلاؤ۔ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ، دربارِ رسالت میں حاضر ہوئے تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلّم نے ان کی آنکھوں میں اپنا لعاب دہن لگا کر دعا فرما دی جس سے فی الفور وہ اس طرح شفایاب ہو گئے کہ گویا انہیں کبھی آشوبِ چشم ہوا ہی نہیں۔ پھر آپ نے اِن کے ہاتھ میں جھنڈا عطا فرمایا اور خیبر کا میدان اِسی دِن اِن کے ہاتھوں سَر ہو گیا۔

ــــ (بخاری شریف ص ۶۰۵/۲ باب غزوۂ خیبر) ــــ

اللہ قدوس فرماتا ہے :

اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ....الخ

بے شک تمہارا ولی (مددگار) اللہ اور اس کا رسول اور ایمان والے ہیں۔

—— تو اس سے ظاہر نیمروز کی طرح واضح ہوتا ہے کہ ساری کائنات اور کائنات کی ہر چیز ہمہ وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نظروں میں ہے۔

جس پاسے میں ٹر جاواں سرکار نظر رکھدے
رہندے نے مدینے وچہ، دوجگ دی خبر رکھدے
جیہڑا منگتا اے لوگو! لج پال دے بُوہے دا
سُلطانِ مدینہ وی اوہدی جھولی نوں بھر رکھدے

○

دو آدمیوں کا ایک اینٹ پر جھگڑنا آپ نے پہلے دیکھ لیا

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

تم لوگ عنقریب مصر کو فتح کرو گے اور وہ ایسی زمین ہے جہاں کا سکہ "قیراط" کہلاتا ہے۔ جب تم لوگ اس کو فتح کرو تو اس کے باشندوں کے ساتھ اچھا سلوک کرنا کیونکہ تمہارے اور ان کے درمیان ایک تعلق اور رشتہ ہے (حضرت اسماعیل علیہ السلام کی والدہ ہاجرہ مصر کی تھیں جن کی اولاد میں سارا عرب ہے) —— اور جب تم دیکھنا کہ وہاں ایک اینٹ بھر جگہ کے لیے دو آدمی جھگڑا کر رہے ہوں تو تم مصر سے نکل جانا۔

چنانچہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے خود اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ عبدالرحمٰن بن شرحبیل اور ان کے بھائی ربیعہ ایک اینٹ بھر جگہ کے لیے

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت

حضرت علی رضی اللہ عنہ، اور بعض دوسرے صحابہ کرام، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں تھے تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ میں بتا دوں کہ سب سے بڑھ کر دو بدبخت انسان کون ہیں؟ لوگوں نے عرض کیا کہ ہاں، یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) بتائیے: آپ نے ارشاد فرمایا کہ ایک قوم ثمود کا سُرخ رنگ والا وہ بدبخت جس نے حضرت صالح علیہ السّلام کی اونٹنی کو قتل کیا اور دوسرا وہ بدبخت انسان جو اے علی! تمہارے یہاں پر (گردن کی طرف اشارہ کیا) تلوار مارے گا۔

حالتِ نوم میں احوالِ صحابہ کا دیکھنا:

سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ حبیبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ خیبر سے اسلامی لشکر سمیت واپس ہوئے اور رات بھر چلتے رہے حتیٰ کہ نیند نے غلبہ کیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلّم رات کے آخری حصہ میں اُترے اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ، سے فرمایا: تم پہرہ دو تاکہ وقت پر اٹھا دو اور نبیِّ رحمت صلی اللہ علیہ وسلّم نے لشکر سمیت آرام فرمایا۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ، نماز پڑھتے رہے اور جب صبح قریب ہوئی تو حضرت بلال رضی اللہ عنہ، کجاوے کے ساتھ ٹیک لگا کر مشرق کی جانب منہ کر کے بیٹھ گئے تاکہ جب صبح ہو، میں بیدار کر دوں لیکن ہوا یوں کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ پر نیند نے غلبہ کیا اور وہ سو گئے لہٰذا رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم (اور صحابہ کرام) اس وقت بیدار ہوئے جب سورج چمکا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت بلال کو آواز دی، حضرت بلال رضی اللہ عنہ، اُٹھے اور معذرت کی کہ مجھ پر نیند نے غلبہ کر لیا تھا اور میں جاگ

............اور دو شہید ہیں:

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ صَعِدَ اُحُدًا وَ اَبُوْبَکْرٍ وَ عُمَرُ وَ عُثْمَانُ فَرَجَفَ بِھِمْ فَقَالَ اُثْبُتْ اُحُدُ فَاِنَّمَا عَلَیْكَ نَبِیٌّ وَ صِدِّیْقٌ وَشَھِیْدَانِ۔ (بخاری ص ۵۱۹)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت ابوبکر، حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم کو ساتھ لے کر اُحد پہاڑ پر چڑھے، اس وقت پہاڑ ہلنے لگا تو آپ نے فرمایا: اُحد! ٹھہر جا اور یقین رکھ کہ تیرے اوپر ایک نبی ہے ایک صدیق ہے اور دو شہید ہیں ۔۔۔۔۔۔ بخاری ص ۵۱۹

گویا آپ دیکھتے اور جانتے ہیں کہ کس کی وفات کیسے ہوگی۔ جبھی تو آپ نے حضرت عمرؓ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہما جو کہ کئی سال بعد اپنے اپنے وقت میں جامِ شہادت نوش فرمانے والے تھے، اُن کو پیشگی شہید سعید کے نام دے دیئے۔

نبیِٔ مختار کی پُر نور نظر پیاری ہے
جس کا فیضان زمانے پہ سدا جاری ہے
کل کائنات جو اللہ نے پیدا کی ہے
نظرِ محبوب میں ہمہ وقت وہ ساری ہے
جو جلے نور نگاہوں کی نورانیت سے
سمجھ لو شخص وہ ایمان سے عاری ہے

نہیں سوتا۔ وہ تو سونے سے پاک ہے لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ۔ نہ اُسے نیند آئے نہ اونگھ۔ تو اعتراض کرنے والا یہ بتائے کہ خدا تعالیٰ نے کیوں نہیں جگایا۔ پھر یہ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ساری زندگی اللہ تعالیٰ کی ذمہ داری میں ہیں تو اللہ تعالیٰ نے جبکہ اس کے نبی کی فرض نماز جا رہی تھی کیوں نہ جگایا؟ کیا جبریل علیہ السّلام کو آنے سے کوئی روک رہا تھا یا کوئی اور وجہ تھی؟

ہاں ہاں حبیبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے نہ جاگنے میں وہی حکمت تھی جو کہ اللہ تعالیٰ کے نہ جگانے میں حکمت تھی اور وہ یہ تھی کہ اُمّت کے لیے قانون بنایا جائے کہ اگر نماز قضا ہو جائے تو یوں پڑھی جائے۔

اللہ تعالیٰ سمجھ عطا کرے اور فضول اعتراضات جو کہ دِل میں نفاق کی وجہ سے پیدا ہوتے ہیں اِن سے بچائے اور یہ بات بھی مسلّم ہے کہ ایسے اعتراضات اسی دل میں پیدا ہوتے ہیں جس دِل میں منافقت ہو۔ اسی لیئے فرمایا:

اَلنِّفَاقُ يُوْرِثُ الْاِعْتِرَاضَ۔ یعنی نفاق دل میں اعتراضات پیدا کرتا ہی رہتا ہے۔ جب تک دل میں ایمان نہ آئے۔ اور جب ایمان آجائے تو کوئی اعتراض باقی نہیں رہتا۔ اَلْاِيْمَانُ يَقْطَعُ الْاِنْكَارَ وَالْاِعْتِرَاضَ ظَاهِرًا وَّبَاطِنًا۔ یعنی ایمان، اعتراض اور انکار کی جڑ کاٹ دیتا ہے اور یہ بھی مسلّم ہے کہ ایمان شاہِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی محبّت کا نام ہے اَلَا لَا اِيْمَانَ لِمَنْ لَّا مَحَبَّةَ لَهٗ ـــــــ لہٰذا اے میرے عزیز! دل میں عشق و محبت پیدا کر تاکہ تیرے دِل سے تمام اعتراضات خود بخود ختم ہو جائیں۔

(البُرهان، از الحاج مفتی محمد امین صاحب مدظلہ)

نہ سکا۔ فرمایا: چلو یہاں سے کوچ کرو اور آگے جا کر وضو کیجئے۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے اقامت کہی اور سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھائی۔ نماز کے بعد دیکھا کہ صحابہ کرام وقت پر نماز نہ پڑھنے کی وجہ سے پریشان ہیں۔ تو دیکھ کر فرمایا: پریشان کیوں ہوتے ہو؟ اللہ تعالیٰ نے ہماری روحوں کو قبضہ میں رکھا تھا اگر وہ چاہتا تو ہمیں وقت پر بیدار کر دیتا لہٰذا جب کوئی سو جائے یا نماز کو بھول جائے تو جب بیدار ہو یا جب یاد آئے اس وقت پڑھ لے۔

زاں بعد شفیع اعظم صلی اللہ علیہ وسلم سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا (بتا دوں کہ بلال نے ہمیں کیوں نہیں جگایا) بلال جاگ رہے تھے کہ شیطان آیا اور بلال کو تھپکیاں دیتا رہا جیسے بچے کو تھپکیاں دے کر سلاتے ہیں، لہٰذا بلال سو گئے۔

پھر حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو بلا کر پوچھا، بلال کیا ہوا؟ تو حضرت بلال نے وہی کچھ بیان کیا جو سرکارِ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا تھا۔ یعنی کسی نے مجھے تھپکیاں دینا شروع کیں تو میں سو گیا۔ یہ سُن کر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کہا: اَشْهَدُ اَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ۔

(میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔)

دلائل النبوت از بیہقی صہ ۲۷۲، مشکوٰۃ شریف صہ ۶۱

موطا امام مالک صہ ۹، مسلم شریف صہ ۲۳۸

نوٹ: یہ دو حدیثوں کا مضمون ہے۔

سوال: اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دیکھ رہے تھے تو وقت پر جگا کیوں نہ دیا پھر یہ کہ رب تعالیٰ کی فرض نماز چلی گئی مگر نبی علیہ السلام نے جگایا نہیں۔

جواب: مان لیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سو گئے تھے لیکن اللہ تعالے تو

مشکیزہ پھٹنے سے پہلے اعرابی کی شہادت کی خبر:

عَنْ کُدَیْرِ الضَّبِّیِّ اَنَّ رَجُلًا اِعْرَابِیًّا اَتَی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَخْبِرْنِیْ بِعَمَلٍ یُقَرِّبُنِیْ مِنَ الْجَنَّۃِ وَیُبَاعِدُنِیْ مِنَ النَّارِ قَالَ تَقُوْلُ الْعَدْلَ وَتُعْطِی الْفَضْلَ قَالَ وَاللّٰہِ لَا اَسْتَطِیْعُ اَنْ اَقُوْلَ الْعَدْلَ کُلَّ سَاعَۃٍ وَمَا اَسْتَطِیْعُ اَنْ اُعْطِیَ الْفَضْلَ۔ قَالَ فَتُطْعِمُ الطَّعَامَ وَتُفْشِی السَّلَامَ قَالَ ھٰذِہٖ اَیْضًا شَدِیْدَۃٌ قَالَ فَھَلْ لَکَ مِنْ اِبِلٍ؟ قَالَ نَعَمْ! قَالَ فَانْظُرْ اِلٰی بَعِیْرٍ مِنْ اِبِلِکَ وَسِقَایَۃٍ ثُمَّ اعْمِدْ اِلٰی اَھْلِ بَیْتٍ لَا یَشْرَبُوْنَ الْمَاءَ اِلَّا غِبًّا فَاسْقِھِمْ فَلَعَلَّکَ لَا یَھْلِکُ بَعِیْرُکَ وَلَا یَنْخَرِقُ سِقَاءُکَ حَتّٰی تَجِبَ لَکَ الْجَنَّۃُ فَانْطَلَقَ اعْرَابِیٌّ فَمَا انْخَرَقَ سِقَاءُہٗ وَلَا ھَلَکَ بَعِیْرُہٗ حَتّٰی قُتِلَ شَھِیْدًا۔ (الخصائص الکبرٰی ص ۲۲۳)

جناب کدیر ضبی سے روایت ہے کہ ایک اعرابی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی، یا رسول اللہ! مجھے ایسے عمل کی خبر دیں جو مجھے جنت کے قریب کر دے اور جہنم سے دور کر دے۔

آپ نے فرمایا: عدل و انصاف کے بول بولو اور جو مال بچے وہ دوسروں پر خرچ کرو ــــــ اس نے عرض کی: واللہ! مجھ کو یہ قدرت نہیں ہے۔ کہ میں ہر وقت عدل و انصاف کی بات کہوں اور نہ یہ استطاعت ہے کہ (ہر) بچی ہوئی شے اوروں کو دو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پھر تم لوگوں کو کھانا کھلاؤ اور برملا اسلام کیا کرو۔ اس نے کہا یہ کام بھی بڑا مشکل ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تیرے پاس اونٹ ہے؟ اس نے کہا:

حضرت جندب اور حضرت زید بن صوحان رضی اللہ عنہما کے بارے میں خبر دی۔

عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ سَرَّهُ اَنْ يَّنْظُرَ اِلٰى رَجُلٍ يَسْبِقُهُ بَعْضُ اَعْضَاءِهٖ اِلَى الْجَنَّةِ فَلْيَنْظُرْ اِلٰى زَيْدِ بْنِ صُوْحَانَ ———— (الخصائص الکبرٰی)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ جس شخص کو (ایسے شخص) کا دیکھنا خوش گوار معلوم ہوتا ہو جس کے بعض اعضاء اس سے پہلے جنت میں جا چکے ہوں تو وہ زید بن صوحان کو دیکھ لے۔

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب کے ساتھ تشریف لے جا رہے تھے کہ آپ فرمانے لگے کہ جندب اور زید خوب ہیں۔ کسی نے عرض کی کہ جندب اور زید کون ہیں؟

آپ نے فرمایا کہ جندب ایسی ضرب لگائے گا جس میں وہ تنہا ایک امت ہوگا اور زید میری امت کا ایسا فرد ہے جس کا ہاتھ اس سے پہلے جنت میں داخل ہوگا۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانۂ خلافت میں جب ولید بن عقبہ کوفہ کا والی ہوا تو اس نے ایک ایسے شخص کو بٹھا دیا جو جادو کرتا تھا اور لوگوں کو دکھاتا تھا کہ وہ زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے۔ جندب تلوار لائے اور اس جادوگر کی گردن مار دی اور کہا کہ اب اپنے آپ کو زندہ کر اور زید بن صوحان کا ہاتھ جنگ قادسیہ میں کٹ گیا اور وہ یوم جمل میں شہید ہوئے۔

(خصائص الکبرٰی (مترجم) صفحہ ۲۳۱)

رسول ہیں۔ آپ نے فرمایا: تو نے کیا دیکھا؟ اس نے عرض کیا کہ وہ آدمی جس کے بارے میں آپ نے فرمایا تھا کہ جہنمی ہے، لوگوں نے حیرت کی میں نے انہیں کہا کہ میں تمہاری طرف سے اس کے ساتھ رہتا ہوں (میں نے اسے دیکھا کہ) وہ زخمی ہو گیا اور اپنی تلوار کا قبضہ زمین پر رکھ کر بھالہ سینے پر رکھ کر اس نے خودکشی کر لی۔ (بخاری صہ ۴۰۶ ج ۱)

آپ کی نظر اہلِ قبور کو دیکھتی ہے:

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ مَرَّ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّم بِقَبْرَیْنِ فَقَالَ اِنَّهُمَا لَیُعَذَّبَانِ وَمَا یُعَذَّبَانِ فِیْ کَبِیْرٍ اَمَّا اَحَدُهُمَا فَکَانَ لَا یَسْتَنْزِهُ عَنِ الْبَوْلِ وَاَمَّا الْاٰخَرُ فَکَانَ یَمْشِیْ بِالنَّمِیْمَةِ۔ (بخاری صہ ۳۵ ج ۱)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دو قبروں کے پاس سے گزرے اور فرمایا: ان دو قبروں میں عذاب ہو رہا ہے۔ اور ان کے عذاب کا سبب گناہِ کبیرہ نہیں۔ ان میں سے ایک تو پیشاب کے چھینٹوں سے نہ بچنے کے باعث مبتلائے عذاب ہے جبکہ دوسرا چغل خوری کی وجہ سے۔

آپ دیکھتے ہیں کس کا وصال کب ہو گا؟

عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ بَعْضَ اَزْوَاجِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّم قُلْنَ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّم اَیُّنَا اَسْرَعُ بِكَ لُحُوْقًا قَالَ اَطْوَلُكُنَّ یَدًا۔ (بخاری صہ ۱۹۱ ج ۱)

جی ہاں! میرے پاس اونٹ ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک اونٹ اور ایک مشکیزہ لے لو اور اُن گھر والوں کو جنہیں پینے کا پانی میسر نہیں ہے ایک دن چھوڑ کر پانی فراہم کرو۔ یقیناً تمہارے اونٹ کے مرنے اور مشکیزے کے پھٹنے سے پہلے تمہارے لیے جنت واجب ہو جائے گی یہ ارشاد سن کر وہ اعرابی چلا گیا۔ اس کی مشک نہیں پھٹنے پائی اور اس کا اونٹ نہیں ہلاک ہوا کہ وہ اعرابی شہید ہو گیا۔

خبردار! وہ جہنمی ہے:

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مشرکین کے درمیان لڑائی ہوئی۔ پس جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے لشکر کی طرف اور مشرکین اپنے لشکر کی طرف لوٹے تو اصحابِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں (شامل) ایک شخص تھا جس نے (اُس روز) تلوار کے خوب جوہر دکھائے اور خوب بڑھ چڑھ کر دشمن پر حملے کئے۔ ایک آدمی نے کہا کہ آج ہم میں فلاں آدمی کی طرح کوئی نہ لڑا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: خبردار! وہ جہنمی ہے: لوگوں میں سے ایک آدمی نے کہا: میں اس کے ساتھ رہوں گا۔ پس وہ اس کے ساتھ نکلا۔ جب وہ ٹھہرا، وہ بھی ٹھہرا، اور جب وہ دوڑا وہ بھی دوڑا، وہ آدمی کہتا ہے کہ وہ (آدمی جسے زبانِ رسالت نے جہنمی کہا تھا) شدید زخمی ہوا۔ موت میں اس نے جلدی کی۔ تلوار کی ہتھی یعنی قبضے کو زمین پر رکھا اور تلوار کے پھلے کو اپنے سینے پر۔ اور تلوار کے اوپر اپنا سینہ رکھ کر نیچے دبا دیا، یوں اس نے خودکشی کر لی۔

پس وہ آدمی جو اس کو دیکھنے کیلئے ساتھ ساتھ تھا وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے

نفع پہنچے گا۔

فتح الباری ص۳۵۷ پر اس حدیث مبارکہ کے تحت یہ الفاظ موجود ہیں " یعنی یُقِیْمُكَ مِنْ مَّرَضِكَ کہ اس بیماری سے اللہ تعالیٰ تجھے شفا دے گا۔

وہ منظر بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیش نظر ہے:

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم يَنْزِلُ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ اِلَى الْاَرْضِ فَيَتَزَوَّجُ وَيُوْلَدُ لَهٗ وَيَمْكُثُ خَمْسًا وَّاَرْبَعِيْنَ سَنَةً ثُمَّ يَمُوْتُ فَيُدْفَنُ مَعِيَ فِيْ قَبْرِيْ فَاَقُوْمُ اَنَا وَعِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ فِيْ قَبْرٍ وَّاحِدٍ بَيْنَ اَبِيْ بَكْرٍ وَّعُمَرَ۔

(مشکوٰۃ ص۴۸۰)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عیسیٰ علیہ السلام (آسمان سے) زمین پر اتریں گے۔ پس ان کا نکاح ہوگا، ان کی اولاد ہوگی اور پینتالیس سال وہ زمین پر قیام فرما کر انتقال فرمائیں گے، پھر میرے ساتھ میری قبر میں دفن ہوں گے، پس ابوبکر و عمر کے درمیان میں اور عیسیٰ اکٹھے ایک ہی قبر سے اٹھیں گے۔

نظر مصطفےٰ میں وہ گھوڑا سوار بھی ہیں

حضور سید دو عالم نبی محترم صلی اللہ علیہ وسلم نے قرب قیامت کے احوال کا ذکر کرتے ہوئے) فرمایا، کہ دس گھوڑا سوار نکلیں گے، بے شک میں ان سواروں کے نام اور ان کے آباؤ اجداد کے نام اور ان کے گھوڑوں کے رنگ کو جانتا ہوں۔ زمین کی پشت پر اس دن وہ بہترین گھوڑا سوار ہوں گے۔

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ بعض ازواج مطہرات (رضوان اللہ تعالیٰ علیہن) نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا (آپ کی وفات شریف کے بعد) آپ کی بیویوں میں سے سب سے پہلے آپ سے کون لاحق ہوگی۔
— تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے جس کے ہاتھ لمبے ہیں۔

قارئینِ محترم! اندازہ فرمائیں، یہ سوال کتنا اہم ہے، موت وحیات کا مسئلہ ہے امہات المومنین کی گردِ راہ پر ہماری آن وجان قربان کہ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سوال پوچھ کر ساری امت کی راہنمائی فرمادی کہ حضور ہم میں سے پہلے کون فوت ہوگی۔ اظہر من الشمس ہوا کہ امت کی مائیں، توحید کے سب سے بڑے علمبردار کی ازواج طیبات بھی یہی عقیدہ رکھتی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جانتے ہیں کہ کون کب فوت ہوگا؛

فاتح ایران کی فتوحات دیکھ رہے ہیں:

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ جب مکہ مکرمہ میں بیمار ہوئے تو امام الانبیاء حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کی عیادت کو تشریف لائے۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اُدْعُ اللّٰہَ اَنْ لَّا یَرُدَّنِیْ عَلٰی عَقِبِیْ — اے اللہ تعالیٰ کے رسولِ محترم (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ مجھے مکہ مکرمہ (جس سے ہجرت کر چکے ہیں) میں موت نہ آئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے ہونے والی فتوحات کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا:

لَعَلَّ اللّٰہَ یَرْفَعُکَ وَیَنْفَعُ بِکَ نَاسًا۔ (بخاری ص ۳۸۳)

کہ اللہ تعالیٰ تجھے رفعت وصحت دے گا اور تیرے وسیلے سے لوگوں کو

فیضانِ نظر سے فضالہ کا مسلمان ہونا :

فتح مکہ کے بعد فضالہ حرم شریف آیا۔ دیکھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم طواف میں مصروف ہیں۔ اس نے ارادہ کیا، جب میں پاس سے گزروں گا تو خنجر سے حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) پر حملہ کر کے آپ کی زندگی کے چراغ کو بجھا دوں گا۔ جب وہ قریب پہنچا، مرشدِ برحق نے اس کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: أَفُضَالَةُ؟ کیا تم فضالہ ہو ؟ عرض کی: ہاں ! میں فضالہ ہوں۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

مَاذَا كُنْتَ تُحَدِّثُ بِهٖ نَفْسَكَ ؟ تم اپنے جی میں کیا گفتگو کر رہے تھے ؟ اس نے جواب دیا کچھ بھی نہیں، میں تو اللہ کا ذکر کر رہا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس کا یہ بہانہ سن کر ہنس دیئے اور فرمایا: اِسْتَغْفِرِ اللّٰهَ فضالہ! اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کرو۔ پھر اپنا دستِ مبارک اس کے سینہ پر رکھا اور اس کے بے چین دل کو سکون نصیب ہو گیا۔

فضالہ خود کہتا تھا، بخدا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے سینہ پہ ہاتھ رکھ کر جب اٹھایا تو میرے دل کی دنیا بدل گئی۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم دنیا جہان سے مجھے محبوب ہونے لگے۔

اس وقت اس نے بلا تامل حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دستِ ہدایت پرست پر اسلام کی بیعت کا شرف حاصل کیا۔ فضالہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب میں حرم شریف سے واپس گھر جا رہا تھا، میرا گزر اس ایک عورت کے پاس سے ہوا جس کے پاس بیٹھ کر میں خوش گپیاں کیا کرتا تھا۔ جب میں چپکے سے اس کے پاس سے گزر گیا تو اس نے مجھے آواز دی —— آؤ باتیں کریں۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت موسیٰ کو قبر میں کس حال میں دیکھا

عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم مَرَرْتُ لَيْلَةَ اُسْرِيَ بِيْ عَلٰى مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَام قَائِمًا يُّصَلِّيْ فِيْ قَبْرِهٖ ۔ (مسلم ص۲۶۸ ج۲)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں معراج شریف کی رات موسیٰ علیہ السلام کی قبر سے گزرا تو (میں نے دیکھا کہ) وہ اپنی قبر میں کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہے تھے۔

یہی حدیث مبارکہ ان کتب میں بھی موجود ہے:

مسند احمد بن حنبل ص۱۴۸ ج۳، ص۵۹ ج۵ — مصنف عبدالرزاق ص۵۷۷ ج۳ — مسند ابی یعلی ص۷۱ ج۶

صحیح ابن حبان ص۱۳۹ ج۱ — حلیۃ الاولیاء ص۲۵۳ ج۶، ص۲۳۳ ج۸ — فردوس الاخبار ص۲۵۶ ج۴

سیرت ابن اسحٰق ص۲۹۷ ج۱ — شرح السنۃ ص۳۵۱ ج۱ — سنن نسائی ص۲۴۲/۲۴۳ ج۱

تاریخ جرجان للسہمی ص۲۷۳ — مسند الشامیین ص۱۹۴ ج۲، ص۲۲۰ ج۲ — الرسائل القشیریہ ص۱۸

السنن الکبریٰ ص۴۱۹ ج۱ — تاریخ اصبہان ص۲۲۵ ج۲ — کتاب الزھد ص۹۵

المعجم الکبیر ص۱۹ ج۱۱ — نوادر الاصول ص۳۰۹ — کتاب الافراد ص۲۳ ج۲

فوائد التمام للرازی ص۲۵۸ ج۳ — کشف الاستار ص۱۰۴ ج۴ — کتاب الروح لابن القیم ص۴۰

کنز العمال ص۵۱۱ ج۱۱ — رسالہ کرامات اولیاء ص۱۴ — شفاء السقام ص۱۸۳

زھر الربیٰ شرح سنن النسائی المجتبیٰ ص۲۴۳، سبل الہدیٰ والرشاد ص۳۶۷ ج۱۲ — الفوائد الجلیلہ ص۲۳۶

یُصَلّی موسیٰ فی قبرہٖ، حدیث میں ہم نے پایا ہے
نماز بھی اور درود بھی، جس کا واضح معنی آیا ہے
قبر بھی، اہل قبر بھی اور قریبی ٹیلوں کا رنگ بھی
سرور دیں نے سب کچھ دیکھا اور ذکر فرمایا ہے

وَيُحَدِّ اُهَيْلَتِ اَنَّهَا جِنَانَ ثَمَانٌ وَاِنَّ ابْنَكَ اَصَابَ الْفِرْدَوْسَ الْاَعْلٰى : تیرا بھلا ہو، ایک جنت نہیں آٹھ جنتیں ہیں اور تیرے بیٹے کو فردوسِ اعلیٰ میں جگہ عطا فرمائی گئی ہے۔

سُبحان اللہ! نگاہِ مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثنا کی قوتِ بینائی کا اندازہ لگایئے پل بھر میں آٹھوں جنتوں کا جائزہ لیکر بتا دیا کہ اس بوڑھی خاتون کا شہید بیٹا کہاں تشریف فرما ہے۔ (ضیاء النبی)

ایک منافق کا انجام بتا دیا

(حدیبیہ کی طرف جاتے ہوئے) سنگلاخ اور دشوار گزار راستہ کو طے کرتے ہوئے سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم جب ہموار میدان میں پہنچے تو فرمایا سب کہو! نَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَنَتُوْبُ اِلَيْهِ : ہم اللہ سے مغفرت طلب کرتے ہیں اور اسکی طرف رجوع کرتے ہیں۔ سب نے یہ جملے دہرائے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، یہی وہ بات تھی جو بنی اسرائیل کے سامنے پیش کی گئی لیکن انہوں نے یہ کہنے سے انکار کر دیا۔ اس کا ذکر قرآنِ کریم کی اس آیت میں کیا گیا ہے۔

وَقُوْلُوْا حِطَّةٌ نَّغْفِرْ لَكُمْ خَطَايَاكُمْ۔ اور کہتے چلے جانا، بخش دے (ہمیں) ہم بخش دیں گے تمہاری خطائیں۔

صبح ہوئی تو سب نے امام الانبیاء کی اقتدار میں نماز ادا کی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : كُلُّكُمْ مَغْفُوْرٌ لَّهٗ اِلَّا صَاحِبُ الْجَمَلِ الْاَحْمَرِ۔ تم سب کو اللہ تعالیٰ نے بخش دیا ہے سوائے سرخ اونٹ والے کے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نے اسے کہا کہ بارگاہِ رسالت میں حاضر ہو جاؤ اور عرض کرو کہ حضور تمہارے لئے مغفرت کی دعا مانگیں۔ وہ بولا

فضالہ نے جواب دیا، نہیں! ہرگز نہیں اور اسی وقت فی البدیہہ ان کی زبان پر یہ اشعار جاری ہو گئے۔

قَالَتْ هَلُمَّ إِلَى الْحَدِيْثِ فَقُلْتُ، لَا! يَأْبَى عَلَيْكِ اللهُ وَ الْإِسْلَامُ
لَوْ مَا رَأَيْتِ مُحَمَّدًا وَ قَبِيْلَهُ بِالْفَتْحِ يَوْمَ تُكَسَّرُ الْأَصْنَامُ
لَرَأَيْتِ دِيْنَ اللهِ أَضْحَى بَيِّنًا وَالشِّرْكُ يَغْشَى وَجْهَهُ الْإِظْلَامُ

اُس نے کہا فضالہ آؤ بیٹھیں، باتیں کریں۔ میں نے کہا ہرگز نہیں۔ اللہ اور میرا دین اسلام مجھے اِس بات سے منع کرتا ہے۔

فتح مکہ کے دن اگر تو اللہ کے حبیب محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کو اور آپ کے صحابہ کو دیکھتی، جس روز بُتوں کو ریزہ ریزہ کر دیا گیا تھا۔

اُس روز تو دیکھتی کہ اللہ کا دین واضح اور روشن ہو گیا ہے اور شرک کے منحوس چہرے کو ظلمتیں ڈھانپ رہی ہیں۔

(سیرت ابن کثیر ص۴۸۲، سُبل الہدیٰ بحوالہ ضیاء النبی)

ایک لحظہ میں آٹھوں جنتوں کا مشاہدہ :

امام بخاری اور امام مسلم نے صحیحین میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت حارثہ غزوۂ بدر میں شہید ہوئے۔ انہیں کسی نامعلوم شخص کا تیر لگا تھا جس سے ان کی وفات ہوئی۔ ان کی ماں بارگاہ رسالت میں حاضر ہو کر عرض پرداز ہوئی۔ یا رسول اللہ! مجھے بتلایئے کہ میرا بیٹا حارثہ کہاں ہے۔ اگر وہ جنت میں ہو، پھر میں صبر کروں گی اور اگر نہیں تو پھر میں جی بھر کر اس پر نوحہ کروں گی۔ ابھی تک میت پر نوحہ کرنا ممنوع نہیں ہوا تھا۔ رحمتِ کائنات علیہ وعلیٰ آلہ اطیب التحیات نے اُسے فرمایا:

میں کوئی حادثہ رُونما ہوا ہے اس لیے یہ آندھی آئی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کے درمیان اور عُیینہ بن حصین کے درمیان معاہدہ کی مدّت ختم ہونے والی تھی۔ مسلمانوں کو اندیشہ لاحق ہوا کہ کہیں عُیینہ نے مدینہ طیبہ پر حملہ کر کے بچّوں اور عورتوں کو گزند نہ پہنچائی ہو۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم نے صحابہ کرام کو مطمئن کرنے کے لیے فرمایا: کہ مدینہ کی ساری گلیوں کے ناکوں پر فرشتے مقرّر ہیں جو اہلِ شہر کی حفاظت کر رہے ہیں۔ جب تک تم وہاں نہیں پہنچو گے وہ حفاظت کا فریضہ انجام دیتے رہیں گے اس لیے یہ خدشہ دل سے نکال دو کہ عُیینہ نے مدینہ طیبہ پر چڑھائی کر دی ہے اس آندھی کی وجہ یہ ہے کہ منافقوں کا بڑا رئیس زید بن رفاعہ ابن تابوت آج لقمہ اجل بن گیا ہے۔

نبیِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم سے زید بن رفاعہ کی مَوت کی خبر سُن کر حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ، عبداللہ بن ابی کے پاس گئے اور اس سے کہا، اے ابو الحباب تیرا خلیل (جانی دوست) مرگیا۔ اس نے پوچھا، کون سا؟ آپ نے بتایا: زید بن رفاعہ ——— عبداللہ صَد حَیف! تو نے ایک کٹی ہوئی دُم کا سہارا لیا ہوا ہے۔

اس نے پوچھا: آپ کو کس نے بتایا؟ انہوں نے سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلّم کا نام لیا تو اس کے ہوش اُڑ گئے۔ غمزدہ اور پریشان ہو کر وہاں سے چلا گیا۔ (سُبل الہدیٰ صہ ۴۹۶ بحوالہ ضیاء النبی)

بنو مصطلق کے سردار کی بیٹی اُمّ المومنین بن گئیں:

اس غزوہ میں اُونٹ بھیڑ بکریاں بطورِ غنیمت مسلمانوں کو ملی تھیں۔ اُن کے علاوہ بہت سے مَرد و زن جنگی قیدیوں کی حیثیت سے مسلمانوں کے ہاتھ

میں تو اپنے گمشدہ اُونٹ کو تلاش کرنے میں مصروف ہوں، مجھے میرا اونٹ مل جائے، مجھے یہ اس سے زیادہ محبوب ہے کہ آپ میرے لیے مغفرت کی دعا کریں، وہ اپنے اونٹ کی تلاش میں مارا مارا پھر رہا تھا کہ ایک پتھر سے اس کا پاؤں پھسلا وہ لڑھکتا ہوا نیچے جا گرا اور مر گیا۔ جنگلی درندے اس کی لاش پر ٹوٹ پڑے اور اس کو چیر پھاڑ کر کھا گئے۔

(سبل الہدیٰ ص ۶۵-۶۶ بحوالہ ضیاء النبی)

قارئینِ کرام اس واقعہ سے مہر نیم روز کی طرح واضح ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فیوض و برکات کا انکار منافق کرتے ہیں اور اہلِ ایمان دُعاؤں پر اور فیضانِ نسبت پر یقینِ کامل رکھتے ہیں۔

محبوب کی نسبت کا کیا کیا نہ اثر دیکھا
مَس کیا جو مٹی کو تو مٹی کو بھی زر دیکھا
جو درِ جاناں سے منہ موڑے اُسے فیض نہیں ملتا
محرومِ تمنا ہی سدا ایسا بشر دیکھا

(فقیر عثمانی)

یہ آندھی ایک منافق کی موت پر آتی ہے:

صحیح مسلم میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ لشکرِ اسلام (غزوہ مریسیع سے واپسی) جب مدینہ طیبہ کے نزدیک پہنچا تو شدید آندھی آئی، یوں معلوم ہوتا تھا کہ اس کے تیز جھونکے سواروں کو بھی زمین میں دفن کر دیں گے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ایک منافق مر گیا ہے اس لیے یہ سخت آندھی آئی ہے۔ محمد بن عمر لکھتے ہیں کہ گرد و غبار کا یہ حیران کن طوفان جب آیا تو لوگ کہنے لگے، مدینہ منورہ

یہ ابوقتادہ نہیں ہیں:

مدینہ طیبہ سے کچھ فاصلہ پر ایک چراگاہ تھی جسے "غابہ" کہا جاتا تھا۔ وہاں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شیردار اونٹنیاں چراکرتی تھیں۔ بنی غفار قبیلہ کا ایک آدمی اپنی بیوی کے ساتھ ان کی نگرانی کے لیے مقرر تھا۔ شام کے وقت وہ ان اونٹنیوں کا دودھ لے کر آتا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کرتا۔ سرورِ عالم کو سفر سے واپس آئے صرف چند راتیں ہی گزری تھیں کہ ایک روز عیینہ بن حصین نے اپنے سواروں کے ایک دستہ کے ساتھ وہاں ڈاکہ مارا، اور اس چرواہے کو قتل کر دیا، اس کی بیوی اور بیس[۲۰] اونٹنیوں کو ہانک کر لے گیا۔ اس واقعہ کی اطلاع سب سے پہلے سلمہ بن عمرو بن الاکوع کو ہوئی۔ اس روز یہ صبح سویرے طابا جانے کے لیے گھر سے نکلے کمان اور ترکش کو حمائل کیا۔ طلحہ بن عبیداللہ کا ایک غلام جو اُن کا گھوڑا لے کر جا رہا تھا وہ اُن کے ہمراہ تھا۔

جب وہ ثنیۃ الوداع پر پہنچے، اس کی بلندی سے انہوں نے گھوڑے دیکھے جو اِدھر اُدھر بھاگ رہے تھے۔ انہیں شک ہوا کہ یہ دشمن کے گھوڑے ہیں۔ عرب کے دستور کے مطابق انہوں نے تین مرتبہ بلند آواز سے "واصباحا" کا نعرہ لگایا پھر کسی کا انتظار کئے بغیر اُن گھوڑوں کی طرف دوڑ پڑے۔

آپ چیتے کی طرح برق رفتار تھے چند لمحوں میں وہاں پہنچ گئے اور اُن گھوڑ سواروں پر تیر برسانے شروع کر دیئے جب تیر مارتے تو ساتھ ہی یہ رجز پڑھتے، خُذْهَا وَاَنَا ابْنُ الْاَكْوَعْ ؛ اَلْيَوْمَ يَوْمُ الرُّضَّعْ

یہ لو تیر، مجھے جانتے ہو، میں کون ہوں۔ میں اکوع کا بیٹا ہوں، آج کا دِن کمینوں اور لعینوں کی ہلاکت کا دِن ہے۔

آ گئے، اِن قیدیوں میں قبیلہ بنی مصطلق کے سردار حارث کی بیٹی جویریہ بھی تھی کچھ روز بعد وہ اپنی بیٹی کا فدیہ ادا کرنے کیلیئے اونٹوں کا ایک گلّہ اپنے ہمراہ لے آیا۔ جب وادی عقیق میں پہنچا تو اس نے ایک نظر اپنے اونٹوں کے گلّہ پر ڈالی۔ اُن میں سے دو اونٹ بہت اعلیٰ نسل کے تھے، اُسے بہت پسند آئے اُس نے ان کو ایک گھاٹی میں چھپا دیا کہ واپسی کے وقت لیتا جائے گا۔ پھر بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوا، عرض کی: یا رسُول اللہ! میں اپنی بچّی کا فدیہ ادا کرنے کے لیئے یہ اونٹ لایا ہوں۔ یہ قبول فرما لیجیئے اور میری بچّی کو آزاد فرمائیے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلّم نے اونٹوں کو دیکھ کر فرمایا لیکن وہ اونٹ کہاں ہیں جو تو وادی عقیق میں چھپا کر آیا ہے۔ وہ سُن کر حیران و ششدر رہ گیا۔ بے ساختہ کہہ اُٹھا: اَشْهَدُ اَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ، میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسُول ہیں۔ (ضیاء النبی)

یعنی اس کے دل کا قلعہ جسے سات سو مجاہدین کا لشکر فتح نہ کر سکا، نگاہِ نبوّت کے اثر سے مسخّر ہو گیا۔

اس جنگ میں مسلمانوں کو تقریبًا دو ہزار اونٹ اور پانچ ہزار بکریاں اور کثیر مَرد و زن بطورِ غنیمت حاصل ہُوئے ——— لیکن جب حارث نے اپنی بیٹی کو رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجیّت میں دے دیا تو سارے مجاہدین نے اپنے اپنے حِصّے کے جنگی قیدی فدیہ لیئے بغیر یہ کہہ کر خود بخود آزاد کر دیئے کہ یہ لوگ اب ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلّم کے سُسرال بن گئے ہیں اب ہم انہیں اپنا غلام بنا کر کیسے رکھ سکتے ہیں۔

گھوڑوں پر سوار ہوکر دشمن کے تعاقب میں رَوانہ ہوئے تو گھوڑے ہنہنائے، یہ گھوڑا بھی ہنہنانے لگا اور کھجور کے اردگرد چکر لگانے لگا۔ اور اپنے سُموں کو زور زور سے زمین پر مارنے لگا۔ محرز پاس سے گزر رہے تھے۔ بنی اشہل کی کسی خاتون نے کہا کہ کیا تم اس گھوڑے پر سوار ہوکر دشمن کے تعاقب میں جانا پسند کرتے ہو۔ انہوں نے کہا: کیوں نہیں!

اس خاتون نے انہیں گھوڑا پیش کیا، یہ اس پر سوار ہوکر روانہ ہوئے تو یہ ہَوا سے باتیں کرنے لگا اور سب سے پہلے دشمن تک جا پہنچا۔

محرز بولے، اے کمینی ماں کے بچّو! ذرا ٹھہرو، ابھی مہاجر و انصار بھی پہنچ رہے ہیں۔ جب مسلمان سواروں کے دستہ نے تعاقب کرتے ہوئے دشمن کو جالیا تو ابو قتادہ نے عُیَینہ کے بیٹے حبیب کو موت کے گھاٹ اُتار دیا۔ اور اس کی لاش کے اوپر اپنی چادر ڈال دی۔ پھر دشمن کے تعاقب میں دوڑے، اتنے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام کے ساتھ وہاں پہنچے۔ صحابہ نے ایک لاش پر ابو قتادہ کی چادر دیکھی تو انہوں نے اِنَّا لِلّٰهِ پڑھا اور کہا: ابو قتادہ قتل ہو گئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لَيْسَ بِأَبِيْ قَتَادَةَ وَلٰكِنَّهٗ قَتِيْلٌ لِأَبِيْ قَتَادَةَ: یہ ابو قتادہ نہیں بلکہ وہ شخص ہے جسے ابو قتادہ نے قتل کیا ہے۔ اِس ڈھانپی ہوئی لاش سے پہلے لوگوں نے ابو قتادہ کا گھوڑا دیکھا جو گِر پڑا تھا اور اس کی کونچیں کٹی ہوئی تھیں انہیں یقین ہوگیا کہ یہ نعش یقیناً ابو قتادہ کی ہے جب نبی کریم نے فرمایا کہ یہ نعش ابو قتادہ کی نہیں بلکہ قتیل ابو قتادہ کی ہے تو لوگوں کو بڑی حیرت ہوئی۔ اُن کی اس حیرت کو دُور کرنے کے لیئے حضرت صدّیق و فاروق رضی اللہ عنہما آگے بڑھے اور چادر اُٹھا دی تو وہ مسعدہ کی لاش تھی۔

ابن اکوع کے واصباحا کے نعرہ کی اطلاع حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی پہنچ گئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ شریف میں اعلان کروایا۔ الفزع! الفزع! خطرہ خطرہ! مدد کو پہنچو:۔

یہ آواز سنتے ہی صحابہ کرام پروانوں کی طرح دوڑے چلے آئے۔ سب سے پہلے مقداد بن اسود پہنچے۔ اُن کے بعد انصار میں سے بنی اشہل کے دو جوان عباد بن بشر اور سعد بن زید پہنچے، پھر بنو اسد کے دو سوار عکاشہ بن محصن اور محرز بن نضرہ اور ابو قتادہ الحارث بن ربعی اور بنو زریق سے ابو عیاش حاضر خدمت ہوئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دستہ کا قائد حضرت سعد بن زید کو مقرر فرمایا۔ حکم دیا کہ تم دشمن کے تعاقب میں نکلو۔ میں بھی لوگوں کو لیکر تمہارے پیچھے پیچھے آرہا ہوں۔

حضور علیہ السلام نے ابو عیاش کو فرمایا: "اے ابو عیاش تم اپنا گھوڑا اگر اپنے سے ماہر سوار کو دے دو تو بہتر ہو گا۔

انہوں نے عرض کی: "یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اَنَا اَفْرَسُ النَّاسِ" میں خود سب سے ماہر شہسوار ہوں۔ وہ خود بتاتے ہیں کہ میں نے ابھی پچاس گز کا فاصلہ طے نہیں کیا تھا کہ گھوڑے نے مجھے زمین پر پٹخ دیا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا گھوڑا معاذ بن ماعص کو عطا فرمادیا۔ یہ آٹھ بہادر اپنے گھوڑوں پر سوار ہو کر برق رفتاری سے دشمن کے تعاقب میں روانہ ہوئے۔ سب سے پہلے جو سوار دشمن کے قریب پہنچا وہ محرز بن نضرہ اسدی تھا۔ اسے اخرم بھی کہا جاتا تھا۔

اس کی وجہ یہ ہوئی کہ محمود بن مسلمہ کا گھوڑا اُن کے باغ میں کھجور کے تنے کے ساتھ بندھا ہوا تھا۔ جب خطرہ کا اعلان ہوا اور مسلمان اپنے

جو باتیں تم نے کی ہیں مجھے علم ہے!

(فتح مکہ کے موقعہ پر) پہلے دن جب ظہر کی نماز کا وقت ہوا تو نبی الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال کو حکم دیا کہ کعبہ کی چھت پر چڑھ جاؤ اور اذان دو۔ مکہ کی کفر آلود اور تاریک فضاؤں کو نورِ اسلام سے منوّر کرنے کے لیے جب حضرت بلال کی اذان گونجی تو اس وقت ابوسفیان بن حرب، عتاب بن اُسید اور حارث بن ہشّام، حرم شریف کے صحن میں بیٹھے تھے۔

" فَقَالَ عَتَّاب لَقَدْ اَکْرَمَ اللّٰہُ اُسَیْدًا اَلَّا یَکُوْنَ سَمِعَ ھٰذَا فَسَمِعَ مِنْہُ مَا یَغِیْظُہٗ! فَقَالَ الْحَارِثُ بْنُ ھِشَامٍ: اَمَا وَاللّٰہِ لَوْ اَعْلَمُ اَنَّہٗ مُحِقٌّ لَا تَّبَعْتُہٗ فَقَالَ اَبُوْسُفْیَانَ لَا اَقُوْلُ شَیْئًا لَوْ تَکَلَّمْتُ لَاَخْبَرَتْ عَنِّیْ ھٰذِہِ الْحَصَا۔ فَخَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم فَقَالَ قَدْ عَلِمْتُ الَّذِیْ قُلْتُمْ ثُمَّ ذَکَرَ ذَالِکَ لَھُمْ فَقَالَ الْحَارِثُ وَعَتَّاب نَشْھَدُ اَنَّکَ رَسُوْلُ اللّٰہِ " (سیرت ابن کثیر ص۵۷۵ ج۳)

اذان سُن کر غصہ سے پیچ و تاب کھاتے ہوئے عتاب بولا، اللہ تعالیٰ نے میرے باپ اُسید پر بڑا اکرم فرمایا کہ اُسے (فتح مکہ سے پہلے ہی) موت کی نیند سُلا دیا، آج اگر وہ زندہ ہوتا اور اذان کے ان کلمات کو سُنتا تو یقیناً اس کو بڑا غصہ آتا۔ حارث بن ہشام نے کہا: اگر میں جانتا کہ وہ حق پر ہیں تو ضرور اُن کی پیروی کرتا۔ ابوسفیان بولا میں تو کچھ نہیں کہتا۔ اگر میں کوئی بات کروں گا تو یہ کنکریاں آپ کو بتا دیں گی۔ وہ یہی باتیں کر رہے تھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اُن کے پاس تشریف لائے اور فرمایا جو تم نے باتیں کی ہیں، میں انہیں جانتا ہوں۔

فَقَالَا اَللّٰہُ اَکْبَرُ صَدَقَ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ مِسْعَدَۃُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ۔

ان دونوں نے نعرۂ تکبیر بلند کیا اور کہا اللہ اور اس کے رسول نے سچ کہا ہے۔ اے اللہ کے رسول! یہ مسعدہ کی لاش ہے۔

لوگوں نے بھی جواباً نعرہ تکبیر بلند کیا۔ اتنے میں حضرت ابو قتادہ بھی پہنچ گئے۔ وہ ان کے سامنے اُن اونٹنیوں کو اکٹھا کر کے لا رہے تھے۔ جو اُن لٹیروں نے لوٹی تھیں۔ انہیں دیکھ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اَفْلَحَ وَجْهُكَ يَا اَبَا قَتَادَةَ سَيِّدُ الْفُرْسَانِ بَارَكَ اللّٰہُ فِيْكَ يَا اَبَا قَتَادَةَ۔

اے ابو قتادہ! تیرے چہرے کو اللہ تعالیٰ کامیاب کرے۔ ابو قتادہ سواروں کا سردار ہے۔ اے ابو قتادہ اللہ تعالیٰ تجھے اپنی برکتوں سے نوازے۔ (ضیاء النبی ص ۱۰۲ تا ۱۰۶)

صَلَوٰتُ اللّٰہِ عَلَیْہِ وَتَسْلِیْمَاتُہٗ وَرِضْوَانُ اللّٰہِ عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْنَ۔

ہاں بھلا کس طرح بغض کے مارے دیکھیں
آنکھ والے تیری آنکھوں کے نظارے دیکھیں
ٹکڑے ہو جانے کیلئے، اُلٹے پاؤں آنے کے لئے
چاند سورج تیری اُنگلی کے اشارے دیکھیں
نامِ محبوبِ خدا لیتے ہیں جو منجدھاروں میں
کشتی پل بھر سے بھی پہلے وہ کنارے دیکھیں

(فقیر عثمانی)

اَلَمْ يَكُنِ الَّذِىْ قُلْتُ لَكَ فَذَكَرْتُ قَوْلَهٗ لِىْ بِمَكَّةَ قَبْلَ الْهِجْرَةِ ، لَعَلَّكَ سَتَرٰى هٰذَا الْمِفْتَاحَ يَوْمًا بِيَدِىْ اَضَعُهٗ حَيْثُ شِئْتُ فَقُلْتُ بَلٰى اِنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ)

خصائص کبریٰ صـ ۴۴۲ تا صـ ۴۴۳

حضرت عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہٗ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت سے قبل مجھ سے مکہ مکرمہ میں ملاقات ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اسلام کی دعوت دی۔ میں نے کہا: اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ پر بہت تعجب ہے کہ آپ مجھ سے یہ خواہش رکھتے ہیں کہ میں آپ کی اتباع کروں، دراں حالیکہ آپ نے اپنی قوم کی مخالفت کی اور نیا دین لے کر آئے۔ اور ہم زمانۂ جاہلیت میں پیر اور جمعرات کو بیت اللہ کو کھولا کرتے تھے۔ چنانچہ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور لوگوں کے ساتھ بیت اللہ میں داخل ہونے لگے۔ میں نے آپ پر سختی کی اور غلط باتیں بھی کیں مگر آپ نے میرے ساتھ بردباری کا معاملہ کیا اور پھر فرمایا: اے عثمان! عنقریب تو دیکھے گا کہ (خانہ کعبہ کی) یہ کنجی میرے ہاتھ میں ہوگی اور میں جس کو چاہوں گا اسے دوں گا۔ میں نے کہا، کیا اُس دن قریش سارے مر گئے ہوں گے اور ذلیل ہو چکے ہوں گے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اُس روز قریش موجود ہوں گے اور باعزت ہوں گے۔ یہ کہہ کر آپ بیت اللہ میں داخل ہو گئے۔ آپ کی یہ بات میرے دل میں بیٹھ گئی اور میں نے یقین کر لیا کہ جیسا آپ نے فرمایا ہے ویسا ہی ہوگا۔ چنانچہ میں نے اسلام کا ارادہ کیا تو میری قوم نے مجھے سختی سے ڈرایا دھمکایا۔ جب فتح مکہ کا دن ہوا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا، اے عثمان! بیت اللہ کی کنجی لاؤ۔ میں کنجی لے کر آیا، آپ نے مجھ

پھر آپ نے ایک ایک کو مخاطب کر کے اُن کی باتوں کو دُہرا دیا تو حارث اور عتاب نے کہا کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ اللہ کے رسُول ہیں کیونکہ ان باتوں کو کسی آدمی نے نہیں سُنا۔ اگر کسی نے سُنی ہوتیں تو ہم یہ سمجھتے کہ اس نے آپ کو اِن سے آگاہ کیا ہے۔

یہ عتاب بن اسید وہی ہیں جن کو رسُولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مکّہ کی امارت کے لیے منتخب فرمایا۔ اس وقت اُن کی عمر اکیس سال تھی۔ انہیں حکم دیا کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھایا کریں۔

درِ کعبہ کی کنجی میرے ہاتھ میں ہوگی :

قَالَ عُثْمَانُ بْنُ طَلْحَةَ : لَقِيَنِيْ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَكَّةَ قَبْلَ الْهِجْرَةِ فَدَعَانِيْ إِلَى الْإِسْلَامِ فَقُلْتُ يَا مُحَمَّدُ الْعَجَبُ لَكَ حَيْثُ تَطْمَعُ اَنِ اتَّبِعَكَ وَقَدْ خَالَفْتَ دِيْنَ قَوْمِكَ وَجِئْتَ بِدِيْنٍ مُحْدَثٍ وَكُنَّا نَفْتَحُ الْكَعْبَةَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ وَالْخَمِيْسِ فَاَقْبَلَ يَوْمًا يُرِيْدُ اَنْ يَّدْخُلَ الْكَعْبَةَ مَعَ النَّاسِ فَغَلَظْتُ عَلَيْهِ وَنِلْتُ مِنْهُ وَحَلُمَ عَنِّيْ ثُمَّ قَالَ يَا عُثْمَانُ : لَعَلَّكَ سَتَرٰى هٰذَا الْمِفْتَاحَ يَوْمًا بِيَدِيْ اَضَعُهُ حَيْثُ شِئْتُ فَقُلْتُ لَقَدْ هَلَكَتْ قُرَيْشٌ وَذَلَّتْ فَقَالَ بَلْ عَمَرَتْ يَوْمَئِذٍ وَعَزَّتْ وَدَخَلَ الْكَعْبَةَ فَوَقَعَتْ كَلِمَتُهُ مِنِّيْ مَوْقِعًا ظَنَنْتُ اَنَّ الْاَمْرَ سَيَصِيْرُ اِلٰى مَا قَالَ فَاَرَدْتُّ الْاِسْلَامَ فَاِذَا قَوْمِيْ يَزْبُرُوْنَنِيْ زَبْرًا شَدِيْدًا فَلَمَّا كَانَ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ قَالَ لِيْ يَا عُثْمَانُ اِئْتِ بِالْمِفْتَاحِ فَاَتَيْتُهُ بِهٖ فَاَخَذَهُ مِنِّيْ ثُمَّ دَفَعَهُ اِلَيَّ وَقَالَ خُذْهَا خَالِدَةً تَالِدَةً لَا يَنْزِعُهَا مِنْكُمْ اِلَّا ظَالِمٌ فَلَمَّا وَلَّيْتُ نَادَانِيْ فَرَجَعْتُ اِلَيْهِ فَقَالَ

اَنْفُسِهَا وَكَانَ مَنْ مَّعَكَ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ لَهُمْ قَرَابَاتٌ يَحْمُوْنَ اَهْلِيْهِمْ وَاَمْوَالَهُمْ فَاَحْبَبْتُ اَنْ تَكُوْنَ اِذْ فَاتَنِيْ ذَالِكَ مِنَ النَّسَبِ فِيْهِمْ اَنْ اَتَّخِذَ عِنْدَهُمْ يَدًا يَحْمُوْنَ قَرَابَتِيْ وَلَمْ اَفْعَلْهُ ارْتِدَادًا عَنْ دِيْنِيْ وَلَا رَضِيًّ بِالْكُفْرِ بَعْدَ الْاِسْلَامِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَا اِنَّهٗ صَدَقَكُمْ فَقَالَ عُمَرُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ دَعْنِيْ اَضْرِبْ عُنُقَ هٰذَا الْمُنَافِقِ فَقَالَ اِنَّهٗ قَدْ شَهِدَ بَدْرًا وَمَا يُدْرِيْكَ لَعَلَّ اللّٰهَ اطَّلَعَ عَلٰى مَنْ شَهِدَ بَدْرًا فَقَالَ (اِعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ فَقَدْ غَفَرْتُ لَكُمْ) فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سُوْرَةَ يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّيْ وَعَدُوَّكُمْ اَوْلِيَآءَ ...... الخ۔

خصائص کبریٰ ص ۴۳۵/۱، ۴۳۶، مشکوٰۃ شریف ص ۵۷۷

بخاری و مسلم نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اور زبیر اور مقداد کو روانہ کیا اور فرمایا —— مقام روضہ خاخ (ایک باغ کا نام ہے) تک جاؤ، وہاں تمہیں ایک ہودج نشین (پالکی میں بیٹھی) عورت ملے گی اس کے پاس ایک خط ہے تم وہ خط اس سے لے لو۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم گھوڑوں پر سوار ہو کر گھوڑے دوڑاتے ہوئے روانہ ہوئے تاآنکہ ہم روضہ خاخ پر پہنچے وہاں ہمیں ایک کجاوہ نشیں عورت ملی، ہم نے اس سے کہا: خط نکال! اس نے کہا میرے پاس کوئی خط نہیں ہے۔ ہم نے کہا تجھے ضرور خط نکال کر دینا ہوگا یا پھر ہم تیری تلاشی لیں گے، پس اس نے اپنے بالوں کے جوڑے میں سے خط نکال کر ہم کو دیا، اسے ہم لے کر رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، وہ خط حضرت حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے مشرکینِ مکہ کے کچھ لوگوں کے نام تھا کہ جس میں انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض امور سے ان کو مطلع کیا تھا۔ رسول اللہ

سے لے لی اور پھر مجھے ہی دے دی اور فرمایا: ہمیشہ ہمیشہ کیلئے یہ کنجی لے لو! ظالم کے علاوہ کوئی تم سے اس کنجی کو نہیں چھینے گا۔ جب میں وہاں سے پشت پھیر کر چلا تو آپ نے مجھے آواز دی، میں آپ کے پاس واپس آیا۔ آپ نے فرمایا کیا وہی بات ظاہر نہیں ہوئی، جو میں نے تم سے کہی تھی۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت سے قبل مکہ مکرمہ میں جو بات مجھ سے فرمائی تھی وہ مجھے یاد آگئی کہ عنقریب تم دیکھو گے کہ یہ کنجی ایک دن میرے ہاتھ میں ہوگی جسے چاہوں گا اُسے دوں گا۔ میں نے عرض کیا، بے شک یہی بات ہے میں اِس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔

(علیہ صلوٰتُ اللہ وتسلیماتہٗ)

اس عورت کے پاس ایک خط ہے:

وَاَخْرَجَ الشَّیْخَانِ عَنْ عَلِیٍّ قَالَ بَعَثَنِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَا وَالزُّبَیْرَ وَالْمِقْدَادَ فَقَالَ انْطَلِقُوْا حَتّٰی تَاْتُوْا رَوْضَۃَ خَاخٍ فَاِنَّ بِہَا ظَعِیْنَۃً مَّعَہَا کِتَابٌ فَخُذُوْہُ مِنْہَا قَالَ فَانْطَلَقْنَا تَعَادٰی بِنَا خَیْلُنَا حَتّٰی اَتَیْنَا الرَّوْضَۃَ فَاِذَا نَحْنُ بِالظَّعِیْنَۃِ قُلْنَا لَہَا اَخْرِجِی الْکِتَابَ قَالَتْ مَا مَعِیَ کِتَابٌ فَقُلْنَا لَتُخْرِجَنَّ الْکِتَابَ اَوْ لَنُلْقِیَنَّ الثِّیَابَ قَالَ فَاَخْرَجَتْہُ مِنْ عِقَاصِہَا فَاَتَیْنَا بِہٖ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاِذَا فِیْہِ مِنْ حَاطِبِ بْنِ اَبِیْ بَلْتَعَۃَ اِلٰی نَاسٍ بِمَکَّۃَ مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ یُخْبِرُہُمْ بِبَعْضِ اَمْرِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَا حَاطِبُ مَا ہٰذَا؟ قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ لَا تَعْجَلْ عَلَیَّ اِنِّیْ کُنْتُ امْرَءًا مُّلْصَقًا فِیْ قُرَیْشٍ یَقُوْلُ کُنْتُ حَلِیْفًا وَلَمْ اَکُنْ مِّنْ

آپ کے سوال یہ ہیں:

اَخرَجَ البیہقی وابو نعیم عن انس رضی اللہ عنہ قال کنتُ جالسًا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی مسجد الخیف فاتی رجلٌ من الانصار و رجلٌ من ثقیف فقالا جئناك یارسول اللہ نسألك قال صلی اللہ علیہ وسلم ان شئتما اخبرکما بما تسألانی عنہ فعلتُ وان شئتما ان اسکت و تسألانی قالا اخبرنا یارسول اللہ نزدد ایمانًا فقال صلی اللہ علیہ وسلم للثقفی جئت تسأل عن صلاتك باللیل وعن رکوعك وسجودك وعن صیامك وعن غسلك من الجنابۃ وقال للانصاری جئت تسأل عن خروجك من بیتك تؤم البیت العتیق ومالك فیہ وعن وقوفك بعرفات وحلقك رأسك وطوافك بالبیت ورمیك الجمار قالا والذی بعثك بالحق انہ للذی جئنا نسألك عنہ۔

(حجۃ اللہ علی العالمین ص۵۱)

بیہقی اور ابو نعیم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں مسجدِ خیف (منٰی) میں بیٹھا تھا کہ دو شخص آئے، ایک انصاری اور ایک ثقفی۔ دونوں نے عرض کیا، یارسول اللہ! ہم آپ سے کچھ مسائل پوچھنے آئے ہیں۔

یہ سُن کر محبوبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اگر تم چاہو تو میں تمہارے سوال بھی بتادوں اور جواب بھی اور اگر تم چاہو تو میں خاموش رہتا ہوں، تم اپنے اپنے سوال بیان کرو اور میں جواب دوں۔ ان دونوں حضرات نے عرض کیا — یارسول اللہ! اگر آپ ہمارے سوال بھی بیان فرمائیں تو ہمارا ایمان اور مضبوط

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے حاطب یہ کیا ہے؟ حضرت حاطب رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ! میرے بارے میں جلدی نہ فرمائیے۔ بات یہ ہے کہ میں ایسا شخص ہوں جو قریش کے ساتھ وابستہ یعنی حلیف تھا اور میں قریش میں سے نہیں ہوں اور آپ کے ساتھ جو مہاجرین ہیں ان کی (وہاں) رشتہ داریاں ہیں، قریش ان کے اہل و اموال کی حفاظت کرتے ہیں، جب قریش سے میرا کوئی نسبی تعلق نہیں تو میں نے یہ مناسب سمجھا کہ قریش کے ساتھ کوئی احسان کروں جس سے وہ میری قرابت کی حمایت کریں، سو میں نے یہ خط اپنے دین سے ارتداد اختیار کرنے اور اسلام کے بعد پھر کفر سے راضی ہونے کی وجہ سے نہیں لکھا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انہوں نے تم سے سچ بات بیان کی ہے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کی، یا رسول اللہ! مجھے اجازت دیجئے کہ اس نفاق والے کی گردن مار دوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک یہ اصحاب بدر میں سے ہے اور کیا تمہیں معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے بدر والوں پر متوجہ ہو کر فرما دیا ہے کہ جو چاہو سو کرو میں نے تم کو معاف کر دیا ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی :- (ترجمہ) اے ایمان والو! میرے اور اپنے دشمنوں کو دوست نہ بناؤ۔ (سورۃ الممتحنہ)

ے سرِ عرش پر ہے تیری گزر، دلِ فرش پر ہے تیری نظر
ملکوت و ملک میں کوئی شے نہیں وہ جو تجھ پہ عیاں نہیں
وہی نورِ حق وہی ظلِّ رب ہے انہیں کا سب ہے انہیں سے سب
نہیں ان کی مِلک میں آسماں کہ زمیں نہیں کہ زماں نہیں!

آیا اور اس نے دروازہ کھلوانا چاہا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (مجھے) فرمایا کہ آنے والے کیلئے دروازہ کھول دو اور اُسے جنّت کی بشارت دے دو۔ میں نے دروازہ کھولا تو وہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہٗ تھے۔ میں نے انہیں جنّت کی بشارت دی، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق تو انہوں نے اس پر اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کی۔ ——— پھر ایک آدمی آیا اور اُس نے دروازہ کھلوانا چاہا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دروازہ کھول دو اور اسے جنّت کی خوشخبری دے دو، میں نے دروازہ کھولا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہٗ تھے۔ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق انہیں جنّت کی بشارت دی تو انہوں نے اس پر اللہ کی حمد بیان کی۔

پھر ایک آدمی نے دروازہ کھلوانا چاہا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دروازہ کھول دو اور آنے والے کو جنّت کی بشارت دے دو۔ اس آزمائش پر جو انہیں پہنچے گی دیکھا تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تھے۔ پس جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا میں نے انہیں بتا دیا۔ انہوں نے اللہ کی حمد بیان کی اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ہی مددگار ہے۔ (آنے والی آزمائش میں ثابت قدم رکھنے کیلئے)

کون کہاں کس حال میں ہے:

اَخْرَجَ الطَّبْرَانِی وَ الْبَیْہَقِی عَنْ زَیْدِ بْنِ اَرْقَمَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ بَعَثَنِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ انْطَلِقْ حَتّٰی تَاْتِیَ اَبَا بَکْرٍ فَتَجِدُہٗ فِیْ دَارِہٖ جَالِسًا مُحْتَبِیًا فَبَشِّرْہُ بِالْجَنَّۃِ ثُمَّ انْطَلِقْ حَتّٰی تَاْتِیَ الثَّنِیَّۃَ فَتَلْقٰی عُمَرَ رَاکِبًا عَلٰی حِمَارٍ تَلُوْحُ صَلْعَتُہٗ فَبَشِّرْہُ بِالْجَنَّۃِ ثُمَّ انْطَلِقْ حَتّٰی تَاْتِیَ عُثْمَانَ فَتَجِدُہٗ فِی السُّوْقِ یَبِیْعُ وَیَبْتَاعُ

ہو گا۔ یہ سُن کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ثقفی صحابی کو فرمایا کہ تو مجھ سے پوچھنے آیا ہے، اپنی رات والی نماز (تہجد) کے متعلق اور اپنے رکوع و سجود کے متعلق اور روزہ کے بارے میں اور غسلِ جنابت کے متعلق ——— اور انصاری صحابی کو فرمایا تو مجھ سے پوچھنے آیا ہے کہ گھر سے نکل کر بیت اللہ شریف کا قصد کر کے آنے کا کتنا اَجر و ثواب ہے اور عرفات میں وقوف کا کیا ثواب ہے اور پھر سر منڈانے کا کتنا ثواب ہے اور کنکریاں مارنے کا، پھر طوافِ زیارت کا کتنا ثواب ہے۔ یہ سُن کر دونوں حضرات بولے "یارسول اللہ! ہمیں قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے۔ ہم یہی کچھ پوچھنے آئے ہیں۔

آنے والے کو جنّت کی خوشخبری دو:

عَنْ اَبِی مُوسٰی قَالَ کُنْتُ مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِی حَائِطٍ مِنْ حِیْطَانِ الْمَدِیْنَةِ فَجَاءَ رَجُلٌ فَاسْتَفْتَحَ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِفْتَحْ لَہٗ وَبَشِّرْہُ بِالْجَنَّةِ فَفَتَحْتُ لَہٗ فَاِذَا اَبُوْ بَکْرٍ فَبَشَّرْتُہٗ بِمَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَحَمِدَ اللّٰہَ ثُمَّ جَاءَ رَجُلٌ فَاسْتَفْتَحَ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِفْتَحْ لَہٗ وَبَشِّرْہُ بِالْجَنَّةِ فَفَتَحْتُ لَہٗ فَاِذَا ھُوَ عُمَرُ فَاَخْبَرْتُہٗ بِمَا قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، فَحَمِدَ اللّٰہَ ثُمَّ اسْتَفْتَحَ رَجُلٌ فَقَالَ لِیْ اِفْتَحْ لَہٗ وَبَشِّرْہُ بِالْجَنَّةِ عَلٰی بَلْوٰی تُصِیْبُہٗ فَاِذَا عُثْمَانُ فَاَخْبَرْتُہٗ بِمَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَحَمِدَ اللّٰہَ ثُمَّ قَالَ اللّٰہُ الْمُسْتَعَانُ۔ (بخاری ص ۵۲۲ ج ۱)

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں ایک دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں مدینہ منورہ کے ایک باغ میں تھا۔ پس ایک آدمی

عَلَيْكُمْ رَجُلٌ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَطَلَعَ اَبُوْبَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ثُمَّ قَالَ يَطْلَعُ عَلَيْكُمْ رَجُلٌ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَطَلَعَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ثُمَّ قَالَ يَطْلَعُ عَلَيْكُمْ رَجُلٌ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَطَلَعَ عُثْمَانُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ثُمَّ قَالَ يَطْلَعُ عَلَيْكُمْ رَجُلٌ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ اللّٰهُمَّ اِنْ شِئْتَ جَعَلْتَهُ عَلِيًّا فَطَلَعَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ

(رواہ احمد والبزار والطبرانی فی الاوسط) حجۃ اللہ علی العالمین صہ ۲۴۷

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن رسول اللہ علیہ وسلم حضرت سعد بن ربیع کی ملاقات کیلئے تشریف لائے (وہاں پہنچ کر) آپ بیٹھ گئے اور ہم بھی آپ کے ساتھ بیٹھ گئے پھر (تھوڑی دیر کے بعد) فرمایا کہ ابھی تمہارے پاس ایک جنتی شخص آرہا ہے تو اچانک حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ آگئے، پھر فرمایا کہ ایک اور جنتی شخص آرہا ہے تو تھوڑی دیر کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ آگئے، پھر فرمایا کہ تمہارے پاس ایک اور جنتی شخص آرہا ہے تو تھوڑی دیر کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ آگئے، تھوڑی دیر کے بعد فرمایا کہ تمہارے پاس ایک اور جنتی شخص آرہا ہے، ساتھ ہی یہ دعا بھی کر دی، یا اللہ! اگر تو چاہے تو اس آنے والے کو علی کر دے تو اچانک حضرت علی رضی اللہ عنہ آگئے۔

نور آنکھوں میں تو چہروں پہ اُجالے ہونگے
مصطفیٰ والوں کے انداز نرالے ہوں گے
جنتی وہ ہیں جنہیں اُن کی شفاعت پہ یقین
وہ جو منکر ہیں، جہنم کے حوالے ہونگے

فَبَشِّرْہُ بِالْجَنَّۃِ بَعْدَ بَلَاءٍ شَدِیْدٍ فَانْطَلَقْتُ فَوَجَدْتُّھُمْ کَمَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرْتُھُمْ۔

(حجۃ اللہ علی العالمین ص۱۷۴)

طبرانی اور بیہقی نے حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے:۔

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ، کہتے ہیں کہ مجھے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا: اے زید! جاؤ ابوبکر کے پاس، وہ آپ کو ملیں گے اپنے گھر میں اور انہوں احتبا[1] کیا ہو گا۔ جاکر ان کو جنّت کی بشارت دے دو، اس کے بعد عمر کے پاس جاکر ان کو جنّت کی خوشخبری سناؤ اور وہ آپ کو ثنیہ کے پاس ملیں گے اور وہ گدھے پر سوار ہوں گے، اُن کا سر جھک رہا ہو گا۔

پھر عُثمان کو جاکر جنّت کی خوشخبری سناؤ اور جنّت کی خوشخبری کے ساتھ سخت آزمائش کی بھی خبر دینا (اور سنو) وہ تمہیں بازار میں خرید و فروخت کرتے ملیں گے۔

حضرت زید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلّم کے حکم مطابق گیا تو اُن کو بالکل اسی طرح پایا جس طرح آپ نے بیان فرمایا تھا۔ اُن کے پاس جاکر میں نے انہیں (ان بشارتوں کی) خبر دی

اے اللہ! اگر تو چاہے تو اسے علی کر دے:

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا قَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ زَائِرًا لِسَعْدِ بْنِ الرَّبِیْعِ فَجَلَسَ وَجَلَسْنَا مَعَہٗ فَقَالَ یَطْلُعُ

---

[1] "احتبا" کہتے ہیں اس حالت کو جب کوئی شخص گھٹنے کھڑے کر کے کپڑے یا ہاتھوں سے گھٹنوں کے گرد گھیرا ڈالے۔

تھے کہ چاند وسورج اونکی گود میں اوترے ہیں، انہوں نے دونوں کو اپنے ہاتھ سے پکڑ کر اپنے سینے سے ملا کر ایک چادر سے چھپا لیا۔ جب جاگے تو پاس ایک راہب نصاری کے جا کر اس خواب کی تعبیر پوچھی، اوسنے کہا تو کہاں کا ہے کہا مکہ کا۔ کہا کس قبیلہ سے کہا بنی تیم سے، کہا تو کیا کرتا ہے کہا تجارت، کہا تیرے زمانے میں ایک مرد نکلیگا جسکو محمد امین کہیں گے وہ قبیلہ بنی ہاشم میں سے ہوگا اور تو اوسکا تابع بنیگا۔ وہ نبی آخر الزمان ہے۔ اگر وہ نہوتا تو اللہ آسمان وزمین ومافیہا کو اور آدم وجملہ انبیاء ورسل کو پیدا نہ کرتا وہ سید انبیاء وخاتم المرسلین ہے تو اوس کے دین میں داخل ہوگا اور اس کا وزیر وخلیفہ بعد اوسکے بنیگا۔ میں نے اوسکی نعت وصفت انجیل وزبور میں پائی ہے اور میں اسلام لایا ہوں اور اوسپر ایمان رکھتا ہوں۔ لیکن خوف نصارٰی سے سینے میں اپنا اسلام چھپایا ہے۔

ابوبکر نے جب یہ صفت سنی اونکا دل نرم پڑا اور مشتاق دیدار ہوئے اور مکہ کو آئے۔ یہاں حضرت کو پایا اور دوستدار ہو گئے اور ایک ساعت بے حضرت کو دیکھے صبر نہ آتا تھا۔ جب اس امر کو طول ہوا ایک دن حضرت نے فرمایا: اے ابابکر تم روز میرے پاس آتے ہو اور میرے ساتھ بیٹھتے ہو پھر کیوں نہیں مسلمان ہو جاتے۔ کہا اگر تم پیغمبر ہو تو ضرور تمہارا کوئی معجزہ بھی ہوگا۔ فرمایا کیا وہ معجزہ جو تو نے شام میں دیکھا اور راہب نے اوس کی تعبیر دی، تجھکو کفایت نہیں کرتا تب ابوبکر نے کہا اشہدان لا الٰہ الا اللہ واشہدان محمد رسول اللہ۔

(تحریم المومنین بتقویم مناقب الخلفاء الراشدین ص۱۰-۱۱)

۵ کہا بوبکر نے سرکار امنّا وصدّقنا
مرے مالک مرے مختار امنّا وصدّقنا
مرے ماں باپ، آل اولاد قربان اس شریعت پر

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ بَيْنَا رَأْسُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم فِيْ حِجْرِيْ فِيْ لَيْلَةٍ ضَاحِيَةٍ إِذْ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هَلْ يَكُوْنُ لِأَحَدٍ مِّنَ الْحَسَنَاتِ عَدَدَ نُجُوْمِ السَّمَاءِ قَالَ نَعَمْ عُمَرُ، قُلْتُ فَأَيْنَ حَسَنَاتُ أَبِيْ بَكْرٍ؟ قَالَ إِنَّمَا جَمِيْعُ حَسَنَاتِ عُمَرَ كَحَسَنَةٍ وَاحِدَةٍ مِّنْ حَسَنَاتِ أَبِيْ بَكْرٍ۔

(مشکوٰۃ شریف ص۵۶۰)

اُمّ المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ بنتِ الصدیق رضی اللہ عنہا، فرماتی ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کا سرِ انور میری گود میں تھا۔ چاندنی رات تھی، میں نے عرض کیا: یارسُول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کیا کسی کی نیکیاں آسمان کے تاروں جتنی بھی ہیں؟ (یہ سُن کر) فرمایا: ہاں عُمر کی نیکیاں آسمان کے تاروں جتنی ہیں۔ میں نے عرض کیا یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلّم) میرے ابّا جان ابوبکر کی نیکیاں کہاں ہیں؟ فرمایا عُمر کی ساری نیکیاں ابوبکر کی ایک نیکی کے برابر ہیں۔

کیا وہ نشانی کافی نہیں؟

ابوبکر کا قبولِ اسلام اور نظرِ مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے دورانِ سفرِ تجارت ملک شام میں راہب سے جو باتیں سُنیں اور جو خواب و احوال پیش آئے، حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کا مکّہ میں رہتے ہوئے اُن تمام معاملات کو دیکھنا اور واپسی پہ ابوبکر سے بیان کرنا یہ کثیر کتب میں مذکور ہے ــــــ حتّی کہ نواب صدیق حسن خاں بھوپالی نے بھی یہ واقعہ اختصار کے ساتھ لکھا ہے۔

نواب صاحب کے الفاظ میں یہ واقعہ ملاحظہ ہو:

" ابوبکر زمانِ جاہلیت میں تاجر تھے، ایک دن خواب میں دیکھا اور وہ شام میں

گوشِ مبارک

حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں :

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنِّيْ اَرٰى مَالَا تَرَوْنَ وَاَسْمَعُ مَالَا تَسْمَعُوْنَ۔ (ترمذی، ابن ماجہ، مشکوٰۃ شریف ص۴۵۷)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : بے شک میں دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھتے اور میں سنتا ہوں جو تم نہیں سنتے۔

حضرت بلال کے قدموں کی آہٹ سُن لی :

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِبِلَالٍ عِنْدَ الصَّلٰوةِ الْفَجْرِ يَا بِلَالُ حَدِّثْنِيْ بِاَرْجٰى عَمَلٍ عَمِلْتَهٗ فِي الْاِسْلَامِ فَاِنِّيْ سَمِعْتُ دَفَّ نَعْلَيْكَ بَيْنَ يَدَيَّ فِي الْجَنَّةِ قَالَ مَا عَمِلْتُ عَمَلًا اَرْجٰى عِنْدِيْ اَنِّيْ لَمْ اَتَطَهَّرْ طُهُوْرًا فِيْ سَاعَةِ لَيْلٍ اَوْ نَهَارٍ اِلَّا صَلَّيْتُ بِذٰلِكَ الطُّهُوْرِ مَا كُتِبَ لِيْ اَنْ اُصَلِّيَ۔ (بخاری ص۱۵۴)

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ (ایک دن) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے فرمایا :

اے بلال ! مجھے بتاؤ کہ اسلام لانے کے بعد تم نے کون سا ایسا عمل کیا ہے جس پر تمہیں بہت زیادہ ثواب کی امید ہے کیونکہ میں نے جنت میں اپنے آگے تمہارے جوتوں کی آہٹ سُنی ہے۔

حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے عرض کی ! یا رسول اللہ ! اور تو کوئی ایسا عمل نہیں

محمد ﷺ کے خدا پر اور محمد ﷺ کی رسالت پر
یہ کہہ کر جھک گئے بوبکر، چومے ہاتھ حضرت کے
ہوئے مشغولِ تبلیغ آپ بھی اب ساتھ حضرت کے
یہ وہ ایمان تھا جس کا خدا نے ذکر فرمایا!
یہ وہ انسان تھا جس نے لقب صدیق کا پایا

شاہنامہ اسلام ص ۱۲۷-۱۲۸
(ابو الاثر حفیظ جالندھری)



آپ حسبِ معمول نمازِ تہجد کیلئے اُٹھے اور وضو کرنے کی جگہ تشریف لے گئے۔

فَسَمِعْتُهُ يَقُوْلُ فِيْ مُتَوَضَّاءٍ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ نُصِرْتَ نُصِرْتَ نُصِرْتَ فَلَمَّا خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ سَمِعْتُكَ تَقُوْلُ فِيْ مُتَوَضَّائِكَ لَبَّيْكَ ثَلَاثًا وَنُصِرْتَ ثَلَاثًا تُكَلِّمُ اِنْسَانًا فَهَلْ كَانَ مَعَكَ اَحَدٌ فَقَالَ هٰذَا رَاجِزٌ يَسْتَصْرِخُنِيْ۔

تو میں نے سُنا کہ آپ نے تین مرتبہ فرمایا کہ میں تیرے پاس پہنچا اور تو مدد کیا گیا ہے۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم وضو کرکے باہر تشریف لائے تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں نے سُنا ہے کہ آپ نے تین مرتبہ لبیک اور تین مرتبہ نُصِرتَ فرمایا ہے گویا کہ آپ کسی انسان سے کلام فرما رہے ہیں، کیا آپ کے پاس کوئی تھا۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ راجز مجھ سے فریاد کر رہا تھا: حالانکہ اس نے مکہ سے نکلتے ہوئے آپ سے مدد مانگی تھی مگر آپ صلے اللہ علیہ وسلم نے مدینہ شریف میں رہتے ہوئے اس کی فریاد سُن لی۔

الاصابہ فی تمیز الصحابہ
جلد ۲ صفحہ نمبر ۵۴۶

اُم المومنین سیّدہ میمونہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں، اس واقعہ کے تین دن بعد جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو صبح کی نماز پڑھائی تو ایک راجز نے کھڑے ہو کر کہا (یعنی شعروں کی صورت میں اظہارِ مدعا کیا)

عمرو بن سالم راجز کے اشعار:۔

يَارَبِّ اِنِّيْ نَاشِدٌ مُحَمَّدًا ۔۔۔ حَلْفَ اَبِيْنَا وَاَبِيْهِ الْاَتْلَدَا

ہے البتہ یہ ہے کہ دن ہو یا رات میں جب بھی وضو کرتا ہوں تو چند رکعات نفل ضرور پڑھ لیتا ہوں۔

جس وقت جانِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے یہ بات فرمائی تھی اِس وقت حضرت بلال بقیدِ حیات ظاہری تھے اور ابھی جنت میں داخل نہیں ہوئے تھے، نہ جانے کب قیامت برپا ہوگی اور کب حضرت بلال رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے آگے خادمانہ انداز سے چلتے ہوئے جنت میں داخل ہوں گے مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بے انتہا غیر معمولی سماعت کا اندازہ کیجئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہزاروں سال بعد پیدا ہونے والی حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے جوتوں کی آہٹ کو اُس وقت سُن لیا جبکہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ ابھی فرشِ زمین پر بقید حیات ظاہری تھے۔

یہ روایت بھی حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے بارے میں ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، حضور سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، یَا بِلَالُ هَلْ تَسْمَعُ مَا اَسْمَعُ قَالَ لَا وَاللّٰهِ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ مَا اَسْمَعُهٗ قَالَ اَلَا تَسْمَعُ اَهْلَ الْقُبُوْرِ يُعَذَّبُوْنَ۔

(المستدرک للحاکم صہ ۱/۴۰)

اے بلال کیا تو سنتا ہے جو میں سنتا ہوں؟ انہوں نے عرض کیا نہیں یا رسول اللہ! خدا کی قسم میں نہیں سنتا۔ فرمایا: کیا تو نہیں سنتا، ان اہلِ قبور (یہودیوں) کو عذاب ہو رہا ہے۔ (اور وہ چیخ و پکار کر رہے ہیں)

یہ راجز مجھ سے فریاد کر رہا ہے:

امّ المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ـــ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک رات میرے ہاں تشریف فرما تھے۔

فِیْ قُبُوْرِھِمْ : اے ابو ایوب! کیا تم سن رہے ہو جو میں سن رہا ہوں؟ خود فرمایا جو یہودی قبروں میں (سینکڑوں من مٹی کے نیچے) ہیں ان کی آوازیں سن رہا ہوں۔

○ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ، فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا:

لَیْسَ مِنْ عَبْدٍ یُصَلِّیْ عَلَیَّ اِلَّا بَلَغَنِیْ صَوْتُہٗ حَیْثُ کَانَ قُلْنَا وَبَعْدَ وَفَاتِکَ قَالَ وَبَعْدَ وَفَاتِیْ اِنَّ اللّٰہَ حَرَّمَ عَلَی الْاَرْضِ اَنْ تَاْکُلَ اَجْسَادَ الْاَنْبِیَاءِ۔

(جلاء الافہام لابن القیم صہ ۶۳)

کوئی شخص ایسا نہیں کہ جو مجھ پر درود پڑھے مگر اس کی آواز مجھے پہنچتی ہے (یعنی میں اس کی آواز سنتا ہوں) چاہے وہ کہیں بھی ہو۔ صحابہ کرام نے عرض کی: یا رسول اللہ! اور وفات کے بعد بھی آپ سنیں گے؟ فرمایا اور وفات کے بعد بھی کیونکہ اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے زمین پر انبیاؑ کے جسموں کو کھانا۔

جس خواب میں ہو جائے دیدارِ نبی حاصل:

حضرت ابوبکر محمد بن عمر رضی اللہ عنہ، فرماتے ہیں۔

کُنْتُ عِنْدَ اَبِیْ بَکْرِ بْنِ مُجَاھِدٍ فَجَاءَ الشِّبْلِیُّ فَقَامَ اِلَیْہِ اَبُوْبَکْرِ بْنُ مُجَاھِدٍ فَعَانَقَہٗ وَقَبَّلَ بَیْنَ عَیْنَیْہِ فَقُلْتُ لَہٗ یَا سَیِّدِیْ تَفْعَلُ ھٰذَا بِالشِّبْلِیِّ وَاَنْتَ وَجَمِیْعُ مَنْ بِبَغْدَادَ یَتَصَوَّرُ اَنَّہٗ مَجْنُوْنٌ فَقَالَ لِیْ فَعَلْتُ بِہٖ کَمَا رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَعَلَ بِہٖ وَذَالِکَ اَنِّیْ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِی الْمَنَامِ وَقَدْ اَقْبَلَ الشِّبْلِیُّ فَقَامَ اِلَیْہِ وَقَبَّلَ بَیْنَ عَیْنَیْہِ فَقُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَتَفْعَلُ ھٰذَا بِالشِّبْلِیِّ؟ فَقَالَ ھٰذَا

اِنَّ قُرَيْشًا اَخْلَفُوْكَ الْمَوْعِدَا ۔۔۔ وَنَقَضُوْا مِيْثَاقَكَ الْمُؤَكَّدَا
وَزَعَمُوْا اَنْ لَّسْتَ اَدْعُوْا اَحَدًا ۔۔۔ فَانْصُرْ هَدَاكَ اللّٰهُ نَصْرًا اَيِّدًا
وَادْعُ عِبَادَ اللّٰهِ يَاْتُوْا مَدَدَا ۔۔۔ فِيْهِمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ قَدْ تَجَرَّدَا الخ

(ترجمہ) ۱۔ الہٰی میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے اور آپ کے باپ کا قدیم عہد یاد کراتا ہوں۔

۲۔ بلا شبہ قریش نے آپ کے ساتھ کیے ہوئے وعدے کی خلاف ورزی کی ہے اور آپ کے پختہ عہد کو توڑ دیا ہے۔

۳۔ اور اس زعم میں مبتلا ہیں کہ میں اپنی مدد کیلئے کسی کو نہیں بلا سکتا، اللہ آپ کو توفیق دے، آپ ہماری جاندار مدد فرمائیں۔

۴۔ اور آپ اللہ کے بندوں کو دعوت دیں کہ وہ ہماری مدد کو آئیں، ان میں اللہ تعالےٰ کے رسول ہیں۔ (الخ)

مختصر سیرۃ الرسول ص ۵۲۸/۵۲۹

مطبوعہ جامعۃ العلوم الاثریہ اہلحدیث جہلم

چنانچہ بعد ازاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش پر چڑھائی کی اور مکہ فتح ہو گیا اور یوں ظاہری و باطنی امداد کا ظہور ہوا۔

> واللہ وہ سن لیں گے فریاد کو پہنچیں گے
> اتنا بھی تو ہو کوئی جو آہ کرے دل سے

○ طبرانی نے حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور سید العالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو ایوب رضی اللہ عنہ کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا:۔۔۔۔

يَا اَبَا اَيُّوْب اَتَسْمَعُ مَا اَسْمَعُ، اَسْمَعُ اَصْوَاتَ الْيَهُوْدِ

دلائل الخیرات شریف میں ہے۔

قِیْلَ لِرَسُوْلِ اللّٰہِ اَرَاَیْتَ صَلٰوۃَ الْمُصَلِّیْنَ عَلَیْکَ مِمَّنْ غَابَ عَنْکَ وَمَنْ یَّاْتِیْ بَعْدَکَ مَا حَالُھُمَا عِنْدَکَ فَقَالَ اَسْمَعُ صَلٰوۃَ اَھْلِ مَحَبَّتِیْ وَاَعْرِفُھُمْ:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں عرض کیا گیا کہ آپ کے نزدیک آپ سے دُور رہنے والوں اور بعد میں آنے والوں کے درودوں کا کیا حال ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہم اہلِ محبت کے درُود خود سُنتے ہیں اور انہیں پہچانتے ہیں۔

؎ دل کے حالات مت پوچھ ہمدم فرقت وغم کے چھالے ملیں گے
ہاں مگر محفلِ مصطفےٰ میں رحمتوں کے اُجالے ملیں گے
آج بھیجو دُرودوں کی ڈالی، سُن رہے ہیں مدینے کے والی
رُوح پیاسی ہے انسانیت کی، آج کوثر کے پیالے ملیں گے

بھُنی ہُوئی بکری کی بات بھی سُن لی:

یہودیوں نے بکری میں زہر ملا کر بھُون کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کر دی۔ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس یہودیہ عورت کو بلا کر پوچھا کہ تو نے اس بکری میں زہر ملایا ہے، وہ بولی مَنْ اَخْبَرَکَ؟ آپ کو کس نے بتایا ہے؟ فرمایا، اَخْبَرَتْنِیْ ھٰذِہٖ فِیْ یَدِیْ لِلذِّرَاعِ۔ مجھے بکری کے اس بازو نے بتایا ہے جو میرے ہاتھ میں ہے۔

یہ سُن کر اس عورت نے اقرار کر لیا کہ میں نے اس میں زہر ملایا ہے۔

(ابوداؤد صہ ۲۶۴/۲، مشکوٰۃ صہ ۵۴۲، البرہان صہ ۳۶۵)

يَقْرَأُ بَعْدَ صَلٰوتِهٖ (لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ) اِلٰى اٰخِرِ السُّوْرَةِ وَ يَقُوْلُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ يَا مُحَمَّدُ قَالَ فَلَمَّا دَخَلَ الشِّبْلِيُّ سَاَلْتُهٗ عَمَّا يَذْكُرُ بَعْدَ الصَّلٰوةِ فَذَكَرَ مِثْلَهٗ۔

(جلاء الافہام فی الصلوٰۃ والسلام علیٰ خیر الانام ص ۲۵۸)

میں حضرت ابوبکر بن مجاہد کے پاس تھا کہ شبلی آئے اور ابوبکر بن مجاہد اس کی تعظیم کے لیے کھڑے ہوئے اور اس سے معانقہ کیا اور اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا تو میں نے کہا۔ اے میرے سردار آپ شبلی کے ساتھ ایسا (تعظیم و محبّت والا) سلوک کرتے ہیں؟ حالانکہ آپ سمیت تمام اہلِ بغداد شبلی کو دیوانہ تصوّر کرتے ہیں۔ تو انہوں نے جواب دیا کہ میں نے شبلی کے ساتھ ایسا ہی کیا ہے جیسا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کرتے دیکھا ہے اور وہ یہ ہے کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے؛ شبلی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلسِ پاک میں آیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اِس کے لیے کھڑے ہو گئے اور اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا تو میں نے عرض کیا، یا رسول اللہ (صلّی اللہ علیک وسلّم) آپ شبلی کے ساتھ ایسا کرتے ہیں؟ (لوگ تو اسے دیوانہ سمجھتے ہیں)

تو آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا: یہ شبلی ہر نماز کے بعد پڑھتا ہے "لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ" آخر سورۃ تک اور پھر تین مرتبہ (مجھ پر ان الفاظ کے ساتھ درود) پڑھتا ہے۔ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ يَا مُحَمَّدُ!

حضرت ابوبکر محمد فرماتے ہیں کہ میں نے شبلی سے پوچھا؛ اس وظیفے کے بارے میں جو وہ نماز کے بعد کرتے ہیں ــــــ تو انہوں نے تصدیق کی اور ویسے ہی بیان کیا جیسے میں نے سُنا تھا۔

دہن مبارک

بزاز اور بیہقی نے حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاسِعُ الْفَمِ اَشْنَبَ مُفَلَّجَ الْاَسْنَانِ۔

کہ حضور سید العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کا دہن مبارک وسیع تھا، دانت موتیوں کی طرح چمکدار اور دندان مبارک آپس میں بھنچے ہوئے نہ تھے بلکہ درمیان میں تھوڑا تھوڑا فاصلہ تھا۔

اس دہنِ اقدس سے صادر ہونے والی گفتگو کے بارے میں اللہ قدوس کا فرمانِ ذیشان ہے:

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ يُّوْحٰى ۔ (النجم: ۳)

اور وہ تو کوئی بات اپنی خواہش سے نہیں کرتے وہ تو نہیں مگر وحی جو انہیں کی جاتی ہے۔

نور کے موتیوں کی لڑیاں:

صاحب مواہب اللدنیہ حضرت ابو قرصافہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، انہوں نے کہا میں میری والدہ اور میری خالہ، ہم سب نے بارگاہِ نبوی میں حاضر ہو کر بیعت کا شرف حاصل کیا، جب ہم رخصت ہوئے تو راستہ میں میری ماں اور میری خالہ نے کہا:

يَا بُنَیَّ مَا رَاَيْنَا مِثْلَ هٰذَا الرَّجُلِ اَیْ خَلْقًا وَخُلْقًا اَحْسَنَ وَجْهًا وَلَا اَنْقٰى ثَوْبًا وَلَا اَلْيَنَ كَلَامًا وَرَاَيْنَا كَالنُّوْرِ يَخْرُجُ مِنْ فِيْهِ۔

آپ لاکھوں میلوں سے آواز سُن لیتے ہیں:

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہم سیّد العالمین صلی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں حاضر تھے کہ اچانک سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلّم نے ایک آہٹ سُنی۔ سُن کر صحابہ کرام سے پوچھا:

اَتَدْرُوْنَ مَا هٰذَا ؟ — اے میرے صحابہ تم جانتے ہو کہ یہ آہٹ کیسی ہے؟ صحابہ کرام نے عرض

قَالَ قُلْنَا اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ — کیا اللہ تعالیٰ اور اس کا پیارا رسول صلی اللہ علیہ وسلّم ہی بہتر جانتے ہیں۔

اس پر فرمایا:-

هٰذَا حَجَرٌ رُمِیَ بِهٖ فِی النَّارِ مُنْذُ سَبْعِیْنَ خَرِیْفًا فَهُوَ یَهْوِیْ فِی النَّارِ الْاٰنَ حَتّٰی انْتَهٰی اِلٰی قَعْرِهَا۔ (صحیح مسلم ص ۳۸۱ ج ۲)

یعنی یہ آہٹ پتھر کی ہے جو کہ آج سے ستّر سال قبل دوزخ میں پھینکا گیا تھا اور اب وہ جہنم کے نیچے پہنچا ہے

ایمان والا غور کرے کہ ستّر سال پتھر نیچے گرتا رہے تو کتنے لاکھ کتنے کروڑ میل فاصلہ طے کرے گا تو کیا مدینہ منورہ میں بیٹھے مشرق و مغرب والوں کے صلوٰۃ وسلام کو سُن لینا اللہ تعالیٰ کی قدرت سے بعید ہے ہرگز ہرگز بعید نہیں۔ اللہ تعالیٰ ایمان عطا کرے جو ہر قسم کے اعتراضات کی جڑ کاٹ دیتا ہے۔

(البرهان از حضرت مفتی محمد امین صاحب مدظلہ)

؎ دُور و نزدیک کے سُننے والے وہ کان
کانِ لعلِ کرامت پہ لاکھوں سلام
ہم یہاں پر پڑھیں وہ مدینے سُنیں!
مصطفٰے کی سماعت پہ لاکھوں سلام (صلی اللہ علیہ وسلم)

قدرت میں میری جان ہے اِس منہ سے (ہر حالت میں) سوائے حق کے اور کچھ نہیں نکلتا۔

سب سے سچّا کلام

حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میرے بھائی انیس نے مجھے کہا کہ مکّہ مکرمہ میں مجھ کو ایک کام ہے۔ تم بکریوں کی حفاظت رکھنا۔ یہ کہہ کر وہ چلا گیا، دیر کے بعد واپس آیا تو بولا کہ میں مکّہ میں ایک شخص سے ملا ہوں جو کہتا ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔ ابوذر کہتے ہیں میں نے پوچھا: لوگ اس کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟ اس نے کہا: لوگ کہتے ہیں شاعر ہے، کاہن ہے، جادوگر ہے۔ پھر خود ہی کہنے لگا:

لَقَدْ سَمِعْتُ قَوْلَ الْکَهَنَةِ فَمَا هُوَ بِقَوْلِهِمْ وَلَقَدْ وَضَعْتُ قَوْلَهٗ عَلٰى اَقْوَاءِ الشِّعْرِ فَمَا يَلْتَئِمُ عَلٰى اَحَدٍ بَعْدِىْ اَنَّهٗ شِعْرٌ وَاللّٰهِ اَنَّهٗ لَصَادِقٌ وَاَنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ۔ (مسلم شریف ص ۲۹۶/۲)

میں نے کاہنوں کا کلام سنا ہے۔ اس کا کلام کاہنوں کا کلام نہیں۔ اللہ کی قسم میں نے اس کے کلام کو شعر کی تمام قسموں کے ساتھ ملا کر دیکھا ہے۔ میرے بعد بھی کوئی یہ نہ کہے گا کہ اس کا کلام شعر ہے۔ خدا کی قسم وہ سچا ہے اور وہ لوگ جو اسے شاعر وغیرہ کہتے ہیں جھوٹے ہیں۔

یہ سُن کر حضرت ابوذر غفّاری مکّے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اسلام لائے اور جب اپنے بھائی انیس کے پاس واپس آئے تو اُن کے اسلام کی خبر سُن کر حضرت انیس اور ان کی والدہ بھی ایمان لے آئے۔ پھر تینوں اپنی قوم غفّار میں آئے، ان کو دیکھ کر ان کی آدھی قوم ایمان لے آئی۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلّم ہجرت فرما کر مدینہ منورہ تشریف لائے تو باقی قوم بھی ایمان لے آئی۔

اے بیٹے ہم نے خَلق اور خُلق میں کوئی آدمی ان کا ہمسر نہیں دیکھا اور نہ ہی آپ سے زیادہ خوبرو، آپ سے زیادہ پاکیزہ لباس والا اور آپ سے زیادہ نرم گفتگو کرنے والا دیکھا ہے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم گفتگو فرماتے ہیں تو یوں لگتا ہے گویا منہ مبارک سے نور نکلتا ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہٗ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَا اَخْبَرْتُکُمْ اِنَّهٗ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ فَهُوَ الَّذِیْ لَا شَکَّ فِیْهِ:

(دُرِ منثور ص ۱۲۲)

جو خبر بھی میں تمہیں دیتا ہوں وہ بلاشبہ اللہ کی طرف سے ہوتی ہے اور اس میں کوئی شک و شبہ نہیں ہوتا۔

اس مُنہ سے حق کے سوا کچھ نہیں نکلتا:

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں

کہ میں جو کچھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنتا اسے لکھ لیا کرتا۔ قریش نے مجھے منع کیا کہ ہر بات نہیں لکھنی چاہیئے کیونکہ تبقاضائے بشریت ممکن ہے کہ غصّہ و غضب کی حالت میں کبھی کوئی بات ایسی بھی نکل جائے جو لکھنے والی نہ ہو۔

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہٗ فرماتے ہیں:

فَاَمْسَکْتُ عَنِ الْکِتَابِ فَذَکَرْتُ ذَالِکَ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَاَوْمَا اِصْبَعَهٗ اِلٰی فِیْهِ فَقَالَ اُکْتُبْ فَوَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ مَا یَخْرُجُ مِنْهُ اِلَّا حَقٌّ۔ (ابوداؤد کتاب العلم)

پس میں لکھنے سے رُک گیا اور اس بات کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لکھو! اور اپنی انگلی مبارک سے اپنے دہنِ اقدس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضہ

اَظْهُرِنَا قَدْ اَعْضَلَ بِنَا قَدْ فَرَّقَ جَمَاعَتَنَا وَ شَتَّتَ اَمْرَنَا وَ اِنَّمَا قَوْلُهٗ كَالسِّحْرِ يُفَرِّقُ بَيْنَ الرَّجُلِ وَ بَيْنَ اَبِيْهِ وَ بَيْنَ الرَّجُلِ وَ بَيْنَ اَخِيْهِ وَ بَيْنَ الرَّجُلِ وَ بَيْنَ زَوْجَتِهٖ وَ اِنَّا نَخْشٰى عَلَيْكَ وَعَلٰى قَوْمِكَ مَا قَدْ دَخَلَ عَلَيْنَا فَلَا تُكَلِّمْهُ وَلَا تَسْمَعَنَّ مِنْهُ شَيْئًا۔

اے طفیل! تم ہمارے شہر میں تشریف لائے ہو، ہمارے ہاں ایک شخص ہے جس نے ہمیں بڑی مصیبت میں مبتلا کر دیا ہے۔ ہمارے اتحاد کو اس نے پارہ پارہ کر دیا ہے۔ ہمارے حالات کو اس نے پراگندہ کر دیا ہے اس کی گفتگو میں جادو کا اثر ہے۔ اس نے بیٹے اور باپ کو، بھائی اور بھائی کو خاوند اور بیوی کو جدا جدا کر دیا ہے۔ ہمیں اندیشہ ہے کہ کہیں تم اور تمہاری قوم بھی اس مصیبت میں مبتلا نہ ہو جائے۔ جس کا ہم شکار ہیں اس لیے ہماری مخلصانہ گزارش ہے کہ اس کے ساتھ گفتگو نہ کرنا اور ہرگز اس کی کوئی بات نہ سننا۔

طفیل کہتے ہیں کہ وہ لوگ بار بار مجھے یہی نصیحتیں کرتے رہے یہاں تک کہ ان کی یہ بات میرے دل میں گھر کر گئی اور میں نے یہ فیصلہ کر لیا کہ نہ میں ان کے پاس بیٹھوں گا اور نہ ان کی بات سنوں گا۔

حتیٰ کہ جب میں مسجد حرام میں جانے لگتا تو اپنے کانوں میں روئی ٹھونس لیتا کہ کہیں بے خبری میں ان کی آواز میرے کانوں میں نہ پڑ جائے۔

طفیل اپنا قصہ بیان کرتے ہوئے خود بتاتے ہیں کہ ایک روز میں حرم شریف میں گیا، وہاں اچانک میں نے دیکھا کہ حضور رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ کے سامنے نماز ادا فرما رہے ہیں، میں نزدیک جا کر کھڑا ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ میری مرضی کے بغیر اس کے محبوب کی آواز میرے کانوں میں پہنچ گئی چنانچہ میں نے دل آویز کلام سنا تو میں نے اپنے آپ کو سرزنش کرتے ہوئے کہا:۔

حضرت یزید بن رومان اور محمد بن کعب فرماتے ہیں کہ بنی سلیم میں ایک شخص جس کا نام قیس بن نسیبہ تھا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا اور آپ کا کلام سُنا اور آپ سے کئی باتیں دریافت کی، آپ نے ان کا جواب دیا، اس نے وہ سب کچھ یاد کر لیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے رسولِ برحق ہونے کو تسلیم کر لیا اور مسلمان ہوگیا پھر اپنی قوم میں جا کر کہنے لگا۔ اے لوگو! بے شک میں نے روم کا ترجمہ، فارس کا زمزمہ، عرب کے اشعار، کاہن کی کہانت اور ملوک حمیری کا کلام سُنا ہے مگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام، ان کے کلام میں سے کسی سے نہیں ملتا، وہ سچے نبی ہیں اس لیے تم میرا کہنا مانو اور اس سے بہرہ ور ہو جاؤ۔

طبقاتِ ابنِ سعد (ذکرِ جمیل)

زبانِ حق ترجمان کا فیضان :

طفیل، قبیلہ دوس کا سردار تھا، اپنی ذاتی خوبیوں کی وجہ سے ساری قوم اس پر جان چھڑکتی تھی، اس کے اشارۂ ابرو پر وہ سب کچھ لٹانے کے لیئے تیار ہو جاتی تھی۔ عقلمند اور معاملہ فہم ہونے کے ساتھ ساتھ وہ قادر الکلام نغز گو شاعر بھی تھا۔ اس کے اشعار اور قصائد کو سُن کر عرب کے فصحا و بلغا سر دھنتے تھے ایک دفعہ عمرہ ادا کرنے کیلئے وہ مکہ آیا، قریش کو اس کی آمد کا علم ہوا تو قریش کے رؤسا نے اس کی خاطر مدارات کی حد کر دی ہر وقت اس کے ساتھ چمٹے رہتے، اس کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دُور رکھنے کے لیئے ہر تدبیر بروئے کار لاتے، طفیل خود بیان کرتے ہیں کہ میں جب مکہ پہنچا تو وہاں کے سرداروں نے مجھے نبیِ مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف بھڑکانا شروع کر دیا۔ ناصح مشفق کی حیثیت سے انہوں نے مجھے سمجھاتے ہوئے کہا :

يَا طُفَيْلُ اِنَّكَ قَدِمْتَ بِلَادَنَا وَهٰذَا الرَّجُلُ الَّذِي بَيْنَ

ضماد ازدی کا قبول اسلام

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ایک شخص ضماد نامی (یمن کے قبیلے) ازد شنوءہ سے مکہ آیا تو اس نے بعض لوگوں کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو جن ہے یا جنوں تو اس نے کہا کہ میں ایسے بیماروں کا علاج اور منتر جانتا ہوں میرے ہاتھ سے بہت لوگ شفایاب ہوئے ہیں مجھے دکھاؤ وہ کہاں ہیں، لوگ اس کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے آئے۔ جب وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں آکر بیٹھا، آپ نے اس وقت یہ پڑھا:-

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ:

سب تعریفیں اللہ کیلئے ہیں۔ ہم اللہ ہی کی تعریف کرتے ہیں اور اسی سے مدد مانگتے ہیں اور اسی پر ایمان لاتے ہیں اور اسی پر توکل کرتے ہیں۔ نفس کی شرارتوں اور برے اعمال سے اسی کی پناہ مانگتے ہیں۔ جس کو وہ ہدایت دے اس کو کوئی گمراہ نہیں کرسکتا۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ بے شک میں اللہ کا رسول ہوں:

ضماد نے سن کر کہا پھر پڑھیئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دوبارہ پڑھا۔ ضماد نے کہا:- وَاللّٰهِ لَقَدْ سَمِعْتُ قَوْلَ الْكَهَنَةِ وَقَوْلَ السَّحَرَةِ

وَاثُكْلَ اُمِّیْ! وَاللهِ اِنِّیْ لَرَجُلٌ لَبِیْبٌ شَاعِرٌ مَا یَخْفٰی عَلَیَّ الْحَسَنُ مِنَ الْقَبِیْحِ۔ وَمَا یَمْنَعُنِیْ اَنْ اَسْمَعَ مِنْ هٰذَا الرَّجُلِ مَا یَقُوْلُ فَاِنْ کَانَ الَّذِیْ یَاْتِیْ بِهٖ حَسَنًا قَبِلْتُهٗ وَاِنْ کَانَ قَبِیْحًا تَرَکْتُهٗ۔

میری ماں کے بچے مریں! بخدا میں ایک عقل مند آدمی ہوں اور شاعر بھی ہوں۔ کلام کے حسن و قبح کو اچھی طرح پہچانتا ہوں۔ اس شخص کی بات سننے سے مجھے کون روکنے والا ہے۔ اگر اس نے کوئی اچھی بات کہی تو قبول کر لوں گا اور اگر کوئی قبیح بات کہیں گے تو اُسے مسترد کر دوں گا۔

چنانچہ میں وہاں رُک گیا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی اور اپنے گھر تشریف لے گئے۔ میں بھی پیچھے پیچھے چل پڑا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں داخل ہوئے تو میں بھی وہاں پہنچ گیا۔ میں نے عرض کیا کہ آپ کی قوم نے آپ کے بارے میں مجھے یہ یہ باتیں بتائی ہیں۔ وہ مجھے حضور سے ڈراتے رہے یہاں تک کہ اس خوف سے کہ آپ کی آواز میرے کانوں کے پردے سے ٹکرائے، میں نے اپنے کانوں میں روئی ٹھونس لی۔ لیکن آج اچانک آپ کی آواز میرے کانوں میں پڑی ہے جو مجھے پسند آئی ہے۔ میں حاضر ہوا ہوں کہ آپ مجھے اپنی دعوت کے بارے میں خود بتائیں تاکہ اس کے متعلق میں کچھ فیصلہ کر سکوں۔

طفیل کہتے ہیں کہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اسلام کے بارے میں قرآن کریم پڑھ کر سنایا۔ خدا کی قسم! اس سے زیادہ دلکش اور اثر آفریں کلام میں نے آج تک نہیں سنا تھا اور نہ اس دین سے بہتر کوئی دین میں جانتا تھا۔ میرے دل نے اس دعوت کی عظمت اور سچائی کے سامنے سر تسلیم خم کر دیا۔

اسی وقت سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک پر بیعت کی اور کلمہ شہادت پڑھ لیا ——— (ضیاء النبی جلد دوم ص۲۸۳ تا ص۲۸۴)

نہیں کرتی۔

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بائیں ہاتھ سے کھا رہا تھا۔

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کُلْ بِیَمِیْنِکَ فَقَالَ لَا اَسْتَطِیْعُ قَالَ لَا اسْتَطَعْتَ مَا مَنَعَہٗ اِلَّا الْکِبْرُ قَالَ فَمَا رَفَعَھَا اِلٰی فِیْہِ۔ (مسلم، مشکوٰۃ ص۳۶)

تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو فرمایا: دائیں ہاتھ سے کھا، اس نے کہا کہ میں دائیں ہاتھ سے نہیں کھا سکتا (یعنی بے کار ہے) آپ نے فرمایا: جا آج سے بیکار رہی ہے۔ اس نے یہ جھوٹا عذر صرف تکبر سے کیا تھا چنانچہ اس دن سے وہ ہاتھ ایسا بیکار ہوا کہ پھر کبھی منہ تک نہ آسکا۔

صرف نام بدلنے سے پانی میٹھا ہوگیا:

حضرت زبیر بن بکار حضرت ابراہیم بن حارث سے روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ ذی قرد کے موقع پر ایک چشمہ پر نزول فرمایا۔

فَقِیْلَ لَہٗ اِسْمُہٗ بَیْسَان وَ مَاءُہٗ مِلْحٌ فَقَالَ بَلْ ھُوَ نُعْمَانُ وَ مَاءُہٗ طَیِّبٌ فَطَابَ۔

(شفا شریف ص۲۱۶، حجۃ اللہ علی العالمین ص۴۳۲)

آپ کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ اس چشمہ کا نام بیسان ہے اور اس کا پانی نمکین ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، (نہیں) بلکہ اس کا نام نعمان ہے اور اس کا پانی میٹھا ہے تو وہ میٹھا ہوگیا۔ (یعنی نام بدلنے سے اس کی حقیقت بدل گئی۔)

شعر
وہ زبان جس کو سب کُن کی کنجی کہیں
اس کی نافذ حکومت پہ لاکھوں سلام

وَقَوْلَ الشُّعَرَاءِ فَمَا سَمِعْتُ مِثْلَ هٰؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ وَلَقَدْ بَلَغْنَ قَامُوْسَ الْبَحْرِ فَهَلُمَّ يَدَكَ اُبَايِعُكَ عَلَى الْاِسْلَامِ فَبَايَعَهُ۔

(مسلم، خصائص کبریٰ ص۱۳۲)

خدا کی قسم میں بہت سے کاہنوں، ساحروں اور شاعروں کا کلام سن چکا ہوں لیکن ان کلمات کی مثل میں نے نہیں سنا۔ یہ تو معناً ایک بحرِ زخار اور دریائے بے کنار ہیں۔ اپنا ہاتھ بڑھائیے، میں دینِ اسلام کو قبول کرتے ہوئے آپ کی بیعت کرتا ہوں۔ یہ کہہ کر وہ مسلمان ہوگیا۔

اسے زمین قبول نہیں کریگی:

عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ اِنَّ رَجُلًا كَانَ يَكْتُبُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَارْتَدَّ عَنِ الْاِسْلَامِ وَلَحِقَ بِالْمُشْرِكِيْنَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْاَرْضَ لَا تَقْبَلُهُ فَاَخْبَرَنِيْ اَبُوْ طَلْحَةَ اَنَّهُ اَتَى الْاَرْضَ الَّتِيْ مَاتَ فِيْهَا فَوَجَدَهُ مَنْبُوْذًا فَقَالَ مَا شَانُ هٰذَا فَقَالُوْا دَفَنَّاهُ مِرَارًا فَلَمْ تَقْبَلْهُ الْاَرْضُ۔

(بخاری و مسلم، مشکوٰۃ ص۵۳۵/۵۳۶)

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص وحی لکھتا تھا تو وہ مرتد ہوگیا اور مشرکوں سے مل گیا، تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک اسے زمین قبول نہیں کرے گی۔

راوی فرماتے ہیں کہ مجھے حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ وہ اس زمین پر گئے جہاں وہ (مرتد) مرا تھا۔ (اور لوگوں نے اسے دفن کیا تھا) انہوں نے دیکھا کہ وہ (قبر سے باہر) پھینکا ہوا (پڑا) ہے۔ انہوں نے لوگوں سے پوچھا کہ یہ کیا ماجرا ہے۔ تو انہوں نے بتایا کہ ہم نے اسے کئی مرتبہ دفن کیا ہے (مگر) اسے زمین قبول

میرا نام میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے سفینہ رکھا ہے۔

پوچھا کیوں؟ تو بتایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم (ایک مرتبہ سفر پر) نکلے، صحابہ کرام بھی ساتھ تھے۔ اُن کے وزن اُن پر بوجھل تھے۔ تو مجھے نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنی چادر بچھاؤ! میں نے بچھا دی تو سب لوگوں نے اپنا اپنا سامان میری چادر پر رکھ دیا اور (مجموعی بھاری) گٹھڑی کو اٹھا کر مجھ پر رکھ دیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا: اس کو اٹھا۔ کیونکہ تو سفینہ (کشتی) ہے۔ بس اُس دن سے میں ایک، دو، تین، چار، پانچ، چھ، سات اونٹوں کا سامان اٹھالوں تو مجھے کوئی بوجھ محسوس نہیں ہوتا۔

(حجۃ اللہ علی العالمین ط۴۳۶)

یا اللہ اسے خوبصورت کر دے

عَنْ اَبِیْ زَیْدِ الانصاری عمرو بن اَخْطَب رضی اللہ عنه قَالَ اسْتَسْقٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰه عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَاَتَیْتُهٗ بِاِنَاءٍ فِیْهِ مَاءٌ وَ فِیْهِ شَعْرَةٌ فَرَفَعْتُهَا ثُمَّ نَاوَلْتُهٗ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ جَمِّلْهُ قَالَ فَرَاَیْتُهٗ ابْنَ ثَلَاثٍ وَّتِسْعِیْنَ سَنَةً وَمَا فِیْ رَأْسِهٖ وَلِحْیَتِهٖ شَعْرَةٌ بَیْضَاءُ۔

(حجۃ اللہ علی العالمین ص۴۳۷، مدارج النبوت)

حضرت ابوزید عمرو بن اخطب انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی طلب فرمایا۔ میں نے آپ کی خدمت میں پانی کا برتن پیش کیا (دیکھا تو اُس میں) ایک بال تھا۔ میں نے اُسے نکال دیا تو حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے (خوش ہو کر میرے لیے یوں) دعا کی اَللّٰهُمَّ جَمِّلْهُ: اے اللہ اسے خوبصورت کر دے۔ راوی کہتے ہیں میں نے ان کو ۹۳ سال کی عمر میں دیکھا،

وہ دُعا جس کا جوبن بہار قبول

حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے فجر کی اذان کہی تو چونکہ سردی بہت زیادہ تھی۔ اس وجہ سے لوگ نماز پڑھنے مسجد میں نہ آسکے اور جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے وجہ پوچھی تو انہوں نے عرض کیا، یا رسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) سردی کی وجہ سے نمازی نہیں آسکے۔

یہ سُن کر سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے دُعا کی۔

اَذْهِبْ اَللّٰهُمَّ عَنْهُمُ الْبَرْدَ۔ یا اللہ نمازیوں سے سردی دُور کردے۔

حضرت بلال رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ (مسجد شریف نمازیوں سے بھر گئی)

فَرَاَيْتُهُمْ يَتَرَوَّحُوْنَ فِي السُّبْحَةِ۔ پس میں نے نمازیوں کو دیکھا کہ وہ گرمی کی وجہ سے پنکھے جھل رہے ہیں۔

حضرت سفینہ اور سات اونٹوں کا بوجھ

اَخْرَجَ احمد وابن سعد والبیہقی وابونعیم عَنْ سَفِيْنَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهٗ قِيْلَ لَهٗ مَا اسْمُكَ ؟ قَالَ سَمَّانِي رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم سَفِيْنَةَ ! قِيْلَ وَلِمَ ؟ قَالَ خَرَجَ وَمَعَهٗ اَصْحَابُهٗ فَثَقُلَ عَلَيْهِمْ مَتَاعُهُمْ فَقَالَ لِيْ اُبْسُطْ كِسَاءَكَ فَبَسَطْتُهٗ فَجَعَلُوْا فِيْهِ مَتَاعَهُمْ ثُمَّ حَمَلُوْهُ عَلَيَّ فَقَالَ احْمِلْ فَاِنَّمَا اَنْتَ سَفِيْنَةُ ! فَلَوْ حَمَلْتُ مِنْ يَوْمِئِذٍ وَقْرَ بَعِيْرٍ اَوْ بَعِيْرَيْنِ اَوْ ثَلَاثَةٍ اَوْ اَرْبَعَةٍ اَوْ خَمْسَةٍ اَوْ سِتَّةٍ اَوْ سَبْعَةٍ مَا ثَقُلَ عَلَيَّ : (حجۃ اللہ علی العالمین ص۴۳۶)

حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ سے لوگوں نے پوچھا، آپ کا نام کیا ہے؟ فرمایا:

آپ نے ننانوے ۹۹ سال عمر پائی، یہ سب برکتیں حبیبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلّم کی دعا سے ہیں۔ (مرقاۃ شرح مشکوٰۃ ص ۴۱۶ ج ۱۱)

خدا کی رضا چاہتے ہیں دو عالم — خدا چاہتا ہے رضائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم
اجابت نے جھک کر گلے سے لگایا — بڑھی ناز سے جب دعائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم
اجابت کا سہرا عنایت کا جوڑا — دلہن بن کے نکلی دعائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم
رضا پل سے اب وجد کرتے گزریئے — کہ ہے رَبِّ سَلِّم صدائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم

آپ کے بلانے پر قبر سے نکل کر جواب دیا

عَنِ الْحَسَنِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَتٰی رَجُلٌ اِلنَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَذَکَرَ لَہٗ اَنَّہٗ طَرَحَ بُنَیَّۃً لَّہٗ فِیْ وَادِیْ کَذَا فَانْطَلَقَ مَعَہٗ اِلَی الْوَادِیْ وَنَادَاھَا بِاِسْمِھَا یَا فُلَانَۃُ اَجِیْبِیْ بِاِذْنِ اللّٰہِ فَخَرَجَتْ وَھِیَ تَقُوْلُ لَبَّیْکَ وَسَعْدَیْکَ فَقَالَ لَھَا اِنَّ اَبَوَیْکَ قَدْ اَسْلَمَا فَاِنْ اَحْبَبْتِ اَنْ اَرُدَّکِ عَلَیْھِمَا قَالَتْ لَا حَاجَۃَ لِیْ فِیْھِمَا وَجَدْتُّ اللّٰہَ خَیْرًا لِّیْ مِنْھُمَا۔ (الشفاء بتعریف حقوق المصطفٰی ص ۲۱۱)

حضرت امام حسن بصری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص بارگاہِ رسالت میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوا کہ حضور! زمانۂ جاہلیت میں نے اپنی ایک لڑکی کو فلاں جنگل کے اندر زندہ درگور کر دیا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے ساتھ جنگل میں مطلوبہ جگہ تشریف لے گئے اور آپ نے اس لڑکی کا نام لے کر اس کو آواز دی اور فرمایا کہ اے لڑکی! تو رسولِ خدا کے بلانے کو قبول کر، وہ لڑکی لَبَّیْکَ وَسَعْدَیْکَ کہتی ہوئی گڑھے سے نکل کر بارگاہِ رسالت میں حاضر ہو گئی۔ آپ نے فرمایا، بیٹی تیرے والدین مسلمان ہو گئے ہیں، اگر تو چاہے تو میں تجھے

دراں حالیکہ ان کے سر اور داڑھی میں ایک بال بھی سفید نہ تھا۔

○ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک یہودی نے اونٹنی کا دودھ دوہ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی: اللّٰھم جمّلہ یا اللہ اسے حسن وجمال عطا کر (اس دعا کی برکت سے اس (بوڑھے) یہودی کے سارے بال سیاہ ہو گئے حتیٰ کہ نہایت ہی سیاہ اور خوبصورت ہو گئے۔ وہ نوے سال تک زندہ رہا تو اس کا ایک بال بھی سفید نہ ہوا۔

(حجۃ اللہ علی العالمین ص ۴۳۷)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کیلئے برکت کی دعا:

حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا اپنے بیٹے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو لے کر دربارِ رسالت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا، یا رسول اللہ! یہ میرا بیٹا ہے یہ آپ کا خادم ہے لہٰذا اس کے لیے دعا فرما دیں یہ سن کر حبیبِ مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی:

اَللّٰھُمَّ اَکْثِرْ مَالَہٗ وَ وَلَدَہٗ وَ بَارِكْ لَہٗ فِیْمَا اَعْطَیْتَہٗ۔

یا اللہ! اس کے مال میں برکت عطا کر، مال زیادہ کر اور اس کی اولاد زیادہ کر اور جو تو نے انس کو عطا فرمایا ہے اس میں برکت دے۔

۱۔ ترمذی شریف ص ۲۲۶ مناقب انس بن مالک
مشکوٰۃ ص ۵۵۵

ایک روایت میں یوں بھی ہے یا اللہ اس کی عمر زیادہ کر اور اسے جنت میں میرا رفیق بنا تو یہ دعا ایسی مقبول ہوئی کہ عام باغات میں کھجوروں پر سال میں ایک بار پھل لگتا لیکن سیدنا انس صحابی رضی اللہ عنہ کے باغ میں سال میں دوبار پھل لگتا اور اولاد میں ایسی برکت ہوئی کہ آپ کے ایک سو اٹھانوے بیٹے اور دو بیٹیاں پیدا ہوئیں اور پوتے پوتیاں تو بہت زیادہ تھے۔

جو کہ اس کے راوی کا نام ہے۔

جب لڑکے نے آپ کی رسالت کی گواہی دی تو سرورِ کون ومکاں صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تو نے سچ کہا ہے، اللہ تعالیٰ تجھے برکت دے۔

اے اللہ! ابوہریرہ کی ماں کو ہدایت عطا فرما:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میری ماں شرک میں مبتلا تھی، میں اسے اسلام کی دعوت دیتا مگر وہ مانتی نہ تھی۔ ایک دن جبکہ میں نے اپنی والدہ کو دعوتِ اسلام دی تو اس نے میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کے بارے میں ایسی بات کہی جس کو میں سن نہیں سکتا تھا۔ میں وہاں سے دوڑا اور نبیٔ رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں روتا ہوا حاضر ہوا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا ابوہریرہ کیا ہوا؟ میں نے ماجرا عرض کر کے عرض کی یا رسول اللہ میری والدہ کیلئے ہدایت کی دعا فرما دیں۔

یہ سن کر نبیٔ رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زبانِ حق ترجمان سے یوں دعا کی اَللّٰھُمَّ اھْدِ اُمَّ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ۔ یا اللہ! ابوہریرہ کی ماں کو ہدایت عطا فرما یہ دعا سن کر میں خوشی خوشی واپس دوڑا اور جب میں دروازہ پر پہنچا تو وہ بند تھا اور جب میری والدہ نے میرے پاؤں کی آہٹ سنی تو زور سے فرمایا مَکَانَکَ اَبَا ھُرَیْرَۃَ: یعنی ابوہریرہ ٹھہر جا۔ جب میں کھڑا ہو گیا تو میں نے پانی کی چھلپاہٹ سنی۔ چونکہ میری ماں غسل کر رہی تھی۔ اس نے غسل کر کے کپڑے پہنے اور دوپٹہ نہ اوڑھ سکی بلکہ جلدی سے دروازہ کھول کر کہا: اے ابوہریرہ: تو گواہ ہو جا۔

اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ۔

اُن کے پاس زندہ لوٹا دوں؟

لڑکی عرض گزار ہوئی کہ مجھے اِس چیز کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ میں نے اللہ تعالیٰ کو ان سے بہتر پایا ہے۔

گونگا بچہ بول پڑا

وَرَوٰی وَکِیْعٌ رَفَعَہٗ عَنْ فَہْدِ بْنِ عَطِیَّۃَ رضی اللہ عنہ

اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اُتِیَ بِصَبِیٍّ قَدْ شَبَّ لَمْ یَتَکَلَّمْ قَطُّ فَقَالَ مَنْ اَنَا فَقَالَ " رَسُوْلُ اللّٰہِ " (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم)

وَرُوِیَ عَنْ مُعَرِّضِ بْنِ مُعَیْقِیْبٍ رَاَیْتُ مِنَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم عَجَبًا جِیْئَ بِصَبِیٍّ یَوْمَ وُلِدَ فَذَکَرَ مِثْلَہٗ وَھُوَ حَدِیْثُ مُبَارَکِ الْیَمَامَۃِ وَیُعْرَفُ بِحَدِیْثِ شَاصُوْنَۃَ اسْمُ رَاوِیْہِ وَفِیْہِ فَقَالَ لَہُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم صَدَقْتَ بَارَکَ اللّٰہُ فِیْکَ ۔ (الشفاء ص ۲۱۱)

امام وکیع رحمۃ اللہ علیہ نے فہد بن عطیہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں ایک لڑکا پیش کیا گیا جو کافی بڑا ہو گیا تھا لیکن بول نہیں سکتا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلّم نے اس لڑکے سے دریافت فرمایا: میں کون ہوں؟ لڑکے نے جواب دیا، آپ اللہ کے رسول ہیں۔

اسی طرح معرض بن معیقیب رضی اللہ عنہٗ سے مروی ہے کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم سے یہ تعجب خیز بات دیکھی کہ آپ کی خدمت میں ایک ایسا بچہ پیش کیا گیا جو اسی روز پیدا ہوا تھا، آگے اسی طرح واقعہ بیان کیا ہے۔ یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلّم نے اس نومولود بچے سے فرمایا کہ میں کون ہوں؟ تو اُس نے کہا کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔

یہ مبارک الیمامہ کی حدیث ہے جو کہ حدیثِ شاصونہ کے نام سے مشہور ہے

سردی، گرمی کا اثر ختم ہوگیا :

سیدنا مولیٰ علی شیرِ خدا کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کو سردی لگی، وہ دربارِ رسالت میں حاضر ہوگئے ــــ اور عرض گزار ہوئے یا رسول اللہ! مجھے سردی لگ رہی ہے۔ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانِ حق ترجمان سے یہ دعا نکلی :

اَللّٰھُمَّ اکْفِہِ الْحَرَّ وَالْبَرْدَ۔

یا اللہ میرے علی سے سردی گرمی دور کردے۔

اس دعا کے بعد مولیٰ علی حیدرِ کرار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ نہ مجھے سردی لگتی، نہ گرمی بلکہ جب سرد موسم آتا تو آپ رضی اللہ عنہ باریک کپڑے پہن لیتے اور جب گرم موسم آتا تو آپ رضی اللہ عنہ موٹے کپڑے پہن لیتے (گویا کہ یہ اظہار تھا کہ دیکھو میرے آقا کی شانِ محبوبی۔

خصائص کبریٰ ص ۲۵۲/۱، سیرتِ حلبیہ ص ۱۶۰، مجمع الزوائد ص ۱۲۵/۹

دلائل النبوۃ ص ۴۶۳/۲ بحوالہ البرھان ص ۱۸۲

غیب سے بکری آئی چار سو صحابہ کو دودھ پلا گئی :

حضرت نافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہم تقریباً چار سو صحابہ کرام ہم سفر تھے، ہم نے ایک ایسی جگہ پڑاؤ کیا جہاں پانی کا نام تک نہ تھا۔ اس جگہ اترنا لوگوں کو ناگوار محسوس ہوا تاہم جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو وہاں اترتے دیکھا تو سبھی اتر پڑے۔

اچانک ایک بکری دوڑتی ہوئی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آگئی، اس کے سینگ ایسے تھے۔ جیسے فولاد، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے دوہا پھر

یہ سُن کر میں واپسی خوشی سے روتا ہوا دوڑا اور دربارِ رسالت میں حاضر ہو کر ماجرا عرض کر دیا، تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی حمد کی اور فرمایا بہت اچھا ہوا۔

قَالَ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اُدْعُ اللّٰہَ اَنْ یُّحَبِّبَنِیْ اَنَا وَاُمِّیْ اِلٰی عِبَادِہِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَ یُحَبِّبَہُمْ اِلَیْنَا قَالَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَللّٰہُمَّ حَبِّبْ عُبَیْدَکَ ھٰذَا یَعْنِیْ اَبَا ھُرَیْرَۃَ وَاُمَّہٗ اِلٰی عِبَادِکَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَحَبِّبْ اِلَیْہِمُ الْمُؤْمِنِیْنَ فَمَا خُلِقَ مُؤْمِنٌ یَسْمَعُ بِیْ وَلَا یَرَانِیْ اِلَّا اَحَبَّنِیْ۔ (مسلم ص ۳۰۱ ج ۲)

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، کہتے ہیں، میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! دُعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ میری اور میری ماں کی محبّت اپنے مومن بندوں کے دلوں میں پیدا کر دے اور اُن کی محبّت ہمارے دلوں میں پیدا کر دے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دُعا کی۔ اے اللہ! اپنے اس بندے ابوہریرہ اور اس کی ماں کی محبّت اپنے مومن بندوں کے دلوں میں پیدا کر دے۔ اور ان کے دلوں میں اپنے مومن بندوں کی محبّت پیدا کر دے۔

(حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ، فرماتے ہیں، اس دن کے بعد) کوئی ایسا بندۂ مومن نہیں دیکھا جو میرا نام سُن کر مجھ سے محبّت نہ کرے اگرچہ اس نے مجھے دیکھا نہ ہو۔

؎ دیکھ لے جس نے دیکھا نہیں ہے ۔۔۔ کوئی محبوبِ حق سا نہیں ہے
دِل ہے نورِ پیمبر سے روشن ۔۔۔ اس نگر میں اندھیرا نہیں ہے
مہرِ فاراں کی ضَو ریزیوں سے ۔۔۔ آج کس جا سویرا نہیں ہے

شملے سے ڈھانپ دیا اور یوں دُعا فرمائی۔

اَللّٰھُمَّ ھٰؤُلَاءِ اَھْلُ بَیْتِیْ وَعِتْرَتِیْ فَاسْتُرْھُمْ مِنَ النَّارِ کَمَا سَتَرْتُھُمْ بِھٰذِہِ الشَّمْلَۃِ قَالَ فَمَا بَقِیَ فِی الْبَیْتِ جُدُرٌ وَلَا بَابٌ اِلَّا اٰمَّنَ۔

(الخصائص الکبریٰ صہ ۱۲۸)

اے اللہ! یہ لوگ میرے اہلِ بیت ہیں انہیں آگ سے یوں ڈھانپ لے جس طرح انہیں میں نے اس شملے سے ڈھانپا ہے۔ راوی کہتے ہیں، گھر میں کوئی دیوار یا دروازہ ایسا نہ تھا جس نے اِس دُعا پر آمین نہ کہا ہو۔

آپکے حلم پر گوہ نے گواہی دی

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اپنے والد سے روایت کرتے ہیں، کہتے ہیں کہ ایک بار حضور صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کے ساتھ کسی محفل میں بیٹھے تھے، اتنے میں بنی سلیم کا ایک اعرابی آگیا اُس نے گوہ پکڑ رکھی تھی اور اسے اپنی آستین میں ڈال رکھا تھا۔ تاکہ اسے اپنی قیام گاہ میں لے جا کر کھائے، وہ کہنے لگا یہ لوگ کس کے گرد جمع ہیں؟ صحابہ نے کہا، اس کے گرد جس نے دعوائے نبوّت فرمایا ہے۔ تو وہ لوگوں کے درمیان سے گزرتا ہوا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب چلا آیا اور کہنے لگا، اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کسی عورت کا بیٹا تم سے بڑھ کر جھوٹا اور مجھے ناپسند نہیں ہوگا۔ (العیاذ باللہ تعالیٰ) اور اگر یہ نہ ہوتا کہ تم مجھے جلد باز کہو گے تو میں تم پر تیزی سے حملہ کر کے تمھیں قتل کر دیتا اور تمہارے قتل سے سب لوگوں کیلئے خوشی کا سامان پیدا کر دیتا۔

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا، یا رسول اللہ! اجازت دیں کہ میں اس کا سر اڑا دوں۔ بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اے عمر! تم جانتے

تمام لشکر کو دودھ سے سیراب کیا اور خود بھی نوش فرمایا، پھر آپ نے فرمایا:
یَا نَافِعُ اَمْلِکْهَا وَمَا اَرَاكَ تَمْلِکُهَا : اے نافع اس بکری کو سنبھال لو، مگر مجھے نہیں امید کہ تم اسے سنبھال سکو۔ کہتے ہیں جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا کہ مجھے نہیں امید کہ تم اسے سنبھال سکو تو میں نے ایک میخ لے کر زمین میں گاڑی، پھر ایک مضبوط رسّی اس بکری کے گلے میں ڈالی اور اسے میخ سے باندھ دیا۔ اتنے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور ہم سب لوگ سو گئے۔ جب میں بیدار ہوا تو دیکھا کہ رسّی کھلی پڑی ہے اور بکری غائب۔ میں نے حاضرِ خدمتِ اقدس ہو کر یہ امر عرض کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے نافع میں نے تم سے کہا نہ تھا کہ تم اُسے سنبھال نہ سکو گے۔
اِنَّ الَّذِیْ جَآءَ بِهَا هُوَ الَّذِیْ ذَهَبَ بِهَا۔ بے شک جو اسے لایا تھا وہی لے گیا۔ (الاصابہ صفحہ ۵۴۸ دلائل النبوۃ لابی نعیم)

زبانِ نبوّت سے دُعا و در و دیوار سے آمین کی صدا

حضرت ابی اُسید الساعدی سے روایت ہے کہ رسُول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے فرمایا: کل صبح جب تک میں تمہارے پاس نہ آجاؤں تم اور تمہارے فرزند گھر میں موجود رہیں کیونکہ مجھے کام ہے چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اگلے روز صبح کے وقت ان کے پاس تشریف لائے اور فرمایا:۔ قریب قریب ہو جاؤ اور جب وہ قریب قریب ہو گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن پر چادر ڈال دی اور اُن کے لیئے دُعا فرمائی، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دُعا پر دروازے کی چوکھٹ اور مکان کی دیواروں نے آمین آمین کہا؛
ایک دوسری روایت میں ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اپنے

میں قبضہ ہے سمندر پر حکومت ہے، جنت میں رحمت ہے اور دوزخ میں اس کا عذاب ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں کون ہوں۔ اس نے کہا آپ رسولِ رب العالمین اور خاتم المرسلین ہیں۔ آپ کی تصدیق کرنے والا کامیاب اور انکار کرنے والا ناکام و نامراد۔

اعرابی یہ دیکھ کر بول اٹھا اَشۡھَدُ اَنۡ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشۡھَدُ اَنَّکَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ حَقًّا۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، آپ اللہ کے رسولِ برحق ہیں۔ قسم بخدا جب میں آیا تھا تو روئے زمین پر کوئی شخص مجھے آپ سے زیادہ ناپسند نہ تھا۔ اور بخدا اس وقت مجھے آپ، اپنی جان اور اولاد سے بھی زیادہ پیارے ہیں۔ میرے جسم کا بال بال اور رونگٹا رونگٹا آپ پر ایمان لا چکا ہے اور میرا عیان و نہاں اور ظاہر و باطن آپ پر قربان ہو چکا ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس اللہ کے لیے تعریف ہے جس نے تجھے اس دین کی طرف ہدایت دی ہے جو غالب ہے گا۔ مغلوبیت سے نا آشنا ہے، اس دین کو اللہ صرف نماز سے قبول کرتا ہے اور نماز قرآن پڑھنے سے قبول ہوتی ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے سورۃ فاتحہ اور سورۃ اخلاص سکھلائیں وہ عرض کرنے لگا، یا رسول اللہ! میں نے نثر اور نظم میں کوئی بھی کلام اس سے حسین تر نہیں سنا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ رب العالمین کا کلام ہے شعر نہیں۔ جب تم نے قُلۡ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ (سورۂ اخلاص) کو پڑھ لیا تو سمجھو ایک تہائی قرآن پڑھنے کا ثواب مل گیا، اگر اسے دو مرتبہ پڑھا تو تم نے دو تہائی قرآن کی تلاوت کا اجر پا لیا۔ اور اسے تین مرتبہ پڑھنے سے تمہیں پورے قرآن کی تلاوت کا ثواب حاصل ہو گیا۔

اعرابی کہنے لگا ہمارا خدا کتنا اچھا ہے جو تھوڑا سا عمل بھی قبول کر لیتا ہے

نہیں کہ حلیم و بردبار شخص ہی مرتبہ نبوت کے لائق ہوتا ہے پھر وہ اعرابی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگا، مجھے لات و عزیٰ کی قسم میں تم پر ایمان نہیں رکھتا آپ صلی اللہ علیہ وسلّم نے اسے فرمایا: اے اعرابی تم کیوں ایمان نہیں رکھتے، کس وجہ سے تم نے یہ باتیں کہیں اور میری مجلس کی تکریم کو بالائے طاق رکھ کر ناحق گفتگو کی؟ وہ کہنے لگا (ہاں) میری گفتگو اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلّم) کی شان کے خلاف تھی اور مجھے لات و عزیٰ کی قسم میں آپ پر تب تک ایمان نہیں لاؤں گا جب تک یہ گوہ آپ پر ایمان نہیں لاتی۔ ساتھ ہی اس نے آستین سے گوہ نکال کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم کے سامنے پھینک دی اور کہا اگر یہ گوہ اظہارِ ایمان کرے تو میں بھی داخلِ اسلام ہو جاؤں گا۔

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا ضَبُّ! فَتَكَلَّمَ الضَّبُّ بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُبِيْنٍ يَفْهَمُهُ الْقَوْمُ جَمِيْعًا لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ يَا رَسُوْلَ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَمَنْ تَعْبُدُ يَا ضَبُّ؟ فَقَالَ: اَللّٰهُ الَّذِيْ فِي السَّمَاءِ عَرْشُهُ وَفِي الْاَرْضِ سُلْطَانُهُ وَفِي الْبَحْرِ سَبِيْلُهُ وَفِي الْجَنَّةِ رَحْمَتُهُ وَفِي النَّارِ عَذَابُهُ:

فَقَالَ مَنْ اَنَا يَا ضَبُّ؟ فَقَالَ اَنْتَ رَسُوْلُ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَخَاتَمُ الْمُرْسَلِيْنَ قَدْ اَفْلَحَ مَنْ صَدَّقَكَ وَقَدْ خَابَ مَنْ كَذَّبَكَ۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا: اے گوہ! تو گوہ نے صاف عربی زبان میں جسے سب لوگ سمجھ رہے تھے، یہ کہا۔ لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ يَا رَسُوْلَ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ؛ اے پروردگارِ ہر عالم کے رسول میں حاضر ہوں، میں حاضر ہوں۔ حضور سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا، اے گوہ تو کس کی عبادت کرتی ہے۔ اس نے کہا، میں اس خدا کی عبادت کرتی ہوں جس کا آسمان میں عرش ہے۔ زمین

(جو انہی کی قوم کا ایک فرد تھا) کہا میں تو گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی لائقِ عبادت نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔ انہوں نے کہا: تم نے بھی یہ نیا دین اختیار کر لیا ہے!

اس نے کہا ہاں کر لیا ہے، پھر اس نے انہیں (گوہ کی گواہی سے متعلق) ساری بات کہہ سنائی تو ان میں سے ہر کوئی کہنے لگا: اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے ایمان لانے کی خبر پہنچی تو آپ انہیں ملنے کے لیے تشریف لائے۔ وہ آپ کو دیکھ کر سواریوں سے کود پڑے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وجودِ پاک کے جس حصے تک ان کی رسائی ہو رہی تھی، اسے چوم رہے تھے اور ساتھ ساتھ کہہ رہے تھے "لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ" پھر وہ عرض کرنے لگے، یا رسول اللہ! آپ ہمیں جو حکم دینا پسند فرماتے ہیں، ارشاد فرمائیں۔ آپ نے فرمایا: خالد بن ولید کے جھنڈے تلے جمع ہو جاؤ۔ (غالباً وہ کسی غزوہ کی تیاری کا وقت ہوگا)

؎ سرکار کی محفل کے ہیں پُر نور نظارے
جہاں خفتہ مقدر کے چمکتے ہیں ستارے
اِک گوہ نے گواہی دی محبوب کی واللہ!
پھر کلمہ محمد کا یہ دل کیوں نہ پکارے

(شہیدِ آلِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم)



اور بہت سا اجر عطا فرما دیتا ہے۔ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے فرمایا: اس اعرابی کی کچھ مدد کرو تو انہوں نے اسے اتنا دیا کہ اسے (کثرتِ مال کی وجہ سے) درجہ تکبر تک پہنچا دیا (مطلب یہ نہیں کہ وہ واقعۃً مال لے کر متکبر ہو گیا۔ مطلب یہ ہے کہ اس کے پاس اتنا مال جمع ہو گیا جیسے لوگ اچانک حاصل کر کے عموماً متکبر ہو جایا کرتے ہیں)

حضرت عبدالرحمن عوف رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور عرض کیا: یا رسول اللہ! میرا خیال ہے کہ میں اسے اپنی اونٹنی دے کر قربتِ الٰہی کا ایک ذریعہ حاصل کروں۔ میری اونٹنی فارسی نسل سے چھوٹی اور عربی اونٹوں سے بڑی ہے، دس ماہ کی حاملہ ہے اور اتنی شاہزور ہے کہ پیچھے سے دوڑ کر پہلے سے گئے ہوئے اونٹوں سے جا ملتی ہے۔ مگر کوئی اونٹ اس سے نہیں مل سکتا۔ مجھے بطورِ تحفہ کہیں سے ملی تھی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو اونٹ تم دو گے اس کی تعریف تم نے کر دی اور جو اونٹ اللہ تعالیٰ تجھے اس کے بدلے میں دے گا اس کی تعریف میں بیان کرتا ہوں۔

انہوں نے کہا: ہاں یا رسول اللہ!

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہیں سوراخ دار موتیوں کی اونٹنی ملے گی۔ جس کے پاؤں زبرجد کے ہوں گے اور اس پر کریب اور ریشم کا کجاوہ رکھا ہوگا وہ تمہیں لپکنے والی بجلی کی سی تیزی سے پل صراط سے گزار دے گی۔

پھر وہ اعرابی، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس سے اٹھ کر باہر نکلا، آگے اسے ایک ہزار اعرابی ملے جو ہزار جانوروں پر سوار اور ہزار نیزوں اور ہزار تلواروں سے مسلح تھے، وہ ان سے کہنے لگا، کدھر جا رہے ہو؟ انہوں نے کہا: ہم جھوٹے شخص سے جنگ کرنے جا رہے ہیں جو خود کو نبی سمجھتا ہے۔ اس اعرابی نے

کہ مجھے کیسے معلوم ہوگا کہ آپ اللہ کے رسول ہیں؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر میں کھجور کے اس درخت کے خوشہ کو بلاؤں تو تو مجھ پر ایمان لے آئے گا۔ اس نے کہا ہاں! تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو بلایا تو اس نے درخت سے اترنا شروع کیا۔ یہاں تک کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آگرا۔ پس آپ نے اسے فرمایا کہ اب واپس جا، تو وہ واپس لوٹ گیا۔ یہ دیکھ کر اعرابی مسلمان ہوگیا۔

(ترمذی ص۲۲۶، حجۃ اللہ علی العالمین ص۴۴۲)

درخت کو فرمایا: میرے ساتھ چلو

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم ایک بار سفر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک کشادہ وادی میں اترے اور قضائے حاجت کیلئے ایک طرف چلے، میں آپ کے پیچھے پانی کا برتن لے کر آیا۔ آپ نے چاروں طرف دیکھا مگر وہاں آڑ لینے کے لیے کوئی چیز (درخت وغیرہ) نظر نہ آئی۔ البتہ وادی کے کنارے دو درخت کھڑے تھے۔

فَانْطَلَقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى اِحْدَاهُمَا فَاَخَذَ بِغُصْنٍ مِّنْ اَغْصَانِهَا وَقَالَ انْقَادِيْ عَلَيَّ فَاَذِنَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ لَهَا فَانْقَادَتْ مَعَهٗ كَالْبَعِيْرِ الْمَخْشُوْشِ الَّذِيْ يُطَاوِعُ قَائِدَهٗ حَتّٰى اَتَى الشَّجَرَةَ الْاُخْرٰى فَاَخَذَ بِغُصْنٍ مِّنْ اَغْصَانِهَا فَقَالَ لَهَا انْقَادِيْ عَلَيَّ بِاِذْنِ اللّٰهِ فَانْقَادَتْ مَعَهٗ كَذٰلِكَ حَتّٰى اِذَا كَانَ بِالْمَنْصَفِ بَيْنَهُمَا جَمَعَهُمَا وَقَالَ الْتَئِمَا بِاِذْنِ اللّٰهِ تَعَالٰى عَلَيَّ فَالْتَأَمَتَا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان میں سے ایک کے پاس گئے اور اسے ایک ٹہنی سے پکڑ کر فرمایا: میرے ساتھ چلو تو وہ درخت اللہ کے حکم سے آپ کے ساتھ یوں چل پڑا جیسے نکیل انداختہ اونٹ شتربان کے پیچھے چلتا ہے۔

درخت کو بلایا ـــ وہ زمین چیرتا آیا

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک اعرابی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کی، کوئی ایسی نشانی دکھائیں جو آپ کی رسالت پر دلالت کرے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس درخت کو کہو کہ تجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بلاتے ہیں۔ پس اس اعرابی نے اس درخت کو آپ کے فرمان کے مطابق بلایا۔ تو اس درخت نے دائیں بائیں، آگے پیچھے جھک کر اپنی جڑوں کو توڑا اور زمین چیرتا ہوا حاضرِ خدمت ہو گیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کھڑا ہو کر سلام عرض کیا۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ: یہ دیکھ کر اعرابی نے کہا، اب اسے واپس اپنی جگہ پر جانے کا حکم دیں، وہ درخت حکم ملتے ہی واپس چلا گیا۔ یہ دیکھ کر اس اعرابی نے اسلام قبول کر لیا اور عرض کی، یارسول اللہ! مجھے اجازت دیں کہ میں آپ کو سجدہ کروں تو آپ نے فرمایا: کہ اگر میں کسی کو حکم دیتا کہ کسی کو سجدہ کرے تو میں عورت کو حکم دیتا کہ وہ شوہر کو سجدہ کرے۔ (یعنی اللہ قدوس کے علاوہ کسی کو سجدہ جائز نہیں)

پھر اس اعرابی نے عرض کی کہ آپ مجھے اجازت دیں کہ میں آپ کے ہاتھ مبارک اور پاؤں مبارک کو بوسہ دوں، پس آپ نے اجازت دی۔ (اور اس نے دست بوسی کی۔) ـــــــــ (الشفاء صفحہ ۱۹۶، حجۃ اللہ علی العالمین صفحہ ۴۴۱)

کھجور کا خوشہ ٹوٹ کر قدموں میں آیا

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک اعرابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں آیا اور عرض کی: بِمَ اَعْرِفُ اَنَّکَ رَسُوْلُ اللّٰہِ

انہیں کہو کہ اللہ کا رسول تمہیں حکم دے رہا ہے کہ آپس میں مل جاؤ تاکہ اُن کے لیے پردے کی جگہ بن جائے اور پتھروں سے بھی جا کر یہی کہو، تو میں ان درختوں کے پاس آیا اور انہیں کہا کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم تمہیں فرما رہے ہیں کہ باہم مل جاؤ تاکہ ان کے لیے پردہ کی جگہ بن جائے۔

فَوَالَّذِیْ بَعَثَهٗ بِالْحَقِّ لَقَدْ رَاَیْتُهُنَّ یَتَقَافَزْنَ بِعُرُوْقِهِنَّ وَتُرَابِهِنَّ حَتّٰی لَصِقَ بَعْضُهُنَّ بِبَعْضٍ فَکَاَنَّهُنَّ نَخْلَةٌ وَّاحِدَةٌ وَقُلْتُ ذَالِكَ لِلْحِجَارَةِ فَوَالَّذِیْ بَعَثَهٗ بِالْحَقِّ لَقَدْ رَاَیْتُهُنَّ یَتَقَافَزْنَ حَجَرًا حَجَرًا حَتّٰی صِرْنَ کَاَنَّهُنَّ جِدَارٌ۔

تو اس خدا کی قسم جس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حق دے کر بھیجا ہے میں نے دیکھا کہ وہ درخت اپنی جڑوں اور مٹی کے ساتھ زمین سے اچھل اچھل کر باہر نکل رہے ہیں۔ پھر یوں آپس میں مل کر کھڑے ہو گئے جیسے ایک ہی درخت ہو پھر میں نے پتھروں کو بھی آپ کا حکم سنایا تو اس ذات پاک کی قسم جس نے آپ کو حق دے کر بھیجا ہے میں نے دیکھا کہ وہ (پتھر) بھی کود کود کر ایک دوسرے پر بیٹھ رہے ہیں اور دیکھتے ہی دیکھتے ان کی دیوار بن گئی۔ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور ساری بات سنائی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے اُسیم! یہ پانی کا برتن اٹھا لو، میں نے اٹھا لیا اور آپ کے ساتھ چل پڑا۔ جب ہم اِن درختوں والی جگہ پہنچے تو آپ نے برتن مجھ سے لے لیا اور چل دیئے۔ آپ نے وہاں قضائے حاجت فرمائی اور برتن اٹھائے میرے پاس واپس آئے۔ ہم واپس اپنے خیمے میں آئے، آپ نے فرمایا: اے اُسیم! ان درختوں کے پاس جاؤ اور انہیں کہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمہیں حکم دے رہے ہیں کہ اپنی اپنی جگہ واپس ہو جاؤ اور پتھروں کو بھی یہی پیغام دے دو۔

پھر آپ دوسرے درخت کے پاس گئے اور اسے بھی یونہی کھینچ لائے اور دونوں کو درمیان میں لا کر اکٹھا کر دیا اور انہیں فرمایا کہ باہم مل جاؤ تو وہ مل گئے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں دُور جا کر ایک جگہ بیٹھ گیا۔ (کچھ دیر کے بعد) مجھے آپ کی آہٹ محسوس ہوئی۔ میں نے (پلٹ کر) دیکھا تو آپ میری طرف تشریف لا رہے تھے اور دونوں درخت ایک دوسرے سے الگ ہو کر کھڑے تھے، میں نے دیکھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ دیر کھڑے رہنے کے بعد اپنے سر سے دائیں بائیں اشارہ کیا (یعنی درختوں کو سر کے اشارے سے فرمایا کہ) اپنی اپنی جگہ جا کر گڑھ جاؤ ——— (دلائل النبوت لابی نعیم، حجۃ اللہ علی العالمین ص ۱۲۲/۴۲۲، مشکوٰۃ شریف)

آپ کے حکم سے درخت اکٹھے ہو گئے اور پتھر دیوار بن گئے:

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حج پر روانہ ہوئے جب آپ وادیٔ روحا (جو مدینہ منورہ سے تیس میل دُور ہے) پہنچے تو آپ نے فرمایا: اے اُسیم[1]! اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے باہر جانے کیلئے تمہیں کوئی آڑ نظر آتی ہے۔ اسامہ کہتے ہیں میں باہر نکلا اور کافی تلاش کی تا آنکہ میں تھک گیا مگر نہ کوئی ایسی جگہ مل سکی جہاں لوگ موجود نہ ہوں اور نہ کوئی آڑ نظر آئی جس کے پیچھے آدمی چھپ کر قضائے حاجت کر سکے۔

میں واپس آ گیا اور عرض کیا، یا رسول اللہ! آپ کو حق دے کر بھیجنے والے کی قسم، میں نے بہت تلاش کی مگر کوئی ایسی جگہ نہ مل سکی جہاں آدمی چھپ کر قضائے حاجت کر سکے اور لوگوں سے وادی کے دونوں کنارے بھرے پڑے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا کوئی درخت یا کچھ پتھر بھی کہیں نظر پڑے ہیں؟ میں نے کہا: ہاں! چند کھجور کے چھوٹے چھوٹے درخت ہیں اور انکے قریب ہی پتھر کی کچھ سلیں ہیں۔ آپ نے فرمایا: تو پھر تم اُن درختوں کے پاس جاؤ اور

[1] زہری کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت اسامہ کو پیار سے تصغیر کے ساتھ اُسیم کہتے تھے۔

صلی اللہ علیہ وسلّم کے دہنِ اقدس کے فیضان اور آپ کی زبانِ حق ترجمان کے فرمودات اور ان کے کمالات وبرکات کا مطالعہ فرمایا ہے۔

اب ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لعابِ دھن شریف کے ذکر پاک سے برکت وشفار حاصل کریں گے :۔

لعابِ دہن مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

لوگ خواہ کتنے صاف ستھرے ہوں اور بہترین خوشبوؤں سے معطر ہوں، لیکن جب وہ تھوکتے ہیں تو دیکھنے والے پر ناپسندیدگی کے آثار نمایاں ہوتے ہیں، ہسپتالوں، ٹرینوں، بسوں اور تمام عوامی عمارتوں پر جا بجا لکھا ہوتا ہے :۔ "تھوکیئے مت!" کیونکہ اس سے بیماری پھیلتی ہے اور صاف مقامات غلیظ ہو جاتے ہیں لیکن محبوبِ رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلّم کے لعابِ دہن کی شان ہی نرالی ہے۔ اس نعمتِ عظمٰی کی قدر اہلِ عرفان وتوفیق سے پوچھو!

بخاری شریف میں ہے :۔

وَاللّٰہِ اِنْ تَنَخَّمَ نُخَامَۃً اِلَّا وَقَعَتْ فِیْ کَفِّ رَجُلٍ مِّنْھُمْ

فَاَتَيْتُ النَّخْلَاتِ فَقُلْتُ لَهُنَّ مَا اَمَرَنِيْ، فَوَالَّذِيْ بَعَثَهٗ بِالْحَقِّ لَقَدْ رَاَيْتُهُنَّ يَتَقَافَزْنَ بِعُرُوْقِهِنَّ وَتُرَابِهِنَّ حَتّٰى رَجَعَتْ كُلُّ نَخْلَةٍ اِلٰى مَكَانِهَا وَقُلْتُ ذٰلِكَ لِلْحِجَارَةِ فَوَالَّذِيْ بَعَثَهٗ بِالْحَقِّ لَقَدْ رَاَيْتُهُنَّ يَتَقَافَزْنَ حَجَرًا حَجَرًا حَتّٰى رَجَعَ كُلُّ حَجَرٍ اِلٰى مَكَانِهٖ فَاَتَيْتُهٗ فَاَخْبَرْتُهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :

چنانچہ میں درختوں کے پاس آیا اور انہیں آپ کا پیغام پہنچایا تو اس اللہ قدوس کی قسم جس نے آپ کو حق دے کر بھیجا ہے وہ اپنی جڑوں اور مٹی کے ساتھ اچھلتے ہوئے اپنی اپنی جگہ واپس چلے گئے پھر میں نے پتھروں کو بھی آپ کا حکم پہنچایا تو اُس اللہ قدوس کی قسم، جس نے آپ کو حق دے کر بھیجا ہے۔ میں نے دیکھا کہ وہ (پتھر) بھی ایک ایک کرکے اُچھلے اور اپنی اپنی جگہ پر جا گرے اور میں نے واپس آکر آپ کی خدمت میں سارا ماجرا کہہ سُنایا :

(دلائل النبوۃ لابی نعیم، حجۃ اللہ علی العالمین ص۴۴۳)

؎

تیرا فرمان دو عالم تے جاری یا رسُول اللہ!
گدا تیری خُدا دی خلق ساری یا رسُول اللہ!
طلب کردے نے دو عالم ہمیشہ رضا رَبّ دی،
تے خالق نوں تیری مرضی پیاری یا رسُول اللہ!
شجر ہووے حجر ہووے یا فلکاں دا قمر ہووے
تیرے ناں توں نے سب دے سب اہیہ واری یا رسُول اللہ

(فقیر عثمانی)

○

قارئینِ کرام! بحمد اللہ تعالیٰ پچھلے کثیر صفحات میں آپ نے حضور

رات اس حسرت پُرمسرت میں رہے کہ دیکھیے صبح کس خوش نصیب کو یہ شرف و سعادت ملتی ہے۔ جب صبح نمودار ہوئی تو لوگ حاضرِ خدمتِ اقدس ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

اَیْنَ عَلِیُّ بْنُ اَبِیْ طَالِبٍ فَقَالُوْا یَشْتَکِیْ عَیْنَیْہِ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ فَاَرْسِلُوْا اِلَیْہِ فَاَتُوْنِیْ بِہٖ فَلَمَّا جَآءَ بَصَقَ فِیْ عَیْنَیْہِ وَدَعَا لَہٗ فَبَرَءَ کَاَنْ لَّمْ یَکُنْ بِہٖ وَجْعٌ ۔ (بخاری ص۵۲۵)

علی ابن ابو طالب کہاں ہیں ؟ لوگوں نے عرض کیا : اے اللہ کے رسول! صلی اللہ علیہ وسلم) اُن کی آنکھیں دُکھتی ہیں ، فرمایا : جاؤ ! انہیں بلا کر میرے پاس لاؤ۔ پس انہیں آپ کی خدمت میں لایا گیا تو آپ نے اُن کی آنکھوں میں اپنا تھوک مبارک لگایا اور دُعا فرمائی تو حضرت علی رضی اللہ عنہ شفایاب ہو گئے گویا کہ کوئی تکلیف تھی ہی نہیں !

یہ پانی پلانے والا ہے

عَنْ حَنْظَلَۃَ بْنِ قَیْسٍ اَنَّ عَبْدَ اللّٰہِ بْنَ عَامِرِ بْنِ کُرَیْزٍ اُتِیَ بِہٖ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَتَفَلَ عَلَیْہِ وَعَوَّذَہٗ فَجَعَلَ یَتَسَوَّغُ رِیْقَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّہٗ لَمُسْقِیٌّ فَکَانَ لَا یُعَالِجُ اَرْضًا اِلَّا ظَہَرَ لَہُ الْمَآءُ :

(حجۃ اللہ علی العالمین ص۲۳۸)

حضرت حنظلہ بن قیس سے روایت ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عامر بن کریز رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا تھوک مبارک اُن پر ڈالا اور دُعا فرمائی۔ انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم

فَدَلَكَ بِهَا وَجْهَهٗ وَجِلْدَهٗ ..... الخ (بخاری ص۳۷۹)

خدا کی قسم اگر وہ (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) تھوکتے ہیں تو اُن کا تھوک مبارک کسی نہ کسی صحابی کی ہتھیلی پر ہی گرتا ہے جسے وہ اپنے چہرے اور جلد پر مل لیتا ہے۔

غارِ ثور میں سانپ کے زہر کا علاج

غارِ ثور میں جب عاشقِ صادق حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاؤں میں سانپ نے ڈس لیا تو یارِ غار نے اپنے جسم کو حرکت نہ ہونے دی کہ زانوؤں پر محبوبِ مکرم صلی اللہ علیہ وسلم سرِ انور رکھ کر آرام فرما ہیں۔ کہیں آپ کے آرام میں خلل نہ آئے لیکن شدّتِ تکلیف کی وجہ سے آنکھوں سے آنسو نکل پڑے

فَسَقَطَتْ دُمُوْعُهٗ عَلٰى وَجْهِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَالَكَ يَا اَبَا بَكْرٍ قَالَ لُدِغْتُ فِدَاكَ اَبِيْ وَاُمِّيْ فَتَفَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَهَبَ مَا يَجِدُهٗ ۔ (مشکوٰۃ ص۵۵۶)

عاشقِ زار کے آنسو محبوبِ پروردگار کے چہرۂ اقدس پر گرے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ابوبکر کیا ہوا؟ عرض کیا میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں مجھے ڈس لیا گیا ہے پس آپ نے اپنا تھوک مبارک سانپ کے ڈسنے کی جگہ پر لگایا تو تکلیف جاتی رہی۔

دُکھتی آنکھوں کو شفا حاصل ہوگئی

فتح خیبر سے ایک دن پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کل میں یہ جھنڈا اُس کو دوں گا جس کے ہاتھ پر اللہ تعالیٰ فتح عطا فرمائے گا۔ لوگ ساری

لعابِ دہن اپنے دستِ مبارک پر ڈال کر میری پُشت اور میرے سینے پر مَل دیا۔ اُس دن سے مجھ میں یہ خوشبو پیدا ہو گئی۔

حالانکہ یہاں انہیں ضرورت صرف اس بات کی تھی کہ تکلیف ختم ہو جائے پھوڑے پھنسیوں والی مشکل حل ہو جائے مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لعاب دہنِ اطہر نے دوہرے فیض عطا فرمائے، نہ صرف یہ کہ اُن کی مشکل کشائی فرمائی بلکہ ان کے بدن کو دائمی خوشبودار بنا دیا۔ یعنی خوشبو جسم کے اندر سرایت کر گئی۔ حالانکہ اعلیٰ سے اعلیٰ عطریات کی بھی زیادہ سے زیادہ دو، چار دن کے بعد خوشبو ختم ہو جاتی ہے۔ مگر لعابِ اطہر کی خوشبو ہے کہ دائمی بھی ہے اور سب پر غالب بھی۔

کنوئیں میں کُلی ڈالی تو پانی ختم ہو ہی نہ تھا

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہٗ صحابی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں حدیبیہ پہنچے اور ہم چودہ سو (۱۴۰۰) تھے۔ ہم نے حدیبیہ کے کنوئیں کا سارا پانی کھینچ لیا۔ یہاں تک کہ ہم نے اُس میں ایک قطرہ بھی نہ چھوڑا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خبر پہنچی تو آپ اُس کنوئیں کے پاس آئے اور اُس کی منڈیر پر بیٹھ گئے، پھر آپ نے پانی کا ایک برتن منگایا اور وضو فرمایا اور (مزید اس میں) کُلی فرمائی اور دُعا کی۔ پھر اپنے وضو و کُلی والا متبرک پانی اس کنوئیں میں ڈال دیا

ثُمَّ قَالَ دَعُوْهَا سَاعَةً فَأَرْوَوْا أَنْفُسَهُمْ وَرِكَابَهُمْ حَتّٰى ارْتَحَلُوْا۔ (رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ، مِشْكٰوةْ صـ۵۳۲)

پھر ارشاد فرمایا: اب اسے تھوڑی دیر ایسے ہی چھوڑ دو۔ بعد ازاں

کے لعاب دہن مبارک کو چوس لیا۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، یہ مُسْتَقِیْ (پانی پلانے والا) ہے۔ بعد ازاں وہ (صحابی) جس مقام سے بھی زمین کھودتے تھے وہاں سے پانی نکل آتا۔

اُس دِن سے یہ خوشبو پیدا ہوگئی:

حضرت عتبہ بن فرقد رضی اللہ عنہ جنہوں نے حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کے عہدِ مبارک میں موصل کو فتح کیا تھا۔ ان کی بیوی حضرت اُمِّ عاصم فرماتی ہیں کہ عتبہ کے ہاں ہم چار عورتیں تھیں۔ ہم میں سے ہر ایک عتبہ کی خاطر ایک دوسری سے زیادہ معطّر رہنے کی کوشش کرتی پھر بھی جو خوشبو عتبہ کے وجود سے آتی وہ ہماری خوشبو سے بہت اعلیٰ ہوتی۔ اور جب وہ لوگوں کے پاس جاتے تو انہیں بھی کہنا پڑتا کہ ہم نے ایسی خوشبو نہیں سونگھی جو عتبہ کی خوشبو سے اچھی ہو۔

فَقُلْنَا لَهٗ فِیْ ذَالِكَ قَالَ اَخَذَنِی الشَّرٰی عَلٰی عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَشَكَوْتُ ذَالِكَ اِلَیْهِ فَاَمَرَنِیْ اَنْ اَتَجَرَّدَ فَتَجَرَّدْتُ عَنْ ثَوْبِیْ وَقَعَدْتُ بَیْنَ یَدَیْهِ وَاَلْقَیْتُ ثَوْبِیْ عَلٰی فَرْجِیْ فَنَفَثَ فِیْ یَدِهٖ ثُمَّ وَضَعَ یَدَهٗ عَلٰی ظَهْرِیْ وَبَطْنِیْ فَعَبَقَ بِیْ هٰذَا الطِّیْبُ مِنْ یَوْمَئِذٍ۔

(الخصائص الکبریٰ ص ۸۴)

ایک دِن ہم نے اس کے بارے میں پُوچھا تو انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہدِ مبارک میں میرے بدن پر آبلے پڑ گئے (یعنی پھنسیاں وغیرہ نمودار ہوئیں) میں نے آپ کی خدمتِ اقدس میں اس مشکل کا ذکر کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: کپڑے اتار دے، میں نے کپڑے اتارے اور اپنا ستر چھپا کر آپ کے سامنے بیٹھ گیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا مبارک

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی دعوت

حضرت جابر رضی اللہ عنہ، نے غزوۂ خندق کے دن کچھ تھوڑا سا کھانا پکانے کا انتظام کیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہو کر عرض کی: یا رسول اللہ! تھوڑا سا کھانا ہے چند اصحاب کو اپنے ساتھ لے چلیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جاؤ اور اپنی بیوی سے کہدو کہ جب تک میں نہ آؤں ہانڈی چولھے سے نہ اتارے اور روٹیاں نہ پکائے اور بلند آواز سے پکار کر فرمایا کہ اے اہلِ خندق! جابر نے ہماری دعوت کی ہے، سب چلو! حضرت جابر رضی اللہ عنہ، فرماتے ہیں کہ یہ سن کر میں جلدی سے گھر گیا اور بیوی سے کہا: اے نیک بخت! حضور صلی اللہ علیہ وسلم مع تمام مہاجرین و انصار اور دیگر ہمراہیوں کے تشریف لائے ہیں۔ اس نے کہا تم نے یہ نہیں کہا تھا کہ کھانا بہت مختصر ہے۔ فرمایا: ہاں! بیوی نے کہا، تو پھر فکر کی کوئی بات نہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے۔

فَاَخْرَجْتُ لَهٗ عَجِيْنًا فَبَصَقَ فِيْهِ وَبَارَكَ ثُمَّ عَمَدَ اِلٰى بُرْمَتِنَا فَبَصَقَ وَبَارَكَ فَاُقْسِمُ بِاللّٰهِ لَقَدْ اَكَلُوْا وَهُمْ اَلْفٌ حَتّٰى تَرَكُوْهُ وَانْحَرَفُوْا وَاِنَّ بُرْمَتَنَا لَتَغِطُّ كَمَا هِيَ وَاِنَّ عَجِيْنَنَا لَيُخْبَزُ كَمَا هُوَ	تو میں گندھا ہوا آٹا آپ کے رُوبرو لایا۔ آپ نے اس میں اپنا لعابِ دہن ڈالا اور برکت کی دعا فرمائی پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہانڈی کی طرف بڑھے اور اس میں بھی اپنا لعابِ دہن مبارک ڈالا، اور برکت کی دعا فرمائی، جب کھانا تیار ہوا تو تقسیم شروع فرمائی، حضرت جابر

واپس ہونے تک صحابہ کرام علیہم الرضوان اس کنویں سے خود بھی پانی پیتے رہے اور اپنی سواریوں کو بھی پلاتے رہے (وہ پانی ختم ہونے میں نہ آتا تھا)

موت کے کنارے پہنچا شخص شفایاب !

عامر بن مالک کو ——— استسقاء کی بیماری لاحق ہو گئی :

فَبَعَثَ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَاصِدًا يَلْتَمِسُ مِنْهُ الدُّعَاءَ وَاَنْ يَشْفِيَهُ اللّٰهُ بِبَرَكَتِهٖ فَاَخَذَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهِ الشَّرِيْفَةِ حَثْوَةً مِّنَ الْاَرْضِ فَتَفَلَ عَلَيْهَا ثُمَّ اَعْطَاهَا رَسُوْلَهٗ ...... الخ

(حجۃ اللہ علی العالمین ص۶۴۳، خصائص کبریٰ ص۲، شفا شریف ص۲۱۳)

تو انہوں نے کسی کو دربارِ رسالت مآب میں بھیجا تاکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم دعا فرمائیں اور آپ کی برکت سے اللہ تعالیٰ انہیں شفا عطا فرمائے، پس حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ مبارک میں زمین سے کچھ مٹی لی اور اس پر لعابِ دہن ڈالا اور وہ (تبرک) قاصد کو دے دیا۔ قاصد نے بڑے تعجب سے اُسے لے لیا اور گمان کیا کہ شاید حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مزاح فرمایا ہے۔ وہ لے کر جب عامر بن مالک ——— کے پاس آیا تو وہ موت کے کنارے پر تھے۔ اُن کو وہ مٹی پانی میں حل کر کے پلائی گئی تو وہ بالکل تندرست ہو گئے

؎
تیرے ہتھاں دے وچہ ہر دم شفا واں یا رسول اللہ
تیرے صدقے تے بخشیں رب کردا عطا واں یا رسول اللہ
کدی ردّ ہوئی نہیں میری دُعا کوئی مِرے آقا !
تیرے ناں دا وسیلہ جدوں پاواں یا رسول اللہ

○○○

فَنَاوَلْتُهُ ثُمَّ قَالَ نَاوِلْنِیْ ذِرَاعَهَا قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّمَا هُوَ ذِرَاعَانِ وَقَدْ نَاوَلْتُكَ اِیَّاهُمَا فَقَالَ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ لَوْ سَكَتَّ مَا زِلْتَ تُنَاوِلُنِیْ ذِرَاعًا مَا قُلْتُ لَكَ نَاوِلْنِیْ ذِرَاعًا۔ (حجۃ اللہ علی العالمین ص ۴۳۷، ابو یعلی، خصائص کبری ج ۲)

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس کا بازو مجھے دو (کیونکہ بکری کے بازو کا گوشت آپ کو بہت مرغوب تھا) میں نے دیا، پھر فرمایا، اس کا (اور) بازو مجھے دو، میں نے دیا۔ پھر فرمایا: اس کا (اور) بازو مجھے دو، میں نے عرض کی، یا رسول اللہ! بازو تو دو ہی ہوتے ہیں۔ جو میں آپ کو دے چکا۔ فرمایا: قسم ہے اس ذات کی، جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے۔ اگر تم چپ رہتے تو جب تک میں بازو طلب فرماتا رہتا تم دیتے رہتے۔

پھر وہ پیکرِ شرم و حیا بن گئی:

عَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَتْ اِمْرَاَةٌ تُوَافِثُ الرِّجَالَ وَكَانَتْ بَذِیَّةً فَمَرَّتْ بِالنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ یَاْكُلُ الثَّرِیْدَ فَطَلَبَتْ مِنْهُ فَنَاوَلَهَا فَقَالَتْ اَطْعِمْنِیْ مَا فِیْ فِیْكَ فَاَعْطَاهَا فَاَكَلَتْ فَعَلَاهَا الْحَیَاءُ فَلَمْ تُوَافِثْ اَحَدًا حَتّٰی مَاتَتْ۔

(حجۃ اللہ علی العالمین ص ۴۳۶، زرقانی علی المواہب، شفا شریف، طبرانی، خصائص کبری)

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت جو کہ لوگوں سے بیہودگی کے ساتھ پیش آتی اور وہ بدزبان تھی ـــــــ پس ایک دن اس کا گزر حضور رہبرِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے ہوا، دراں حالیکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ثرید تناول فرما رہے تھے۔ اس نے بھی آپ سے مانگا، آپ نے

رضی اللہ عنہ قسم کھا کر کہتے ہیں کہ ایک ہزار صحابہ تھے، سب نے سیری سے کھایا مگر کھانا اسی طرح باقی رہا گویا کہ کسی نے کھایا ہی نہیں۔

بخاری شریف صفحہ ۵۸۸ ج ۲
خصائص کبریٰ ج ۲ ص ۲۲

لعابِ دہن سے بچہ تندرست ہو گیا

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: ہم حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں حج کیلئے نکلے اور جب وادیٔ روحا میں پہنچے تو شفیقِ اُمت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک عورت کو دیکھا کہ وہ قصد کرکے آرہی ہے۔ یہ دیکھ کر نبیِ رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی سواری روک لی اور جب وہ عورت قریب آئی تو اس نے عرض کیا: یا رسول اللہ! یہ میرا بچہ جب سے پیدا ہوا ہے یہ بیمار ہی چلا آرہا ہے۔

یہ سُن کر رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بچے کو پکڑ کر اپنے آگے بٹھایا اور اس کے منہ میں تھوک مبارک ڈالا اور فرمایا:

اُخْرُجْ عَدُوَّ اللّٰهِ فَاِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ! اے اللہ کے دشمن نکل جا کیونکہ میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں۔

یہ فرما کر، وہ بچہ اس کی ماں کو پکڑا دیا اور فرمایا: اسے لے لے، اب اس کو کوئی تکلیف نہیں ہوگی۔

حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب ہم حج سے فارغ ہو کر بطنِ روحا میں پہنچے تو وہی عورت ایک بھنی ہوئی بکری لے کر حاضر ہوئی

فَقَالَ نَاوِلْنِیْ ذِرَاعَهَا فَنَاوَلْتُهُ ثُمَّ قَالَ نَاوِلْنِیْ ذِرَاعَهَا

بِالْمَدِيْنَةِ امْرَأَتَانِ اَقْرَعَيْنَا مِنْهُمَا وَلَا اَسَرّ :

(حجۃ اللہ علی العالمین صہ ۴۳۹)

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی کا برتن منگایا، اس میں اپنا دست مبارک رکھا اور کلی فرمائی اور وہ (مبارک کلی والا) پانی امّ حارثہ کو دیا۔ اس نے پیا اور (کچھ) اپنی بیٹی کو دیا۔ اس نے (بھی) پیا! پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں کو حکم دیا کہ اس (بقیہ) بابرکت پانی کو اپنے گریبانوں پر چھڑک لیں، انہوں نے ایسا ہی کیا اور واپس لوٹیں۔ راوی کہتے ہیں (اس کے بعد) مدینہ پاک میں کوئی عورت ان دونوں سے زیادہ پُر سکون و خوشحال نہیں تھی۔

اس میں سے تھوڑا پانی مجھے بھی دو

حضرت امّ جندب صحابیہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ میں نے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو جمرۃ العقبیٰ کے پاس رمی کرتے ہوئے دیکھا، پھر آپ منیٰ میں اپنے مقام پر تشریف لے گئے وہاں ایک عورت اپنے آسیب زدہ بیمار لڑکے کو لے کر آئی اور عرض گزار ہوئی! یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) میرے اس لڑکے پر بلا مسلط ہے جس کی وجہ سے یہ بولتا نہیں۔

فَاَمَرَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَاءَتْ بِتَوْرٍ مِّنْ حِجَارَةٍ فِيْهِ مَاءٌ فَاَخَذَ بِيَدِهٖ فَمَجَّ فِيْهِ وَدَعَا فِيْهِ وَاَعَادَهٗ فِيْهِ ثُمَّ اَمَرَهَا فَقَالَ اسْقِيْهِ وَاغْسِلِيْهِ فِيْهِ قَالَتْ فَتَبِعْتُهَا فَقُلْتُ هَبِيْ لِيْ مِنْ هٰذَا الْمَاءِ قَالَتْ خُذِيْ مِنْهُ فَاَخَذْتُ مِنْهُ حَفْنَةً فَسَقَيْتُهُ اِبْنِيْ عَبْدَ اللّٰهِ فَعَاشَ فَكَانَ مِنْ بِرِّهٖ مَا شَاءَ اللّٰهُ اَنْ يَّكُوْنَ قَالَتْ وَلَقِيْتُ الْمَرْاَةَ فَزَعَمَتْ اَنَّ ابْنَهَا بَرِاَ وَاَنَّهٗ غُلَامٌ لَا غُلَامَ خَيْرٌ مِّنْهُ وَلَفْظُ اَبِيْ

اُس کو اس میں سے کچھ دیا۔ اُس نے کہا، نہیں مَیں یہ نہیں چاہتی بلکہ وہ جو آپ کے منہ مبارک میں ہے۔ آپ نے وہی جو آپ کے دہن مبارک میں تھا۔ نکال کر اُسے دے دیا۔ اُس نے وہ (تبرک) کھالیا تو اس پر شرم وحیا کا ایسا غلبہ ہوا کہ مرتے دم تک کبھی کسی سے بیہودگی و بدکلامی نہ کی (یعنی لعابِ دہن والے لقمہ مبارک نے اُس کی زندگی بدل ڈالی۔)

حضرت حارثہ رضی اللہ عنہ کی ماں اور بہن کو قرار آگیا:

حضرت حارثہ بن سراقہ انصاری صحابی رضی اللہ عنہ، غزوۂ بدر میں شہید ہو گئے تو ان کی والدہ نے مدینہ شریف میں بارگاہِ نبوی میں حاضر ہو کر عرض کیا، یارسول اللہ میرا بیٹا اگر جنت میں ہے تو میں نہ روؤں گی نہ جزع فزع کروں گی اور اگر وہ دوزخ میں ہے تو میں ساری زندگی اس پر روؤں گی (ایسا سوال اُمِ حارثہ نے اس لیے کیا تھا کیونکہ حضرت حارثہ مقامِ بدر میں کسی نامعلوم کا تیر لگنے سے شہید ہوئے تھے بعض لوگوں نے کہا، ہو سکتا ہے حارثہ کسی مسلمان کے تیر سے جاں بحق ہوئے ہوں کیونکہ کسی مسلمان کا کسی مسلمان کے ہاتھوں قتل ہونا تو غیر محمود ہے اس لیے حارثہ کی ماں نے فکرمند ہو کر یہ بات پوچھی تھی) تو حضور مخبرِ صادق صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے حارثہ کی ماں! جنت ایک نہیں بلکہ جنتیں کئی ہیں اور تیرا بیٹا حارثہ، جنت الفردوس الاعلیٰ میں ہے —— تو وہ ہنستی ہوئی واپس ہوئی۔

ثُمَّ دَعَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِاِنَاءٍ مِّنْ مَّاءٍ فَغَمَسَ یَدَہٗ فِیْہِ وَمَضْمَضَ فَاہُ ثُمَّ نَاوَلَ اُمَّ حَارِثَۃَ فَشَرِبَتْ ثُمَّ نَاوَلَتْہُ ابْنَتَہَا فَشَرِبَتْ ثُمَّ اَمَرَہُمَا یَنْضَحَانِ فِیْ جُیُوْبِہِمَا فَفَعَلَتَا فَرَجَعَتَا مِنْ عِنْدِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَمَا

يَدَيْهِ وَوَجْهَهُ وَمَجَّ فِيْهِ ثُمَّ قَالَ اشْرَبَا مِنْهُ وَافْرِغَا عَلٰى وُجُوْهِكُمَا وَنُحُوْرِكُمَا وَابْشِرَا فَاخَذَا الْقَدَحَ فَفَعَلَا مَا اَمَرَهُمَا بِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَادَتْهُمَا اُمُّ سَلَمَةَ مِنْ وَّرَاءِ السِّتْرِ اَفْضِلَا لِاُمِّكُمَا مِمَّا فِيْ اِنَائِكُمَا فَاَفْضَلَا لَهَا مِنْهُ۔ (مسلم شریف ج۲)

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ، بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر تھا۔ اس وقت آپ مقام جِعرّانہ میں، مکہ اور مدینہ کے درمیان اُترے تھے۔ اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ بھی آپ کے ساتھ تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک اعرابی شخص آیا، اس نے کہا: اے محمد! (صلی اللہ علیہ وسلم) کیا آپ میرے ساتھ کیا ہوا وعدہ پورا نہیں کرو گے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اَبْشِرْ" یعنی خوشخبری لے لو، اس نے کہا، آپ نے مجھ سے بہت دفعہ کہا ہے خوشخبری لے لو (مجھے خوشخبری نہیں مال چاہیئے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غصّہ کی حالت میں حضرت ابوموسیٰ اور حضرت بلال رضی اللہ عنہما کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: اس شخص نے خوشخبری کو مُسترد کر دیا ہے، اب تم دونوں میری بشارت کو قبول کر لو، اُن دونوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ہم نے قبول کیا۔

پھر رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وسلم نے پانی کا ایک پیالہ منگوایا، آپ نے اس پیالہ میں اپنے ہاتھ مبارک اور چہرہ مبارک دھویا اور اس میں کلی کی اور فرمایا: تم دونوں اِسکو پی لو اور (اس میں سے) کچھ اپنے چہروں اور سینوں پر مل لو اور خوش ہو جاؤ۔ اِن دونوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے مطابق کیا، پھر ان دونوں کو حضرت اُمِّ سلمہ اُمّ المومنین رضی اللہ عنہا نے پردہ کی اوٹ سے آواز دی، اپنے (اس) برتن والے متبرک پانی میں سے اپنی ماں کا حصّہ بچا لینا، تو اُن دونوں نے سیدہ اُمِّ سلمہ رضی اللہ عنہا

نُعَيْمٍ بَرِأَ وَعَقَلَ عَقْلًا لَيْسَ كَعُقُوْلِ النَّاسِ۔ (احمد، خصائص کبریٰ ج ۲ ص ۶۹)

پس حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عورت کو حکم دیا تو وہ پتھر کے ایک برتن میں پانی لے آئی۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس سے پانی لے کر اس برتن میں کلی فرمائی اور دُعا فرمائی اور وہ (مبارک) پانی اسے دے کر فرمایا: کہ یہ اُسے پلاؤ اور اس میں اُسے نہلاؤ ـــــ اُمّ جندب رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں جب وہ (یہ تبرک لے کر) چلی تو میں بھی اُس کے پیچھے ہو گئی اور اس سے کہا کہ اس میں سے کچھ پانی مبارک مجھے بھی دے دو۔ اس نے کہا، لے لو۔ میں نے وہ لے کر اپنے لڑکے عبداللہ کو پلایا تو اللہ کے فضل سے اس نے اچھی زندگی گزاری اور بڑا خوش بخت ہوا۔ پھر میں اس عورت سے ملی تو معلوم ہوا کہ اس کا لڑکا تندرست ہو گیا تھا۔ اور اپنے ہم عمر لڑکوں میں سب سے اچھا ہو گیا ـــــ اور ابونعیم کی روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں کہ لوگوں میں عقل و دانائی کے اعتبار سے اس کی مثل کوئی نہ تھا۔

اپنی ماں کا حصہ بھی رکھنا

عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی قَالَ کُنْتُ عِنْدَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَھُوَ نَازِلٌ بِالْجِعِرَّانَۃِ بَیْنَ مَکَّۃَ وَالْمَدِیْنَۃِ وَمَعَہٗ بِلَالٌ فَاَتٰی رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ اَعْرَابِیٌّ فَقَالَ اَلَا تُنْجِزُلِیْ یَا مُحَمَّدُ مَا وَعَدْتَنِیْ فَقَالَ لَہٗ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَبْشِرْ فَقَالَ لَہُ الْاَعْرَابِیُّ اَکْثَرْتَ عَلَیَّ مِنْ اَبْشِرْ فَاَقْبَلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلٰی اَبِیْ مُوْسٰی وَبِلَالٍ کَھَیْئَۃِ الْغَضْبَانِ فَقَالَ اِنَّ ھٰذَا قَدْ رَدَّ الْبُشْرٰی فَاقْبَلَا اَنْتُمَا فَقَالَا قَبِلْنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ثُمَّ دَعَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِقَدَحٍ فِیْہِ مَاءٌ فَغَسَلَ

نے تیرے (جلے ہوئے) بازو پر لعابِ دہن ڈالا اور یوں دُعا فرمائی یہ تکلیف دور کردے، اے لوگوں کے رب! شفاء عطا فرما، تو ہی شفا دینے والا ہے۔ شفاء تو نہیں مگر تیری شفا۔ ایسی شفاء جو بیماری کو جڑ سے اکھیڑ دیتی ہے ——— "پس میں تجھے لے کر اُٹھی تو تو بالکل تندرست تھا"

○ حضرت حبیب رضی اللہ عنہ، کے والد حضرت فدیک رضی اللہ عنہ، کی آنکھیں سانپ کے انڈوں پر پاؤں آجانے کی وجہ سے سفید ہوگئیں۔

فَكَانَ لَا يُبْصِرُ بِهِمَا شَيْئًا فَنَفَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِىْ عَيْنَيْهِ فَأَبْصَرَ فَرَأَيْتُهُ يُدْخِلُ الْخَيْطَ فِى الْإِبْرَةِ وَهُوَ ابْنُ ثَمَانِيْنَ۔

(زرقانی علی المواہب ص۱۸۵، خصائص کبریٰ ص۶۹ ج۲، شفا شریف ص۲۱۳، طبرانی بیہقی)

اور انہیں دونوں آنکھوں سے کچھ بھی نظر نہ آتا تھا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی آنکھوں میں تھوک دیا تو وہ بینا ہو گئے اور سب کچھ نظر آنے لگا راوی فرماتے ہیں کہ میں نے ان کو دیکھا کہ وہ اسی سال کی عمر میں بھی سوئی میں خود دھاگہ ڈالا کرتے تھے۔

○ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم، ایک مرتبہ قبا شریف کی طرف تشریف لے گئے اور ایک کنویں پر پہنچے جس سے کھیتوں کو پانی دیا جاتا تھا، اس کنویں کی یہ حالت تھی کہ ہر روز اس کا پانی تھوڑی دیر میں ختم ہو جاتا اور سارا دن پھر خشک ہی رہتا۔

فَتَمَضْمَضَ فِى الدَّلْوِ وَرَدَّهُ فِيْهَا فَجَاشَتْ بِالرَّوَاءِ

(طبقاتِ ابن سعد، خصائصِ کبریٰ ص۱ ج۱)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ڈول میں کلی کرکے وہ پانی اس کنویں میں ڈال دیا۔ چنانچہ اس کی یہ حالت ہوئی کہ اس سے وہاں کی پوری زمین سیراب

کو بقیہ تبرک پیش کر دیا۔

شعر

اَللہ! بڑا، اس کی رضا بھی ہے بڑی چیز
لیکن شہِ بطحیٰ سے وَفا بھی ہے بڑی چیز
بیمار کے حق میں یہ، دَوا بھی ہے بڑی چیز
واللہ! مدینے کی ہوا بھی ہے بڑی چیز
اکسیر جو دِل کی ہے تو ہے آنکھ کا سُرمہ
خاکِ درِ محبوبِ خُدا بھی ہے بڑی چیز

(دین ہمہ اُوست)

جلا ہوا ہاتھ لعابِ دہن سے ٹھیک ہو گیا

حضرت محمد بن حاطب رضی اللہ عنہ، اپنی والدہ امِ جمیل سے روایت کرتے ہیں۔ میری والدہ نے بتایا، میں تجھے لے کر حبشہ سے آ رہی تھی اور جب مدینہ شریف سے ایک دن کا فاصلہ رہ گیا تو میں نے ایک جگہ کھانا پکایا، اسی دوران ایندھن ختم ہو گیا، میں لکڑیاں لانے کیلئے گئی تو تو نے ھنڈیا کو کھینچ کرا پنے اوپر گرالیا اور تیرا بازو جل گیا۔

فَاَتَیْتُ بِکَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَجَعَلَ یَتْفِلُ عَلٰی یَدِکَ وَھُوَ یَقُوْلُ اَذْھِبِ الْبَاْسَ رَبَّ النَّاسِ اِشْفِ اَنْتَ الشَّافِیْ لَا شِفَاءَ اِلَّا شِفَاءُکَ شِفَاءً لَّا یُغَادِرُ سُقْمًا فَمَا قُمْتُ بِکَ مِنْ عِنْدِہٖ حَتّٰی بَرَأَتْ یَدُکَ۔

حجۃ اللہ علی العالمین ص ۴۲۸، زرقانی علی المواہب ص ۱۹۲/۵
خصائص کبریٰ ص ۶۹/۲، البرہان:

مَیں تجھے رسول اللہ صَلَّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں لے گئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم

میں ڈالدیا۔ اس کنویں سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بھی پانی نوش فرمایا۔ پھر جب کوئی بھی بیمار ہوتا تو فرماتے۔ بضاعہ کنویں سے اسے نہلاؤ۔ پس وہ غسل کرتے ہی تندرست ہو جاتا۔ بلکہ وہ بیماری سے یوں اُٹھتا جیسے اونٹ کا گھٹنا کھول دیا جائے تو وہ فوراً اٹھ جاتا ہے۔

کمزور اُونٹ انتہائی طاقتور ہو گیا

حضرت خلاد بن رافع اور ان کے بھائی رفاعہ بدر کیطرف نکلے اور ایک اونٹ پہ دونوں سوار تھے۔ جب وہ روحا کے قریب پہنچے تو چونکہ اونٹ نہایت ہی لاغر تھا۔ وہ بیٹھ گیا، کمزوری کیوجہ سے اُٹھتا نہیں تھا۔ دونوں بھائی بیان کرتے ہیں کہ ہم نے دُعا کی۔ اے اللہ کریم! ہمیں بدر تک پہنچا دے تو ہم اس اونٹ کو ذبح کر کے تقسیم کر دینگے۔

فَرَآنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا بَالُكُمَا فَاَخْبَرْنَاهُ فَنَزَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَوَضَّأَ ثُمَّ بَزَقَ فِي وُضُوْئِهِ ثُمَّ اَمَرَهُمَا فَفَتَحَا فَمَ الْبَعِيْرِ فَصَبَّ فِي جَوْفِهِ ثُمَّ عَلٰى رَأْسِهِ ثُمَّ عَلٰى عُنُقِهِ ثُمَّ عَلٰى غَارِبِهِ ثُمَّ عَلٰى سَنَامِهِ ثُمَّ عَلٰى عَجْزِهِ ثُمَّ عَلٰى ذَنَبِهِ ثُمَّ قَالَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ احْمِلْ رَفَاعَةَ وَخَلَّادًا فَقُمْنَا نَرْحَلُ فَاَدْرَكْنَا اَوَّلَ الرَّكْبِ ..... الخ (حجۃ اللہ علی العالمین ص۴۲۴)

(اس پریشانی کے عالم میں) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں دیکھا اور فرمایا: تمہیں کیا معاملہ درپیش ہے؟ ہم نے (اُونٹ والی) پریشانی کا اظہار آپ سے کیا۔ تو آپ، اپنی سواری سے اُترے، وضو فرمایا اور وضو والے (مستعمل) پانی میں (مزید) اپنا تھوک مبارک ڈالا اور ان دونوں کو حکم دیا تو ان دونوں نے اونٹ کا منہ کھولا تو آپ نے وہ (متبرک) پانی اونٹ کے منہ میں ڈالا۔

ہوتی اور خوب پیداوار ہوتی۔

○ حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

اُتِیَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِدَلْوٍ مِّنْ مَّاءٍ فَشَرِبَ مِنَ الدَّلْوِ ثُمَّ مَجَّ فِی الْبِئْرِ فَفَاحَ مِنْہُ مِثْلُ رَائِحَۃِ الْمِسْکِ:

(ابن ماجہ، احمد، زرقانی صہ ۹۲ ، خصائص کبریٰ صہ ۶۱)

کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک ڈول میں پانی لایا گیا، آپ نے اس میں سے پیا اور کلی کر کے ایک کنویں میں ڈال دیا تو اس میں سے کستوری کی سی خوشبو آنے لگی۔

لُعاب دہن سے کنواں شفا خانہ بن گیا

عَنْ سَھْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِیِّ عَنْ اَبِیْہِ قَالَ سَمِعْتُ عِدَّۃً مِّنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْھِمْ اَبُوْ اُسَیْدٍ وَ اَبُوْ حُمَیْدٍ وَّ اَبِیْ سَھْلِ بْنِ سَعْدٍ یَقُوْلُوْنَ اَتٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِئْرَ بُضَاعَۃَ فَتَوَضَّاَ فِی الدَّلْوِ وَرَدَّہٗ فِی الْبِئْرِ وَمَجَّ فِی الدَّلْوِ مَرَّۃً اُخْرٰی وَبَصَقَ وَ شَرِبَ مِنْ مَّاءِھَا وَکَانَ اِذَا مَرِضَ الْمَرِیْضُ فِیْ عَھْدِہٖ یَقُوْلُ اَغْسِلُوْہُ مِنْ مَّاءِ بُضَاعَۃَ فَیُغْسَلُ فَکَاَنَّمَا حُلَّ مِنْ عِقَالٍ۔ (حجۃ اللہ علی العالمین صہ ۴۳۰)

حضرت سہل بن سعد اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے کثیر صحابہ کرام، یعنی حضرت ابو اسید، حضرت ابو حمید اور حضرت ابی سہل بن سعد رضی اللہ عنہم کو فرماتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بئر بضاعۃ پر تشریف لائے اور آپ نے ایک ڈول میں وضو کیا اور اس پانی کو کنویں میں ڈالا اور دوسری مرتبہ اس ڈول میں کلی فرمائی اور اس میں لعاب دہن ڈالا اور اسے کنویں

فَتَعَلَّقَتْ يَدِيْ فَاَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَفَلَ فِيْهَا وَاَلْزَقَهَا فَالْتَأَمَتْ وَبَرِأَتْ وَقَتَلْتُ الَّذِيْ ضَرَبَنِيْ۔

(خصائص کبریٰ ص ۱۱۶/۱، حجۃ اللہ علی العالمین ص ۴۲۸)

حضرت حبیب بن لیساف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک جنگ میں شریک ہوا۔ میرے شانے پر تلوار کی ایسی ضرب لگی کہ میرا ہاتھ لٹکنے لگا۔ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے لعابِ دہن لگا کر میرا بازو میرے کندھے سے جوڑ دیا تو وہ بہترین طریقے پر جڑ گیا اور ٹھیک ہوگیا اور جس شخص نے مجھے تلوار ماری تھی میں نے اسے قتل کر دیا۔

حضرت معاذ و معوذ رضی اللہ عنہما

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے فرمایا، کہ میں نے لوگوں کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ ابوجہل تک کوئی نہیں پہنچ سکتا۔ میں نے اپنے دل میں پختہ ارادہ کرلیا کہ اس دشمنِ خدا و رسول کو واصلِ جہنم کرکے رہوں گا لہٰذا جب مجھے موقع ملا، میں نے تلوار لہراتے ہوئے اس پر حملہ کر دیا۔ پہلے ہی وار میں اس کی ٹانگ کٹ کر دور جا گری اسکے بیٹے عکرمہ (جو بعد میں مسلمان ہوگئے) نے مجھ پر وار کیا جس سے میرا بازو کٹ گیا۔ صرف جلد کے ایک تسمہ سے وہ میرے کندھے سے پیوست رہا اور لٹکنے لگا۔ میں اسی حالت میں مصروفِ جہاد رہا۔ اس کے مسلسل لٹکنے سے شدید تکلیف ہو رہی تھی۔ میں نے اپنے پاؤں کے نیچے دبا کر کھینچ لیا تو وہ جلد کا تسمہ ٹوٹ گیا اور میں اس سے آزاد ہو کر کافروں سے لڑنے لگا۔

پھر اونٹ کے سر، گردن، کندھے، کوہان، پشت اور اس کی دُم پر وہ پانی چھڑکا اور دُعا کی: "اے اللہ! رفاعہ اور خلاد کو سوار کر"۔

دونوں بھائی فرماتے ہیں: ہم اُٹھے (سوار ہوئے)، اونٹ نے دوڑنا شروع کیا) حتیٰ کہ ہم سب سے اگلے قافلے تک پہنچ گئے اور بدر جا کر ہی رُکے۔ پھر ہم نے اپنی نذر کے مطابق اس اونٹ کو ذبح کر کے گوشت تقسیم کر دیا۔

شفاہی شفاء

امام بیہقی، محمد بن ابراہیم سے روایت کرتے ہیں:

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اُتِیَ بِرَجُلٍ بِرِجْلِہٖ قَرْحَۃٌ قَدْ اَعْیَتِ الْاَطِبَّاءَ فَوَضَعَ اِصْبَعَہٗ عَلٰی رِیْقَتِہٖ ثُمَّ رَفَعَ طَرْفَ الْخِنْصَرِ فَوَضَعَ اِصْبَعَہٗ عَلَی التُّرَابِ ثُمَّ رَفَعَھَا فَوَضَعَھَا عَلَی الْقَرْحَۃِ، ثُمَّ قَالَ: بِاسْمِکَ اللّٰھُمَّ رِیْقُ بَعْضِنَا بِتُرْبَۃِ اَرْضِنَا لِیَشْفِیَ سَقِیْمَنَا بِاِذْنِ رَبِّنَا۔ (خصائص کبریٰ ص۱۱۵ ج۲)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک شخص لایا گیا، اس کے پاؤں میں قرحہ (پرانا پھوڑا) تھا اور بڑے بڑے طبیب اُس کے علاج سے عاجز آگئے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی انگشتِ مبارک اپنے لعابِ دہن پر رکھی۔ پھر چھوٹی انگلی کا سرا مٹی پر رکھ کر قرحہ پر رکھ دیا اور یوں دُعا کی۔

"اے اللہ! ہمارا تھوک مبارک ہماری زمین کی مٹی سے مس ہوا ہے تاکہ ہمارے بیمار کو ہمارے ربّ کے حکم سے شفاء دے"۔ (تو اُس لاعلاج مریض کو شفاء ہوگئی۔)

○ عَنْ حَبِیْبِ بْنِ یَسَافٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ شَھِدْتُّ مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَشْھَدًا فَاَصَابَتْنِیْ ضَرْبَۃٌ عَلٰی عَاتِقِیْ

اَسْیَافِہِمْ فَجُرِحَ فِیْ رَاْسِہٖ وَرِجْلِہٖ فَاحْتَمَلُوْہُ فَجَاءُوْا بِہٖ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَتَفَلَ عَلٰی جُرْحِہٖ فَلَمْ یُؤْذِہٖ۔

(حجۃ اللہ علی العالمین صہ ۴۲۴)

آپ اُن (یہودیوں) کی بعض تلواروں کی زد میں آ گئے، پس آپ کے سَر اور پاؤں میں گہرے زخم آ گئے۔ لوگ آپ کو اٹھا کر حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں لے آئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلّم نے اُن کے زخموں پر لعابِ دہن مُبارک ڈالا تو انہیں کوئی تکلیف نہ رہی۔

حضرت عبداللہ بن اُنیس رضی اللہ عنہٗ فرماتے ہیں کہ ایک یہودی نے میرے چہرے پر ایسا زخم لگایا کہ سَر کی ہڈیاں تک کھل گئیں۔

فَاَتَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَکَشَفَ عَنْہَا وَنَفَثَ فِیْہَا فَمَا اٰذَانِیْ مِنْہَا شَیْءٌ۔ (خصائص کبریٰ صہ ۲)

○ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلّم نے میرے سَر سے پٹی کھول کر اُس زخم میں تھوک دیا تو اس کے بعد مجھے کوئی تکلیف نہ رہی اور وہ زخم ٹھیک ہو گیا۔

ے روتی آنکھ ہنساتے یہ ہیں! جلتی آگ بجھاتے یہ ہیں
لاکھوں بلائیں کروڑوں دشمن کون بچائے، بچاتے یہ ہیں

○ وَرُمِیَ کُلْثُوْمُ بْنُ الْحُصَیْنِ یَوْمَ اُحُدٍ فِیْ نَحْرِہٖ فَبَصَقَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْہِ فَبَرَاَ۔ (شفا شریف صہ ۲۱۳، اسد الغابہ)

جنگِ اُحد کے دن حضرت کلثوم بن حصین رضی اللہ عنہٗ کے سینے میں ایک تیر لگا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلّم نے اُن کے زخم پر تھوک دیا تو وہ فوراً اچھے ہو گئے۔

قاضی زادہ ابن وہب نے روایت کیا ہے کہ جنگ کے بعد حضرت معاذ رضی اللہ عنہ اپنا کٹا ہوا بازو لے کر حاضر خدمتِ اقدس ہوئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر اپنا لعابِ دہن شریف لگایا تو کٹا ہوا بازو کندھے کے ساتھ پھر جڑ گیا۔

حضرت علامہ قاضی عیاض نے شفا شریف صہ ۲۱۲ پر لکھا ہے۔

وَقَطَعَ اَبُوْجَهْلٍ يَوْمَ بَدْرٍ يَدَ مُعَوَّذِ بْنِ عَفْرَاءَ فَجَاءَ يَحْمِلُ يَدَهٗ فَبَصَقَ عَلَيْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَلْصَقَهَا فَلَصِقَتْ،

کہ ابوجہل کے وار سے دوسرے نوجوان حضرت معوذ رضی اللہ عنہ کا ہاتھ کٹ گیا وہ اسے لے کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر اپنا لعابِ دہن شریف ڈالا اور اسے جوڑ دیا تو وہ حسبِ سابق جڑ گیا ——— (سُبل الہدیٰ)

؎ ہوتی ہے شفا دم میں، دم آتا ہے بے دم میں
محبوبِ خدا کا ہے کیا خوب شفاخانہ

○ حضرت رفاعہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

رُمِيْتُ بِسَهْمٍ يَوْمَ بَدْرٍ فَفُقِئَتْ عَيْنِيْ فَبَصَقَ فِيْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَدَعَا لِيْ فَمَا اٰذَانِيْ مِنْهَا شَيْءٌ [1]

کہ بدر کے دن میری آنکھ میں تیر لگا تو وہ پھوٹ گئی، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں اپنا تھوک مبارک ڈالا اور دُعا فرمائی، پس مجھے اِس تیر کے لگنے کی ذرا بھی تکلیف نہ رہی اور آنکھ بالکل درست ہو گئی۔

○ حضرت عبداللہ بن معقب روایت کرتے ہیں کہ حضرت حارث بن اوس رضی اللہ عنہ کعب بن اشرف یہودی کو قتل کرنے گئے تو ——— فَاَصَابَهٗ بَعْضُ

---

[1] خصائص کبریٰ صفحہ ۲۰۵ جلد اول

وَسَلَّمَ فَكَانَتْ اَصَحَّ عَيْنَيْهِ :- (خصائص کبری ج۱ ص۲۶۱)

کہ غزوۂ احد کے دِن حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کی آنکھ کو شدید تکلیف پہنچی تو رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں لعابِ دہن ڈال دیا تو وہ آنکھ، ابوذر رضی اللہ عنہ کی دونوں آنکھوں میں سے زیادہ صحیح تھی۔

یہ فیضِ نسبتِ جبریلی توحید ما ہے:

امام حلبی رحمۃ اللہ علیہ نے شواہد النبوت سے نقل کیا ہے کہ جب حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں پہنچے اور اپنا کلام سُنانا شروع کیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک یہُودی کو بطورِ ترجمان طلب کیا، (جو فارسی زبان کا عالم تھا) اس نے حضرت سلمان کا کلام سُنا، حضرت سلمان نے اپنے کلام میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف اور اُن لوگوں کی برائی (بیان) کی تھی جو لوگوں کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جانے سے روکتے تھے مگر ترجمان یہودی نے یہ سمجھ کر کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تو فارسی نہیں جانتے، کہا: اے محمد! یہ سلمان تو آپ کو بُرا کہہ رہا ہے۔ آپ نے فرمایا: یہ تو ہماری تعریف اور ان کافروں کی برائی کر رہا ہے جو لوگوں کو ہمارے پاس آنے سے روکتے ہیں، یہ سُن کر:-

فَقَالَ الْيَهُوْدِيُّ يَا مُحَمَّدُ قَدْ كُنْتُ قَبْلَ هٰذَا اَتَّهِمُكَ وَالْاٰنَ تَحَقَّقَ عِنْدِيْ اَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَاَشْهَدُ اَنْ لَّاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ : ــــــــــــــــــــ سیرتِ حلبیہ ص۱۸۲ ج۱

اُس یہودی نے کہا: اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) بے شک اس سے پہلے میں آپ کو بُرا جانتا تھا۔ مگر اب میرے نزدیک ثابت ہوگیا ہے کہ بلاشبہ آپ اللہ کے سچے رسُول ہیں، پس میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی

○ وَبَصَقَ عَلٰی اَثَرِ سَهْمٍ فِیْ وَجْهِ اَبِیْ قَتَادَةَ فِیْ یَوْمِ ذِیْ قَرَدٍ قَالَ فَمَا ضَرَبَ عَلَیَّ وَلَا قَاحَ۔ (شفا شریف ص۲۱۲)

غزوہ ذی قرد کے موقع پر حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کے چہرے پر تیر کا زخم آگیا تو سرورِ کون و مکاں صلی اللہ علیہ وسلم نے اس زخم پر لعابِ دہن شریف لگا دیا۔ تو نہ درد کی شکایت رہی اور نہ اس میں پیپ پڑی۔

○ وَنَفَثَ عَلٰی ضَرْبَةٍ بِسَاقِ سَلَمَةَ بْنِ الْاَکْوَعِ یَوْمَ خَیْبَرَ فَبَرِئَتْ وَفِیْ رِجْلِ زَیْدِ بْنِ مُعَاذٍ حِیْنَ اَصَابَهَا السَّیْفُ اِلَی الْکَعْبِ حِیْنَ قَتَلَ ابْنَ الْاَشْرَفِ فَبَرِئَتْ وَعَلٰی سَاقِ عَلِیِّ بْنِ الْحَکَمِ یَوْمَ الْخَنْدَقِ اِذِ انْکَسَرَتْ فَبَرِیَ مَکَانَهٗ وَمَا نَزَلَ عَنْ فَرَسِهٖ۔

(شفا شریف ص۲۱۳)

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ کی پنڈلی پر خیبر کے دن شدید ضرب لگی۔ تو اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لعابِ دہن لگایا تو وہ ٹھیک ہو گئی۔ اور حضرت زید بن معاذ رضی اللہ عنہ کے پاؤں میں تلوار کا شدید زخم آگیا تھا، کعب بن اشرف یہودی کے قتل کے دن، تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کے زخم پر لعابِ دہن لگایا تو وہ شفایاب ہو گئے۔

اور اسی طرح حضرت علی بن حکم کی خندق کے دن پنڈلی ٹوٹ گئی تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر لعابِ دہن لگایا تو وہ اُسی وقت اُسی جگہ اچھے ہو گئے حالانکہ وہ اپنے گھوڑے سے بھی نہ اُتر سکتے تھے۔

○ ابو یعلیٰ حضرت عبدالرحمٰن بن حارث بن عبید سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں۔

اُصِیْبَتْ عَیْنُ اَبِیْ ذَرٍّ یَوْمَ اُحُدٍ فَبَزَقَ فِیْهِمَا النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ

برکاتِ دستِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :

اِنَّ الَّذِیۡنَ یُبَایِعُوۡنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوۡنَ اللّٰہَ ؕ یَدُ اللّٰہِ فَوۡقَ اَیۡدِیۡہِمۡ ...... الخ (الفتح : ۱۰)

وہ جو تمہاری بیعت کرتے ہیں وہ تو اللہ ہی سے بیعت کرتے ہیں، اُن کے ہاتھوں پر اللہ کا ہاتھ ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کو وہ قربِ الٰہی حاصل ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت رب سے بیعت ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ رب کا ہاتھ ہے الخ (تفسیر نور العرفان)

تو جس کے ہاتھ میں ہاتھ دینا، دستِ قدرت میں ہاتھ دینا ہو اس کی عظمت و شان کا اندازہ کون کرسکتا ہے۔

قرآن پاک میں ارشاد ہوتا ہے :

وَمَا رَمَیۡتَ اِذۡ رَمَیۡتَ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ رَمٰی ۔ (الانفال : ۱۷)

اور اے محبوب! وہ خاک جو تم نے پھینکی، تم نے نہ پھینکی بلکہ اللہ نے پھینکی۔

— کس قدر حسین و دلنشین اندازِ بیان ہے اور یہ مقام و مرتبہ کیسا رفیع الشان ہے کہ اللہ قدوس عزوجل، محبوبِ مکرّم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کے دستِ مقدس کی حرکت و برکت کو اپنی طرف منسوب فرماتا ہے۔

عبادت کے لائق نہیں اور بے شک آپ اللہ کے رسول ہیں؛

اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جبریل امین سے فرمایا کہ سلمان کو عربی سکھا دو!

فَقَالَ قُلْ لَّهٗ لِيَغْمِضَ عَيْنَيْهِ وَيَفْتَحَ فَاهُ فَفَعَلَ سَلْمَانُ فَتَفَلَ جِبْرِيْلُ فِيْ فِيْهِ فَشَرَعَ سَلْمَانُ يَتَكَلَّمُ بِالْعَرَبِيِّ الْفَصِيْحِ۔

(سیرتِ حلبیہ ص ۱۸۲ ج ۱)

تو جبریل امین نے کہا، آپ سلمان کو کہیے کہ وہ آنکھیں بند کرلیں اور منہ کھول دیں، انہوں نے ایسا ہی کیا تو جبریل نے ان کے منہ میں تھوکا، پس حضرت سلمان نے فصیح عربی بولنی شروع کر دی ——— (ذکرِ جمیل)

سہ رحمتِ حق کی بد بختوں کو کوئی آس نہیں
دولتِ ادب و عقیدت جن کے پاس نہیں
فیض لینا تو سدا کام ہے، مقبولوں کا
نکتہ چینیوں کو "تبرّک" یہ بھی راس نہیں

(فقیر عثمانی)

جیسا کہ عطار کی صندوقچی سے ہاتھ نکالا ہے

○ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلٰوةَ الْاُوْلٰى ثُمَّ خَرَجَ اِلٰى اَهْلِهٖ وَخَرَجْتُ مَعَهٗ فَاسْتَقْبَلَهٗ وِلْدَانٌ فَجَعَلَ يَمْسَحُ خَدَّيْ اَحَدِهِمْ وَاحِدًا وَّاحِدًا وَاَمَّا اَنَا فَمَسَحَ خَدِّيْ فَوَجَدْتُّ لِيَدِهٖ بَرْدًا اَوْرِيْحًا كَاَنَّمَا اَخْرَجَهَا مِنْ جُوْنَةِ عَطَّارٍ۔

(مسلم ص ۲۵۶ / ۲)

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ، فرماتے ہیں کہ ایک دن میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ظہر کی نماز پڑھی۔ نماز سے فارغ ہوکر آپ اپنے درِ دولت کی طرف نکلے۔ میں بھی آپ کے ساتھ نکلا۔ (اچانک کچھ) بچے آپ کے سامنے آ گئے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ازراہِ شفقت اِن میں سے ہر بچے کے رخسار پر ہاتھ مبارک پھیرنے لگے، میرے رُخسار پر بھی آپ نے ہاتھ پھیرا تو میں نے آپ کے دستِ مبارک کی ٹھنڈک اور خوشبو ایسی پائی کہ گویا آپ نے اپنا ہاتھ عطار کی صندوقچی سے نکالا ہے۔

○ حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ، فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ کر تشریف لائے: وَقَامَ النَّاسُ فَجَعَلُوْا يَاْخُذُوْنَ يَدَيْهِ فَيَمْسَحُوْنَ بِهِمَا وُجُوْهَهُمْ قَالَ فَاَخَذْتُ بِيَدِهٖ فَوَضَعْتُهَا عَلٰى وَجْهِيْ فَاِذَا هِيَ اَبْرَدُ مِنَ الثَّلْجِ وَاَطْيَبُ رَائِحَةً مِّنَ الْمِسْكِ۔ (بخاری ص ۵۰۲)

تو لوگ اُٹھ اُٹھ کر آپ کی طرف لپکنے لگے اور آپ کے ہاتھ مبارک پکڑ کر اپنے چہروں پر ملنے لگے (اس رُوح پرور عالمِ شوق میں) میں بھی آگے بڑھا اور میں نے بھی آپ کا ہاتھ پکڑ کر اپنے چہرے پر رکھا تو وہ برف سے زیادہ ٹھنڈا اور کستوری سے زیادہ خوشبودار تھا۔

اور کہیں حدیثِ قدسی میں یوں ارشاد ہوتا

——— وَيَدَهُ الَّتِىْ يَبْطِشُ بِهَا :— (بخاری صـــ ۹۶۳ ج ۲) کہ میں اپنے پیارے کا ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے۔

دستِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم

حضور جانِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ مبارک ریشم سے بڑھ کر نرم اور خوشبو دار تھے، جس خوش نصیب کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے مصافحہ کرنے کا موقعہ ملتا وہ سارا دن اپنے ہاتھوں سے خوشبو پاتا۔

عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَزْھَرَ اللَّوْنِ کَاَنَّ عَرَقَہُ اللُّؤْلُؤُ اِذَا مَشٰی تَکَفَّأَ وَمَا مَسِسْتُ دِیْبَاجَۃً وَّلَا حَرِیْرًا اَلْیَنَ مِنْ کَفِّ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَلَا شَمَمْتُ مِسْکًا وَّلَا عَنْبَرًا اَطْیَبَ مِنْ رَّائِحَۃِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

(مسلم صـــ ۲۵۷ ج ۲، بخاری صـــ ۲۶۴ ج ۱)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا رنگ مبارک بڑا صاف اور چمکدار تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا پسینہ مبارک یوں تھا جیسے موتی ہوتے ہیں اور جب آپ چلتے تو قوت و وقار سے چلتے (یعنی نڈھال اور تھکے ہوئے لوگوں کی طرح نہیں چلتے تھے) ——— اور میں نے کبھی کوئی موٹا ریشم یا باریک ریشم ایسا نہیں دیکھا جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس ہتھیلی سے نرم ہو اور میں نے کبھی کستوری یا عنبر ایسا نہیں دیکھا جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشبو سے زیادہ خوشبودار ہو۔

کو جس نے ہماری عاجزی و محتاجی کے ہاتھ ہر لئیم بے قدرت سے بچائے اور تجھ جیسے کریم رؤف ورحیم کے سامنے پھیلائے۔ والحمد للہ رب العالمین:

اُسے حمد جس نے تجھ کو ہمہ تن کرم بنایا
ہمیں بھیک مانگنے کو تیرا آستاں بنایا

(الامن والعلیٰ صفحہ ۴۹/۵۰)

○ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سید العالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اِنِّیْ فَرَطٌ لَّکُمْ وَاَنَا شَہِیْدٌ عَلَیْکُمْ وَاِنِّیْ وَاللّٰہِ لَاَنْظُرُ اِلٰی حَوْضِی الْاٰنَ وَاِنِّیْ اُعْطِیْتُ مَفَاتِیْحَ خَزَائِنِ الْاَرْضِ اَوْ مَفَاتِیْحَ الْاَرْضِ وَاِنِّیْ وَاللّٰہِ مَا اَخَافُ عَلَیْکُمْ اَنْ تُشْرِکُوْا بَعْدِیْ وَلٰکِنْ اَخَافُ عَلَیْکُمْ اَنْ تَنَافَسُوْا فِیْہَا۔ [1]

بے شک میں تمہارے لیے پیش رو ہوں اور میں تم پر گواہ ہوں اور بے شک میں خدا کی قسم اِس وقت یقیناً اپنے حوض کو دیکھ رہا ہوں۔ اور بے شک میں زمین کے تمام خزانوں کی چابیاں دیا گیا ہوں۔ اور بے شک خدا کی قسم مجھے تم پر یہ خوف نہیں ہے کہ تم میرے بعد شرک کرو گے۔ ہاں یہ خوف ہے کہ رغبتِ دنیا میں پڑ جاؤ گے۔

○ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اُوْتِیْتُ خَزَائِنَ الْاَرْضِ فَوُضِعَ فِیْ یَدَیَّ [2]

میں زمین کے خزانے دیا گیا ہوں، پس میرے ہاتھ میں رکھ دیئے گئے۔

---

[1] بخاری شریف صفحہ ۵۵۸ ج۲، صفحہ ۹۷۵ ج۲، صفحہ ۱۷۹ ج۱، مسلم صفحہ ۲۵۰ ج۲

[2] بخاری شریف صفحہ ۱۰۴۲ ج۲، مسلم صفحہ ۲۴۴ ج۲

○ حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

كُنْتُ أُصَافِحُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ يَمَسُّ جِلْدِيْ جِلْدَهٗ فَأَتَعَرَّفُهٗ بَعْدُ فِيْ يَدِيْ وَاِنَّهٗ لَأَطْيَبُ رَائِحَةً مِّنَ الْمِسْكِ۔

(بیہقی، ابن عساکر، زرقانی علی المواہب ص ۲۳۱)

میں حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے مصافحہ کرتا یا میرا بدن آپ کے بدن سے مس کرتا تو میں اس کا اثر بعد ازاں بھی پاتا کہ میرا ہاتھ کستوری سے زیادہ خوشبودار ہوتا۔

آپ کا ہاتھ کل مخلوق خدا کے اوپر ہے:

امام اہلسنت مجدد دین وملت حضرت مولینا الشاہ احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ اپنی مشہور زمانہ کتاب "الامن والعلیٰ" میں شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کی تصنیف اثنا عشریہ کے حوالہ سے لکھتے ہیں:

کہ توریت کے سفر چہارم میں ہے

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى لِاِبْرَاهِيْمَ اِنَّ هَاجَرَ تَلِدُ وَيَكُوْنُ مِنْ وَّلَدِهَا مَنْ يَّدُهٗ فَوْقَ الْجَمِيْعِ وَيَدُ الْجَمِيْعِ مَبْسُوْطَةٌ اِلَيْهِ بِالْخُشُوْعِ:

اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے فرمایا: بے شک ہاجرہ کے اولاد ہوگی اور اس کے بچوں میں وہ ہوگا جس کا ہاتھ سب پر بالا ہے اور سب کے ہاتھ اس کی طرف پھیلے ہیں عاجزی اور گڑگڑانے میں۔

وہ کون محمد رسول اللہ، سید الکون، معطی العون صلی اللہ علیہ وسلم قربان تیرے، اے بلند ہاتھ والے، اے دو جہان کے اجالے، حمد اس کے وجہ تکریم

اس دن بھی کنجیاں میرے ہاتھ میں ہوں گی :

عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَا اَوَّلُ النَّاسِ خُرُوْجًا اِذَا بُعِثُوْا وَاَنَا قَائِدُھُمْ اِذَا وَفَدُوْا وَاَنَا خَطِیْبُھُمْ اِذَا اَنْصَتُوْا وَاَنَا مُسْتَشْفِعُھُمْ اِذَا حُبِسُوْا وَاَنَا مُبَشِّرُھُمْ اِذَا اَیِسُوْا اَلْکَرَامَةُ وَالْمَفَاتِیْحُ یَوْمَئِذٍ بِیَدِیْ وَلِوَاءُ الْحَمْدِ یَوْمَئِذٍ بِیَدِیْ وَاَنَا اَکْرَمُ وُلْدِ اٰدَمَ عَلٰی رَبِّیْ یَطُوْفُ عَلَیَّ اَلْفُ خَادِمٍ کَاَنَّھُمْ بَیْضٌ مَکْنُوْنٌ اَوْ لُؤْلُؤٌ مَنْثُوْرٌ۔

(مشکوٰۃ شریف ص۵۱۴)

حضرت انس رضی اللہ عنہ، راوی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : میں سب لوگوں سے پہلے اپنی قبر انور سے اُٹھوں گا جب کہ انہیں قبروں سے اٹھایا جائے گا۔ میں اُن کا قائد اور پیشوا ہوں گا جب کہ وہ بارگاہ خداوندی میں حاضر ہوں گے، میں اُنکی طرف سے اللہ تعالیٰ سے کلام کرنے والا ہوں گا جبکہ وہ خاموش ہوں گے۔ میں اُن کے لیے طلبگارِ شفاعت ہوں گا جب کہ انہیں میدانِ حشر میں روک دیا جائے گا۔ میں ہی ان کو مژدہ مغفرت وبخشش سنانے والا ہوں گا جبکہ انہیں خلاصی اور چھٹکارا کی کوئی امید نہیں ہوگی ——— عزت وکرامت اور (خزائنِ آخرت کی) کنجیاں اس دن میرے ہاتھ میں ہوں گی، لواء الحمد بھی اُس دن میرے ہاتھ میں ہوگا۔ میں تمام اولادِ آدم سے اللہ تعالیٰ کے ہاں زیادہ معظم ومکرم ہوں گا ———

——— میری خدمت کے لیے ہزار خادم کمربستہ ہوں گے، گویا کہ وہ سفید موتی ہوں گے جو پردوں میں مستور یا پھیلے ہوئے موتیوں کی مانند ہونگے

○ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : اُوْتِیْتُ مَفَاتِیْحَ کُلِّ شَیْءٍ، مجھے ہر چیز کی کنجیاں دے دی

○ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

أُتِيْتُ بِمَقَالِيْدِ الدُّنْيَا عَلٰى فَرَسٍ اَبْلَقَ جَاءَنِيْ بِهَا جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ قَطِيْفَةٌ مِّنْ سُنْدُسٍ۔ (خصائص کبریٰ ص۱۹۵ ج۲، زرقانی ص۳۶ ج۵)

میں ساری دُنیا کی کنجیاں دیا گیا ہوں، جبریلِ امین ان کو ابلق گھوڑے پر رکھ کر میرے پاس لائے۔

○ مخدومۂ کائنات سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کے بعد:

وَاِذَا قَائِلٌ يَقُوْلُ قَبَضَ مُحَمَّدٌ عَلٰى مَفَاتِيْحِ النُّصْرَةِ وَمَفَاتِيْحِ الرِّبْحِ وَمَفَاتِيْحِ النُّبُوَّةِ بَخٍ بَخٍ قَبَضَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الدُّنْيَا كُلِّهَا لَمْ يَبْقَ خَلْقٌ مِّنْ اَهْلِهَا اِلَّا دَخَلَ فِيْ قَبْضَتِهٖ۔ (خصائص کبریٰ ص۸۲ ج۱)

کوئی کہنے والا کہہ رہا تھا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے نصرت کی کنجیوں اور نفع کی کنجیوں اور نبوت کی کنجیوں پر قبضہ فرما لیا ہے واہ واہ! محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ساری دُنیا پر قبضہ کر لیا ہے۔ دنیا کی، کوئی مخلوق ایسی نہ رہی جو آپ کے قبضہ میں نہ ہو۔

○ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، وَاُعْطِيْتُ الْكَنْزَيْنِ الْاَحْمَرَ وَالْاَبْيَضَ۔ (مسلم ص۳۹۰ ج۲)

کہ میں دونوں خزانے سُرخ اور سفید دیا گیا ہے۔

(یعنی اللہ تعالیٰ نے مجھے سُرخ وسفید (سونے اور چاندی) کا مالک بنا دیا ہے)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا اونٹ

وَاَخْرَجَ الشَّیْخَانِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ خَرَجْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ غَزَاۃٍ فَاَبْطَأَ جَمَلِیْ وَاَعْیَانِیْ فَاَتٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ مَاشَانُکَ قُلْتُ اَبْطَأَ جَمَلِیْ وَاَعْیَانِیْ وَتَخَلَّفَ فَحَجَنَہٗ بِمِحْجَنِہٖ ثُمَّ قَالَ ارْکَبْ فَرَکِبْتُ فَلَقَدْ رَاَیْتُنِیْ اَکُفُّہٗ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔ (خصائص کبریٰ ص ۲۶۴ ج ۱)

بخاری و مسلم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جہاد کیلئے روانہ ہوا، میرا اونٹ سست ہوگیا اور اس نے مجھے تھکا دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے اور دریافت فرمایا کہ تمہارا کیا حال ہے؟ میں نے عرض کیا کہ میرا اونٹ سست ہوگیا اور اس نے مجھے تھکا دیا ہے اور پیچھے رہ گیا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی سپر سے اُسے مارا اور فرمایا سوار ہو جاؤ، میں سوار ہوگیا چنانچہ میں اس اونٹ کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے (آگے بڑھنے سے) روک رہا تھا۔

(ایضاً) خصائص کبریٰ میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے اونٹ کے بارے میں مزید تفصیلی روایات بھی ملتی ہیں۔ جیسا کہ:۔

ابو نعیم نے حضرت جابر بن عبداللہ سے روایت کی ہے کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بنی ثعلبہ کے غزوہ میں تھے، میں اپنے اونٹ پر سوار ہو کر نکلا، اس نے چلنے میں دیر کی حتیٰ کہ سب حضرات روانہ ہوگئے، میں اس کی نگہبانی میں (پیچھے رہ گیا) تھا اور اس کی حالت سے پریشان ہو رہا تھا کہ اچانک میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے اخیر میں دیکھا ——— آپ نے مجھ سے

رکھتی ہیں۔ (مسندِ احمد، طبرانی، خصائصِ کبریٰ صہ ۱۹۵/۱)

؎ کنجی تمہیں دی اپنے خزانوں کی خُدا نے
محبُوب کیا، مالک و مختار بنایا

○ یہ مشہور واقعہ سیرت کی کتابوں میں مذکور ہے کہ جب مکہ فتح ہوا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم بیت اللہ شریف میں تشریف لے گئے وہاں کافروں نے تین سو ساٹھ پتھر کے بُت اِس طرح مضبوط نصب کئے ہوئے تھے کہ کلہاڑیوں اور کدالوں سے اُن کا اکھڑنا مشکل تھا، حضور سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ مبارک میں ایک چھڑی تھی وہ چھڑی جس بُت سے لگا دیتے اور فرماتے جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ، وہ بُت اوندھے منہ زمین پر آجاتا تھا جس سے سب لوگ تعجب کرتے۔

(سیرتِ ابنِ ہشام صہ ۵۹/۴)

مقامِ غور ہے کہ صرف لکڑی کی چھڑی لگا دینے سے اِن بتوں کا گر جانا جو نہایت مضبوط طریقے سے زمین میں جمائے ہوئے تھے کس قدر حیرت انگیز ہے لیکن جب یہ دیکھا جائے کہ وہ چھڑی کس کے ہاتھ میں تھی تو کوئی حیرت نہیں رہتی کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا دستِ مبارک دستِ قدرتِ الٰہی تھا۔

؎ دستِ احمد عین دستِ ذوالجلال ● آمدہ در بیعت واند قتال (اعلیٰحضرت)

اس چھڑی میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دستِ مبارک کی قوت و تاثیر تھی جس کے صرف لگنے سے زمین اور دیوار میں گڑے ہوئے مستحکم بُت اوندھے منہ گر جاتے تھے۔ ع: تیری ہیبت تھی کہ ہر بُت تھر تھرا کر گر گیا!

دیکھنے میں تو وہ دستِ مبارک ہی تھا مگر اس دستِ مبارک کی حقیقتوں کا ادراک بغیر عرفانِ الٰہی ممکن نہیں۔ (ذکرِ جمیل صہ ۲۴۰)

حضرت جعیل رضی اللہ عنہ کی کمزور گھوڑی :

حضرت جعیل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں ایک غزوہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھا۔ میری گھوڑی جس پر میں سوار تھا نہایت دُبلی اور کمزور تھی اور میں سب لوگوں سے پیچھے رہ گیا تھا۔

فَلَحِقَنِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ سِرْ یَا صَاحِبَ الْفَرَسِ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ عَجْفَاءُ ضَعِیْفَۃٌ فَرَفَعَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِخْفَقَۃً مَعَہٗ فَضَرَبَہَا بِہَا وَقَالَ اللّٰہُمَّ بَارِکْ لَہٗ فِیْہَا فَلَقَدْ رَأَیْتُنِیْ مَا اَمْلِکُ رَأْسَہَا اَنْ اَتَقَدَّمَ النَّاسَ وَلَقَدْ بِعْتُ مِنْ بَطْنِہَا بِاثْنَیْ عَشَرَ اَلْفًا۔

(خصائص کبریٰ ص ۱۰۶ مطبوعہ بیروت)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا، اے گھوڑی والے چلو! میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! میری گھوڑی دُبلی اور کمزور ہے پس رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ مبارک میں جو چھڑی تھی اس سے آپ نے اس کو مارا اور دُعا کی، اے اللہ! اس (جعیل) کے لیے اس میں برکت فرما۔ حضرت جعیل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ اس کے بعد وہ اس قدر تیز ہو گئی کہ میں اس کی لگام نہیں تھام سکتا تھا اور وہ سب سے آگے بڑھ جاتی اور اس سے اتنی اولاد ہوئی کہ میں نے ان کو بارہ ہزار میں بیچا۔

○ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنِّیْ اَسْمَعُ مِنْکَ حَدِیْثًا کَثِیْرًا اَنْسَاہُ قَالَ اُبْسُطْ رِدَاءَکَ فَبَسَطْتُہٗ فَغَرَفَ بِیَدِہٖ ثُمَّ قَالَ ضُمَّ فَضَمَمْتُہٗ فَمَا نَسِیْتُ شَیْئًا بَعْدُ۔ (بخاری ص ۲۲)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا، یا رسول اللہ! میں آپ سے بہت زیادہ احادیثِ مبارکہ سُنتا ہوں لیکن بھول جاتا ہوں۔

میرا حال دریافت فرمایا۔

قُلْتُ اَبْطَأَ عَلَیَّ جَمَلِیْ قَالَ اذْهَبْ مَعِیْ فَکَاَتَہٗ نَفَثَ فِیْهَا ثُمَّ مَجَّ مِنَ الْمَاءِ فِیْ نَحْرِهٖ ثُمَّ ضَرَبَ بِالْعَصَا فَوَثَبَ فَقَالَ ارْکَبْ قُلْتُ اِنِّیْ اَرْضٰی اَنْ یُّسَاقَ مَعَنَا قَالَ ارْکَبْ فَرَکِبْتُ فَوَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ لَقَدْ رَاَیْتُنِیْ وَاِنِّیْ اَکُفُّہٗ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِرَادَةَ اَنْ لَّا یَسْبِقَہٗ۔

میں نے عرض کیا کہ میرا اونٹ ہمت چھوڑ گیا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا: کہ میرے ساتھ چلو گویا کہ آپ نے اس پر کچھ پھونکا اور آپ نے کلی کر کے اس کے سینہ پر پانی ڈالا اور (اپنے دستِ مبارک سے) اس کو عصا مارا، وہ کود کر کھڑا ہو گیا، آپ نے فرمایا: سوار ہو جاؤ۔ میں نے عرض کیا کہ میں یہ چاہتا ہوں کہ یہ اونٹ ہمارے ساتھ چلے (یعنی قافلے سے آگے نہ بڑھ جائے، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلّم کی برکت سے جیسے وہ کود کر کھڑا ہوا تھا، اس کے انداز بتا رہے تھے کہ اب یہ مشکل سے رکے گا۔) آپ نے فرمایا: سوار ہو جاؤ، میں سوار ہو گیا۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہٗ بیان کرتے ہیں کہ قسم ہے اُس ذات پاک کی جس کے قبضے میں میری جان ہے کہ میں اِس اونٹ کو اِس وجہ سے روکتا تھا کہ کہیں رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم سے آگے نہ بڑھ جائے۔

ابو نعیم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہٗ سے روایت کی ہے کہ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا: اللہ کا نام لے کر سوار ہو جاؤ۔ حضرت جابر فرماتے ہیں کہ میں نے کسی جانور پر اس سے قبل اور اس کے بعد سواری نہیں کی جو اس سے زیادہ وسیع قدم اور تیز رفتار ہو، وہ مجھے اس قدر تیزی سے لے جا رہا تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلّم سے حیا کرتے ہوئے میں اسے روکتا تھا کہ کہیں آپ سے سبقت نہ کر جائے۔

(خصائص کبریٰ ص۲۷۴)

فَمَا عَرَضَ لِیْ بَعْدُ۔ (حجۃ اللہ علی العالمین ص۴۲۶، دلائل النبوت لابی نعیم)

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے طائف کی طرف بھیجا تو (ایک دن) نماز پڑھتے ہوئے مجھے کوئی عارضہ پیش آیا تو (اُس وسوسے کے سبب) مجھے یاد نہ رہا کہ میں نے کیا پڑھا ہے۔ پس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور یہ صورت حال عرض کی تو آپ نے فرمایا: وہ شیطان تھا۔ (اے عثمان) میرے قریب آ، میں قریب ہوا تو آپ نے فرمایا: اپنا منہ کھول (میں نے کھولا) تو آپ نے میرے سینے پر اپنا دستِ مبارک مارا اور میرے منہ میں تھوکا اور فرمایا: اے اللہ کے دشمن (عثمان کے سینے سے) نکل جا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ عمل تین مرتبہ کیا، اور فرمایا: (اے عثمان) جا اپنا کام کر، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اس دن کے بعد پھر مجھے کبھی کوئی، ایسا عارضہ پیش نہیں آیا۔

○ حضرت عباد بن عبد الصمد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم حضرت انس رضی اللہ عنہ کے گھر گئے، انہوں نے اپنی خادمہ سے فرمایا: کہ دسترخوان لاؤ ہم کھانا کھائیں گے۔ وہ دسترخوان لے آئیں، فرمایا کہ رومال بھی لاؤ! وہ ایک رومال لے آئی جو کہ میلا تھا۔ فرمایا اس کو تنور میں ڈال دے۔

فَطُرِحَ فِیْهِ فَخَرَجَ اَبْیَضَ کَاَنَّهُ اللَّبَنُ فَقُلْنَا مَا هٰذَا؟ قَالَ هٰذَا مِنْدِیْلٌ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَمْسَحُ بِهٖ وَجْهَهٗ فَاِذَا اتَّسَخَ صَنَعْنَا بِهٖ هٰکَذَا لِاَنَّ النَّارَ لَا تَاْکُلُ شَیْئًا مَرَّ عَلٰی وُجُوْهِ الْاَنْبِیَاءِ۔

(ابو نعیم، خصائص کبریٰ ص۱۳۴ ج۲)

پس اُسے (بھڑکتے تنور میں) ڈال دیا گیا۔ جب اُسے نکالا تو وہ ایسا سفید تھا جیسا کہ دودھ، ہم نے حیران ہو کر کہا کہ یہ کیا راز ہے؟ حضرت انس رضی اللہ عنہ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ابوہریرہ! اپنی چادر پھیلاؤ، میں نے پھیلادی تو شاہِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مبارک ہاتھوں سے (فضا میں سے لپ بھر کر) چادر میں کچھ ڈال دیا اور فرمایا: اسے سینے سے لگالو، میں نے (اُسے اٹھایا اور) سینے سے لگالیا تو اس کے بعد مجھے کبھی کوئی چیز نہیں بھولی۔

کریم ایسا ملا کہ جس کے کھلے ہیں ہاتھ اور بھرے خزانے
بتاؤ اے مفلسو کہ پھر کیوں تمہارا دِل اضطراب میں ہے

(اعلیحضرت علیہ الرحمۃ)

○ حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کی، یا رسول اللہ! مجھے قرآن بھول جاتا ہے۔

فَوَضَعَ يَدَهٗ عَلٰى صَدْرِيْ وَقَالَ يَا شَيْطَانُ اُخْرُجْ مِنْ صَدْرِ عُثْمَانَ فَمَا نَسِيْتُ شَيْئًا بَعْدُ ......

تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دستِ مقدس میرے سینے پر رکھا اور فرمایا اے شیطان! عثمان کے سینے سے نکل جا۔ فرماتے ہیں اس کے بعد مجھے کوئی چیز نہیں بھولی۔

(حجۃ اللہ علی العالمین ص۲۳۶، دلائل النبوت لابی نعیم ص۴۶۶/۲، خصائص کبریٰ ص۱۵/۲)

○ حضرت عثمان بن العاص رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے، فرماتے ہیں:

لَمَّا بَعَثَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَى الطَّائِفِ عَرَضَ لِيْ شَيْءٌ فِيْ صَلَاتِيْ حَتّٰى كُنْتُ لَا اَدْرِيْ مَا اُصَلِّيْ فَاَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرْتُهٗ فَقَالَ ذَاكَ الشَّيْطَانُ اُدْنُ مِنِّيْ فَدَنَوْتُ فَقَالَ افْغَرْ فَاكَ فَضَرَبَ صَدْرِيْ بِيَدِهٖ وَتَفَلَ فِيْ فِيَّ وَقَالَ اُخْرُجْ عَدُوَّ اللّٰهِ فَعَلَ ذٰلِكَ ثَلَاثًا قَالَ الْحَقْ بِعَمَلِكَ

بِصَلْعَتِہٖ وَ یَقُوْلُ بِسْمِ اللّٰہِ عَلٰی اَثَرِ یَدِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم فَیَمْسَحُہٗ ثُمَّ یَمْسَحُ مَوْضِعَ الْوَرَمِ فَیَذْھَبُ الْوَرَمُ ۔

(خصائص الکبریٰ ص۱۴۰، حجۃ اللہ علی العالمین)

(امام احمد اور امام بخاری نے اپنی تاریخ میں اور ابن سعد اور ابویعلیٰ نے اور بغوی نے اور حسن بن سفیان نے اپنی مسند میں اور طبرانی اور بیہقی نے)

حضرت حنظلہ بن حذیم رضی اللہ عنہ سے روایت (کیا) ہے۔ حضرت حنظلہ فرماتے ہیں کہ حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دستِ مبارک میرے سر پر پھیرا اور (سر پر ہاتھ مبارک پھیرتے ہوئے) فرمایا: تجھ میں برکت (ڈال) دی گئی، حضرت ذیال فرماتے ہیں کہ اس کے بعد میں نے دیکھا کہ کسی بکری کے تھنوں یا اونٹ یا انسان کے کسی مقام پر وَرم ہو جاتا تو اس کو حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ کے پاس لے آتے اور وہ اپنے ہاتھ پر اپنا لعابِ دہن ڈال کر اپنے سر پر ملتے اور فرماتے بِسْمِ اللّٰہِ عَلٰی اَثَرِ یَدِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم (یعنی اللہ تعالیٰ کا نام لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ مبارک کی برکت اس مریض کو پہنچا رہا ہوں) اور پھر وہ ہاتھ وَرم کی جگہ پر رکھ کر مَل دیتے تو وَرم فوراً اُتر جاتا۔

ے
پہنچے کہاں کہاں نہ حبیبِ خدا کے ہاتھ
کونین کا ہے نظم و عمل مصطفٰے کے ہاتھ (صلی اللہ علیہ وسلم)
شاہد ہے "مَا رَمَیْتَ" کی آیت اس اَمر پر!
یعنی نبی کے ہاتھ ہیں بے شک خدا کے ہاتھ (صلی اللہ علیہ وسلم)

○ عَنْ بِشْرِ بْنِ مُعَاوِیَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا اَنَّہٗ قَدِمَ مَعَ اَبِیْہِ مُعَاوِیَۃَ بْنِ ثَوْرٍ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَمَسَحَ رَاْسَ بِشْرٍ وَ وَجْھَہٗ وَدَعَالَہٗ فَکَانَتْ فِیْ وَجْھِہٖ ——————— مَسْحَۃُ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

نے فرمایا: یہ وہ رومال ہے جس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے منہ مبارک کو صاف کرتے تھے۔ یہ جب بھی میلا ہوتا تو ہم اسے اسی طریقے پر آگ میں ڈال کر صاف کر لیتے ہیں، کیونکہ جو چیز انبیاء کرام کے چہروں پر گزرے آگ اُسے نہیں جلاتی۔

اس واقعہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دستِ مبارک اور چہرۂ پاک دونوں کا کمال و اعجاز مذکور ہے:

کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم اِس رومال سے چہرۂ پاک کو صاف فرماتے تو یقیناً وہ رومال، پہلے ہاتھ میں لیتے پھر چہرۂ پاک سے مس کرتے۔

امام معرفت حضرت مولانا رُوم رحمۃ اللہ مثنوی شریف میں اس واقعہ مبارکہ کو لکھنے کے بعد فرماتے ہیں: ؎

اے دلِ ترسندہ از نار و عذاب　　با چناں دست و لبے کُن اقتراب

چوں جمادے را چناں تشریف داد　　جان عاشق را چہا خواھد کشاد

یعنی اسے وہ دل جس کو نارِ جہنم اور عذابِ دوزخ کا ڈر ہے، اِن پیارے پیارے ہونٹوں اور مقدس ہاتھوں سے قرب کیوں نہیں حاصل کر لیتا، جب کہ بے جان چیز دسترخوان کو اُس قرب کی وجہ سے ایسی عظمت و فضیلت عطا ہوئی کہ اُسے آگ نہ جلا سکی تو جو اُن کے عاشقِ صادق ہیں اُن پر جہنم کیوں نہ حرام ہو۔

حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ اور دستِ مبارک

عَنْ حَنْظَلَةَ بْنِ حُذَيْمٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَسَحَ رَأْسَهٗ بِيَدِهٖ وَقَالَ لَهٗ بُوْرِكَ فِيْكَ قَالَ الذَّيَالُ فَرَاَيْتُ حَنْظَلَةَ يُؤْتٰى بِالشَّاةِ الْوَارِمِ ضَرْعُهَا وَالْبَعِيْرِ وَالْاِنْسَانِ بِهِ الْوَارِمُ فَيَتْفُلُ فِيْ يَدِهٖ وَيَمْسَحُ

تَاجِرَ اَهْلِ الْحِجَازِ فَانْطَلَقْتُ اِلٰی اَصْحَابِیْ فَقُلْتُ النَّجَاءَ فَقَدْ قَتَلَ اللّٰہُ اَبَا رَافِعٍ فَانْتَهَيْتُ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَحَدَّثْتُهُ فَقَالَ ابْسُطْ رِجْلَكَ فَبَسَطْتُ رِجْلِيْ فَمَسَحَهَا فَكَاَنَّمَا لَمْ اَشْتَكِهَا قَطُّ۔

(بخاری صفحہ ۵۷۷، مشکوٰۃ صفحہ ۵۳۱، حجۃ اللہ علی العالمین صفحہ ۴۲۵)

یہاں تک کہ ایک منزل سے اُترتے ہوئے جب میں نے اپنا پیر آگے رکھا اور میں چاندنی رات میں یہی محسوس کر رہا تھا کہ زمین پر آ پہنچا ہوں۔ پس میں اوپر سے زمین پر گرا اور میری پنڈلی ٹوٹ گئی، میں نے اسے عمامہ سے باندھ لیا اور دروازے پر بیٹھ گیا، پھر اپنے دل میں کہا کہ آج کی رات اس وقت تک یہاں سے نہیں جاؤں گا جب تک مجھے اس کے مرنے کا یقین نہ ہو جائے۔ جب مرغ نے اذان دی تو ایک شخص قلعے کی دیوار پر کھڑا ہو کر کہنے لگا، لوگو! اہلِ حجاز کا تاجر ابو رافع مر گیا ہے۔ پس میں اپنے ساتھیوں کے پاس گیا اور اُن سے کہا، اب یہاں سے کھسک جانا چاہیئے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ابو رافع کو قتل کر دیا ہے۔ پھر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور سارا واقعہ عرض کر دیا۔ آپ نے فرمایا، کہ اپنا پاؤں پھیلاؤ، میں نے پھیلا دیا —— تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اس پر اپنا دستِ کرم پھیر دیا تو ایسا ہو گیا جیسے اس میں سرے سے کوئی تکلیف ہی نہ ہوئی تھی۔

حضرت قتادہ کی آنکھ

حضرت زید بن اسلم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جنگِ اُحد میں حضرت قتادہ بن نعمان رضی اللہ عنہ کی آنکھ میں تیر لگا اور آنکھ کا ڈھیلا رخسار پر بہہ آیا ——

فَاُتِیَ بِهٖ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنْ شِئْتَ صَبَرْتَ وَلَكَ الْجَنَّةُ وَاِنْ شِئْتَ رَدَدْتُّهَا دَعَوْتُ اللّٰہَ لَكَ فَلَمْ تَفْقِدْ مِنْهَا شَيْئًا فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّ الْجَنَّةَ لَجَزَاءٌ جَمِيْلٌ وَعَطَاءٌ جَلِيْلٌ وَلٰكِنْ اِنَّ لِيْ اِمْرَاَةً

كَانُغْرَّةٍ وَكَانَ لَا يَمْسَحُ شَيْئًا اِلَّا بَرَأَ۔ (خصائص کبریٰ صفحہ ۱۴۰-۱۴۱ ج ۲)

حضرت بشر بن معاویہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ اپنے باپ معاویہ بن ثور کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کے سَر اور چہرے پر اپنا دستِ مبارک پھیرا اور دعا فرمائی ـــــ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دستِ مبارک کی وجہ سے حضرت بشر کے چہرہ پر چمک پیدا ہو گئی اور جس مریض پر بشر ہاتھ پھیرتے اس کو شفا ہو جاتی۔

حضرت عبد اللہ بن عتیک کی پنڈلی

ابو رافع یہودی ہمیشہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف پہنچاتا اور آپ کے دشمنوں کی مدد کرتا تھا۔ اس کا وجود اسلام اور مسلمانوں کے لیے بہت بڑا فتنہ بن چکا تھا اس فتنے کو جڑ سے اکھیڑنے کے لیے، اُس دشمن اسلام کو واصل جہنم کرنے کیلئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کے چند حضرات کو بھیجا۔ اور حضرت عبد اللہ بن عتیک کو ان پر امیر مقرر فرمایا۔

المختصر حضرت عبد اللہ بن عتیک رضی اللہ عنہ اپنے ساتھیوں کو باہر بٹھا کر خود اس کے قلعہ میں داخل ہو گئے۔ اس وقت وہ اپنے چوبارے میں تھا۔ حضرت عبد اللہ سیڑھی کے ذریعے اُس کے بالاخانے پر چڑھ گئے، اس کو قتل کر کے واپس لوٹے تو فرماتے ہیں:

حَتّٰى انْتَهَيْتُ اِلٰى دَرَجَةٍ لَهٗ فَوَضَعْتُ رِجْلِيْ وَاَنَا اُرٰى اَنِّيْ قَدِ انْتَهَيْتُ اِلَى الْاَرْضِ فَوَقَعْتُ فِيْ لَيْلَةٍ مُقْمِرَةٍ فَانْكَسَرَتْ سَاقِيْ ، فَعَصَبْتُهَا بِعِمَامَةٍ ثُمَّ انْطَلَقْتُ حَتّٰى جَلَسْتُ عَلَى الْبَابِ فَقُلْتُ لَا اَخْرُجُ اللَّيْلَةَ حَتّٰى اَعْلَمَ اَقَتَلْتُهٗ فَلَمَّا صَاحَ الدِّيْكُ قَامَ النَّاعِيْ عَلَى السُّوْرِ فَقَالَ اَنْعٰى اَبَا رَافِعٍ

كَانَتْ اَحْسَنَ عَيْنَيْهِ وَاَحَدَّهُمَا نَظَرًا ۔ یعنی وہ آنکھ جو دستِ مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم نے لوٹائی وہ دونوں آنکھوں میں سے خوبصورت ہو گئی اور نظر میں بھی تیز ہو گئی۔

اور اِسی پر ہی بس نہیں!

بلکہ وَكَانَتْ لَا تَرْمَدُ اِذَا رَمِدَتْ اُخْرٰی یعنی دوسری آنکھ کو کبھی عارضہ، دُکھنے، سُرخ ہونے یا سوجھنے وغیرہ کا پیش آ جاتا مگر رحمتِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ مبارک سے لوٹائی جانے والی آنکھ کبھی نہ دُکھتی۔

ذکرِ جمیل میں علامہ اوکاڑوی علیہ الرحمۃ نے اس کی وجہِ جمیل یوں رقم فرمائی ہے:۔

"اِس کی وجہ ظاہرًا یہی معلوم ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کو یہ منظور تھا کہ اس کے حبیب کی شانِ محبوبی عالم میں ممتاز اور نمایاں رہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس کے ہاتھ کی بنائی ہوئی آنکھ کا حُسن بڑھا دیا۔

حضرت نعمان بن قتادہ رضی اللہ عنہ، حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کے دربار میں گئے، حضرت عمر بن عبدالعزیز نے فرمایا:

مَنْ اَنْتَ یَا فَتٰی : اے نوجوان! تو کون ہے؟

حضرت نعمان بن قتادہ فرماتے ہیں:

اَنَا ابْنُ الَّذِیْ سَالَتْ عَلَی الْخَدِّ عَیْنُہٗ
فَرُدَّتْ بِکَفِّ الْمُصْطَفٰی اَحْسَنَ الرَّدِّ
فَعَادَتْ كَمَا كَانَتْ لِاَحْسَنِ حَالِهَا
فَیَا حُسْنَهَا عَیْنًا وَیَا حُسْنَهَا اَیْدٍ

میں اُس کا بیٹا ہوں جس کی آنکھ کا ڈھیلا رُخسار پر بہہ آیا تھا تو مصطفٰے کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دستِ شفا سے اِس کو پھر اس کی جگہ رکھ دیا تھا تو وہ

اُحِبُّهَا وَاَخْشٰی اِنْ رَاَتْنِیْ تَقْذِرُنِیْ اَیْ تَکْرَهُنِیْ وَلٰکِنْ تَرُدُّهَا وَتَسْاَلُ اللّٰهَ لِیَ الْجَنَّةَ قَالَ اَفْعَلُ یَا قَتَادَةُ فَاَخَذَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِیَدِهٖ وَرَدَّهَا اِلٰی مَوْضِعِهَا وَقَالَ اللّٰهُمَّ اکْسُهٗ جَمَالًا فَکَانَتْ اَحْسَنَ عَیْنَیْهِ وَاَجْمَلَهُمَا وَاَقْوٰهُمَا حُسْنًا اَیْ اَحْسَنُ عَیْنَیْهِ [1]

تو وہ اس کو لے کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ نے فرمایا، اگر صبر کرو گے تو تمہارے لیے جنّت ہے اور اگر چاہو تو اس کو لوٹا کر تمہارے لیے دُعا کروں، پھر تم اِس میں کمی نہ پاؤ گے۔ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ، نے عرض کیا یارسول اللہ! بلاشبہ جنّت ایک جزائے جمیل اور عطائے جلیل ہے، مگر مجھے گھر میں بیوی سے محبّت ہے۔ مجھے اندیشہ ہے کہ وہ مجھ کو اس حال میں پسند نہیں کرے گی۔ لہٰذا آپ (اس (میری آنکھ) کو لوٹا بھی دیجئے اور میرے لیے اللہ سے جنّت بھی مانگیے فرمایا بہت اچھا:۔

پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دستِ کرم سے اس کو پکڑ کر اس کی جگہ چشم خانہ میں رکھ دیا اور دعا فرمائی: اے اللہ! اس کو بہت اچھا بنا دے، تو اُن کی وہ آنکھ حسن وجمال اور قوت کے لحاظ سے دوسری آنکھ سے بہت اچھی تھی۔

بعض روایتوں میں آپ کے دُعائیہ الفاظ یوں مذکور ہیں:

اَللّٰهُمَّ قِ قَتَادَةَ کَمَا وَقٰی نَبِیَّكَ بِوَجْهِهٖ۔

اے اللہ! قتادہ کو (نقصِ حسن سے) بچا جس طرح یہ اپنا چہرہ تیرے نبی پہ قربان کرتا رہا ـــــــ آپ کی دعا اور دستِ عطا کی برکت سے ـــــــ

---

[1] زرقانی علی المواہب صفحہ ۱۸۶/۵، دلائل النبوۃ لابی نعیم، دلائل النبوۃ للبیہقی جلد ۳ صفحہ ۲۵۱/۲۵۲ حجۃ اللہ علی العالمین صفحہ ۴۴۴، خصائصِ کبریٰ صفحہ ۲۶۰/۱، مدارج النبوۃ جلد اوّل صفحہ ۱۹۸ سیرتِ حلبیہ جلد دوم صفحہ ۴۴

راوی کہتے ہیں کہ حضرت عائذ بن عمرو کے چہرے اور سینے سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خون صاف کرنے کیلئے اپنا ہاتھ مبارک لگایا تھا، وہ جگہ یوں سفید اور روشن ہم دیکھتے جیسے گھوڑے کے ماتھے پر سفیدی ہوتی ہے۔

○ حضرت ابیض بن جمال رضی اللہ عنہ کے چہرے پر (حَذَرَۃٌ) چیچک یا دھدّر تھا، جو ان کی ناک کو چیر گیا تھا اور اس کی وجہ سے ان کا چہرہ خراب ہو گیا تھا۔

فَدَعَاہُ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَمَسَحَ وَجْھَہٗ فَلَمْ یَمْسِ مِنْ ذَالِکَ الْیَوْمِ وَمِنْھَا اَثَرٌ۔ (خصائص کبریٰ، حجۃ اللہ علی العالمین ص۴۲۸)

تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بلا کر ان کے چہرے پر ہاتھ مبارک پھیرا شام نہ ہونے پائی تھی کہ اُس دھدّر وغیرہ کا کوئی نشان بھی نہ رہا۔

○ عَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ اَبِیْ بَکْرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا اَنَّھَا اَصَابَھَا وَرَمٌ فِیْ رَأْسِھَا وَ وَجْھِھَا فَوَضَعَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَدَہٗ عَلٰی رَأْسِھَا وَ وَجْھِھَا مِنْ فَوْقِ الثِّیَابِ فَقَالَ بِسْمِ اللّٰہِ اَذْھِبْ عَنْھَا سُوْءَہٗ وَ فُحْشَہٗ بِدَعْوَۃِ نَبِیِّکَ الطَّیِّبِ الْمُبَارَکِ الْمَکِیْنِ عِنْدَکَ فَعَلَ ذَالِکَ ثَلَاثًا فَذَھَبَ الْوَرَمُ۔

(حُجَّۃُ اللّٰہِ عَلَی الْعَالَمِیْنَ ص۴۲۹)

حضرت اسماء بنت صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہما فرماتی ہیں کہ میرے سَر اور چہرے پر وَرَم کی تکلیف ہو گئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کپڑے کے اوپر سے میرے سَر اور چہرے پر ہاتھ مقدس رکھا اور دُعا فرمائی کہ اے اللہ! اپنے معظّم ومحترم برکت والے پاک نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کی دُعا کے وسیلے سے اسماء کے (سَر اور چہرے سے) وَرَم کی تکلیف و پریشانی دور کر دے ـــــــ آپ فرماتی ہیں کہ یہ عمل آپ نے تین مرتبہ فرمایا۔ پس وَرَم ختم ہو گیا۔

آنکھ ویسی ہی ہو گئی جیسی کہ پہلے تھی بلکہ اس سے بھی بہت اچھی حالت میں ہو گئی۔ تو کیا حسین تھی وہ آنکھ اور کیا حسین تھا وہ ہاتھ۔

(شرح شفاء، زرقانی علی المواہب صفحہ ۱۸۶/۵)

ہوتی ہے شفا دَم میں، دَم آتا ہے لبِ دَم میں
محبوبِ خدا کا ہے کیا خوب شفا خانہ
جب ہاتھ اٹھاتے ہیں دُکھ سب مٹ جاتے ہیں
سرکارِ دوعالم کی ہے ادائے کریمانہ

○ حضرت ابو العلاء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

وَمَسَحَ وَجْهَ قَتَادَةَ بْنِ مِلْحَانَ فَكَانَ لِوَجْهِهٖ بَرِيْقٌ حَتّٰى كَانَ يُنْظَرُ فِيْ وَجْهِهٖ كَمَا يُنْظَرُ فِي الْمِرْاٰةِ۔

(الشفاء بتعریف حقوق المصطفٰے صفحہ ۲۲۰)

کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت قتادہ بن ملحان رضی اللہ عنہ کے چہرے پر اپنا دستِ مبارک پھیرا تو ان کے چہرہ میں اتنی چمک پیدا ہو گئی کہ ان کے چہرے میں اشیاء کا عکس اسی طرح دیکھا جاتا جس طرح کہ آئینے میں دیکھا جاتا ہے۔

○ حضرت عائذ بن عمرو رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جنگ حنین میں میری پیشانی پر تیر لگا جس سے میرے چہرے اور سینے پر خون بہہ گیا۔ یہ دیکھ کر نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دستِ مبارک سے میرا خون پونچھ دیا اور میرے لئے دعا فرمائی:

فَرَاَيْنَا اَثَرَ يَدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى مُنْتَهٰى مَا مَسَحَ مِنْ صَدْرِهٖ فَاِذَا غُرَّةٌ سَائِلَةٌ كَغُرَّةِ الْفَرَسِ۔

(حجۃ اللہ علی العالمین صفحہ ۲۲۳)

جن چمٹا ہوا ہے جس کی وجہ سے صبح وشام اسے دورے پڑتے ہیں۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس کے سینے پر ہاتھ مبارک پھیرا تو اُس بچے نے قے کر دی تو اُس کے پیٹ سے ایک سیاہ رنگ کا کُتے کے بچے جیسا جانور نکل کر بھاگ گیا (اور وہ بچہ بالکل تندرست ہو گیا)

ہر دکھ کا مداوا ہے وہ رحمت ربّانی
ہو جاتی ہے جس در پر ہر، دُور پریشانی
جو فیض مدینے کا کونین میں بٹتا ہے
اُس فیض کی ہر سُو ہے مشہور فراوانی

(فقیر عثمانی)

○ حضرت جریر رضی اللہ عنہٗ فرماتے ہیں کہ میں سواری کی حالت میں گھوڑے سے گر جاتا تھا۔ میں نے حضور سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلّم کی خدمتِ اقدس میں اپنا حال بیان کیا۔

فَضَرَبَ بِيَدِهٖ عَلٰى صَدْرِيْ حَتّٰى رَاَيْتُ اَثَرَ يَدِهٖ عَلٰى صَدْرِيْ وَقَالَ اللّٰهُمَّ ثَبِّتْهُ وَاجْعَلْهُ هَادِيًا مَّهْدِيًّا فَمَا سَقَطْتُ عَنْ فَرَسِيْ بَعْدُ۔

(دلائل النبوۃ ابونعیم صـ۳۸۹، بخاری صـ۶۱۴)

تو آپ صلی اللہ علیہ وسلّم نے اپنا دستِ مبارک میرے سینے پر مارا، یہاں تک کہ میں نے آپ کے دستِ مبارک کا نشان اپنے سینہ پر دیکھا اور آپ نے دُعا فرمائی، اے اللہ! اس کو ثابت رکھ اور اس کو ہدایت کرنے والا اور ہدایت کیا ہوا کر دے۔ حضرت جریر فرماتے ہیں کہ اس کے بعد میں کبھی گھوڑے سے نہیں گرا۔

○ حضرت معاذ بن عفراء رضی اللہ عنہما کی اہلیہ محترمہ کو برص (پھلبہری) کی بیماری تھی۔ وہ دربارِ رسالت میں حاضر ہوئی تو شاہ کونین صلی اللہ علیہ وسلّم نے

○ حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے حاضرِ خدمت ہو کر عرض کیا: یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) میری داڑھ میں شدید درد ہے جس کی وجہ سے کان میں بھی شدید تکلیف ہے اور یہ درد میری برداشت سے باہر ہو گئی ہے:۔

فَوَضَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَهٗ عَلَى الْخَدِّ الَّذِيْ فِيْهِ الْوَجْعُ وَقَالَ: اَللّٰهُمَّ اَذْهِبْ عَنْهُ سُوْءَ مَا يَجِدُ وَفُحْشَهٗ بِدَعْوَةِ نَبِيِّكَ الْمُبَارِكِ الْمَكِيْنِ عِنْدَكَ سَبْعَ مَرَّاتٍ فَشَفَاهُ اللّٰهُ قَبْلَ اَنْ يَّبْرَحَ۔
(حُجَّةُ اللّٰهِ عَلَى الْعَالَمِيْنَ ص۸۲۹)

تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دستِ شفا اُن کے اُس رخسار پر رکھا؛ جس میں درد تھی اور یُوں دُعا کی: اے اللہ! اپنے عظمت و برکت والے نبی (صلی اللہ علیہ وسلّم) کی دعا کے وسیلے سے اس کی تکلیف و مصیبت کو دُور فرما۔ آپ نے سات مرتبہ یہ عمل دہرایا، راوی کہتے ہیں کہ ابنِ رواحہ کو اُٹھنے سے پہلے اللہ تعالیٰ نے شفا عطا فرما دی۔

○ حضرت عبداللہ بن عبّاس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

اِنَّ امْرَاَةً جَآءَتْ بِابْنٍ لَّهَا اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ ابْنِيْ بِهٖ جُنُوْنٌ وَاِنَّهٗ لَيَاْخُذُهٗ عِنْدَ غَدَائِنَا وَعَشَائِنَا فَمَسَحَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَدْرَهٗ فَثَعَّ ثَعَّةً وَخَرَجَ مِنْ جَوْفِهٖ مِثْلُ الْجَرْوِ الْاَسْوَدِ يَسْعٰى۔ (مسند احمد ص۲۶۸، دارمی ص۱۹، شفا شریف ص۲۱۴، حجۃ اللہ علی العالمین ص۴۲۹، مشکوٰۃ شریف ص۵۴۱، زرقانی علی المواہب جلد پنجم صفحہ نمبر ۱۸۵، مجمع الزوائد جلد ۹، صفحہ نمبر ۵-۶)

کہ ایک عورت اپنے لڑکے کو لے کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ یارسول اللہ! (صلی اللہ علیک وسلّم) میرے اس بیٹے کو

طرح سے دیکھنے لگ گیا۔

ثُمَّ اَقْعَدَهٗ بَيْنَ يَدَيْهِ فَدَعَا لَهٗ وَ مَسَحَ وَجْهَهٗ فَلَمْ يَكُنْ فِي الْوَفْدِ اَحَدٌ بَعْدَ دَعْوَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْضُلُ عَلَيْهِ۔

پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسے اپنے سامنے بٹھایا اور اس کے ولیے دُعا فرمائی اور اُسکے چہرے پر ہاتھ مبارک پھیرا تو وہ ایسا ہو گیا کہ آنے والے وفد میں اس سے بہتر کوئی نظر نہیں آتا تھا۔ (حجۃ اللہ علی العالمین ص۴۲۷)

○ اِنَّ اُسَيْدَ بْنَ اَبِي اَيَاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ مَسَحَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجْهَهٗ وَاَلْقٰى يَدَهٗ عَلٰى صَدْرِهٖ فَكَانَ اُسَيْدٌ يَدْخُلُ الْبَيْتَ الْمُظْلِمَ فَيُضِيْءُ۔ (حجۃ اللہ علی العالمین ص۴۳۸، خصائص کبریٰ، کنز العمال)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اُسید بن ابی ایاس رضی اللہ عنہ کے چہرہ اور سینہ پر اپنا دستِ مبارک پھیرا تو (اُن کی یہ حالت ہو گئی) کہ وہ شدید اندھیرے والے کمرے میں داخل ہوتے تو وہ روشن ہو جاتا۔

○ حضرت عبدالرحمٰن بن زید کوتاہ قد پیدا ہوئے تو شاہِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے سر پر ہاتھ پھیرا اور دُعا فرمائی، اس کے بعد حضرت عبدالرحمٰن جس قوم میں ہوتے سب سے اونچے نظر آتے۔ (سیرت رسولِ عربی)

○ صحابہ کرام علیہم الرضوان فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے، ہمارے ساتھ ایک بچّہ بھی تھا۔ ایک روز پہلے اس کا ہاتھ ٹوٹ گیا تھا اور اس پر پٹی باندھ رکھی تھی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسے پاس بُلا کر پٹی کھول دی اور اپنا دستِ مبارک وہاں مل دیا۔ وہ اُسی وقت تندرست ہو گیا، لوگوں کو پتہ نہیں چلتا تھا کہ کون سا ہاتھ ٹوٹا تھا کھانا آیا تو سب نے کھایا۔ بچے کو کہا گیا کہ اس پٹی کو اپنے گھر لے جانا۔ پھر کام

اپنے دستِ مبارک سے اپنا عصا مبارک اس کے جسم پر پھیر دیا تو وہ اسی وقت تندرست ہو گئی۔ (سیرتِ رسولِ عربی، شرح زرقانی)

بیمار اونٹوں کو شفا: حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کا مالِ تجارت لے کر ملک شام جا رہے تھے تو ایک جگہ اکثر اونٹ بیمار نظر آئے اور وہ ایسی مہلک اور بدبودار بیماری میں مبتلا تھے جس کا کوئی علاج نہ تھا۔ لوگ اُن کے پاس جانے بلکہ اس علاقے سے گزرنے سے گریز کرتے تھے یہاں تک کہ جانور بھی وہاں نہ جاتے تھے۔

؎ ناگہاں آں مغیثِ ہر دو کون — مصطفٰی پیدا شُدہ از بہرِ عَون

(اچانک دونوں جہانوں کے مددگار، مدد کیلئے جلوہ فرما ہو گئے) گویا اونٹوں نے بزبانِ حال کہا: حضور! ہم بیکس سخت مہلک بیماری میں مبتلا ہیں، کرم فرمایئے تب حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اونٹ سے اُترے اور اپنا دستِ شفا ہر ایک بیمار اونٹ کی پشت پر پھیرا، فی الفور انہیں صحتِ کاملہ نصیب ہو گئی۔

(احیآء القلوب ۴۵، بحوالہ البرہان فی خصائصِ حبیبُ الرحمٰن)

○ حضرت وازع رضی اللہ عنہٗ فرماتے ہیں کہ مَیں اور اشج ایک قافلے کے ساتھ روانہ ہوئے، اِس قافلہ میں ایک شخص آسیب زدہ تھا اور جب ہم دربارِ رسالت میں حاضر ہوئے تو میں نے ماجرا عرض کیا کہ یہ ہمارا ساتھی ہے۔ یہ دیوانہ ہے۔ اسے دَورے پڑتے ہیں۔ یا رسُول اللہ! اس کے لیے دُعا کر دیجئے۔ یہ سُن کر نبیِ رحمت شفیقِ امّت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسے میرے پاس لاؤ، میں نے حاضر کر دیا۔ رحمتِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی چادر کو پُشت سے اٹھایا اور اس کی پُشت (کمر) پہ ہاتھ مار کر فرمایا: اے اللہ کے دشمن نکل جا تو اچانک دیکھا کہ وہ بیمار ٹھیک

ہم کیسے جانیں کہ آپ اللہ کے رسُول ہیں؟

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضر موت کے باشندے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے جن میں اشعث بن قیس بھی تھے انہوں نے کہا کہ ایک بات ہم نے اپنے دل میں چھپائی ہے بتلائیے وہ کیا ہے ؟ آپ نے فرمایا : سبحان اللہ ! یہ تو کاہن کا کام ہے ، کاہن و کہانت کا مقام دوزخ ہے۔

فَقَالُوْا كَيْفَ نَعْلَمُ اَنَّكَ رَسُوْلُ اللهِ (صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم) فَاَخَذَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم كَفًّا مِنْ حَصًى فَقَالَ هٰذَا يَشْهَدُ اَنِّىْ رَسُوْلُ اللهِ فَسَبَّحَ الْحَصٰى فِىْ يَدِهٖ قَالُوْا نَشْهَدُ اَنَّكَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم (دلائل النبوۃ ابونعیم ص۱۹۱ خصائص کبریٰ ج۲ ص۷۴)

تو انہوں نے کہا کہ پھر ہم کس طرح جانیں کہ آپ اللہ کے رسُول ہیں ؟

تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مُٹھی کنکر زمین سے اٹھا کر فرمایا دیکھو ! یہ گواہی دیتے ہیں کہ میں اللہ کا رسُول ہوں۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دستِ مبارک میں کنکریوں نے تسبیح پڑھی۔ یہ سُنتے ہی انہوں نے کہا کہ ہم بھی گواہی دیتے ہیں کہ بے شک آپ اللہ کے رسُول ہیں۔

اس قسم کی بہت سی روایات ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دستِ مبارک میں کنکریوں نے بلند آواز سے تسبیح اور کلمہ پڑھا ہے۔

اِس میں شُبہ نہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم قلوب کی کیفیتوں پر مطلع ہیں جس کا ثبوت متعدد احادیث میں مِلتا ہے مگر اس موقع پر جو فرمایا کہ یہ کاہن کا کام ہے اس میں ایک بہت بڑی مصلحت تھی۔ اور وہ یہ تھی کہ اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم اُن کی سوچی ہوئی بات بتا دیتے تو لوگوں کو یہ کہنے کا موقع مل جاتا کہ یہ کام

آ سئے گی۔ جب وہ بچہ اپنی قوم کی طرف واپس گیا تو وہاں ایک بوڑھا آدمی تھا جو ابھی ایمان نہیں لایا تھا۔ اس نے پوچھا کہ تمہارے ہاتھ کا کیا حال ہے؟ اس نے سارا قصہ سُنایا تو وہ اُسی وقت مسلمان ہو گیا۔

؎ کوئی ایک نہیں کتنی لاکھوں ہیں فیضان محمد عربی کے
ان گنت خدا کے بندوں پر احسان محمد عربی کے
ٹوٹے عضو بھی جوڑے ہیں طوفان غموں کے موڑے ہیں!
یہ کمال شمار سے باہر ہیں سلطان محمد عربی کے

(فقیر عثمانی)

○ حضرت جابر رضی اللہ عنہ، فرماتے ہیں:

جَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعُوْدُنِيْ وَاَنَا مَرِيْضٌ لَا اَعْقِلُ فَتَوَضَّأَ وَصَبَّ عَلَيَّ مِنْ وَضُوْءِهٖ فَعَقَلْتُ۔ (بخاری ۳۲/۱)

کہ رسُولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم میری عیادت کے لیے تشریف لائے، دراں حالیکہ میں بیمار تھا اور مجھ پر بے ہوشی طاری تھی۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو فرمایا۔ اور اپنے وضو والا (مستعمل) پانی (اپنے دستِ مبارک سے) مجھ پر چھڑکا تو مجھے ہوش آگئی اور صحت یاب ہو گیا۔

شامی باغیوں کے ہاتھوں شہید ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشین گوئی پوری ہوئی۔

○ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور سید العالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے یمن میں گورنر بنا کر بھیجنا چاہا تو میں نے عرض کیا کہ میں ناتجربہ کار ہوں، مقدمات کے فیصلے کیسے کروں گا۔

قَالَ فَضَرَبَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِیَدِہٖ فِیْ صَدْرِیْ وَقَالَ اللّٰھُمَّ اھْدِ قَلْبَہٗ وَثَبِّتْ لِسَانَہٗ قَالَ وَالَّذِیْ فَلَقَ الْحَبَّۃَ فَمَا شَکَکْتُ فِیْ قَضَاءٍ بَیْنَ اثْنَیْنِ۔ (ابن ماجہ، خصائص کبریٰ ص۱۲۲ ج۲)

آپ فرماتے ہیں (یہ سُن کر) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دستِ مبارک میرے سینے پر مارا اور دُعا کی: اے اللہ اس کے دل کو ہدایت پر قائم رکھ اور اس کی زبان کو حق پر ثابت رکھ۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، اس وقت سے تا دمِ حیات فریقین کے مقدمات کے فیصلے کرنے میں مجھے کبھی کسی قسم کا تردد و شبہ نہیں ہوا۔

اور اسکے خیالات کو پاک کر دیا:

عَنْ اَبِیْ اُمَامَۃَ قَالَ اِنَّ فَتًی شَابًّا اَتَی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ائْذَنْ لِیْ بِالزِّنَا فَاَقْبَلَ الْقَوْمُ عَلَیْہِ فَزَجَرُوْہُ وَقَالُوْا مَہْ مَہْ فَقَالَ اُدْنُہٗ فَدَنَا مِنْہُ قَرِیْبًا قَالَ اجْلِسْ فَجَلَسَ قَالَ اَتُحِبُّہٗ لِاُمِّکَ؟ قَالَ لَا وَاللّٰہِ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ جَعَلَنِیَ اللّٰہُ فِدَاکَ قَالَ وَلَا النَّاسُ یُحِبُّوْنَہٗ لِاُمَّھَاتِھِمْ قَالَ اَفَتُحِبُّہٗ لِابْنَتِکَ؟ قَالَ لَا وَاللّٰہِ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ جَعَلَنِیَ اللّٰہُ فِدَاکَ قَالَ وَلَا النَّاسُ یُحِبُّوْنَہٗ لِبَنَاتِھِمْ۔ قَالَ اَتُحِبُّہٗ لِاُخْتِکَ؟ قَالَ لَا وَاللّٰہِ جَعَلَنِیَ اللّٰہُ فِدَاکَ قَالَ وَلَا النَّاسُ یُحِبُّوْنَہٗ لِاَخَوَاتِھِمْ، قَالَ اَفَتُحِبُّہٗ لِعَمَّتِکَ قَالَ لَا وَاللّٰہِ جَعَلَنِیَ اللّٰہُ فِدَاکَ قَالَ وَلَا النَّاسُ یُحِبُّوْنَہٗ لِعَمَّاتِھِمْ۔ قَالَ اَفَتُحِبُّہٗ لِخَالَتِکَ؟

تو کاہن بھی کیا کرتے ہیں ——— اور ممکن تھا کہ ان کو اس قسم کا کوئی واقعہ شبہے میں ڈال دیتا۔ چونکہ انہوں نے نبوّت و رسالت کے پرکھنے کا معیار دل کی بات جان لینے کو قرار دیا جو اتنی بڑی بات نہ تھی اس لیئے فرمایا کہ یہ کام تو کاہن بھی کر لیتے ہیں۔ ہم تمہیں وہ معجزہ دکھاتے ہیں کہ کسی اور سے ممکن ہی نہ ہو چنانچہ کنکریوں سے کلمہ پڑھوا دیا۔

سیرتِ ابن ہشام میں لکھا ہے کہ انہوں نے ریشمی لباس پہنا ہوا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

فَمَا بَالُ هٰذَا الْحَرِيْرِ فِيْ اَعْنَاقِكُمْ قَالَ فَشَقُّوْهُ مِنْهَا فَاَلْقَوْهُ۔

(سیرتِ ابن ہشام ص۲۴۵ ج۴)

کہ تمہارا کیا حال ہے کہ تم نے یہ ریشم اپنی گردنوں میں پہن رکھا ہے جو ناجائز ہے۔ راوی کہتے ہیں کہ یہ سنتے ہی انہوں نے اس لباس کو پھاڑ پھاڑ کر پھینک دیا۔ (ذکرِ جمیل)

○ حضرت عمر بن میمون رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: کہ جب مشرکینِ مکہ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کو آگ میں پھینکنے لگے تو عین اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے۔

اور حضرت عمار رضی اللہ عنہ کے سر پر ہاتھ رکھ کر فرمایا:

يَا نَارُ كُوْنِيْ بَرْدًا وَّسَلَامًا عَلٰى عَمَّارٍ كَمَا كُنْتِ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ تَقْتُلُكَ الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ۔ (کنز العمال، خصائص کبریٰ ص۱۸۵ ج۱، زرقانی ص۱۱۹ ج۱)

اے آگ ٹھنڈی ہو جا عمار پر جیسے کہ تو ابراہیم علیہ السلام پر ہوئی تھی۔ (اے عمار تیری موت کا وقت اب نہیں بلکہ) باغیوں کا گروہ تجھے قتل کرے گا۔ آپ کے حکم پر آگ ٹھنڈی ہو گئی اور بعد ازاں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت میں

پھر فرمایا: کیا تو پسند کرے گا کہ کوئی تیری پھوپھی کے ساتھ ایسا کرے؟ ——— اُس نے کہا: میں آپ پر فدا، خدا کی قسم! میں ایسا کبھی پسند نہیں کروں گا، تو فرمایا: لوگ بھی اپنی پھوپھیوں کیلیۓ ایسا پسند نہیں کرتے ——— پھر فرمایا: کیا تو پسند کرے گا کہ کوئی تیری خالہ کے ساتھ ایسا کرے؟ اس نے کہا: میں آپ پر فدا، خدا کی قسم! میں ایسا کبھی پسند نہیں کرسکتا، تو آپ نے فرمایا: لوگ بھی اپنی خالاؤں کے ساتھ ایسا پسند نہیں کرتے۔

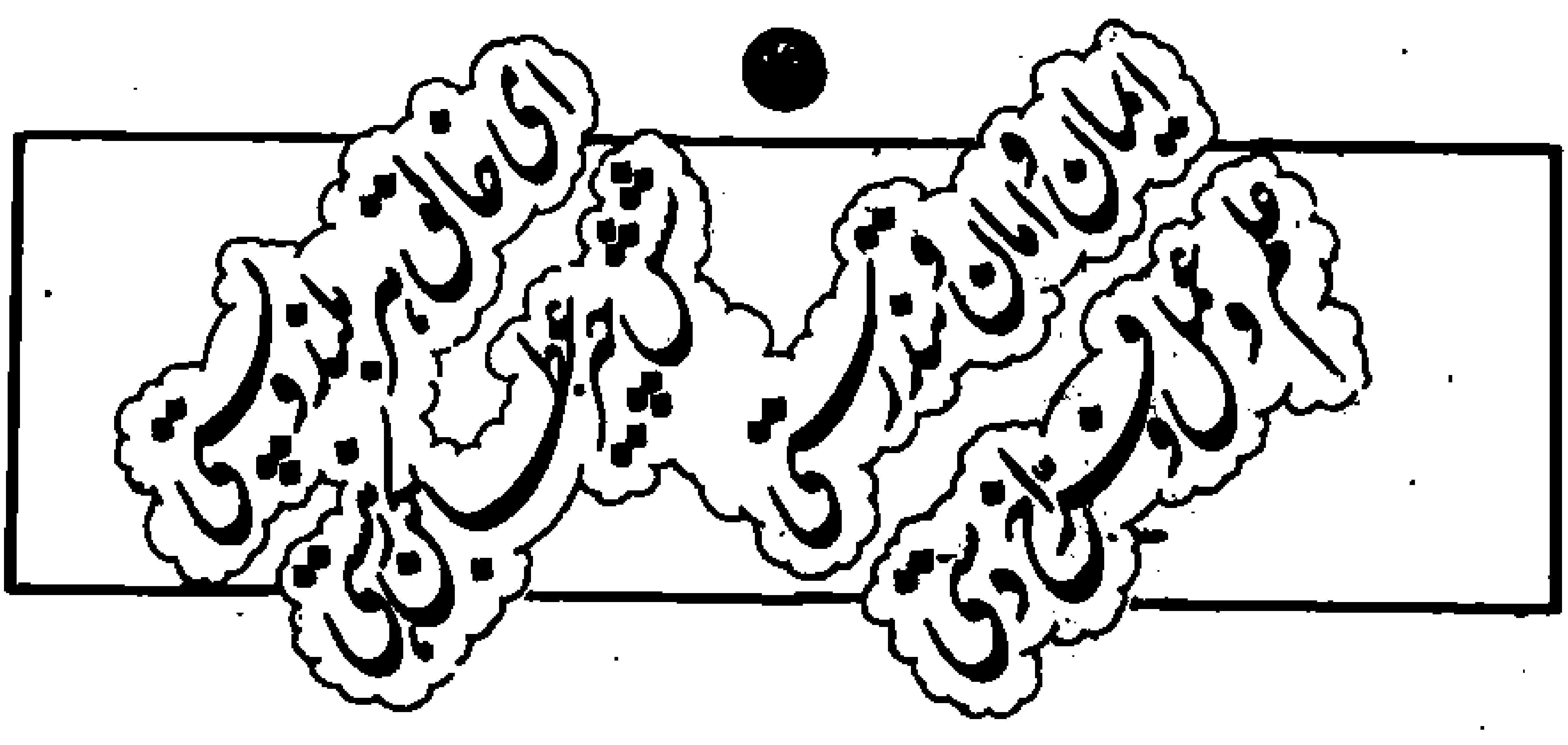
پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ مقدس اُس پر رکھا اور دُعا کی:

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ ذَنْبَہٗ وَطَھِّرْ قَلْبَہٗ وَاَحْصِنْ فَرْجَہٗ۔

اے اللہ! اس کے گناہ معاف فرما، اِس کے دل کو پاک کردے اور اِس کی شرمگاہ کو گناہ سے محفوظ فرما۔

(راوی کہتے ہیں اِس دُعا کے بعد) کبھی بُرائی کی طرف وہ نظر اٹھا کر دیکھتا بھی نہیں تھا۔

ے اس در کی حضوری ہی عصیاں کی دوا ٹھہری
ہے زہر معاصی کا یہ در ہی شفا خانہ



قَالَ لَا وَاللّٰهِ جَعَلَنِیَ اللّٰهُ فِدَاكَ فَقَالَ وَلَا النَّاسُ یُحِبُّوْنَهٗ لِخَالَاتِهِمْ قَالَ فَوَضَعَ یَدَهٗ عَلَیْهِ ثُمَّ قَالَ اللّٰهُمَّ اغْفِرْ ذَنْبَهٗ وَطَهِّرْ قَلْبَهٗ وَاَحْصِنْ فَرْجَهٗ قَالَ فَلَمْ یَكُنْ بَعْدَ ذٰلِكَ الْفَتٰی یَلْتَفِتُ اِلٰی شَیْءٍ۔

(خصائص کبریٰ جلد دوم صفحہ ۲۸۴ تا صفحہ ۲۸۵)

حضرت ابُو امامہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ ایک نوجوان، دربار رسالت میں آیا اور اُس نے کہا: یارسول اللہ! مجھے زنا کی اجازت دیجئے!

——— لوگ اس کی جانب متوجہ ہوئے اور اُسے جھڑکتے ہوئے کہنے لگے، ٹھہر جا ——— حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس نوجوان سے فرمایا: میرے قریب آ ——— وہ حاضر ہوا تو ——— فرمایا: بیٹھ جا ——— وہ بیٹھ گیا ——— تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسے فرمایا: کیا تو پسند کرے گا کہ تیری ماں کے ساتھ کوئی ایسا کرے۔

——— اس نے کہا: میں آپ پر فدا ہوں ——— خدا کی قسم! میں ایسا پسند نہیں کروں گا ——— تو آپ ﷺ نے فرمایا: کہ لوگ بھی اپنی ماؤں کیلئے ایسا ہرگز نہیں پسند کرتے۔

پھر فرمایا: کیا تو پسند کرے گا کہ کوئی تیری بیٹی کے ساتھ ایسا کرے؟

——— اُس نے کہا: میں آپ پر فدا، خدا کی قسم! میں ایسا کبھی بھی پسند نہیں کروں گا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، لوگ بھی اپنی بیٹیوں کے لیے ایسا پسند نہیں کرتے۔

پھر فرمایا، کیا تو پسند کرے گا کہ کوئی تیری بہن کے ساتھ ایسا کرے؟

——— اُس نے کہا: میں آپ پر فدا، خدا کی قسم! میں ایسا پسند نہیں کروں گا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لوگ بھی اپنی بہنوں کے لیے ایسا پسند نہیں کرتے۔

ایک خشک ٹہنی دے دی اور فرمایا: اِس سے دشمن پر وار کرو، انہوں نے جب اس شاخ کو ہاتھ میں لیا تو وہ شمشیرِ خارہ شگاف بن گئی۔ جنگ کے اختتام تک وہ اس سے دشمن پر حملے کرتے رہے اور انہیں موت کے گھاٹ اتارتے رہے۔ یہ تلوار ان کی شہادت تک اُن کے پاس رہی۔

فَلَمْ یَزَلْ عِنْدَہٗ حَتّٰی قُتِلَ یَوْمَ جِسْرِ اَبِیْ عُبَیْدَۃَ۔

آپ نے واقعہ جسر میں شہادت پائی۔ یہ جنگ عہدِ فاروقی میں حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کی قیادت میں لڑی گئی۔ (سیرت ابن کثیر ص ۴۴۷ ج ۲ بحوالہ ضیاء النبی)

جنگ اُحد میں حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ کی تلوار ٹوٹ گئی: فَاَعْطَاہُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَسِیْبًا مِّنْ نَّخْلٍ فَرَجَعَ فِیْ یَدِہٖ سَیْفًا۔

(شفا شریف ص ۲۱۹ ج ۱، حجۃ اللہ علی العالمین ص ۴۳۲، خصائص کبریٰ ج ۱ ص ۲۵۹، استیعاب، الاصابہ)

تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو کھجور کی ایک شاخ عطا فرمائی۔ جب وہ ان کے ہاتھ میں گئی تو ایک نہایت عمدہ تلوار میں بدل گئی۔

نوٹ: یہی تلوار جو کہ کھجور کی ٹہنی سے تلوار بنی تھی یہ تلوار سیدنا عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ کے خاندان میں بطورِ تبرک رہی، بعد میں معتصم باللہ کے امراء میں سے بغا ترکی نے دو سو دینار دے کر خرید لی (زرقانی علی المواہب از سیرت رسولِ عربی، البرہان)

ساحل ہے تمہارے ہاتھوں میں، منجدھار تمہارے ہاتھوں میں
سرکار جگت کی نیا کی، پتوار تمہارے ہاتھوں میں
بیکل اتساہی

کھجور کی سوکھی لکڑی کو، جب دستِ مبارک میں لے لو
گر چاہو تو بن جاتی ہے، تلوار تمہارے ہاتھوں میں
فقیر عثمانی

وہ تلوار "العون" کے نام سے موسوم ہوئی۔

جنگِ بدر میں حضرت عکاشہ بن محصن رضی اللہ عنہ کی تلوار ٹوٹ گئی تو وہ بارگاہِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم، میں حاضر ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو ایک سوکھی ہوئی لکڑی عطا فرما دی۔

فَعَادَ فِیْ یَدِہٖ سَیْفًا صَارِمًا طَوِیْلَ الْقَامَۃِ اَبْیَضَ شَدِیْدَ الْمَتْنِ فَقَاتَلَ بِہٖ ثُمَّ لَمْ یَزَلْ عِنْدَہٗ یَشْہَدُ بِہِ الْمَوَاقِفَ اِلٰی اَنِ اسْتُشْہِدَ فِیْ قِتَالِ اَھْلِ الرِّدَّۃِ وَکَانَ ھٰذَا السَّیْفُ یُسَمَّی الْعَوْنُ۔ (الشفا بتعریف حقوق المصطفےٰ ص۲۱۹، خصائص کبریٰ جلد اول ص۲۳۸، حجۃ اللہ علی العالمین ص۴۳۱، البدایہ والنہایہ ص۲۹۰)

جب وہ لکڑی اُن کے ہاتھ میں گئی تو وہ ایک نہایت شاندار لمبی، چمکدار اور مضبوط تلوار بن گئی تو انہوں نے اسی کے ساتھ جہاد کیا پھر وہ ان کے پاس رہی اور وہ ہمیشہ اسی کے ساتھ جہاد کرتے رہے یہاں تک کہ قتال اہل الردۃ (جھوٹے مدعیِ نبوّت طلیحہ اسدی کے ساتھ لڑائی) میں شہید ہوگئے۔ اور وہ تلوار "عون" یعنی مدد یا مددگار کے نام سے موسوم ہوئی۔

یاد رہے، یہ عکاشہ بن محصن الاسدی رضی اللہ عنہ وہی ہیں کہ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مژدہ سُنایا کہ میری اُمت کے ستر ہزار آدمیوں کو بغیر حساب کے جنّت میں داخل کیا جائے گا تو انہوں نے عرض کی تھی یا رسول اللہ! دعا فرمائیے کہ اللہ تعالےٰ مجھے ان خوش نصیبوں میں کر دے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دُعا کی:

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْہُ مِنْھُمْ، اے اللہ تو اسے اُن میں کر دے۔ (سیرت ابن کثیر ص۴۳۶)

○ جنگِ بدر کے ایک دوسرے مجاہد سلمہ بن اسلم بن الحریش رضی اللہ عنہ کی تلوار بھی اثنائے جنگ میں ٹوٹ گئی۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں بھی کھجور کی

سے پیشانی تک سیاہ تھا اور سَر کا باقی حصّہ سفید تھا۔ میں نے کہا میرے مولیٰ جیسے آپ کے عجیب بال ہیں، مَیں نے کِسی کے نہیں دیکھے۔ اُنھوں نے کہا: اے میرے بیٹے! تمھیں معلوم نہیں ہے، یہ بال ایسے کیوں ہیں؟ —— میں ایک مرتبہ بچوں کے ساتھ کھیل رہا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اِدھر سے گزر ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا نام پوچھا۔ میں نے کہا: سائب بن یزید ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دستِ مبارک میرے سَر پر پھیرا اور یہ دُعا دی "بَارَکَ اللّٰہُ فِیْہِ" (یعنی اللہ تعالےٰ اس میں برکت دے) اَب یہ سَر سفید نہیں ہوگا۔

○ یونس بن محمد بن انس رضی اللہ عنہما اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں تشریف لائے تو اس وقت میں دو ہفتے کا بچہ تھا۔ مجھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دستِ مبارک میرے سَر پر رکھا اور میرے واسطے برکت کی دُعا کی اور فرمایا: اس بچے کا نام، میرا نام رکھو البتہ میری کنیت نہ رکھو۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب حجۃ الوداع میں تشریف لائے، میری عمر دس سال تھی۔ یونس نے کہا، میرے باپ نے اتنی عمر پائی کہ اُن کے تمام بال سفید ہوگئے اور جس جگہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دستِ مبارک رکھا، سَر اور داڑھی کی وہ جگہ (آخر دم تک) سفید نہیں ہوئی۔ (خصائصِ کبریٰ ص ۱۳۹/۲)

○ مالک بن عمیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دستِ مُبارک اُن کے سَر اور چہرے پر رکھا انھوں نے اتنی عمر پائی کہ ان کا سَر اور داڑھی سفید ہوگئی، مگر جہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دستِ مبارک رکھا تھا وہ جگہ سفید نہیں ہوئی۔

(خصائصِ کبریٰ ص ۱۳۹/۲)

○ اَخْرَجَ الْبُخَارِی فِی تَارِیْخِہٖ وَالطِّبْرَانِی وَابْنُ سَکَن وَابْنُ مَنْدَہ وَالْبَیْہَقِی عَنْ شُرَحْبِیْلِ الْجُعْفِیِّ قَالَ اَتَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَبِکَفِّیْ سِلْعَۃٌ فَقُلْتُ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ ہٰذِہِ السِّلْعَۃُ قَدْ اٰذَتْنِیْ تَحُوْلُ بَیْنِیْ وَبَیْنَ قَائِمِ السَّیْفِ اَنْ اَقْبِضَ عَلَیْہِ وَعِنَانَ الدَّابَۃِ فَنَفَثَ فِیْ کَفِّیْ وَوَضَعَ کَفَّہٗ عَلَی السِّلْعَۃِ فَمَا زَالَ یَطْحَنُہَا بِکَفِّہٖ حَتّٰی رَفَعَہَا عَنْہَا وَمَا اَرٰی اَثَرَہَا۔

(خصائص کبریٰ ص ۲/۱۱)

حضرت شرحبیل الجعفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ میرے ہاتھ میں گرہ (گلٹی) بن گئی ہے جس سے مجھے تکلیف ہے، جب میں تلوار کا قبضہ یا گھوڑے کی باگ پکڑتا ہوں تو یہ گلٹی رکاوٹ بنتی ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے ہاتھ پر لعاب دہن لگایا اور دست مبارک اس گرہ پر رکھ کر ہتھیلی سے ملتے رہے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ اٹھایا تو وہاں گرہ (گلٹی) کا نشان تک نہ تھا۔

جہاں ہاتھ مبارک رکھا بال سفید نہ ہوئے:

عَنْ عَطَاءٍ مَوْلَی السَّائِبِ بْنِ یَزِیْد قَالَ کَانَ رَأْسُ السَّائِبِ اَسْوَدَ الْہَامَۃِ اِلٰی مُقَدَّمِ رَأْسِہٖ وَکَانَ سَائِرُہٗ اَبْیَضَ فَقُلْتُ یَا مَوْلَایَ مَا رَاَیْتُ اَحَدًا اَعْجَبَ شَعْرًا مِنْکَ قَالَ وَمَا تَدْرِیْ یَا بُنَیَّ لِمَ ذَاکَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِیْ وَاَنَا مَعَ الصِّبْیَانِ فَقَالَ مَنْ اَنْتَ؟ قُلْتُ: اَلسَّائِبُ بْنُ یَزِیْد فَمَسَحَ بِیَدِہٖ عَلٰی رَأْسِیْ وَقَالَ بَارَکَ اللّٰہُ فِیْہِ فَہُوَ لَا یَشِیْبُ اَبَدًا۔

(خصائص کبریٰ ص ۲/۱۳۶)

عطاء مولی السائب بن یزید سے روایت ہے کہ حضرت سائب کا سر درمیان

○ حضرت ابوزید الانصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے سر اور داڑھی پر اپنا دستِ عطا پھیرا اور یہ دعا کی اَللّٰھُمَّ جَمِّلْہُ (اے اللہ! اسے حسین بنا) راوی کہتے ہیں، ان کی عمر ایک سو نو سال کی ہوئی۔ ان کی داڑھی میں کسی قسم کی سفیدی نہیں تھی اور ان کا چہرہ شگفتہ اور فراخ تھا اور اس میں آخری دم تک جھریاں نہیں آئیں۔ (خصائص کبریٰ ص ۱۳۹/۲)

فائدہ: بڑھاپے میں بالوں کا سفید ہو جانا فطری امر ہے اور یہ کوئی معیوب و مکروہ بات نہیں بلکہ ضعیفی کی زینت اور وقار ہے۔ مگر خدا تعالیٰ کو یہ دکھانا منظور تھا کہ جن بالوں پر میرے محبوب کا دستِ مبارک پہنچا ہے ان پر طبعی امر کی دسترس نہ ہوگی۔ اس سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قدرت کا اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ فطرتی امور پر بھی غالب ہے۔ (ذکرِ جمیل)

اللہ تعالیٰ نے تمہاری مغفرت فرما دی:

حضرت شیبہ بن عثمان رضی اللہ عنہ اپنے اسلام لانے کا واقعہ بیان کرتے ہیں کہ جب فتح مکہ کا سال ہوا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ میں غلبتہ داخل ہوئے تو میں نے اپنے دل میں کہا کہ میں قریش کے ساتھ ہوازن والوں کی طرف مقامِ "حنین" جاؤں، قریب ہے کہ قریش اور ہوازن دونوں مل کر جنگ کریں۔ اگر میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر بے خبری میں غلبہ پا لوں (یعنی قتل کر دوں) تو میں تمام قریش کا انتقام لینے والا ہوں گا۔ اور اپنے دل میں کہا کرتا تھا۔

لَوْلَمْ یَبْقَ مِنَ الْعَرَبِ وَالْعَجَمِ اَحَدٌ اِلَّا اتَّبَعَ مُحَمَّدًا مَا اتَّبَعْتُہٗ اَبَدًا۔ کہ اگر عرب و عجم میں سے کوئی شخص بھی باقی نہیں

○ محمد بن عبد الرحمٰن بن سعد سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عبادہ بن سعد بن عثمان الزرقی کے سر پر اپنا دست مبارک پھیرا اور ان کے لیے دعا کی۔ عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انتقال اَسّی سال کی عمر میں ہوا، اور وفات کے وقت تک ان کا سر سفید نہیں ہوا تھا۔ (خصائص کبریٰ ص ۱۳۹/۲)

○ بشیر بن عقربہ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

لَمَّا قُتِلَ اَبِیْ یَوْمَ اُحُدٍ اَتَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاَنَا اَبْکِیْ فَقَالَ مَا یُبْکِیْکَ؟

جب میرے والد جنگِ اُحد میں شہید ہو گئے تو میں روتا ہوا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا فرمایا، کیوں روتے ہو؟

اَمَا تَرْضٰی اَنْ اَکُوْنَ اَنَا اَبَاکَ وَعَائِشَۃُ اُمَّکَ فَمَسَحَ عَلٰی رَاْسِیْ فَکَانَ اَثَرُ یَدِہٖ مِنْ رَاْسِیْ اَسْوَدُ وَسَائِرُہٗ اَبْیَضُ وَکَانَتْ فِیْ لِسَانِیْ عُقْدَۃٌ فَتَفَلَ فِیْہَا فَانْحَلَّتْ وَقَالَ لِیْ مَا اسْمُکَ؟ قُلْتُ بُحَیْرٌ قَالَ بَلْ اَنْتَ بَشِیْرٌ۔ (ابنِ عساکر، خصائص کبریٰ ص ۱۳۹/۲)

کیا تم اس بات پر خوش نہیں ہو کہ میں تمہارا باپ اور عائشہ تمہاری ماں ہو جائیں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے سر پر اپنا دستِ کرم پھیرا۔ جس کا اثر یہ ہوا کہ میرے سر کا وہ حصہ جہاں آپ کا دستِ شفقت لگا تھا سیاہ ہی رہا۔ اور باقی سارا بڑھاپے کی وجہ سے سفید ہو گیا۔ اور میری زبان میں گرہ تھی (جس کی وجہ سے میں برابر بات نہیں کر سکتا تھا) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری زبان پر تھوکا تو وہ گرہ فوراً کھل گئی اور اس کے بعد فرمایا، تمہارا نام کیا ہے؟ میں نے کہا بجیر فرمایا، نہیں بلکہ تم بُشیر ہو۔

اس وقت میں اپنے باپ سے ملتا اور وہ زندہ ہوتا تو میں اس پر بھی اپنی تلوار سے حملہ کرتا۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلّم اپنے لشکرگاہ کی طرف آئے اور اپنے خیمہ میں تشریف لے گئے، میں بھی آپ کے ساتھ گیا۔

فَقَالَ يَا شَيْبَةُ! اَلَّذِىْ اَرَادَ اللّٰهُ بِكَ خَيْرًا مِمَّا اَرَدْتَّ بِنَفْسِكَ ثُمَّ حَدَّثَنِىْ بِكُلِّ مَا اَضْمَرْتُ فِىْ نَفْسِىْ مِمَّا لَمْ اَذْكُرْهُ لِاَحَدٍ قَطُّ۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا: اے شیبہ! حق تعالیٰ نے تمہارے لیے جو ارادہ فرمایا وہ بہتر ہے اس سے جو تم نے ارادہ کیا تھا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلّم نے میرے اُن تمام خیالات کو بیان فرما دیا۔ جو میرے دل میں تھے اور میں نے اُن خیالات کا ہرگز کسی سے ذکر نہیں کیا تھا۔ میں نے عرض کیا۔ میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود نہیں اور آپ اللہ تعالیٰ کے رسُول ہیں۔ پھر مَیں نے عرض کیا، یا رسُول اللہ! میرے لیے دعائے مغفرت فرمائیے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہاری مغفرت فرما دی ہے۔

؎ کوئی ایک نہیں کئی لاکھوں ہیں فیضان محمّد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے
اَن گنت، خدا کے بندوں پر احسان محمّد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے

○ حضور سیّد العالمین صلی اللہ علیہ وسلّم نے پانی کا ایک مشکیزہ بھرا اور اس کا منہ باندھ کر دُعا فرمائی اور صحابہ کرام کو عطاء فرما دیا۔

فَلَمَّا حَضَرَتْهُمُ الصَّلٰوةُ نَزَلُوْا فَحَلُّوْهُ فَاِذَا بِهٖ لَبَنٌ طَيِّبٌ وَزُبْدَةٌ فِىْ فَمِهٖ ——— (الشفاء بتعریف حقوق المصطفٰے صفحہ ۲۲۰)

جب اُن کی نماز کا وقت آیا تو انہوں نے اس کو کھولا تو وہ نہایت عمدہ تازہ دودھ تھا اور اس کے منہ پر مکھن تھا ———

رہے گا، سب محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی اتباع کرلیں گے تب بھی میں آپ کی اتباع نہیں کروں گا۔

چنانچہ جس ارادہ سے میں نکلا تھا اس کا منتظر تھا اور یہ ارادہ میرے نفس میں بہت ہی مستحکم ہوتا جا رہا تھا۔ جب لوگوں کا باہم مقابلہ ہوا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے خچر پر سے اُترے۔ میں نے اپنی تلوار سونتی اور جو میرا مقصد تھا اُس ارادہ سے میں حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کے قریب گیا اور میں نے تلوار اٹھائی اور قریب تھا کہ میں آپ پر غالب آجاؤں تو بجلی کی طرح آگ کے شعلے میرے سامنے بلند ہوئے، قریب تھا کہ وہ شعلہ مجھے جلا دیتا۔

فَوَضَعْتُ يَدَيَّ عَلٰى بَصَرِيْ خَوْفًا عَلَيْهِ وَالْتَفَتَ اِلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَادَانِيْ يَا شَيْبَةُ اُدْنُ مِنِّيْ فَدَنَوْتُ فَمَسَحَ صَدْرِيْ ثُمَّ قَالَ اللّٰهُمَّ اَعِذْهُ مِنَ الشَّيْطَانِ۔

پس میں نے بینائی زائل ہو جانے کے خوف سے اپنے ہاتھ اپنی آنکھوں پر رکھ لیے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری طرف متوجہ ہوئے اور مجھے آواز دی کہ شیبہ میرے پاس آؤ۔ میں آپ کے قریب گیا، آپ نے میرے سینے پر ہاتھ پھیرا اور دُعا کی " اے اللہ اس کو شیطان سے بچا۔

شیبہ کہتے ہیں، خدا کی قسم! آپ اُسی وقت مجھے میری قوتِ سماعت اور لبصار اور میری جان سے بڑھ کر محبوب ہو گئے اور جو بغض میرے دل میں تھا۔ اللہ تعالےٰ نے دور کر دیا۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، قریب آؤ اور (دشمنانِ اسلام سے) جنگ کرو۔ میں آپ کے آگے بڑھا اور آپ کے دشمنوں کو اپنی تلوار سے مار رہا تھا اور اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ میں اس بات کو پسند کرتا تھا کہ ہر ایک شئے سے بڑھ کر اپنی جان کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کروں۔ اور اگر

سے دستِ مبارک کو عمل میں لاتے، دستِ مبارک سے فوراً اس کا ظہور ہو جاتا۔

یہاں سے یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے غلاموں کے کس قدر خیر خواہ ہیں کیونکہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے کوئی شکایت نہیں کی کہ میرے گھر میں شیطان یا آسیب ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خود ہی ارشاد فرما کر اس کے دفع کرنے کی تدبیر بھی بتلا دی۔ بلکہ ایسی چیز ان کو عطا فرمائی جس کے استعمال سے شیطان خود ہی بھاگ جائے۔

یہ بات بھی قابلِ غور ہے کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کا مکان حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دولت خانہ سے فاصلے پر تھا اور جس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو شیطان کی خبر دی، سخت اندھیری رات تھی۔ خصوصاً ان کے گھر کے اندر تو روشنی کا گزر ہی نہ تھا اور پھر یہ بھی فرمایا کہ تمہیں سیاہ رنگ کی چیز نظر آئے گی اور وہ شیطان ہے۔ گویا "ظُلُمٰتٌ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ" کا مصداق صادق آتا ہے مگر پھر بھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اتنی تاریکیوں میں اتنی دیواروں کی آڑ میں شیطان کو دیکھ لیا تو جو بصیرت ایسی ہو جو چند دیواروں اور تاریکیوں کے حائل ہونے پر بھی دیکھ سکے تو اس کے لیے ہزاروں دیواریں اور ہزاروں تاریکیاں بھی حائل نہیں ہو سکتیں کیونکہ دیکھنے کے لیے جو شرطیں تھیں کہ خارجی روشنی ہو کوئی کثیف چیز حائل نہ ہو وغیرہ۔ وہ یہاں نہیں پائی گئیں۔ باوجود اس کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شیطان کو دیکھ لیا تو معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا دیکھنا اور دوسرے لوگوں کا دیکھنا ایک جیسا نہیں ہے۔ کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے قرب و بعد، روشنی اور اندھیرا یکساں ہیں۔ (ذکرِ جمیل)

قارئینِ محترم! اگرچہ بات تو آپ کے دستِ عطا کی فیض رسانیوں کی ہو رہی ہے مگر جب آپ کے ہاتھ مبارک کو چھونے والی لکڑی کے منور ہونے کا ذکر

لکڑی روشنی دینے لگی:

وَاَعْطٰی قَتَادَۃَ بْنَ النُّعْمَانِ وَصَلّٰی مَعَہُ الْعِشَاءَ فِیْ لَیْلَۃٍ مُّظْلِمَۃٍ مُّطِیْرَۃٍ عُرْجُوْنًا وَقَالَ انْطَلِقْ بِہٖ فَاِنَّہٗ سَیُضِیْءُ لَکَ مِنْ بَیْنِ یَدَیْکَ عَشْرًا وَمِنْ خَلْفِکَ عَشْرًا فَاِذَا دَخَلْتَ بَیْتَکَ فَسَتَرٰی سَوَادًا فَاضْرِبْہُ حَتّٰی یَخْرُجَ فَاِنَّہُ الشَّیْطَانُ فَانْطَلَقَ فَاَضَاءَ لَہُ الْعُرْجُوْنُ حَتّٰی دَخَلَ بَیْتَہٗ وَوَجَدَ السَّوَادَ فَضَرَبَہٗ حَتّٰی خَرَجَ۔[1]

حضرت قتادہ بن نعمان رضی اللہ عنہ، ایک اندھیری رات میں جبکہ بارش ہو رہی تھی (دیر تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بیٹھے رہے، جب جانے لگے) تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ایک کھجور کی شاخ عطا فرمائی۔ اور فرمایا: اس کے سہارے چلو۔ یہ تمہارے لیے دس ہاتھ تمہارے آگے اور دس ہاتھ تمہارے پیچھے روشنی کرے گی اور (سنو) جب تم گھر میں داخل ہو گے تو تم ایک سیاہی کو دیکھو گے، اُسے اتنا مارنا کہ وہ نکل جائے کیونکہ وہ شیطان ہے، پھر حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ وہاں سے چلے تو وہ شاخ اُن کے لیے روشن ہو گئی یہاں تک کہ وہ اپنے گھر میں داخل ہو گئے اور اندر جاتے ہی انہوں نے اس سیاہی کو پالیا اور اتنا مارا کہ وہ نکل گئی۔

فائدہ: دستِ مبارک کی برکت سے شاخ کا روشن ہو جانا اور اس کے مارنے سے شیطان کا گھر سے نکل جانا بظاہر تعجب خیز ہے مگر جب ایمانی نگاہ سے دستِ مبارک کی برکتوں اور تاثیروں کو دیکھا جائے تو کوئی تعجب نہیں ہوتا۔ کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا دستِ مبارک، دستِ قدرت ہے اور اس دستِ مبارک میں ہر قسم کی قدرت عطا کی گئی ہے یہی وجہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جس ارادہ

---

[1] الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ ص ۲۱۹ ج ۱

حُضَیْرٍ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ حَاجَۃٍ حَتّٰی ذَھَبَ مِنَ اللَّیْلِ سَاعَۃٌ وَھِیَ لَیْلَۃٌ شَدِیْدَۃُ الظُّلْمَۃِ ثُمَّ خَرَجَا بِیَدِ کُلِّ وَاحِدٍ مِّنْھُمَا عَصًا فَاَضَاءَتْ لَھُمَا عَصَا اَحَدِھِمَا فَمَشَیَا فِیْ ضَوْءِھَا حَتّٰی اِذَا افْتَرَقَتْ بِھِمَا الطَّرِیْقُ اَضَاءَتْ لِلْاٰخِرِ عَصَاہُ فَمَشٰی کُلٌّ وَاحِدٍ مِّنْھُمَا فِیْ ضَوْءِ عَصَاہُ حَتّٰی بَلَغَ اَھْلَہٗ۔ (الخصائص الکبریٰ ص ۱۳۵ ج ۲)

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عباد بن بشر اور حضرت اسید بن حضیر، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کسی حاجت روائی کیلئے حاضر ہوئے، یہاں تک کہ رات کا ایک حصہ گزر گیا اور وہ بہت تاریک رات تھی۔ پھر وہ دونوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے روانہ ہوئے۔ ان دونوں میں سے ہر ایک کے ہاتھ میں عصا تھا۔ ان میں ایک کا عصا روشن ہو گیا اور وہ دونوں اس کی روشنی میں چلنے لگے جب راستہ جدا ہوا تو دوسرے کے عصا میں بھی روشنی آگئی اور دونوں اپنے عصا کی روشنی میں اپنے گھر تک پہنچ گئے۔

○ عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَعُمَرَ سَمِرَا عِنْدَ اَبِیْ بَکْرٍ یَتَحَدَّثَانِ عِنْدَہٗ حَتّٰی ذَھَبَ اللَّیْلُ ثُمَّ خَرَجَا وَخَرَجَ اَبُوْ بَکْرٍ مَعَھُمَا جَمِیْعًا فِیْ لَیْلَۃٍ مُظْلِمَۃٍ مَعَ اَحَدِھِمَا عَصًا فَجَعَلَتْ تُضِیْءُ لَھُمَا وَعَلَیْھِمَا نُوْرٌ حَتّٰی بَلَغُوا الْمَنْزِلَ۔

(خصائص کبریٰ ص ۱۳۵ ج ۲)

حضرت انس رضی اللہ عنہ، سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ، کے پاس باتیں کر رہے تھے کہ رات کا ایک حصہ گزر گیا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ، وہاں سے روانہ ہوئے تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، بھی ساتھ ہو گئے۔ یہ ایک

آگیا ہے تو ہم چلتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے توسل و تبرک سے ظاہر ہونے والی چند مزید روشنیوں کے ذکر سے اپنے دل و دماغ کو مزید جلا بخشیں۔

اَخْرَجَ الحَاکِم وَالبیہقی وَابُونعیم عَنْ اَبِی عَبَس بن جبر اَنَّہٗ کَانَ یُصَلِّیْ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم الصَّلَوَاتِ ثُمَّ یَرْجِعُ اِلٰی بَنِیْ حَارِثَۃِ فَخَرَجَ لَیْلَۃً مُظْلِمَۃً مُطِیْرَۃً فَنَوَّرَ لَہٗ عَصَاہُ حَتّٰی دَخَلَ دَارَ بَنِیْ حَارِثَۃَ۔ (خصائص کبرٰی ص۱۲۵ ج۲)

حضرت ابو عبس بن جبر رضی اللہ عنہ روایت ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نمازیں پڑھا کرتے اور پھر بنی حارثہ میں واپس چلے جاتے۔ برسات کی ایک تاریک رات میں جب وہ واپس ہو رہے تھے تو اُن کے عصا میں نور پیدا ہو گیا۔ یہاں تک کہ وہ بنی حارثہ کے گھر پہنچ گئے۔

○ وَاَخْرَجَ البُخَارِی عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَجُلَیْنِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم خَرَجَا مِنْ عِنْدِہٖ ذَاتَ لَیْلَۃٍ مُظْلِمَۃٍ وَمَعَہُمَا مِثْلَ الْمِصْبَاحَیْنِ یُضِیْئَانِ بَیْنَ اَیْدِیْہِمَا فَلَمَّا افْتَرَقَا صَارَ مَعَ کُلِّ وَاحِدٍ مِّنْہُمَا وَاحِدٌ حَتّٰی اَتٰی اَھْلَہٗ۔ (خصائص کبرٰی ص۱۲۵ ج۲)

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے دو شخص آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے اندھیری رات میں ایسے حال میں نکلے کہ اُن کے ساتھ دو چراغوں کے مثل کوئی شئے تھی۔ جب وہ دو دونوں جُدا ہوئے تو اُن میں سے ہر ایک کے ساتھ ایک چراغ ہو گیا۔

○ وَاَخْرَجَ ابْنُ سَعْدٍ وَالْحَاکِمُ وَصَحَّحَہٗ وَالْبیہقی وابُونُعَیم مِنْ وَجہٍ اٰخر عَنْ انسٍ رضی اللّٰہ عَنْہُ قَالَ کَانَ عِبَادُ بْنُ بِشْرٍ وَاُسَیْدُ

حضرات حسن اور حسین رضی اللہ عنہما کود کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پشت مبارک پر بیٹھ جاتے۔ جس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنا سر مبارک (سجدہ سے) اٹھاتے تو دونوں شہزادوں کو پکڑتے اور بڑی نرمی سے نیچے بٹھا دیتے اور جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم پھر سجدے میں جاتے، شہزادے پھر پشت مبارک پر بیٹھ جاتے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھ لی تو ایک شہزادے کو اِس جگہ اور دوسرے شہزادے کو اُس جگہ بٹھا دیا۔ میں آگے بڑھا اور عرض کی کہ میں ان دونوں کو ان کی والدہ (طاہرہ طیبہ) کے پاس نہ لے جاؤں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں! اس کے بعد ایک نور چمکا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں شہزادوں سے فرمایا: تم اپنی والدہ کے پاس چلے جاؤ۔ تو وہ دونوں اس نور میں چلتے ہوئے مکان میں داخل ہو گئے۔

○ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ الْحَسَنُ عِنْدَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْ لَیْلَةٍ ظَلْمَاءَ وَكَانَ یُحِبُّهٗ حُبًّا شَدِیْدًا فَقَالَ اَذْهَبُ اِلٰی اُمِّیْ فَقُلْتُ اَذْهَبُ مَعَهٗ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: لَا فَجَاءَتْ بَرْقَةٌ مِّنَ السَّمَاءِ فَمَشٰی فِیْ ضَوْئِهَا حَتّٰی بَلَغَ اِلٰی اُمِّهٖ۔ (خصائص کبریٰ ص ۱۳۴)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک اندھیری رات میں تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے بہت محبت کرتے تھے۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے کہا: میں اپنی ماں کے پاس جاتا ہوں۔

میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! میں حسن کے ساتھ جاؤں؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں! پھر آسمان سے ایک روشنی آئی۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ اسی نور میں چلنے لگے۔ یہاں تک کہ اپنی والدہ ماجدہ کے پاس پہنچ گئے

تاریک رات تھی، دونوں اصحاب میں سے ایک کے پاس عصا تھا۔ پس وہ (اچانک) روشنی دینے لگا۔ اور ان نفوسِ قدسیہ پر نور کا ایک سائبان تن گیا۔ یہاں تک کہ اپنے اپنے گھر پہنچ گئے۔

○ وَاَخْرَجَ الْبُخَارِیُّ فِی التَّارِیْخِ وَالْبَیْہَقِیُّ وَاَبُوْنُعَیْمٍ عَنْ حَمْزَةَ الْاَسْلَمِیِّ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْ سَفَرٍ فَتَفَرَّقْنَا فِیْ لَیْلَةٍ ظَلْمَاءَ فَاَضَاءَتْ اَصَابِعِیْ حَتّٰى جَمَعُوْا عَلَیْهَا ظَهْرَهُمْ وَمَا هَلَكَ مِنْهُمْ وَاِنَّ اَصَابِعِیْ لَتَنِیْرُ۔

(خصائص کبریٰ ص ۱۳۵/۲)

حضرت حمزہ الاسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم لوگ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں تھے۔ رات اندھیری تھی جس کی وجہ سے ہم بکھر گئے۔ بعد ازاں (اچانک) میری انگلیاں روشن ہو گئیں جن کی روشنی میں سب لوگوں نے اپنی سواریاں اور گری ہوئی چیزیں دیکھ کر اکٹھی کر لیں اور میری انگلیاں بدستور منور تھیں۔

○ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا نُصَلِّیْ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ الْعِشَاءَ فَكَانَ یُصَلِّیْ فَاِذَا سَجَدَ وَثَبَ الْحَسَنُ وَالْحُسَیْنُ عَلٰى ظَهْرِهٖ فَاِذَا رَفَعَ رَاْسَهٗ اَخَذَهُمَا فَوَضَعَهُمَا وَضْعًا رَفِیْقًا فَاِذَا عَادَ عَادَا فَلَمَّا صَلّٰى جَعَلَ وَاحِدًا هٰهُنَا وَوَاحِدًا هٰهُنَا فَجِئْتُ فَقُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ: اَلَا اَذْهَبُ بِهِمَا اِلٰى اُمِّهِمَا؟ قَالَ، لَا فَبَرَقَتْ بَرْقَةٌ فَقَالَ الْحَقَا بِاُمِّكُمَا فَمَا زَالَا یَمْشِیَانِ فِیْ ضَوْئِهَا حَتّٰى دَخَلَا۔

(خصائص کبریٰ ص ۱۳۶/۲)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھ رہے تھے جس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ کرتے تو

دستِ مبارک اور تکثیرِ ماء

عَنْ زِیَادِ بْنِ الْحَارِثِ الصَّدَائِیِّ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کَانَ فِیْ سَفَرٍ فَنَزَلَ حِیْنَ طَلَعَ الْفَجْرُ فَتَبَرَّزَ ثُمَّ انْصَرَفَ اِلَیَّ فَقَالَ هَلْ مِنْ مَّاءٍ یَا اَخَا صُدَاءٍ؟ فَقُلْتُ: لَا اِلَّا شَیْئٌ قَلِیْلٌ لَا یَکْفِیْکَ فَقَالَ اجْعَلْهُ فِیْ اِنَاءٍ ثُمَّ ائْتِنِیْ بِهٖ فَفَعَلْتُ فَوَضَعَ کَفَّهٗ فِی الْمَاءِ فَرَاَیْتُ بَیْنَ اِصْبَعَیْنِ مِنْ اَصَابِعِهٖ عَیْنًا تَفُوْرُ فَقَالَ نَادِ فِیْ اَصْحَابِیْ مَنْ کَانَ لَهٗ حَاجَةٌ فِی الْمَاءِ فَنَادَیْتُ فِیْهِمْ فَاَخَذَ مَنْ اَرَادَ مِنْهُمْ فَقُلْنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ لَنَا بِئْرًا اِذَا کَانَ الشِّتَاءُ وَسِعَنَا مَاءُهَا وَاجْتَمَعْنَا عَلَیْهَا وَاِذَا کَانَ الصَّیْفُ قَلَّ مَاءُهَا فَتَفَرَّقْنَا عَلٰی مِیَاهٍ حَوْلَنَا وَقَدْ اَسْلَمْنَا وَکُلُّ مَنْ حَوْلَنَا لَنَا عَدُوٌّ فَادْعُ اللّٰهَ لَنَا فِیْ بِئْرِنَا اَنْ یَسَعَنَا مَاءُهَا وَنَجْتَمِعَ عَلَیْهَا وَلَا نَتَفَرَّقَ فَدَعَا بِسَبْعِ حَصَیَاتٍ فَعَرَکَهُنَّ فِیْ یَدِهٖ وَدَعَا فِیْهِنَّ ثُمَّ قَالَ اذْهَبُوْا بِهٰذِهِ الْحَصَیَاتِ فَاِذَا اَتَیْتُمُ الْبِئْرَ فَاَلْقُوْا وَاحِدَةً وَاحِدَةً وَاذْکُرُوا اسْمَ اللّٰهِ قَالَ الصَّدَائِیُّ فَفَعَلْنَا مَا قَالَ لَنَا فَمَا اسْتَطَعْنَا اَنْ نَنْظُرَ اِلٰی قَعْرِهَا یَعْنِی الْبِئْرَ۔

(خصائص کبریٰ ص ۶۹/۲)

حضرت حارث صدائی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سفر میں تھے۔ طلوعِ فجر کے وقت آپ سواری سے اُترے۔ قضائے حاجت کیلئے تشریف لے گئے اور واپس آکر مجھ سے دریافت فرمایا: اے برادرِ صداء، پانی ہے؟ میں نے کہا: بہت تھوڑا پانی ہے جو آپ کے لئے ناکافی ہوگا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسے ایک برتن میں ڈال کر میرے پاس لاؤ۔ میں پانی آپ کے پاس لایا۔

عجیب روشنیوں کا ہے آستانہ — جہاں نور بٹتا ہے ہر دم روزانہ
نورانی کرنوں کا وہ جگمگانا — ہوا جس سے روشن یہ سارا زمانہ
صحابہ کا تاریک راتوں کو آنا — نبی کے نظاروں سے دل جگمگانا
وہ برساتی راتیں محبت کی تابیں — بیٹھے ہوئے وقت کو بھول جانا
وہ مخزنِ نور سے فیض پانا — نبی جی، کا رحمت کے موتی لٹانا
نہ چاہتے دِل سے وہ اُٹھ کے جانا — قلب و نظر میں وہ منظر سمانا
نبیِ مکرم کا وہ مسکرانا — دیوار و دَر، دار، کا جھلملانا
یوں اپنے غلاموں کی ڈھارس بندھانا — جو چلتے ہو یارو! صبح جلدی آنا
تاریکیوں کو فکر میں نہ لانا — کوئی لکڑی چلتے ہوؤں کو تھمانا
پھر حالتِ شاخ کا بدل جانا — ہر سمت نورانی کرنیں پھیلانا

وہ رحمت کی بارش کا منظر سہانا
مدینے کی گلیوں کا وہ جگمگانا

(فقیر عثمانی)



لَيْسَ مَعَنَا مَاءٌ غَيْرَ فَضْلَةٍ فَجُعِلَ فِيْ اِنَاءٍ فَاُتِيَ بِهٖ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَدْخَلَ يَدَهٗ فِيْهِ وَفَرَّجَ اَصَابِعَهٗ وَقَالَ حَيَّ هَلًا عَلَى الْوَضُوْءِ وَالْبَرَكَةُ مِنَ اللّٰهِ لَقَدْ رَاَيْتُ الْمَاءَ يَتَفَجَّرُ مِنْ بَيْنِ اَصَابِعِهٖ فَتَوَضَّاَ النَّاسُ وَشَرِبُوْا وَكُنَّا اَلْفًا وَّاَرْبَعَ مِائَةٍ۔ (خصائص کبریٰ ص۶۸ ج۲)

بخاری نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے۔ بیان کرتے ہیں کہ ہم ایک موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے کہ نمازِ عصر کا وقت آ گیا اور ہمارے پاس صرف تھوڑا سا بچا ہوا پانی تھا وہ سارا ایک برتن میں جمع کر کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دستِ مبارک اس برتن میں ڈالا اور اپنی انگلیاں کھول دیں اور فرمایا: آؤ آکر وضو کرو اور برکت من جانب اللہ ہے۔ میں نے دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی انگلیوں سے پانی جاری تھا۔ لوگوں نے وضو کیا اور پانی پیا۔ اور اس وقت ہم ایک ہزار چار سو تھے۔

○ وَاَخْرَجَ الشَّيْخَانِ عَنْ طَرِيْقِ اِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ طَلْحَةَ عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَحَانَتْ صَلٰوةُ الْعَصْرِ وَالْتَمَسَ النَّاسُ الْوَضُوْءَ فَلَمْ يَجِدُوْا فَاُتِيَ بِوَضُوْءٍ فَوَضَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَهٗ فِيْ ذٰلِكَ الْاِنَاءِ وَاَمَرَ النَّاسَ اَنْ يَتَوَضَّاُوْا مِنْهُ فَرَاَيْتُ الْمَاءَ يَنْبَعُ مِنْ تَحْتِ اَصَابِعِهٖ فَتَوَضَّاَ النَّاسُ حَتّٰى تَوَضَّاُوْا مِنْ عِنْدِ اٰخِرِهِمْ۔

(خصائص کبریٰ ص۶۹ ج۲)

بخاری و مسلم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے برتن میں ہاتھ ڈالا۔ میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دو انگلیوں میں سے چشمہ اُبل پڑا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اے حارث! میرے صحابہ میں اعلان عام کردو کہ جس کو پانی کی ضرورت ہو وہ آ جائے۔ الغرض: لوگ اپنی تشنگی کے مطابق اس چشمۂ آب رحمت سے فیض یاب ہوئے۔ ہم نے عرض کی: یا رسول اللہ! ہمارے یہاں ایک کنواں ہے جب سردی کا موسم ہوتا ہے تو اس میں پانی کی کثرت ہوتی ہے اور جب گرمی کا موسم آتا ہے تو اس کا پانی قلیل ہو جاتا ہے (ضرورت پوری کرنے کیلئے) ہمیں پانی کی تلاش میں اِدھر اُدھر جانا پڑتا ہے۔

اب ہم چونکہ مسلمان ہو چکے ہیں تو اطراف کے تمام لوگ ہمارے دشمن ہیں اس لئے آپ ہمارے لئے اس کنویں میں پانی کی زیادتی کی دُعا فرمادیں تاکہ ہم اسی کنویں سے اپنی ضرورتیں پوری کر لیا کریں اور ہمیں اِدھر اُدھر متفرق نہ ہونا پڑے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سات کنکریاں منگوائیں اور انہیں اپنے دستِ مبارک سے مَلا۔ پھر فرمایا یہ کنکریاں لے جاؤ اور جب تم اپنے کنویں پر پہنچو تو یہ (سات) کنکریاں ایک ایک کر کے کنویں میں ڈالتے رہو اور ساتھ ساتھ اللہ کا ذکر کرو۔

حضرت حارث صدائی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جب ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے مطابق عمل کیا تو کنویں میں پانی کی اتنی کثرت ہو گئی کہ اس دن کے بعد آج تک ہم نے کنویں کی گہرائی نہیں دیکھی۔ یعنی ہر وقت پانی سے بھرا رہتا ہے۔

○ اَخْرَجَ الْبُخَارِیُّ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ لَقَدْ رَاَیْتُنِیْ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَقَدْ حَضَرَتْ صَلٰوۃُ الْعَصْرِ وَ

فرماتے ہیں: میری آنکھوں نے دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی انگشتانِ مبارکہ سے پانی نکل رہا تھا۔ اور سب لوگ اس پانی سے سیراب ہو گئے۔

○ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک موقعہ پر نماز کا وقت آیا تو جن لوگوں کے مکانات قریب تھے وہ اپنے گھروں سے وضو کر آئے اور کچھ لوگ باقی رہ گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک مخضب نامی پتھر کا برتن لایا گیا جس میں قدرے پانی تھا وہ اتنا چھوٹا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس میں اپنا دستِ مبارک نہ کھول سکے مگر قوم کے تمام لوگوں نے وضو کر لیا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ یہ لوگ کتنے تھے تو انہوں نے بتایا کہ اسّی یا اس سے بھی زیادہ۔

○ عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنہُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاَصْحَابَہٗ کَانُوْا بِالزَّوْرَاءِ فَدَعَا بِقَدَحٍ فِیْہِ مَاءٌ فَوَضَعَ کَفَّہٗ فِیْہِ فَجَعَلَ الْمَاءُ یَنْبُعُ مِنْ بَیْنِ اَصَابِعِہٖ وَاَطْرَافِ اَصَابِعِہٖ فَتَوَضَّاَ اَصْحَابُہٗ جَمِیْعًا قُلْتُ لِاَنَسٍ کَمْ کَانُوْا؟ قَالَ زُھَاءَ ثَلَاثَ مِائَۃٍ۔ (خصائصِ کبریٰ ص۶۸)

بخاری و مسلم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام مقام زوراء میں تھے۔ آپ نے ایک قدح طلب فرمایا جس میں قدرے پانی تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ مبارک اس میں رکھ دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی انگلیوں سے پانی اُبلنے لگا۔ تمام صحابہ کرام نے اس سے وضو کیا۔ راوی کہتے ہیں، میں نے حضرت انس سے پوچھا کہ کس قدر آدمی ہوں گے تو انہوں نے فرمایا: اندازاً تین ۳۰۰ سو۔

؎ انگلیاں ہیں فیض پر ٹوٹے ہیں پیاسے جھوم کر
ندیاں پنجابِ رحمت کی ہیں جاری واہ واہ!

صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں نمازِ عصر کا وقت ہو گیا۔ لوگوں نے وضو کے لیئے پانی ڈھونڈا مگر نہ ملا۔ تھوڑا سا پانی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دستِ مبارک اس برتن میں رکھ دیا اور لوگوں کو فرمایا کہ اس سے وضو کریں۔ میں نے دیکھا کہ آپ کی انگشتانِ مبارکہ سے پانی جاری تھا اور تمام لوگوں نے اسی پانی سے وضو کیا۔

○ بخاری و مسلم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی طلب فرمایا، تو آپ کی خدمت میں ایک کھلے منہ والے برتن میں تھوڑا سا پانی پیش کیا گیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی انگلیاں اس برتن میں رکھ دیں تو میں نے دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک انگلیوں سے پانی کے چشمے اُبل رہے ہیں اور اسی پانی سے ستر، اسی آدمیوں نے وضو کیا۔

○ عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عَنْہُ قَالَ خَرَجَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِلٰی قُبَاءَ فَاُتِیَ مِنْ بَعْضِ بُیُوْتِہِمْ بِقَدَحٍ صَغِیْرٍ فَاَدْخَلَ یَدَہٗ فَلَمْ یَسَعْہُ الْقَدَحُ فَاَدْخَلَ اَصَابِعَہُ الْاَرْبَعَ وَلَمْ یَسْتَطِعْ اَنْ یُّدْخِلَ اِبْہَامَہٗ ثُمَّ قَالَ لِلْقَوْمِ ہَلُمُّوْا اِلَی الشَّرَابِ قَالَ اَنَسٌ بَصُرَ عَیْنِیْ یَنْبُعُ الْمَاءُ مِنْ بَیْنِ اَصَابِعِہٖ فَلَمْ یَزَلِ الْقَوْمُ یَرِدُوْنَ الْقَدَحَ حَتّٰی رَوُوْا مِنْہُ جَمِیْعًا۔ (خصائص کبریٰ ص۲۷۲)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم قبا کی جانب تشریف لے گئے۔ وہاں کسی کے گھر سے ایک چھوٹا سا قدح لایا گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس قدح میں اپنا ہاتھ مبارک ڈالا۔ وہ قدح اتنا چھوٹا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی چار انگلیاں اُس میں داخل ہوئیں، انگوٹھا اندر نہ جا سکا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں سے فرمایا: آؤ! پیاس بجھا لو ———— حضرت انس رضی اللہ عنہ

حضرت بلال نے آپ کی خدمت میں مشکیزہ پیش کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دونوں ہاتھ مبارک مشکیزے میں پھیلا دیئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ کے نیچے سے چشمہ جاری ہو گیا۔ حضرت ابن مسعود نے اس پیا اور باقی لوگوں نے اس سے وضو کیا۔

ہم ان نشانیوں کو باعثِ برکت سمجھتے:

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ کُنَّا نَعُدُّ الْاٰیَاتِ بَرَکَۃً وَّاَنْتُمْ تَعُدُّوْنَہَا تَخْوِیْفًا کُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ سَفَرٍ فَقَلَّ الْمَاءُ فَقَالَ اطْلُبُوْا فَضْلَۃً مِّنْ مَّاءٍ فَجَاءُوْا بِاِنَاءٍ فِیْہِ مَاءٌ قَلِیْلٌ فَاَدْخَلَ یَدَہٗ فِی الْاِنَاءِ ثُمَّ قَالَ حَیَّ عَلَی الطَّہُوْرِ الْمُبَارَکِ وَالْبَرَکَۃُ مِنَ اللّٰہِ فَلَقَدْ رَاَیْتُ الْمَاءَ یَنْبُعُ مِنْ بَیْنِ اَصَابِعِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَلَقَدْ کُنَّا نَسْمَعُ تَسْبِیْحَ الطَّعَامِ وَھُوَ یُؤْکَلُ۔ (بخاری ص۵۰۵)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ہم تو (نبوت کی) نشانیوں (معجزات وکمالات) کو باعثِ برکت جانتے تھے اور تم ان کو تخویف کا باعث سمجھتے ہو۔ ہم ایک سفر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے، پانی کی کمی واقع ہو گئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہیں سے بچا کھچا تھوڑا سا پانی تلاش کر لاؤ۔ تو لوگ ایک برتن لائے جس میں تھوڑا سا پانی موجود تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دست مبارک اس میں رکھ دیا اور پھر فرمایا: آؤ، برکت والے پانی کی طرف ! اور برکت اللہ قدوس کی طرف سے ہے۔

ابنِ مسعود فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی انگلیوں کے درمیان سے پانی اُبل رہا تھا۔ اور ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں کھائے جانے

○ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا قَالَ اَصْبَحَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ذَاتَ یَوْمٍ وَلَیْسَ فِی الْعَسْکَرِ مَاءٌ فَقَالَ رَجُلٌ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ لَیْسَ فِی الْعَسْکَرِ مَاءٌ فَقَالَ ھَلْ عِنْدَکُمْ شَیْئٌ قَالَ نَعَمْ فَاَتٰی بِاِنَاءٍ فِیْہِ شَیْئٌ مِّنْ مَّاءٍ فَجَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَصَابِعَہٗ فِیْ فَمِ الْاِنَاءِ وَفَتَحَ اَصَابِعَہٗ قَالَ فَرَاَیْتُ الْعُیُوْنَ تَنْبَعُ مِنْ بَیْنِ اَصَابِعِہٖ فَاَمَرَ بِلَالًا یُنَادِیْ فِی النَّاسِ الْوُضُوْءَ الْمُبَارَکَ۔ (خصائص کبریٰ ص۲۶۳)

احمد، بیہقی، بزاز، طبرانی اور ابونعیم نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صبح کو بیدار ہوئے تو لشکر میں پانی نہیں تھا۔ ایک شخص نے عرض کی، یارسول اللہ! پانی نہیں ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کیا تمہارے پاس تھوڑا سا پانی ہے؟ اس نے کہا: ہاں! پس اس نے برتن میں تھوڑا سا پانی پیش کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی انگلیاں برتن کے منہ میں رکھ دیں اور ان کو کھولا تو انگشتانِ مبارک سے چشمے اُبل پڑے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلال کو حکم دیا کہ وضو کے اس مبارک پانی کے واسطے سب لوگوں میں اعلان کرو۔

○ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا قَالَ دَعَا النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِلَالًا فَطَلَبَ الْمَاءَ فَقَالَ، لَا وَاللّٰہِ مَا وَجَدْتُ الْمَاءَ قَالَ فَھَلْ مِنْ شَنٍّ فَاَتَاہُ بِشَنٍّ فَبَسَطَ کَفَّیْہِ فِیْہِ فَانْبَعَثَ تَحْتَ یَدِہٖ عَیْنٌ فَکَانَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ یَشْرَبُ وَغَیْرُہٗ یَتَوَضَّأُ۔ (خصائص کبریٰ ص۲۶۳)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال کو بلایا اور پانی طلب کیا۔ انہوں نے کہا: خدا کی قسم پانی نہیں ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کیا کوئی مشکیزہ ہے؟

○ عَنْ اَبِیْ لَیْلٰی الْاَنْصَارِیِّ قَالَ کُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ سَفَرٍ فَاَصَابَنَا عَطَشٌ فَشَکَوْنَا اِلَیْہِ فَاَمَرَ بِحَفْرَۃٍ فَحُفِرَتْ فَوَضَعَ یَدَہٗ عَلَی النِّطْعِ وَقَالَ ھَلْ مِنْ مَّاءٍ؟ فَاُتِیَ بِمَاءٍ فَقَالَ لِصَاحِبِ الْاِدَاوَۃِ صُبَّ الْمَاءَ عَلٰی کَفِّیْ وَاذْکُرِاسْمَ اللّٰہِ فَفَعَلَ قَالَ اَبُوْلَیْلٰی فَلَقَدْ رَاَیْتُ الْمَاءَ یَنْبَعُ مِنْ بَیْنِ اَصَابِعِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَتّٰی رَوِیَ الْقَوْمُ وَسَقَوْا رِکَابَھُمْ۔ (خصائص کبریٰ ص ۲)

حضرت ابولیلیٰ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر میں تھے، ہمیں پیاس لگی تو ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے گزارش کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک گڑھا کھودنے کا حکم دیا۔ گڑھا کھودا گیا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر ایک چمڑا رکھ دیا اور اپنا دستِ مبارک چمڑے پر رکھا اور دریافت فرمایا: کسی کے پاس کچھ پانی ہے؟ پانی لایا گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی لانے والے سے فرمایا کہ اللہ کا نام لے کر اس برتن سے میرے ہاتھ پر پانی ڈالو۔ راوی فرماتے ہیں: (جب اوپر سے پانی ڈالا جا رہا تھا تو) میں نے دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک انگلیوں سے پانی اُبل رہا تھا۔ سب لوگ سیراب ہو گئے اور اپنی سواریوں کو بھی پلایا۔

○ حضرت عبداللہ بن ابی رافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں تھے، آخر شب میں سب لوگ اترے، آپ نے فرمایا، اے قوم! ہر کوئی دیکھے کہ اُس کے برتن میں پانی ہے؟ صرف ایک شخص کے پاس تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسے ایک برتن میں ڈالا، اور (اس میں ہاتھ مبارک رکھ کر) فرمایا: آؤ! وضو کرلو۔ راوی کہتے ہیں، میں نے دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک انگلیوں سے پانی جوش مار کر نکل رہا تھا۔

والے کھانے سے تسبیح کی آواز سنتے تھے۔

تو لوگ آپکی طرف دوڑ کر آئے:

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ عَطِشَ النَّاسُ يَوْمَ الْحُدَيْبِيَةِ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ يَدَيْهِ رَكْوَةٌ فَتَوَضَّأَ فَجَهِشَ النَّاسُ نَحْوَهُ قَالَ مَا لَكُمْ؟ قَالُوا لَيْسَ عِنْدَنَا مَاءٌ نَتَوَضَّأُ وَلَا نَشْرَبُ إِلَّا مَا بَيْنَ يَدَيْكَ فَوَضَعَ يَدَهُ فِي الرَّكْوَةِ فَجَعَلَ الْمَاءُ يَثُورُ بَيْنَ أَصَابِعِهِ كَأَمْثَالِ الْعُيُونِ فَشَرِبْنَا وَتَوَضَّأْنَا قُلْتُ كَمْ كُنْتُمْ؟ قَالَ لَوْ كُنَّا مِائَةَ أَلْفٍ لَكَفَانَا كُنَّا خَمْسَ عَشْرَةَ مِائَةً۔ (بخاری ص۵۰۵)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما راوی ہیں کہ صلح حدیبیہ کے دن لوگ بہت پیاسے تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک پیالہ تھا جس سے آپ وضو کرنے لگے تو لوگ آپ کی طرف دوڑ کر آئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کیا بات ہے؟ لوگوں نے کہا: ہمارے پاس وضو کرنے اور نوش کرنے کیلئے پانی نہیں ہے مگر یہی (پانی) جو آپ کے سامنے ہے۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دستِ مبارک اسی پیالہ میں رکھ دیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی انگلیوں کے درمیان سے چشموں کی طرح پانی اُبلنے لگا۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم سب نے پانی پیا اور وضو کیا۔ حضرت سالم کہتے ہیں کہ میں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے پوچھا: آپ تعداد میں کتنے تھے تو انہوں نے فرمایا کہ اگر ہم ایک لاکھ بھی ہوتے تب بھی وہ (پانی) کافی ہوتا، ویسے اس وقت ہم ڈیڑھ ہزار تھے۔

نیچہ مہر عرب ہے جس سے دریا بہہ گئے
چشمہ خورشید میں تو نام کو بھی نم نہیں

کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی انگلی نے پانی کے چشمے بہا دیئے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو (اس ماءِ مبارک سے فیض یاب ہونے کا) حکم دیا۔ تو لوگوں نے وہ پانی پیا اور پلایا اور اپنی مشکیں اور چھاگلیں وغیرہ بھر لیں۔ (یہ منظر دیکھ کر) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس قدر ہنسے کہ آپ کی مبارک داڑھیں ظاہر ہو گئیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور بے شک محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اس کے (خاص) بندے اور رسول ہیں (فرمایا) جو شخص ان دو (یعنی توحید و رسالت کی گواہی والے) کلموں کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرے گا۔ وہ جنت میں داخل ہو گا۔

سرورِ دین کی رحمت کے انداز بھی کتنے پیارے ہیں
اِس طیّب و طاہر کلمے کے اَلفاظ بھی کتنے پیارے ہیں
ہمیں جو اسرار سکھائے، دینِ حق کی عظمت کے!
بلندی اور بھلائی کے وہ راز بھی کتنے پیارے ہیں

(فقیر عثمانی)

ایک گھونٹ سے سارا لشکر سیراب ہو گیا:

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم ایک سفر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہارے پاس پانی ہے؟ میں نے کہا ہاں! میرے پاس میرا آفتابہ (وضو کرنے والا برتن) ہے جس میں کچھ پانی بھی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسے لاؤ! میں لے آیا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس میں سے کچھ استعمال کر لو۔ چنانچہ آپ نے اس سے وضو کیا اور باقی صرف اس میں ایک گھونٹ پانی رہ گیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے حکم دیا کہ اسے سنبھال کر رکھو! عنقریب اس سے ایک بڑی خبر ظاہر ہو گی۔ ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جب دوپہر

سارے اہلِ قافلہ نے وضو کر لیا۔ پھر جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دستِ مبارک سمیٹ لیا تو اُتنا ہی پانی تھا جتنا کہ برتن میں ڈالا گیا تھا۔

اور — ایک اُنگلی سے دریا بہہ گئے:

عَنْ اَبِیْ عمرۃ الاَنصاری عَنْ اَبِیْہِ قَالَ کُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم فِیْ غَزْوَۃٍ غَزَاھَا وَاَصَابَتِ النَّاسَ مَخْمَصَۃٌ ثُمَّ دَعَا بِرَکْوَۃٍ فَوُضِعَتْ بَیْنَ یَدَیْہِ ثُمَّ دَعَا بِمَاءٍ فَصَبَّہٗ فِیْھَا ثُمَّ مَجَّ فِیْھَا وَتَکَلَّمَ بِمَا شَاءَ اللّٰہُ اَنْ یَّتَکَلَّمَ، ثُمَّ اَدْخَلَ خِنْصَرَہٗ فِیْھَا فَاُقْسِمُ بِاللّٰہِ لَقَدْ رَاَیْتُ اَصَابِعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم تَتَفَجَّرُ یَنَابِیْعَ الْمَاءِ ثُمَّ اَمَرَ النَّاسَ فَشَرِبُوْا وَسَقَوْا وَمَلَؤُوْا قِرَبَھُمْ وَاَدَاوِیَھُمْ فَضَحِکَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم حَتّٰی بَدَتْ نَوَاجِذُہٗ ثُمَّ قَالَ اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ لَا یَلْقَی اللّٰہَ بِھِمَا اَحَدٌ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ اِلَّا دَخَلَ الْجَنَّۃَ۔

(خصائصِ کبریٰ ص ۷۱ ج ۲)

حضرت ابو عمرہ انصاری رضی اللہ عنہٗ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کسی جنگ میں شریک تھے۔ لوگوں کو بھوک لگی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک کوزہ طلب کیا اور اس کو آپ کے سامنے رکھ دیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی مانگا اور اُس کوزہ میں ڈال دیا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کلی کر کے اس میں ڈال دی اور جو اللہ تعالیٰ نے چاہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی چھوٹی انگلی (چھنگلیا) پانی میں ڈالی۔
راوی کہتے ہیں میں اللہ کریم کی قسم اٹھاتا ہوں کہ میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا

الحاصل اس عورت کو لے کر دربارِ رسالت میں پہنچ گئے اور سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک برتن منگوایا اور انہیں پکھالوں سے پانی لے کر اس میں کلی کی اور اس کو انہیں پکھالوں میں ڈلوا دیا اور لوگوں میں اعلان کر دیا کہ آؤ خود بھی پیو اور جانوروں کو بھی پلاؤ۔ چنانچہ سب لشکر نے پیا اور پلایا، وہ عورت کھڑی سب کچھ دیکھتی رہی۔

حضرت عمران فرماتے ہیں جب ان پکھالوں کا منہ باندھ دیا گیا تو خدا کی قسم! یوں معلوم ہوتا تھا کہ پہلے سے زیادہ بھری ہوئی ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو فرمایا: کہ اس عورت کے لئے کچھ جمع کرو چنانچہ کھجوریں، آٹا اور ستو وغیرہ بہت کچھ جمع کر کے اس کو دیا گیا۔

فَقَالَ لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم تَعْلَمِيْنَ وَاللّٰهِ مَا رَزَأْنَا مِنْ مَّائِكِ شَيْئًا وَلٰكِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ هُوَ سَقَانَا قَالَ فَاَتَتْ اَهْلَهَا وَقَدِ احْتُبِسَتْ عَنْهُمْ فَقَالُوْا مَا حَبَسَكِ يَا فُلَانَةُ قَالَتِ الْعَجَبُ لَقِيَنِيْ رَجُلَانِ وَذَهَبَا بِيْ اِلٰى هٰذَا الَّذِيْ يُقَالُ لَهُ الصَّابِئُ فَفَعَلَ بِمَائِيْ كَذَا وَكَذَا الَّذِيْ قَدْ كَانَ فَوَاللّٰهِ اِنَّهُ لَاَسْحَرُ مِنْ بَيْنَ هٰذِهٖ وَهٰذِهٖ وَقَالَتْ بِاِصْبَعَيْهَا الْوُسْطٰى وَالسَّبَّابَةِ فَرَفَعَتْهُمَا اِلَى السَّمَاءِ تَعْنِي السَّمَاءَ وَالْاَرْضَ اَوْ اَنَّهُ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ حَقًّا قَالَ فَكَانَ الْمُسْلِمُوْنَ بَعْدُ يُغِيْرُوْنَ عَلٰى مَا حَوْلَهَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ وَلَا يُصِيْبُوْنَ الصِّرْمَ الَّذِيْ هِيَ فِيْهِ فَقَالَتْ يَوْمًا لِقَوْمِهَا مَا اَرٰى اَنَّ هٰؤُلَاءِ الْقَوْمَ يَدْعُوْنَكُمْ عَمَدًا فَهَلْ لَّكُمْ فِي الْاِسْلَامِ فَاَطَاعُوْهَا فَدَخَلُوْا فِي الْاِسْلَامِ۔

(خصائص کبریٰ ص ۲ ، بخاری و مسلم، بیہقی و زرقانی)

تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا کہ تو جانتی ہے کہ واللہ ہم نے تیرے پانی سے کچھ بھی کم نہیں کیا اور اللہ تعالیٰ نے ہمیں پلا دیا۔ راوی

کی گرمی شدید تر ہوگئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو رُکنے کے لیئے فرمایا: لوگ کہنے لگے، یا رسُول اللہ! ہم پیاس سے ہلاک ہوئے جاتے ہیں۔ گردنیں ٹوٹنے کو ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔ اے لوگو! بھیڑ نہ کرو، یہ پیالہ تم سب کو سیراب کرکے بھیجے گا۔ تو سب لوگوں نے پانی پی لیا، بجز میرے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے، تب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔ اے ابو قتادہ! پی لو۔ میں نے عرض کیا، یا رسُول اللہ! آپ پئیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پلانے والا سب سے آخر میں پیا کرتا ہے، تو مَیں نے پیا اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی نوش فرمایا۔

وَبَقِيَ فِي الْمِيضَاةِ نَحْوَ مَا كَانَ فِيهَا وَهُمْ يَوْمَئِذٍ ثَلَاثُ مِائَةٍ۔

اور آفتابے میں ابھی تک پہلے جتنا پانی موجود تھا۔ جبکہ اُس دن وہ تین سو افراد تھے۔

اور وہ کُل قبیلہ مسلمان ہو گیا:

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہٗ فرماتے ہیں کہ ہم سفر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے، جب لوگ سخت پیاسے ہوئے تو انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیاس کی شکایت کی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہٗ اور ایک اور شخص کو بلا کر فرمایا کہ تم دونوں جاؤ، تمہیں فلاں مقام پر ایک عورت پانی کی دو پکھالیں (بڑے مشکیزے) لادے ہوئے اونٹ پر سوار ملے گی، اس کو میرے پاس لے آنا۔ وہ حضرات گئے اور انہوں نے اسے پا لیا اور پوچھا کہ پانی کہاں سے لائی ہے؟ اس نے کہا: میں کل اس وقت وہاں (پانی والی جگہ) سے چلی تھی، انہوں نے کہا کہ تجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بلاتے ہیں۔ اُس نے کہا: کون رسُول اللہ؟ جنہوں نے نیا دین نکالا ہے؟ فرمایا: ہاں! جن کو ایسا کہہ رہی ہے وہ اللہ کے سچے رسُول ہیں۔

ناگہاں آں مغیثِ ہر دو کون ○ مصطفےٰ پیدا شد از رہ بہرِ عون

ترجمہ: اچانک دونوں جہانوں کے فریاد رس، مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم مدد کے لیے راستہ سے نمودار ہو گئے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہاں بڑا قافلہ دیکھا، ریت کی گرمی اور بڑے سخت راستہ پر۔ اُن کے اونٹوں کی زبانیں لٹکی ہوئی تھیں اور لوگ ریت میں ہر جانب بکھرے پڑے تھے۔ اُن کی اِس حالت پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو رحم آیا۔ فرمایا جاؤ، اُن ٹیلوں کی طرف۔

کہ سیاہے بر شتر مشک آورد ○ سُوئے میرِ خود بزودی می بَرد

(ترجمہ) کہ ایک حبشی اونٹ پر مشک لا رہا ہے اپنے مالک کی طرف تیزی سے لے جا رہا ہے۔ اُس حبشی کو اونٹ سمیت میرے پاس لے آؤ۔

چنانچہ لوگ گئے تو آپ کے فرمان کے مطابق انہوں نے دیکھا کہ ایک حبشی اونٹ پر مشکیزہ رکھے جا رہا ہے۔

پس بدو گفتند می خواند ترا ○ ایں طرف فخر البشر خیر الوریٰ

(ترجمہ) انہوں نے اُسے کہا کہ تجھے بلاتے ہیں، انسانوں کے فخر، مخلوق کے بہترین اس جانب۔

گفت من نشناسم او را کیست او ○ گفت او آں ماہ روئے قند خو

(ترجمہ) اس نے کہا، میں اُن کو نہیں جانتا، وہ کون ہیں؟ انہوں نے کہا: وہ چاند جیسے چہرے، میٹھی عادت والے۔

سید و سرور محمد ﷺ نورِ جاں ○ مہتر و بہتر، شفیعِ مجرماں

(ترجمہ) سید اور سردار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم جو جان کا نور ہیں، سب سے بالا اور سب سے اعلیٰ، گنہگاروں کے شفیع۔

فرماتے ہیں کہ وہ عورت اپنے قبیلے کے پاس آئی۔

(کیونکہ راہ میں وہ) روکی گئی تھی، اس کے قبیلے کے لوگوں نے پوچھا کہ تجھے کس نے روک لیا تھا؟ وہ بولی کہ ایک بڑا عجیب واقعہ پیش آیا کہ (راستے میں) مجھے دو شخص ملے اور مجھے اس شخص کے پاس لے گئے جس نے نیا دین نکالا ہے اور وہ تمام واقعہ جو وہاں پیش آیا تھا۔ بیان کر کے اس نے کہا یا تو زمین و آسمان کے درمیان اس سے بڑا جادوگر کوئی نہیں یا وہ بلاشبہ اللہ کے سچے رسول ہیں اس واقعہ کے بعد مسلمان مجاہدین اس قبیلے کے اطراف و جوانب والے مشرکین پر حملہ آور ہو کر انہیں مغلوب کرتے تھے لیکن جس قبیلے میں وہ عورت تھی اُسے قصداً چھوڑ دیتے ایک دن اس عورت نے اپنی قوم سے کہا: میں دیکھتی ہوں، مسلمان (میری وجہ سے) تمہیں قصداً چھوڑ دیتے ہیں۔ کیا تمہارے لیئے اسلام میں دلچسپی ہے؟ ان لوگوں نے اس (عورت) کی اطاعت کی اور وہ کل قبیلہ مسلمان ہو گیا۔

حبشی کا چہرہ رشکِ قمر

عرب کے بیابان میں ایک بہت بڑا قافلہ پانی نہ ملنے کی وجہ سے زندگی سے مایوس ہو گیا۔ امامِ معرفت مولانا رُوم علیہ الرحمۃ مثنوی میں فرماتے ہیں۔

اندر آں وادی گروہے از عرب ○ خشک شد از قحطِ باراں شاں قِرَب

ترجمہ: اُس وادی میں عرب کے ایک قافلے کی مشکیں بارش کے قحط کی وجہ سے خشک ہو گئی تھیں۔

درمیانِ آں بیاباں ماندہ ○ کاروان مرگ بر خود خواندہ

ترجمہ: اُس جنگل میں (پھنس کر) رہ گیا تھا، وہ قافلہ جس نے اپنی موت کو دعوت دی تھی۔

پھر وہ حبشی مسلمان ہو گیا اور اجازت لے کر اپنے مالک کے گھر پہنچا، تو مالک نے پوچھا، تو کون ہے؟ غلام بولا: میں آپ کا غلام ہوں۔ مالک نے کہا: تو جھوٹ بولتا ہے۔ میرا غلام تو کالا سیاہ ہے۔ غلام نے کہا: میں اس کے پاس سے ہو کر آرہا ہوں جس نے ساری کائنات کو اپنی ضیا پاشیوں سے منور فرما دیا ہے۔

پھر غلام نے سارا واقعہ سنایا تو سن کر اس کے مالک کی قسمت بھی روشن ہو گئی۔ اور وہ بھی مسلمان ہو گیا۔

؎ چمک تجھ سے پاتے ہیں سب پانے والے
مرا دل بھی چمکا دے چمکانے والے
برستا نہیں دیکھ کر ابرِ رحمت
بَدوں پر بھی بَرسا دے بَرسانے والے

○

پیالے کا ہاتھ، ہاتھ میں لیا تو اُسکی پیاس ختم ہو گئی۔

حضرت قاضی شرف الدین بازری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب "توثیق عری الایمان" میں ایک نہایت ہی ایمان افروز واقعہ لکھا ہے:

فرمایا: کہ حضرت شیخ موسیٰ بن نعمان رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے ہم ۶۳۷ھ کو حج سے واپس آرہے تھے، قافلہ رواں دواں تھا کہ مجھے راستہ میں حاجت پیش آئی اور میں اپنی سواری سے اُتر گیا، زاں بعد مجھ پر نیند نے غلبہ کیا اور میں ایک جگہ سو گیا، گرمی کا موسم تھا اور میں بیدار اس وقت ہوا جب کہ سورج غروب ہونے کو تھا۔ میں نے بیدار ہو کر دیکھا کہ میں ایک غیر آباد جنگل میں

الحاصل لوگوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف کی تو وہ حبشی کہنے لگا۔ وہ جادوگر ہیں (العیاذ باللہ) میں ان کی طرف، ایک بالشت بھی نہ جاؤں گا۔۔۔لوگ اسے کھینچ تان کرکے اُدھر لے آئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس کے مشکیزہ کو اتروایا اور لوگوں کو فرمایا: پانی پی لو اور ساتھ بھی لے لو۔

جملہ را زاں مشک او سیراب کرد ○ اشتران و ہر کسے زاں آب خورد

(ترجمہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس مشک سے سب کو سیراب کر دیا، اونٹوں اور ہر شخص نے اس سے پانی پیا۔۔۔ اور اپنے مشکیزے و بچھالیں بھی اُس سے بھر لیں، یہ منظر دیکھ کر۔

چشمہا پُر آب کرد آں دم غلام ○ شد فراموشش ز خواجہ وز مقام

(ترجمہ) اُس وقت وہ غلام آنکھوں میں آنسو بھر لایا اور اپنے آپ اور اپنے مالک کو بھول گیا۔ اُس کے دل میں ایک عجیب سی ہلچل برپا ہو گئی اور وہ دیوانہ وار آگے بڑھا اور :۔

دست ہائے مصطفٰے بر رُو نہاد ○ بوسہائے عاشقانہ بس بداد

(ترجمہ) اُس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ اپنے چہرے پر رکھے، بہت سے عاشقانہ بوسے دیئے۔

مصطفٰے دست مبارک بر رُخش ○ آں زماں مالید و کرد او فرخش

(ترجمہ) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مبارک ہاتھ اُس کے چہرے پر اُس وقت ملے اور اُس کو بابرکت بنا دیا۔

شد سپید آں زنگی و پور حبش ○ ہمچو بدر و روز روشن شد شبش

(ترجمہ) وہ پیدائشی حبشی سفید ہو گیا، چودھویں کے چاند کی طرح اور اُس کی رات روشن دن بن گئی۔

دست بوسی کی، کیوں نہ میں سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں سے لپٹا۔
(نزہتہ الناظرین صـ۱۲۲ بحوالہ البرہان)

فریاد اُمتی جو کرے حالِ زار میں
ممکن نہیں کہ خیرِ بشر کو خبر نہ ہو!

برکاتِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور افزونیٔ طعام

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک روز حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ اپنی بیوی اُم سلیم رضی اللہ عنہا کے پاس آئے اور کہا:

لَقَدْ سَمِعْتُ صَوْتَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَعِيْفًا اَعْرِفُ فِيْهِ الْجُوْعَ فَهَلْ عِنْدَكِ مِنْ شَيْءٍ؟ قَالَتْ نَعَمْ فَاَخْرَجَتْ اَقْرَاصًا مِنْ شَعِيْرٍ ثُمَّ ذَهَبْتُ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَرْسَلَكَ اَبُوْ طَلْحَةَ؟ قُلْتُ نَعَمْ فَقَالَ لِمَنْ مَّعَهُ قُوْمُوْا فَجِئْتُ اَبَا طَلْحَةَ فَاَخْبَرْتُهُ فَقَالَ اَبُوْ طَلْحَةَ يَا اُمَّ سُلَيْمٍ قَدْ جَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالنَّاسُ وَلَيْسَ عِنْدَنَا مَا نُطْعِمُهُمْ قَالَتْ اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ فَدَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ هَلُمِّيْ مَا عِنْدَكِ يَا اُمَّ سُلَيْمٍ، فَاَتَتْ بِذٰلِكَ الْخُبْزِ فَاَمَرَ بِهٖ فَفُتَّ وَعَصَرَتْ عَلَيْهِ عُكَّةً لَهَا فَاَدَمَتْهُ ثُمَّ قَالَ فِيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا شَاءَ اللّٰهُ اَنْ يَّقُوْلَ ثُمَّ قَالَ ائْذَنْ لِعَشَرَةٍ فَاَذِنَ لَهُمْ فَاَكَلُوْا حَتّٰى شَبِعُوْا ثُمَّ خَرَجُوْا ثُمَّ قَالَ ائْذَنْ لِعَشَرَةٍ فَاَذِنَ لَهُمْ فَاَكَلُوْا حَتّٰى شَبِعُوْا ثُمَّ قَالَ ائْذَنْ لِعَشَرَةٍ حَتّٰى اَكَلَ الْقَوْمُ كُلُّهُمْ وَشَبِعُوْا وَالْقَوْمُ سَبْعُوْنَ رَجُلًا اَوْ

ہوں۔ پیاس سخت لگی ہوئی ہے۔ تھکاوٹ پریشان کن ہے۔ میں گھبراہٹ میں ایک طرف چل دیا۔ مگر مجھے راستہ نہ ملا، نیز یہ کہ رات چھا گئی۔ بدیں وجہ مجھ پر خوف و وحشت طاری ہو گئی۔ اور وہاں پانی کا نام و نشان نہ تھا۔ گویا کہ میں ہلاکت کے کنارے پہنچ چکا تھا۔ اور موت کا انتظار کرنے لگا۔ میں نے رات کی تاریکی میں زندگی سے نا امید ہو کر اپنے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کو یاد کرنا شروع کر دیا۔ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ! یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ! اَنَا مُسْتَغِیْثٌ بِکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ یَا حَبِیْبَ اللّٰہ ؛ میری فریاد کو پہنچیں تو میں نے اپنا کلام ختم نہ کیا تھا کہ آواز سُنی، اے عزیز اِدھر آؤ، میں ادھر گیا تو دیکھا، ایک بزرگ ہیں انہوں نے میرا ہاتھ پکڑ لیا بس اُن کا ہاتھ کو پکڑنا تھا کہ نہ پیاس رہی اور نہ تھکاوٹ و پریشانی رہی، پھر وہ مجھے لیکر چلے، ابھی چند قدم ہی چلے تھے کہ سامنے ہمارا حاجیوں والا قافلہ جا رہا تھا اور امیر قافلہ نے آگ روشن کی ہوئی تھی اور وہ قافلہ والوں کو کہہ رہا تھا۔ اِدھر آؤ، اِدھر چلو۔

اچانک میں نے دیکھا کہ میری سواری میرے سامنے کھڑی ہے اور وہ بزرگ فرماتے ہیں یہ ہے تیری سواری ؛

———— اور مجھے اُٹھا کر سواری پر بٹھا دیا اور خود واپس ہونے پر فرمانے لگے، جو ہمیں طلب کرے اور ہم سے فریاد کرے، ہم اُسے نامراد نہیں چھوڑتے۔

پھر مجھے پتہ چلا کہ یہی ہیں رحمت والے نبی، یہی حبیب خُدا ہیں۔ (صلی اللہ علیہ وسلم)

اور جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم واپس تشریف لیے جا رہے تھے تو میں نے دیکھا کہ رات کی تاریکی میں شاہِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کے انوار چمک رہے تھے اور مجھے اپنی اس بے خبری پر) سخت کوفت ہوئی کہ ہائے قسمت! کیوں نہ میں نے آپکی

ایک پلیٹ کھجور کا حلوہ اور دعوتِ ولیمہ

حضرت ثابت بنانی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں کہ میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے کہا کہ دورِ رسالت میں آپ نے کوئی عجیب تر چیز دیکھی ہو تو بتلائیں، کہنے لگے ہاں اے ثابت! میں نے دس سال نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کی اور میری کسی کوتاہی پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے کبھی عار نہ دلائی۔ ثابت بنانی نے کہا: ان دس سالوں میں جو عجیب تر چیز آپ نے دیکھی وہ کیا تھی؟ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا: جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمایا تو میری والدہ نے مجھ سے کہا: اے انس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح فرمایا ہے اور میں نہیں جانتی کہ آپ کے ہاں صبح کا ناشتہ ہو۔ تو یہ گھی لاؤ اور کچھ کھجوریں لے آؤ، پھر انہوں نے اس سے "حیس" (کھجور کا حلوہ) بنایا اور کہا: اے انس! اسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی زوجہ محترمہ (سیدہ زینب) کے پاس لے جاؤ۔ میں پتھر سے بنے ہوئے ایک برتن (تھالی وغیرہ) میں یہ حیس لے کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسے کمرے کے اس کونے میں رکھ دو اور جا کر ابوبکر، عمر، عثمان، علی اور دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم کو بلا لاؤ اور علاوہ ازیں اہلِ مسجد اور راستے میں ملنے والے تمام احباب کو بھی بلا لاؤ۔ مجھے تعجب ہوا کہ کھانا کس قدر کم ہے اور جنہیں بلانے کا مجھے حکم دیا گیا ہے وہ کتنے زیادہ ہیں۔

مجھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے امر سے سرتابی کی مجال بھی نہ تھی۔ اس لیے میں لوگوں کو بلا لایا تا آنکہ سارا مکان اور حجرہ بھر گیا۔ پھر آپ نے فرمایا: اے اُنیس (پیار سے تصغیر کا صیغہ استعمال فرمایا) کوئی اور بھی تمہیں نظر آتا ہے۔ (جو نہ آیا ہو)؟ میں نے عرض کیا: نہیں، یا نبی اللہ! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ کھانا ادھر لاؤ، میں نے وہ برتن

ثمانون ـــــــــــ (خصائص کبریٰ ص ۲ ، بخاری ص ، مسلم)

اور کہا کہ آج میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز سنی ہے۔ اس میں بھوک کی وجہ سے ضعف پایا جاتا ہے۔ کیا تمہارے پاس کچھ کھانے کو ہے؟ انہوں نے کہا: ہاں! اور چند جو کی روٹیاں نکالیں اور مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بلانے کو بھیجا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ پھر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تمہیں ابوطلحہ نے بھیجا ہے؟ میں نے کہا: ہاں! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پاس بیٹھے ہوئے تمام صحابہ سے فرمایا کہ اُٹھو، میں نے آگے آگے آکر ابوطلحہ کو یہ خبر دی۔ یہ سن کر ابوطلحہ نے اپنی اہلیہ ام سلیم سے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور بہت سے لوگ بھی ساتھ آرہے ہیں اور ہمارے پاس اتنا کھانا نہیں کہ سب کو کھلا سکیں۔ اُن کی بیوی نے کہا۔ اللہ اور اس کا رسول (ہماری یہ حالت) بہتر جانتے ہیں۔

پس حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے اور فرمایا: اے ام سلیم! جو کچھ تمہارے پاس ہے لے آؤ، وہ جو کی، وہی روٹیاں لے آئیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے مطابق اُن کے ٹکڑے کر دیئے گئے۔ اور اُن پر گھی ڈالا گیا۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان ٹکڑوں پر جو اللہ نے چاہا، پڑھا۔ پھر دس آدمیوں کو بلانے کا حکم دیا۔ وہ آئے اور خوب سیر ہو کر گئے۔ پھر دس آدمیوں کو بلانے کا حکم دیا۔ وہ بھی آئے اور خوب پیٹ بھر کر نکلے، پھر دس آدمیوں کو بلانے کا حکم دیا وہ بھی آئے اور خوب سیر ہو کر نکلے۔ یہاں تک کہ وہ تمام صحابہ جو ستر یا اسی تھے سب شکم سیر ہو گئے۔

مسلم کی روایت میں ہے کہ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور سبھی گھر والوں نے کھایا اور اس کے بعد بھی کھانا بچ گیا جو پڑوسیوں میں تقسیم کیا گیا۔

آئے اور کھا کر چلے گئے۔ تو فرمایا: اب نوتے کو بلاؤ وہ کھا کر چلے گئے، حتّٰی کہ ایک سو اسّی ۱۸۰ افراد نے کھانا کھایا اور کھانا اتنا ہی باقی تھا۔ نیز آنے والوں کو دعوتِ طعام کے ساتھ، دولتِ اسلام بھی نصیب ہوئی۔

(بہجۃ المحافل ص ۲۱۶ ج ۲، مجمع الزوائد ص ۳۰۸ ج ۸، بحوالہ البرھان)

○ سیدنا حیدرِ کرّار کرم اللہ وجہہ الکریم راوی ہیں:

کہ شاہِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے عبدالمطلب کی اولاد میں سے چالیس افراد کی دعوت کی جو کہ ہر ایک پورا بکرا کھانے والا تھا اور برتن بھر دودھ پینے والا تھا۔ نبیِ رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مُد غلّہ سے ان کی دعوت کی، سب نے سیر ہو کر کھایا لیکن کھانا جتنا تھا اتنا ہی باقی بچ گیا پھر شاہِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک برتن دودھ کا منگایا، سب نے سیر ہو کر پیا مگر وہ کم نہ ہوا بلکہ وہ برتن یوں بھرا ہوا تھا گویا اس سے کسی نے پیا ہی نہیں۔

تفسیر ابن کثیر ص ۳۵۰/۳۵۱ ج ۳، تفسیر مظہری ص ۸۶/۸۷ ج ۷، المعجم الاوسط ص ۵۷۸ ج ۲
بہجۃ المحافل ص ۲۱۶ ج ۲، مجمع الزوائد ص ۳۰۵ ج ۸، تفسیر ابن جریر ص ۷۴/۷۵ ج ۱۹ (بحوالہ البرہان)

ہُندی اے برکت دی بَرکھا اوتھے ہَر ویلے

حضرت صہیب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

صَنَعْتُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم طَعَامًا فَاَتَيْتُهٗ وَهُوَ فِيْ نَفَرٍ مِّنْ اَصْحَابِهٖ فَقُمْتُ حَيَاءً لَّهٗ فَلَمَّا نَظَرَ اِلَيَّ اَوْمَاتُ اِلَيْهِ فَقَالَ هٰؤُلَاءِ قُلْتُ لَا فَسَكَتَ وَقُمْتُ مَكَانِيْ فَلَمَّا نَظَرَ اِلَيَّ اَوْمَاتُ اِلَيْهِ فَقَالَ هٰؤُلَاءِ مَرَّتَيْنِ اَوْ ثَلَاثًا فَقُلْتُ نَعَمْ وَاِنَّمَا كَانَ شَيْءٌ يَّسِيْرٌ صَنَعْتُهٗ لَكَ

لاکر آپ کے سامنے رکھ دیا:

فَغَمَسَ ثَلَاثَةَ اَصَابِعِهٖ فِی التَّوْرِ فَجَعَلَ التَّوْرُ یَرْبُوْا وَ یَرْتَفِعُ فَجَعَلُوْا یَتَغَدُّوْنَ وَ یَخْرُجُوْنَ حَتّٰی اِذَا فَرِغُوْا اَجْمَعُوْنَ وَ بَقِیَ فِی التَّوْرِ نَحْوَ مَا جِئْتُ بِهٖ۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی تین انگلیاں (اُس) برتن میں ڈبو دیں، دیکھتے ہی دیکھتے کھانا بڑھنے لگا اور بلند ہونے لگا۔ صحابہ کھانے سے فارغ ہو کر جانے لگے تاآنکہ سب کھا کر چلے گئے اور برتن ابھی تک بھرا ہوا تھا۔

ثابت بنانی کہتے ہیں، مَیں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے کہا: اے ابوحمزہ جنہوں نے اس برتن سے کھایا تھا، آپ کے خیال میں ان کی تعداد کیا تھی؟ انہوں نے فرمایا: میرے خیال میں اکہتّر یا بہتّر ہوگی۔ (دلائل النبوۃ لابی نعیم)

★ مشکوٰۃ شریف میں بحوالہ بخاری و مسلم ہے کہ جب سب کھا چکے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یَا اَنَسُ ارْفَعْ فَرَفَعْتُ فَمَا اَدْرِیْ حِیْنَ وَضَعْتُ کَانَ اَکْثَرَ اَمْ حِیْنَ رَفَعْتُ: اے انس! اٹھالو (اپنا ملوہ) تو جب میں نے اٹھایا تو میں نہیں جانتا تھا کہ جب میں نے رکھا تھا، اس وقت زیادہ تھا یا اب زیادہ ہے۔ (مشکوٰۃ شریف ص۵۳۹، بخاری ص۷۷۷/۲، مسلم ص۱۸۱/۱)

دو افراد کا کھانا ایک سَو اَسّی نے کھایا:

جب سیدالعالمین صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کر کے مدینہ منورہ پہنچے اور سیدنا ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے شاہِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ دونوں کے لیے کھانا تیار کر کے حاضر کیا تو رحمت والے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: انصار کے تیس ۳۰ سرکردہ افراد کو بلالاؤ۔ وہ کھا کر چلے گئے تو فرمایا: اب ساٹھ ۶۰ کو بلاؤ، وہ

کے گھر کھانے کیلئے جانا غیور طبع کو پسند نہیں مگر ایسی طفیلیت اگر حاصل ہو تو، غیور طبائع کو بھی ناگوار نہیں ہوسکتا۔ جب ایک غریب صحابی کی دعوت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بغیر طفیلیوں کے تشریف لے جانا گوارا نہیں کیا تو خدا تعالیٰ جو غنی مطلق ہے اس کے خوانِ نعمت پر آپ تنہا جانے کو کس طرح گوارا فرمائیں گے۔

ہمیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لطف و کرم سے قوی اُمید ہے کہ ہم طفیلیوں کو بھی بارگاہِ الٰہی میں ضرور ہم راہ رکاب رکھیں گے۔ مگر یاد رہے کہ طفیلی ہونا بھی آسان نہیں، صرف زبان سے کہہ دینا کافی نہیں ہوسکتا جب تک دلی عقیدت اور محبت اور نسبت نہ ہو۔

روٹی کے چند ٹکڑوں سے اصحابِ صُفّہ سیر ہو گئے:

عَنْ وَاثِلَةَ بْنِ الْاَسْقَعِ قَالَ كُنْتُ مِنْ اَصْحَابِ الصُّفَّةِ فَشَكَا اَصْحَابِي الْجُوْعَ فَقَالُوْا يَا وَاثِلَةُ اذْهَبْ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَطْعِمْ لَنَا فَاَتَيْتُهُ فَقُلْتُ اِنَّ اَصْحَابِيْ يَشْكُوْنَ الْجُوْعَ فَقَالَ يَا عَائِشَةُ هَلْ عِنْدَكِ مِنْ شَيْءٍ؟ قَالَتْ مَا عِنْدِيْ اِلَّا فُتَاتُ خُبْزٍ قَالَ هَاتِيْهِ وَدَعَا بِصَحْفَةٍ فَاَفْرَغَ الْخُبْزَ فِي الصَّحْفَةِ ثُمَّ جَعَلَ يُصْلِحُ الثَّرِيْدَ بِيَدَيْهِ وَهُوَ يَرْبُوْ حَتّٰى امْتَلَاَتِ الصَّحْفَةُ وَقَالَ اذْهَبْ فَجِئْنِيْ بِعَشَرَةٍ مِنْ اَصْحَابِكَ فَقَالَ خُذُوْا بِسْمِ اللّٰهِ مِنْ حَوَالَيْهَا وَلَا تَاْخُذُوْا مِنْ اَعْلَاهَا فَاِنَّ الْبَرَكَةَ تَنْحَدِرُ مِنْ اَعْلَاهَا فَاَكَلُوْا حَتّٰى شَبِعُوْا ثُمَّ قَامُوْا وَبَقِيَ فِي الصَّحْفَةِ مِثْلُ مَا كَانَ فِيْهَا ثُمَّ جَعَلَ يُصْلِحُهَا بِيَدِهٖ وَهِيَ تَرْبُوْ حَتّٰى امْتَلَاَتْ وَقَالَ جِئْنِيْ بِعَشَرَةٍ مِنْ اَصْحَابِكَ فَفَعَلُوْا مِثْلَ ذٰلِكَ فَقَالَ هَلْ بَقِيَ اَحَدٌ؟ قُلْتُ نَعَمْ عَشَرَةٌ قَالَ جِئْ بِهِمْ فَاَكَلُوْا

فَاَكَلُوْا وَفَضَلَ مِنْهُمْ : ـــــ (ابونعیم، خصائص کبریٰ صہ ۴۹)

میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے تھوڑا سا کھانا پکایا اور بلانے کیلئے حاضر ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام کی ایک جماعت کے ساتھ تشریف فرما تھے۔ مارے شرم کے کچھ کہہ نہ سکا اور خاموش کھڑا رہا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری طرف دیکھا، میں نے اشارے سے کھانے کیلئے چلنے کو کہا تو فرمایا، اور یہ لوگ؟ میں نے کہا: نہیں! حضور صلی اللہ علیہ وسلم خاموش ہو گئے اور میں اسی مقام پر کھڑا رہا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر میری طرف نظر کی، میں نے اسی طرح پھر اشارہ سے عرض کیا۔ فرمایا: یہ لوگ؟ میں نے کہا نہیں! دوسری یا تیسری مرتبہ کے جواب میں میں نے کہا: بہت اچھا! یعنی ان کو بھی لے چلیئے اور ساتھ یہ بھی عرض کر دیا کہ کھانا صرف آپ ہی کے لیئے تھوڑا سا پکایا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان تمام صحابہ کے ساتھ تشریف لائے۔ سب نے اچھی طرح کھایا اور کھانا پھر بھی بچ رہا۔

ذکرِ جمیل میں علامہ اوکاڑوی علیہ الرحمۃ نے اس کی بڑی خوبصورت شرح فرمائی ہے لکھتے ہیں:

حضرت صہیب رضی اللہ عنہ کا بار بار اصرار کرنا کہ تنہا تشریف لے چلیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر بار انکار کہ جب تک سب صحابہ نہ چلیں تنہا نہ جائیں گے، ایک عجیب لُطف خیز واقعہ ہے ـــــــــ حضرت صہیب رضی اللہ عنہ کا اصرار بھی درست تھا کیونکہ وہ جانتے تھے کہ کھانا تو ایک آدمی کا ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ان کے خلاف اصرار اس لیے تھا کہ تم ان کو اپنے گھر سے کہاں کھلاؤ گے بلکہ وہ تو ہمارے طفیلی ہیں، ہم ان کو کھلائیں گے جس میں تمہارا کوئی دخل نہ ہوگا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سب کو لبیری تمام کھلا دیا۔ یہاں تک کہ کھانا بچ رہا اور صاحبِ دعوت بھی نیک نام ہو گئے اگرچہ کسی کا طفیلی بن کر کسی

نے فرمایا: یہ عائشہ کے پاس لے جاؤ۔

○ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک اعرابی مہمان آیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے کھانے کیلئے (گھر سے کچھ) طلب کیا تو صرف روٹی کا ایک سوکھا ٹکڑا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وُہی لیا اور اسے توڑ کر اس پر اپنا دست مبارک رکھا اور اسی اعرابی کو فرمایا: کھاؤ، اعرابی نے سیر ہو کر کھایا اور پھر بھی بچ گیا۔

فَجَعَلَ الْاَعْرَابِیُّ یَنْظُرُ اِلَیْهِ وَیَقُوْلُ اِنَّكَ لَرَجُلٌ صَالِحٌ۔ ——— اعرابی حیرت سے آپ کو دیکھتا رہ گیا اور کہنے لگا کہ بے شک آپ صالح انسان ہیں۔

○ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شب ہم بغیر کچھ کھائے سو گئے، صبح کو میں بیدار ہوا تو میں نے تلاش کی کہ کچھ مل جائے چنانچہ میں نے ایک درہم میں غلہ اور گوشت خریدا اور اس کو سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس لایا۔ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے روٹی اور سالن پکایا، پکا کر فارغ ہوئیں تو کہنے لگیں، کاش آپ میرے والدِ گرامی کو بھی بلا لاتے۔ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم لیٹے ہوئے تھے اور اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الْجُوْعِ، (یعنی بھوک سے اللہ کی پناہ) پڑھ رہے تھے۔ میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! ہمارے گھر میں کھانا ہے، آپ تشریف لے چلیے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو ہانڈی جوش مار رہی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عائشہ (رضی اللہ عنہا) کے واسطے نکال لو۔ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے ایک رکابی میں اُن کیلئے نکال لیا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حفصہ (رضی اللہ عنہا) کے لیے نکال لو۔ انہوں نے ایک رکابی میں ان کے لیے بھی نکال لیا۔ یہاں تک کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے نو ۹ ازواجِ مطہرات

حَتّٰى شَبِعُوْا ثُمَّ قَامُوْا وَبَقِيَ فِي الصَّحْفَةِ مِثْلُ مَا كَانَ قَالَ اذْهَبْ بِهَا اِلٰى عَائِشَةَ۔ (خصائص کبریٰ ص ۲)

حضرت واثلہ بن الاسقع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں اصحابِ صفہ میں سے تھا۔ میرے ساتھیوں نے مجھ سے بھوک کی شکایت کی اور مجھے کہا کہ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جاؤ اور آپ سے ہمارے لیے کھانا مانگو۔

چنانچہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ پاک میں حاضر ہوا اور اپنے ساتھیوں کی صورتِ حال عرض کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے عائشہ! تمہارے پاس، کچھ ہے؟ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ میرے پاس صرف روٹی کے چند ٹکڑے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہی لے آؤ؛ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک طباق لیا اور اُن ٹکڑوں کا اپنے دستِ مبارک سے ثرید بنایا۔ ثرید بڑھتا گیا۔ اور طباق بھر گیا۔

(واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے کہا: تم جاؤ اور اپنے دس ساتھیوں کو لے آؤ۔ جب وہ آئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کا نام لے کر کناروں سے کھاؤ اور اوپر سے نہ لو۔ اس لیے کہ اوپر سے برکت آرہی ہے۔ (ان) لوگوں نے سیر ہو کر کھایا اور چلے گئے اور کھانا جتنا تھا اتنا ہی رہا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم، دستِ مبارک سے درست فرمانے لگے اور کھانا پھر بڑھنے لگا۔ اور طباق بھر گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دس افراد کو اور لے آؤ۔ غرضیکہ اور دس آدمی آئے اور انہوں نے بھی سیر ہو کر کھایا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا: کیا کوئی باقی رہ گیا ہے؟ میں نے عرض کی، ہاں! دس آدمی باقی ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ان دس کو لے آؤ، وہ بھی آئے اور کھا کر سیر ہو کر گئے۔ طباق میں جتنا کھانا تھا اُتنا ہی باقی رہ گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم

○ حضرت مسعود بن خالد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک بکری بھیجی۔ پھر میں اپنی کسی ضرورت سے چلا گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بکری کا ایک حصہ ہمیں واپس کر دیا واپس آ کر میں نے وہ گوشت دیکھا تو میں نے پوچھا: اے امِ خناس یہ گوشت کہاں سے آیا؟

قَالَتْ رَدَّهٗ اِلَيْنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الشَّاةِ الَّتِيْ بَعَثْتَ بِهَا اِلَيْهِ قُلْتُ مَالَكِ لَا تُطْعِمِيْنَهٗ عِيَالَكِ؟ قَالَتْ هٰذَا سُؤْرُهُمْ وَكُلُّهُمْ قَدْ اَطْعَمْتُ وَكَانُوْا يَذْبَحُوْنَ الشَّاتَيْنِ وَالثَّلَاثَ وَلَا تُجْزِئُ عَنْهُمْ۔

(خصائص کبریٰ ص ۸۳ ج ۲)

(اُن کی اہلیہ نے) کہا کہ تم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جو بکری بھیجی تھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس کے گوشت میں سے کچھ ہمیں بھیجا ہے۔ میں نے کہا: پھر تو نے بچوں کو نہیں کھلایا؟ اس نے کہا: میں انہیں کھلا چکی ہوں۔ یہ تو بچا ہوا ہے ——— حالانکہ (ہمارا کنبہ اتنا بڑا تھا کہ) اہل خاندان دو تین بکریاں بھی ذبح کرتے تو کافی نہیں ہوا کرتی تھیں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا توشہ دان

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ غَزْوَةٍ فَاَصَابَهُمْ عَوَزٌ مِّنَ الطَّعَامِ فَقَالَ يَا اَبَا هُرَيْرَةَ عِنْدَكَ شَيْءٌ؟ قُلْتُ: شَيْءٌ مِنْ تَمْرٍ فِيْ مِزْوَدِيْ قَالَ جِئْ بِهٖ فَجِئْتُ بِالْمِزْوَدِ فَقَالَ هَاتِ نَطْعًا فَجِئْتُ بِالنَّطْعِ فَبَسَطْتُهٗ فَاَدْخَلَ يَدَهٗ فَقَبَضَ عَلَى التَّمْرِ فَاِذَا هُوَ اِحْدٰى وَعِشْرُوْنَ تَمْرَةً ثُمَّ قَالَ بِسْمِ اللّٰهِ فَجَعَلَ يَضَعُ كُلَّ تَمْرَةٍ وَّيُسَمِّيْ حَتّٰى اَتٰى عَلَى التَّمْرِ فَقَالَ بِهٖ هٰكَذَا فَجَمَعَهٗ

کے لیے (علیحدہ علیحدہ) نکال لیا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ اپنے باپ اور اپنے شوہر کیلئے نکال لو اور اپنے لیے نکالو اور کھاؤ۔

سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ سب کا کھانا نکال کر جب میں نے ہانڈی اٹھائی تو وہ اوپر تک بھری ہوئی تھی اور ہم نے اس سے خوب سیر ہو کر کھایا۔
(خصائص کبریٰ صہ ۸۱/۲)

○ اسماء بنت یزید بن سکن رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ نے ہماری مسجد میں مغرب کی نماز پڑھی، میں اپنے مکان میں آئی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھوڑا سالن اور روٹی لائی اور میں نے عرض کی، میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں، آپ رات کا کھانا تناول فرمائیے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب سے فرمایا" بسم اللہ! کھاؤ" آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب نے اور اہلِ خانہ نے وہ کھانا کھایا اور قسم بخدا کھانے میں کوئی کمی نہیں آئی۔ اس وقت چالیس آدمی تھے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے پاس سے ڈول کے مشابہ مشک میں سے پانی پیا اور تشریف لے گئے۔

فَاَخَذْتُ ذَالِكَ الشَّجْبَ فَدَهَنْتُهٗ وَطَوَيْتُهٗ فَكُنَّا نَسْقِيْ مِنْهُ الْمَرِيْضَ وَنَشْرَبُ مِنْهَا فِي الْحِيْنِ رَجَاءَ الْبَرَكَةِ۔ (خصائص کبریٰ صہ ۸۳/۲)

تو میں نے اس چمڑے کے ڈول کو معطر کیا اور لپیٹ کر محفوظ رکھ لیا۔ اس سے ہم مریضوں کو پلاتے اور حصولِ برکت کیلئے گاہے بگاہے خود بھی پیتے۔

۔ لجپال نبی میرا نبی برکتاں والا ○ او آپ وی اعلیٰ اوہدا گھر بار وی اعلیٰ
اونہاں دے مقدراں تے مینوں رشک آندا ○ کھادا جنہاں سرکار دے ہتھاں دا نوالہ
جاوے نہ نیازی کدی غیراں دے دوارے ○ بھریا رہوے آقا تیرے منگتے دا پیالہ

پس میں نے اُن میں سے پچاس وسق کھجوریں فی سبیل اللہ دیں۔ وہ توشہ دان میرے کجاوے کے پیچھے معلق رہتا پس حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے زمانے میں وہ مجھ سے کھو گیا۔

ایک دوسری روایت کے آخر میں آپ کے یہ الفاظ بھی ہیں۔

اَلَا اُخْبِرُکُمْ کَمْ اَکَلْتُ مِنْہُ اَکَلْتُ مِنْہُ اَکْثَرَ مِنْ مِائَتَیْ وَسْقٍ۔ (خصائص کبریٰ ص ۵۴) کہ کیا میں تمہیں بتاؤں کہ اُس توشہ دان میں سے میں کتنی کھجوریں کھائی ہیں تو میں نے اس میں سے دو سَو وسق سے زیادہ کھجوریں کھائی ہیں۔

نوٹ: وسق ساٹھ صاع کا ہوتا ہے اور صاع چار سیر سات چھٹانک کا[۱]۔ اندازہ فرمائیں کہ اکیس کھجوروں میں دستِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے کس قدر وسعتیں و برکتیں آگئیں۔

حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی سات کھجوریں

عَنِ الْعِرْبَاضِ بْنِ سَارِیَۃَ قَالَ کُنْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِتَبُوْکَ، فَقَالَ لَیْلَۃً لِبِلَالٍ ھَلْ مِنْ عَشَاءٍ فَقَالَ وَالَّذِیْ بَعَثَکَ بِالْحَقِّ لَقَدْ نَفَضْنَا جُرُبَنَا قَالَ انْظُرْ عَسٰی اَنْ تَجِدَ شَیْئًا فَاَخَذَ الْجُرُبَ یَنْفُضُھَا جُرَابًا جُرَابًا، فَتَقَعُ التَّمْرَۃُ وَالتَّمْرَتَانِ حَتّٰی رَاَیْتُ فِیْ یَدِہٖ سَبْعَ تَمَرَاتٍ ثُمَّ دَعَا بِصَحْفَۃٍ فَوَضَعَ التَّمْرَ فِیْھَا ثُمَّ وَضَعَ یَدَہٗ فِیْھَا عَلَی التَّمَرَاتِ وَقَالَ کُلُوْا بِسْمِ اللّٰہِ فَاَکَلْنَا ثَلَاثَۃَ اَنْفُسٍ فَاَحْصَیْتُ اَرْبَعًا وَخَمْسِیْنَ تَمْرَۃً اَعُدُّھَا عَدًّا وَنَوَاھَا فِیْ یَدِی الْاُخْرٰی وَصَاحِبَایَ یَصْنَعَانِ کَذٰلِکَ فَشَبِعْنَا وَرَفَعْنَا اَیْدِیَنَا فَاِذَا التَّمَرَاتُ

---

[۱] وسق = ساٹھ صاع اور صاع = چار سیر سات چھٹانک (بہارِ شریعت)

فَقَالَ ادْعُ فُلَانًا وَاَصْحَابَهٗ فَاَكَلُوْا حَتّٰی شَبِعُوْا وَخَرَجُوْا ثُمَّ قَالَ ادْعُ فُلَانًا وَاَصْحَابَهٗ فَاَكَلُوْا حَتّٰی شَبِعُوْا وَخَرَجُوْا وَفَضَلَ تَمْرٌ فَقَالَ لِیَ اقْعُدْ فَقَعَدْتُّ فَاَكَلَ وَاَكَلْتُ وَفَضَلَ تَمْرٌ فَاَخَذَهٗ وَاَدْخَلَهٗ فِی الْمِزْوَدِ وَقَالَ لِیْ اِذَا اَرَدْتَّ شَیْئًا فَاَدْخِلْ یَدَكَ فَخُذْ وَلَا تَكْفَأْ فَمَا كُنْتُ اُرِیْدُ تَمْرًا اِلَّا اَدْخَلْتُ یَدِیْ فَاَخَذْتُ مِنْهُ خَمْسِیْنَ وَسْقًا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ـ وَكَانَ مُعَلَّقًا خَلْفَ رَحْلِیْ فَوَقَعَ فِیْ زَمَنِ عُثْمَانَ فَذَهَبَ۔

(خصائص کبریٰ ص۸۵ ج۲، حجۃ اللہ علی العالمین ص۶۱۴)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک غزوہ میں تھے، اصحاب کے پاس کھانے کی قلت ہو گئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اے ابوہریرہ! تمہارے پاس کچھ ہے؟ میں نے عرض کیا، توشہ دان میں چند کھجوریں ہیں۔ فرمایا: لے آؤ! میں نے توشہ دان آپ کی خدمت میں پیش کر دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دسترخوان لاؤ۔ میں نے دسترخوان بچھا دیا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے توشہ دان میں ہاتھ ڈال کر کھجوریں نکالیں وہ اکیس کھجوریں تھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بسم اللہ کہتے گئے اور ایک ایک کھجور رکھتے گئے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں جمع کر کے فرمایا: فلاں شخص اور اس کے ساتھیوں کو بلا لاؤ۔ (وہ آئے) خوب سیر ہو کر کھائیں اور چلے گئے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: فلاں شخص اور اس کے ساتھیوں کو بلائیے، پس وہ بھی آئے اور خوب سیر ہو کر گئے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور میں نے کھائیں۔ پھر بھی کھجوریں بچ گئیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (اپنے دستِ مبارک سے) توشہ دان میں ڈال دیں اور مجھے فرمایا: (اے ابوہریرہ) جب بھی لینا چاہو تو اس میں ہاتھ ڈال کر نکال لیا کرو لیکن توشہ دان نہ انڈیلنا پس میں جب بھی چاہتا اُس توشہ دان میں ہاتھ ڈالتا اور کھجوریں لے لیتا۔

وہ ساتوں کھجوریں اسی طرح باقی ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ ان کھجوروں کو اٹھالو۔ اِن میں سے جو کھائے گا نہال (سیراب) ہو جائیگا۔

جب دوسرا روز ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو بلایا کہ کھجوریں لے کر آئیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دستِ مبارک ان کھجوروں پر رکھ دیا اور پھر فرمایا: بسم اللہ کھاؤ! چنانچہ ہم نے کھایا اور سیر ہو گئے اور (اُس وقت) ہم دس افراد تھے۔ پھر ہم نے اپنے ہاتھ روک لیئے اور کھجوریں اسی طرح باقی رہیں۔ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر میں اپنے پروردگار سے نہ شرماتا تو ہم یہ کھجوریں اس وقت تک کھاتے تا آنکہ ہمارے اخیر میں آنے والے حضرات بھی مدینہ منورہ پہنچ جاتے، پھر وہ کھجوریں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بچّہ کو دے دیں وہ انہیں کھاتا ہوا چلا گیا۔

ے جو چاہے ان سے مانگ کہ دونوں جہاں کی خیر
زر نا خریدہ ایک کنیز ان کے گھر کی ہے
بابِ عطا تو یہ ہیں جو بہکا اِدھر اُدھر
کیسی خرابی اس نگھرے دربدر کی ہے

○ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے اور مجھ سے فرمایا کہ میرے پاس اہلِ صُفّہ کو بلالاؤ۔ میں نے ان کو بلایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک طبق رکھا جس میں جَو کا کھانا پکا ہوا تھا جو غالباً ایک مُد (مٹھی بھر) کے قریب تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دستِ مبارک اس پر رکھ دیا اور فرمایا: لو، بسم اللہ! ہم (اُس وقت) ستر اَسّی افراد تھے۔ ہم نے سیر ہو کر کھایا۔ جب کھا چکے تو کھانا پہلے ہی کی طرح تھا، صرف اس پہ انگلیوں کے نشان تھے۔ (خصائصِ کبریٰ ص۸۱ ج۲)

السَّبْعُ کَمَا هِیَ ؛

فَقَالَ یَا بِلَالُ ارْفَعْهَا فَإِنَّهُ لَا یَأْکُلُ مِنْهَا اَحَدٌ إِلَّا نَهَلَ مِنْهَا شَبْعًا فَلَمَّا کَانَ مِنَ الْغَدِ دَعَا بِلَالٌ بِالتَّمَرَاتِ فَوَضَعَ یَدَهُ عَلَیْهِنَّ ثُمَّ قَالَ کُلُوْا بِاسْمِ اللّٰهِ فَاَکَلْنَا حَتّٰی شَبِعْنَا وَإِنَّا لَعَشَرَةٌ ثُمَّ رَفَعْنَا اَیْدِیْنَا وَإِذَا التَّمَرَاتُ کَمَا هِیَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَوْلَا اَنِّیْ اَسْتَحْیِیْ مِنْ رَّبِّیْ لَا کَلْنَا مِنْ هٰذِهِ التَّمَرَاتِ حَتّٰی نَرِدَ الْمَدِیْنَةَ عَنْ اٰخِرِنَا وَاَعْطَا هُنَّ غُلَامًا فَوَلّٰی وَهُوَ یَلُوْکُهُنَّ۔

(خصائص کبریٰ جلد اوّل صـ ۲۵۵/۲۵۶، حجۃ اللہ علی العالمین صـ ۶۰۸)

حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ "تبوک" میں تھا، ایک رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے پوچھا، کھانے کیلئے کچھ ہے؟ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے عرض کی اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے، ہم نے اپنے تھیلے جھاڑ دیئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دیکھو شاید کچھ مل جائے۔ چنانچہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے ایک ایک تھیلا لے کر اُسے جھاڑنا شروع کیا۔ کسی سے ایک، کسی سے دو کھجوریں گریں تا آنکہ میں نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں سات کھجوریں دیکھیں۔ حضور سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک طباق منگوایا اور وہ کھجوریں اُس میں رکھیں۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھجوروں پر طباق میں اپنا دستِ مبارک رکھا اور فرمایا: بسم اللہ! کھاؤ۔ ہم تینوں نے کھجوریں کھائیں۔ میں کھجوریں کو ایک ایک کرکے گن رہا تھا۔ میں نے چوّن ۵۴ کھجوریں کھائیں اور ان کی گٹھلیاں میرے دوسرے ہاتھ میں تھیں اور میرے دونوں ساتھی بھی ایسا ہی کر رہے تھے تا آنکہ ہم سیر ہو گئے اور اپنے ہاتھ اٹھا لئے ——————— دیکھتا کیا ہوں کہ

مِنْهُ شَاةٌ فَصُنِعَتْ وَاَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم بِسَوَادِ الْبَطْنِ يُشْوٰى وَاَيْمُ اللّٰهِ مَا مِنَ الثَّلَاثِيْنَ وَمِائَةٍ اِلَّا قَدْ حَزَّ لَهٗ حُزَّةً مِنْ سَوَادِ بَطْنِهَا اِنْ كَانَ شَاهِدًا اَعْطَاهُ اِيَّاهَا وَاِنْ كَانَ غَائِبًا خَبَاهَا لَهٗ ثُمَّ جَعَلَ مِنْهَا قَصْعَتَيْنِ فَاَكَلْنَا اَجْمَعُوْنَ وَ شَبِعْنَا وَفَضَلَ فِي الْقَصْعَتَيْنِ فَحَمَلْتُهٗ عَلَى الْبَعِيْرِ اَوْ كَمَا قَالَ ۔ (بخاری ص۸۱۱ ج۲)

حضرت عبدالرحمٰن بن ابوبکر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ایک سفر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ہم ایک سو تیس افراد تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم میں سے کسی کے پاس کھانا ہے؟ اُس وقت ایک آدمی کے پاس ایک صاع (تقریباً چار سیر) کے لگ بھگ کھانا (آٹا) تھا پس اُسے گوندھا گیا، اتنے میں ایک لمبا تڑنگا مُشرک (بکریوں کے) ریوڑ کو ہانکتا ہوا آگیا۔ پس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس سے فرمایا، یہ بیچتے ہو یا عطیہ یا ہبہ کی ہیں۔ اس نے کہا بیچتا ہوں۔ راوی کہتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس سے ایک بکری خرید لی۔ پس اُسے (ذبح کر کے) بنایا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس کی کلیجی بھوننے کا حکم فرمایا۔

خدا کی قسم ایک سو تیس آدمیوں میں سے ہر ایک کا آپ نے حصّہ نکالا۔ جو حاضر تھے، انہیں حصّہ دے دیا گیا اور جو موجود نہ تھے اُن کا حصّہ رکھ دیا گیا۔ پھر بکری کا گوشت دو (بڑے) پیالوں میں نکالا گیا، پس ہم نے شکم سیر ہو کر کھایا اور دونوں پیالوں میں بچ بھی رہا۔ جو ہم نے اونٹ پر لاد لیا۔

○ حضرت ایاس بن سلمہ اپنے باپ رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک جنگ میں گئے۔ وہاں ہمیں شدید تنگی (بھوک) کی شکایت ہوئی۔ حتیٰ کہ ہم نے اپنی بعض سواریوں کو ذبح کرنے کا ارادہ کر لیا۔

فَاَمَرَ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم فَجَمَعْنَا مَزَاوِدَنَا

○ ام المومنین سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک دن حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا:

اَعِنْدَكِ شَيْئٌ فَاِنِّیْ جَائِعٌ ؟ کیا تمہارے پاس کوئی چیز ہے؟ میں بھوکا ہوں، میں نے عرض کی صرف دو "مد" آٹا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسے بریان کرلو، میں نے آٹا ہانڈی میں ڈال کر پکالیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے روغنِ زرد کی مشک مانگی جس میں بہت تھوڑا سا گھی تھا ——— جسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہانڈی میں نچوڑ دیا۔ اور اپنا دستِ مبارک اس پر رکھ دیا اور فرمایا: بسم اللہ اپنی بہنوں کو بلا لو اس لیئے کہ مجھے علم ہے جیسے میں بھوکا ہوں وہ بھی بھوکی ہیں۔ میں نے ان کو بلا لیا۔

فَاَكَلْنَا حَتّٰی شَبِعْنَا ثُمَّ جَاءَ اَبُوْبَكْرٍ فَدَخَلَ ثُمَّ جَاءَ عُمَرُ فَدَخَلَ ثُمَّ جَاءَ رَجُلٌ فَاَكَلُوْا حَتّٰی شَبِعُوْا وَفَضَلَ عَنْهُمْ۔

پس ہم سب نے سیر ہو کر کھایا پھر حضرت ابوبکر، حضرت عمر اور ایک اور صاحب رضی اللہ عنہم آئے اور انہوں نے بھی سیر ہو کر کھایا اور (کھانا) پھر بھی بچ گیا۔

برکت والی کلیجی

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِیْ بَكْرٍ رضی اللہ عنہما قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِیِّ صلی اللہ عَلَيْهِ وَسَلَّم ثَلَاثِيْنَ وَمِائَةً فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ مَعَ اَحَدٍ مِّنْكُمْ طَعَامٌ فَاِذَا مَعَ رَجُلٍ صَاعٌ مِنْ طَعَامٍ اَوْ نَحْوُهٗ فَعُجِنَ ثُمَّ جَاءَ رَجُلٌ مُّشْرِكٌ مُشْعَانٌّ طَوِيْلٌ بِغَنَمٍ يَسُوْقُهَا فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَبَيْعٌ اَمْ عَطِيَّةٌ اَوْ قَالَ هِبَةٌ قَالَ لَا بَلْ بَيْعٌ قَالَ فَاشْتَرٰى

اسے یونہی چھوڑ دیتے تو گھی کیساوادی بہنے لگتی:

حضرت حمزہ بن عمرو اسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ تبوک کیلئے سفر پر روانہ ہوئے تو میرے پاس زادِ راہ میں گھی کا ایک برتن تھا، ایک جگہ میں نے محسوس کیا کہ گھی کم ہو گیا ہے۔ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے کھانا بنایا اور گھی کا برتن دھوپ میں رکھ دیا، اچانک اس میں گھی بڑھنے لگا اور اس میں خرخر کی آواز آنے لگی۔ میں اٹھا اور برتن کو اوپر سے اٹھایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مجھے دیکھ رہے تھے۔ فرمانے لگے، اگر تو اسے یونہی چھوڑ دیتا تو یہ وادی گھی کے ساتھ بہنے لگتی۔ (دلائل النبوۃ لابی نعیم)

اُمِّ مالک رضی اللہ عنہا اور گھی کا کُپّہ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اُمِّ مالک انصاریہ رضی اللہ عنہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اپنے عکہ (گھی کا چمڑے کا مشکیزہ) میں سے گھی بھیج دیا کرتی تھیں۔ ام مالک کے لڑکے اُن کے پاس آتے، ان سے سالن مانگتے ان کے پاس کوئی چیز نہ ہوتی تو وہ اس عکہ کا رُخ کرتیں اور اس میں گھی موجود ہوتا یہاں تک کہ انہوں نے (ایک دن) اُس عکہ کو نچوڑ لیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں:

فَقَالَ اَعَصَرْتِیْهَا؟ قَالَتْ نَعَمْ، قَالَ لَوْ تَرَکْتِیْهَا مَازَالَ قَائِمًا۔

(خصائص کبریٰ ص ۸۹ ج ۲)

تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تو نے اُسے نچوڑ لیا۔ انہوں نے عرض کی، ہاں! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اگر اُسے نہ نچوڑتیں تو گھی موجود رہتا۔

خصائص کبریٰ میں ہی ایک دوسری روایت میں ہے کہ اُمِّ مالک انصاریہ

فَبَسَطْنَا لَهُ نِطَعًا فَاجْتَمَعَ زَادُ الْقَوْمِ عَلَى النِّطَعِ قَالَ فَتَطَاوَلْتُ لِاَحْزُرَهُ كَمْ هُوَ فَحَزَرْتُهُ كَرَبْضَةِ الْعَنْزِ وَنَحْنُ اَرْبَعَ عَشْرَةَ مِائَةً قَالَ فَاَكَلْنَا حَتّٰى شَبِعْنَا جَمِيْعًا ثُمَّ حَشَوْنَا جُرُبَنَا۔ فَقَالَ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ مِنْ وَضُوْءٍ قَالَ فَجَاءَ رَجُلٌ بِاِدَاوَةٍ لَهُ فِيْهَا نُطْفَةٌ فَاَفْرَغَهَا فِيْ قَدَحٍ فَتَوَضَّاْنَا كُلُّنَا نُدَغْفِقُهُ دَغْفَقَةً اَرْبَعَ عَشْرَةَ مِائَةً ۔ (مسلم ص۸۱)

تب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حکم دیا کہ ہم اپنے اپنے زادِ راہ جمع کریں۔ پھر ایک چمڑے کا دسترخوان بچھایا گیا۔ جس پر سب کے زادِ راہ جمع کئے گئے۔ راوی کہتے ہیں کہ میں اُس چمڑے کے ٹکڑے کا اندازہ کرنے کے لئے آگے بڑھا تو وہ میرے اندازے کے مطابق ایک بکری کے بیٹھنے کی جگہ کے برابر تھا۔ اس وقت لشکر میں ہم چودہ سو تھے۔ ہم سب نے اس کھانے کو کھایا، حتیٰ کہ ہم سیر ہو گئے۔ پھر ہم نے اپنے اپنے کھانے کے تھیلوں کو بھر لیا۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا: کیا وضو کا پانی ہے؟ ایک شخص لوٹے میں تھوڑا سا پانی لے کر آیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلّم نے (اپنے دستِ مبارک سے) اُس پانی کو ایک پیالے میں ڈال دیا۔ اور ہم سب نے اس سے اچھی طرح وضو کیا اور چودہ سو آدمیوں نے خوب اچھی طرح پانی بہایا۔

○ اُم المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم نے وصال فرمایا تو میرے گھر میں کسی جاندار چیز کے کھانے کیلئے کچھ نہ تھا۔ البتہ ایک نرم سے کپڑے میں تھوڑے سے جَو بندھے تھے۔ مَیں اسی سے اپنے کھانے کا کام چلاتی رہی تا آنکہ لمبا عرصہ گزر گیا۔ پھر ایک بار میں نے اسے ناپ لیا تو وہ ختم ہو گئے۔ (دلائل النبوۃ لابی نعیم)

شَيْئًا وَإِذَا أَتَتْهُ هَدِيَّةٌ أَرْسَلَ إِلَيْهِمْ وَأَصَابَ مِنْهَا وَأَشْرَكَهُمْ فِيهَا فَسَاءَنِي ذَالِكَ فَقُلْتُ وَمَا هٰذَا اللَّبَنُ فِي أَهْلِ الصُّفَّةِ كُنْتُ أَحَقَّ أَنْ أُصِيبَ مِنْ هٰذَا اللَّبَنِ شَرْبَةً أَتَقَوّٰى بِهَا فَإِذَا جَاءُوْا أَمَرَنِي فَكُنْتُ أَنَا أُعْطِيهِمْ وَمَا عَسٰى أَنْ يَبْلُغَنِي مِنْ هٰذَا اللَّبَنِ وَلَمْ يَكُنْ مِنْ طَاعَةِ اللّٰهِ وَطَاعَةِ رَسُوْلِهٖ بُدٌّ فَأَتَيْتُهُمْ فَدَعَوْتُهُمْ فَأَقْبَلُوْا فَاسْتَأْذَنُوْا فَأَذِنَ لَهُمْ وَأَخَذُوْا مَجَالِسَهُمْ مِنَ الْبَيْتِ قَالَ يَا أَبَا هِرٍّ قُلْتُ لَبَّيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ خُذْ فَأَعْطِهِمْ فَأَخَذْتُ الْقَدَحَ فَجَعَلْتُ أُعْطِيْهِ الرَّجُلَ فَيَشْرَبُ حَتّٰى يَرْوٰى ثُمَّ يَرُدُّ عَلَيَّ الْقَدَحَ فَأُعْطِيْهِ الرَّجُلَ الْقَدَحَ فَيَشْرَبُ حَتّٰى يَرْوٰى ثُمَّ يَرُدُّ عَلَيَّ الْقَدَحَ حَتّٰى انْتَهَيْتُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ رَوِيَ الْقَوْمُ كُلُّهُمْ فَأَخَذَ الْقَدَحَ فَوَضَعَهٗ عَلٰى يَدِهٖ فَنَظَرَ إِلَيَّ فَتَبَسَّمَ فَقَالَ يَا أَبَا هِرٍّ قُلْتُ لَبَّيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ بَقِيْتُ أَنَا وَأَنْتَ قُلْتُ صَدَقْتَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ۔ قَالَ اقْعُدْ فَاشْرَبْ فَقَعَدْتُ فَشَرِبْتُ فَقَالَ اشْرَبْ فَشَرِبْتُ فَمَا زَالَ يَقُوْلُ اشْرَبْ حَتّٰى قُلْتُ لَا وَالَّذِيْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَا أَجِدُ لَهٗ مَسْلَكًا قَالَ فَأَرِنِيْ فَأَعْطَيْتُهُ الْقَدَحَ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَسَمّٰى وَشَرِبَ الْفَضْلَةَ۔ (بخاری شریف ص ۹۵۵/ ص ۹۵۶، ۲)

حضرت امام مجاہد کا بیان ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، فرمایا کرتے تھے: اللہ وہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں، مگر وہی۔ بھوک کے باعث میں زمین پر پیٹ کے بل لیٹ جاتا اور کبھی بھوک کے سبب اپنے پیٹ پر پتھر باندھ لیتا۔ ایک روز میں لوگوں کی عام گزرگاہ پر بیٹھ گیا تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ، گزرے۔ میں نے ان سے قرآن کریم کی ایک آیت پوچھی، مقصد یہ تھا کہ (میرے سوال سے میری

رضی اللہ عنہا گھی کا کُپّہ لے کر بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوئیں۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (اپنے دستِ مبارک میں قبول فرماتے ہوئے) حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو حکم فرمایا ———— تو انہوں نے اس شکیزے کو نچوڑ لیا اور وہ کپّہ ام مالک کو دے دیا۔ وہ چلی گئیں، اچانک انہوں نے دیکھا کہ وہ کپّہ گھی سے بھرا ہوا ہے۔ انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ برکت ہے جو اللہ کریم نے بہت جلدی تمہیں عطا فرمادی ہے۔

ستّر پینے والے تھے اور دُودھ کا ایک پیالہ تھا:

حَدَّثَنَا مُجَاهِدٌ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ كَانَ يَقُولُ: اَللّٰهُ الَّذِي لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ إِنْ كُنْتُ لَأَعْتَمِدُ بِكَبِدِي عَلَى الْأَرْضِ مِنَ الْجُوعِ وَإِنْ كُنْتُ لَأَشُدُّ الْحَجَرَ عَلٰى بَطْنِي مِنَ الْجُوعِ وَلَقَدْ قَعَدْتُ يَوْمًا عَلٰى طَرِيْقِهِمُ الَّذِي يَخْرُجُوْنَ مِنْهُ فَمَرَّ أَبُوْ بَكْرٍ (رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ) فَسَأَلْتُهُ عَنْ آيَةٍ مِّنْ كِتَابِ اللّٰهِ مَا سَأَلْتُهُ إِلَّا لِيُشْبِعَنِي فَمَرَّ وَلَمْ يَفْعَلْ ثُمَّ مَرَّ بِي عُمَرُ (رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ) فَسَأَلْتُهُ عَنْ آيَةٍ مِّنْ كِتَابِ اللّٰهِ مَا سَأَلْتُهُ إِلَّا لِيُشْبِعَنِي فَمَرَّ وَلَمْ يَفْعَلْ ثُمَّ مَرَّ بِي أَبُو الْقَاسِمِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَبَسَّمَ حِيْنَ رَآنِي وَعَرَفَ مَا فِي نَفْسِي وَمَا فِي وَجْهِي ثُمَّ قَالَ يَا أَبَا هِرٍّ قُلْتُ لَبَّيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ الْحَقْ وَمَضٰى فَتَبِعْتُهُ فَدَخَلَ فَاسْتَأْذَنَ فَأَذِنَ لِي فَدَخَلَ فَوَجَدَ لَبَنًا فِي قَدَحٍ فَقَالَ مِنْ أَيْنَ هٰذَا اللَّبَنُ؟ قَالُوْا أَهْدَاهُ لَكَ فُلَانٌ أَوْ فُلَانَةٌ قَالَ أَبَا هِرٍّ قُلْتُ لَبَّيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ الْحَقْ إِلٰى أَهْلِ الصُّفَّةِ فَادْعُهُمْ لِي قَالَ وَأَهْلُ الصُّفَّةِ أَضْيَافُ الْإِسْلَامِ لَا يَأْوُوْنَ عَلٰى أَهْلٍ وَلَا مَالٍ وَلَا عَلٰى أَحَدٍ إِذَا أَتَتْهُ صَدَقَةٌ بَعَثَ بِهَا إِلَيْهِمْ وَلَمْ يَتَنَاوَلْ مِنْهَا

اگر یہ دودھ مجھے عطا فرما دیا جائے اور میں اسے پی لوں تو کچھ جان میں جان آئے۔
پس جب وہ لوگ (اہلِ صفہ) آئیں گے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے ہی ارشاد فرمائیں گے کہ میں انہیں پلاؤں تو شاید ہی اس کا کوئی گھونٹ مجھ تک پہنچے۔ تاہم اللہ اور اس کے رسول (جل جلالہٗ وصلی اللہ علیہ وسلم) کی فرمانبرداری بھی لازم تھی۔ پس میں گیا اور انہیں بلا لایا، چنانچہ وہ آئے اور (اندر آنے کی) اجازت مانگی تو انہیں اجازت دے دی گئی اور وہ (خوش نصیب) گھر کے اندر بیٹھ گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ابوہریرہ! عرض گزار ہوا، یارسول اللہ! میں حاضر ہوں۔ فرمایا: یہ پیالہ لو اور، انہیں (باری باری) دو۔

پس میں نے پیالہ پکڑ لیا، میں ایک آدمی کو پیالہ دیتا وہ پی کر سیر ہو جاتا اور پیالہ مجھے واپس کر دیتا۔ تو میں دوسرے آدمی کو دے دیتا، وہ سیر ہو کر پیالہ مجھے لوٹا دیتا۔ تاآنکہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچ گیا جبکہ تمام اہلِ صفہ سیر ہو کر دودھ پی چکے تھے۔

چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیالہ لے لیا اور اُسے اپنے دستِ کرم پر رکھا ——— پھر میری طرف دیکھ کر تبسم فرمایا۔ ارشاد ہوا، اے ابوہریرہ! عرض گزار ہوا، یارسول اللہ میں حاضر ہوں، فرمایا: کہ اب میں اور تم باقی رہ گئے۔ میں نے عرض کی، یارسول اللہ! آپ نے سچ فرمایا۔ ارشاد ہوا کہ بیٹھ جاؤ اور پیو۔ چنانچہ میں بیٹھ گیا اور پیا۔ پھر فرمایا کہ پیو لہٰذا میں نے پھر پیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم برابر یہی فرماتے رہے کہ، اور پیو۔ یہاں تک کہ میں نے کہا: قسم ہے اُس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے کہ میں اب (مزید پینے کی) کوئی گنجائش نہیں پاتا۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے دکھاؤ۔ میں نے وہ پیالہ، آپ کی خدمت میں پیش کر دیا۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالےٰ کی

طرف متوجہ ہوں اور میری حالت ان پر واضح ہو اور) مجھے کچھ کھلائیں۔

لیکن وہ گزر گئے اور ایسا نہ کیا۔ پھر میرے پاس سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ گزرے تو میں نے اُن سے بھی اسی مقصد کے تحت کتابِ الٰہی کی ایک آیت پوچھی، چنانچہ وہ بھی گزر گئے اور اُنہوں نے (بھی) ایسا نہ کیا۔ پھر حضرت ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور مجھے دیکھ کر تبسم فرمایا کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری باطنی و ظاہری حالت کو جان لیا تھا۔ چنانچہ فرمایا: اے ابوہریرہ! میں نے عرض کی یا رسول اللہ میں حاضر ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے پیچھے آؤ۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم چل دیئے اور میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے چل پڑا۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم (کاشانۂ رحمت میں) داخل ہوئے اور مجھے بھی اجازت مرحمت فرمائی۔ پس میں اندر داخل ہوا۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پیالے میں دودھ پایا تو فرمایا کہ یہ دودھ کہاں سے آیا؟ گھر والوں نے جواب دیا کہ فلاں صحابی یا فلاں صحابیہ نے بطورِ ہدیہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیئے پیش کیا ہے۔ فرمایا: اے ابوہریرہ! میں عرض گزار ہوا کہ یا رسول اللہ! میں حاضر ہوں۔ فرمایا: کہ اہلِ صُفّہ کے پاس جاؤ اور انہیں میرے پاس بُلا لاؤ۔

حضرت ابُوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اہلِ صُفّہ اسلام کے مہمان تھے، اہلِ وعیال، مال یا کوئی سہارا نہ رکھتے تھے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کوئی صدقہ آتا تو اُن کے لیے بھیج دیتے اور خود اس میں سے ذرا بھی تناول نہ فرماتے۔ اور جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ہدیہ پیش کیا جاتا تو خود بھی تناول فرماتے اور اس میں اہلِ صُفّہ کو بھی شریک فرما لیتے۔

مجھے یہ بات خلافِ طبع گزری، میں نے سوچا، یہ تھوڑا سا دودھ اہلِ صُفّہ کا کیا بنائے گا؟ جبکہ (اس وقت) اس کا زیادہ حق دار (ضرورت مند) میں ہوں۔

بِاِنَاۤءٍ يُّرْبِضُ الرَّهْطَ فَحَلَبَ فِيْهِ ثَجًّا حَتّٰى عَلَاهُ الْبَهَاءُ ثُمَّ سَقَاهَا حَتّٰى رَوِيَتْ وَسَقٰى اَصْحَابَهٗ حَتّٰى رَوَوْا ثُمَّ شَرِبَ اٰخِرَهُمْ ثُمَّ حَلَبَ فِيْهِ ثَانِيًا بَعْدَ بَدْءٍ حَتّٰى مَلَاَ الْاِنَاۤءَ ثُمَّ غَادَرَهٗ عِنْدَهَا وَبَايَعَهَا وَارْتَحَلُوْا عَنْهَا۔ (مشکوٰۃ شریف ص۵۴۲)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے خیمہ کی جانب ایک بکری دیکھی۔ فرمایا: اے امّ معبد! یہ بکری کیسی ہے؟ اس نے عرض کیا کہ کمزوری اور لاغری کے سبب یہ بکریوں سے پیچھے رہ گئی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا یہ دودھ دیتی ہے؟ اُس نے کہا، نہیں، تب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تو مجھے اجازت دیتی ہے کہ میں اسے دودھ لوں؟

اس نے عرض کی، میرا باپ اور ماں آپ پر قربان، اگر آپ اس کے نیچے دودھ دیکھتے ہیں تو دودھ لیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسے طلب فرمایا اور اُس کے تھنوں پر اپنا ہاتھ مبارک پھیرا اور اللہ کا نام لیا اور دُعا فرمائی تو بکری نے آپ کیلئے دونوں ٹانگیں پھیلا دیں۔ اور دودھ اُتار لیا۔ اور جگالی کرنے لگی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے برتن طلب فرمایا، جو ایک پوری جماعت کو سیراب کر دے۔ اور اُس میں دُودھ دودھ کر بھر دیا۔ یہاں تک کہ اُس میں جھاگ آ گئی۔ پھر اُمّ معبد کو پلایا، وہ سیر ہو گئی، پھر اپنے ساتھیوں کو پلایا، یہاں تک کہ سب سیر ہو گئے، سب کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیا، پھر دوسری بار دودھ دوھنا شروع کیا، یہاں تک کہ برتن بھر دیئے۔

(بعد ازاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے) اُس بکری کو (بطور یادگار) امّ معبد کے پاس چھوڑا اور اس کو اسلام میں بیعت کیا۔ اور وہاں سے چل دیئے۔

روایت ہے کہ اُمِّ معبد کی یہ بکری سنہ ۱۸ھ تک زندہ رہی اور برابر دودھ

حمد و ثنا بیان کی اور بسم اللہ پڑھ کر بچا ہوا دودھ نوش فرمالیا۔

کیوں جنابِ بوہریرہ، کیسا تھا وہ جامِ شیر
جس سے ستر صاحبوں کا دودھ سے منہ پھر گیا
ٹھوکریں کھاتے پھروگے اُن کے دَر پہ پڑ رہو!
قافلہ تو اے رضاؔ اول گیا، آخر گیا

اُمِّ معبد کی بکری

حضرت حزام بن ہشام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم، مکہ مکرمہ سے ہجرت فرما کر مدینہ منورہ تشریف لا رہے تھے۔ تو راستے میں عاتکہ بنتِ خالد خزاعیہ المعروفہ اُمِّ معبد کی بستی سے گزر ہوا ——— چونکہ اُمِّ معبد مسافروں و راہگیروں کو پانی پلاتی اور کھانا کھلاتی تھی۔ اس لیے سفرِ ہجرت کے مبارک مسافر، اُمِّ معبد کے پاس تشریف لائے تاکہ اُس سے گوشت اور کھجوریں خریدیں۔

چونکہ اُمِّ معبد کی بستی اِن دِنوں قحط سالی کا شکار تھی۔ اس لیے اُس نے اِن مقدس مہمانوں کی مہمان نوازی سے معذرت کا اظہار کیا۔

فَنَظَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى شَاةٍ فِيْ كِسْرِ الْخَيْمَةِ فَقَالَ مَا هٰذِهِ الشَّاةُ يَا اُمَّ مَعْبَدٍ! قَالَتْ شَاةٌ خَلَّفَهَا الْجُهْدُ عَنِ الْغَنَمِ قَالَ هَلْ بِهَا مِنْ لَبَنٍ؟
قَالَتْ هِيَ اَجْهَدُ مِنْ ذَالِكَ قَالَ اَتَاْذَنِيْنَ لِيْ اَنْ اَحْلُبَهَا قَالَتْ بِاَبِيْ اَنْتَ وَاُمِّيْ اِنْ رَاَيْتَ بِهَا حَلَبًا فَاحْلُبْهَا فَدَعَا بِهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَسَحَ بِيَدِهٖ ضَرْعَهَا وَسَمَّى اللّٰهَ تَعَالٰى وَدَعَا لَهَا فِيْ شَاتِهَا ——— فَتَفَاجَّتْ عَلَيْهِ وَدَرَّتْ وَاجْتَرَّتْ فَدَعَا

یَا غُلَامُ یَرْحَمُکَ اللّٰہُ اِنَّکَ عَلِیْمٌ مُعَلَّمٌ ۔ اے نوجوان ! اللہ تعالیٰ تجھ پر رحمت فرماتے، بے شک تو عالم اور معلّم ہے ——— چنانچہ میں نے آپ کی زبان مبارک سے سُن کر قرآن مجید کی ستر سورتیں یاد کر لیں۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ میرے اسلام قبول کرنے میں اس معجزہ کو بڑا دخل ہے۔

طبقات ابن سعد ص۱۲۲ ، خصائص کبریٰ ص۲۰۳ ، حجۃ اللہ علی العالمین ص۶۲۱
دلائل النبوۃ لابی نعیم ———

○ امام بیہقی نے ابوالعالیہ سے روایت کیا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک موقع پر اپنے نو۹ گھروں یعنی نو ازواجِ مطہرات کے پاس کسی کو بھیجا کہ اگر کسی کے ہاں کھانے کے لیے کچھ ہے تو لایا جائے مگر کسی گھر سے کچھ نہ ملا۔ اتفاقاً آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر ایک بچھوری پر پڑی جو ابھی سُوئی نہ تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے تھنوں پر ہاتھ پھیرا، ہاتھ پھیرتے ہی اس کے تھن دودھ سے بھر گئے اور ٹانگوں کے درمیان نیچے لٹک آئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لکڑی کا ایک بڑا کاسہ منگایا، اور بچھوری کو دوہا اور اپنے نو گھروں میں باری باری دودھ بھیج دیا۔ پھر مزید دوہا اور سب (حاضرینِ محفل) نے پیا۔ (حجۃ اللہ علی العالمین ص۶۲۱)

اے بیٹے ایسے ہی چرایا کرو :

حضرت ابو قرصافہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ——— کہ ابتدائے اسلام میں بحالتِ یتیمی میں اپنی والدہ اور خالہ کے زیرِ پرورش تھا اور اپنی چند بکریاں چرایا کرتا تھا۔ میری خالہ مجھے اکثر کہا کرتی تھی کہ اُس شخص (حضور صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس کبھی نہ جانا، وہ تجھے اغوا کر لے گا یا گمراہ کر دے گا۔ میں بکریاں لے کر نکلتا اور انہیں چراگاہ میں چھوڑ کر آپ کے پاس چلا جاتا۔ اور آپ کی باتیں سنتا رہتا۔ پھر شام کو

دیتی رہی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں جب "عام الرماد" کا سخت قحط پڑا کہ تمام جانوروں کے تھنوں کا دودھ خشک ہو گیا۔ اس وقت بھی یہ بکری صبح و شام برابر دودھ دیتی رہی۔

زرقانی علی المواہب ج ۱ ص ۲۴۲ (سیرت مصطفیٰ)

عبداللہ بن مسعود دامنِ رحمت میں

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، انہوں نے بتایا کہ میں عقبہ بن ابی معیط کا ریوڑ چرایا کرتا تھا، ایک روز میرے پاس سے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ گزرے۔ انہوں نے مجھ سے پوچھا: اے جوان! تیرے پاس دودھ ہے کہ تو ہمیں پلائے؟ میں نے کہا: دودھ تو ہے لیکن میں امین ہوں، مالک کی اجازت کے بغیر نہیں دے سکتا۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا، کیا تمہارے پاس کوئی ایسی بکری ہے جس کے ساتھ کسی نر نے جفتی نہ کی ہو۔ میں نے کہا: ہاں! چنانچہ میں ایسی بکری لے آیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی کھیری (تھنوں) پر دستِ مبارک پھیرا۔ چشم زدن میں وہ دودھ سے بھر گئی۔

پھر اس کو دوہا گیا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خود پیا، صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو پلایا، —— حضرت عبداللہ بن مسعود (رضی اللہ عنہ) کہتے ہیں، اس کے بعد مجھ کو بھی پلایا۔ پھر نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے اس کے تھنوں کو حکم فرمایا، کہ سکڑ جاؤ، تو وہ سکڑ گئے۔ اس کے بعد میں بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کی: یارسول اللہ! مجھے وہ قولِ مبارک سکھایئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے سر پر دستِ شفقت پھیرا اور مجھے اس دعا سے نوازا۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے (ظاہری) زمانہ پاک میں سورج گرہن ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نمازِ کسوف پڑھی۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا: ہم نے آپ کو دیکھا کہ آپ نے اپنی جگہ کوئی چیز پکڑی۔ پھر ہم نے آپ کو دیکھا کہ آپ پیچھے ہٹے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

بلاشبہ میں نے جنّت کو دیکھا، پس اس کا ایک خوشہ پکڑ لیا، اگر میں وہ (خوشہ) توڑ لیتا تو تم اس میں سے رہتی دُنیا تک کھاتے۔

انگلی کے اشاروں پر چاند کا حرکت کرنا

عَنِ الْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ قَالَ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ دَعَانِیْ اِلَی الدُّخُوْلِ فِیْ دِیْنِکَ اِمَارَۃٌ لِنُبُوَّتِکَ رَاَیْتُکَ فِی الْمَھْدِ تُنَاغِی الْقَمَرَ وَتُشِیْرُ اِلَیْہِ بِاِصْبَعِکَ فَحَیْثُ اَشَرْتَ اِلَیْہِ مَالَ قَالَ اِنِّیْ کُنْتُ اُحَدِّثُہٗ وَیُحَدِّثُنِیْ وَیُلْھِیْنِیْ عَنِ الْبُکَاءِ وَاَسْمَعُ وَجْبَتَہٗ حِیْنَ یَسْجُدُ تَحْتَ الْعَرْشِ۔

(خصائصِ کبریٰ ص۹۱، بیہقی، ابنِ عساکر)

حضرت عبّاس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، میں نے ایک دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں عرض کیا کہ میں نے (آپ کے بچپن میں) آپ کی ایک بات دیکھی تھی جو آپ کی نبوّت پر دلالت کرتی تھی اور میرے مسلمان ہونے میں اس کو بڑا دخل ہے۔ وہ یہ کہ میں نے آپ کو گہوارے میں لیٹے ہوئے چاند سے باتیں کرتے ہوئے دیکھا تھا ——— کہ جس طرف آپ انگلی سے اشارہ کرتے تھے، چاند اسی طرف ہو جاتا تھا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (ہاں) میں اُس سے باتیں کرتا تھا اور وہ مجھ سے باتیں کرتا تھا اور مجھے رونے سے بہلاتا تھا اور میں اُس کے گرنے کی

میں اپنی بکریاں اس حال میں واپس لے جاتا کہ ان کے پیٹ پیٹھ سے لگے ہوتے اور تھن خشک ہوتے، میری خالہ کہتی، تیری بکریوں کو کیا ہوگیا ہے؟ ان کے تھن خشک ہیں۔ میں کہتا: میں نہیں جانتا۔

دوسرے روز بھی ایسا ہی کیا، تیسرے روز حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوکر مشرف بہ اسلام ہوگیا اور اپنی بکریوں اور خالہ کا حال بیان کیا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنی بکریاں میرے پاس لاؤ۔

فَجِئْتُهٗ بِهِنَّ فَمَسَحَ ضُرُوْعَهُنَّ وَظُهُوْرَهُنَّ وَدَعَا فِيْهِنَّ بِالْبَرَكَةِ فَامْتَلَأْنَ شَحْمًا وَلَبَنًا فَلَمَّا دَخَلْتُ عَلٰى خَالَتِيْ بِهِنَّ قَالَتْ يَا بُنَيَّ هٰكَذَا فَارْعَ فَاَخْبَرْتُهَا الْخَبَرَ فَاَسْلَمَتْ هِيَ وَاُمِّيْ۔

(خصائص کبریٰ صفحہ ۹۹، دلائل النبوۃ لِاَبی نعیم صفحہ ۳۸۸)

چنانچہ میں اپنی بکریاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے آیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کے تھنوں اور پیٹھوں پر دستِ مبارک پھیرا اور برکت کی دعا فرمائی تو اُسی وقت وہ دودھ اور چربی سے بھر گئیں، پھر جب میں ان بکریوں کو لے کر خالہ کے پاس گیا۔ تو وہ دیکھ کر بولی: اے بیٹے ایسے ہی چرایا کرو۔ جب میں نے ان کو سارا واقعہ سُنایا تو وہ دونوں بھی یعنی والدہ و خالہ، مشرف بہ اسلام ہوگئیں۔

دستِ مبارک کی رسائی

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ خَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم فَصَلّٰى قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ رَاَيْنَاكَ تَنَاوَلْتَ شَيْئًا فِيْ مَقَامِكَ ثُمَّ رَاَيْنَاكَ تَكَعْكَعْتَ فَقَالَ اِنِّيْ رَاَيْتُ الْجَنَّةَ فَتَنَاوَلْتُ مِنْهَا عُنْقُوْدًا وَلَوْ اَخَذْتُهٗ لَاَكَلْتُمْ مِنْهُ مَا بَقِيَتِ الدُّنْيَا۔

(بخاری صفحہ ۱۰۴۴)

کنارے پر پڑا ہوا ہے کہ وہ پانی پر تیرتا ہوا آئے اور ڈوبے نہیں۔

پس حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پتھر کو اشارہ فرمایا تو وہ اپنی جگہ سے اکھڑا اور پانی پر تیرتا ہوا آپ کے سامنے آگیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رسولِ برحق ہونے کی گواہی دی —— حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے (عکرمہ سے) فرمایا: کیا یہ تیرے لیئے کافی ہے؟ اُس نے کہا (ہاں) بشرطیکہ یہ اپنی جگہ واپس جائے (تو وہ پتھر پھر وہیں چلا گیا۔

(نوٹ: عکرمہ بعدازاں مسلمان ہو گئے تھے، رضی اللہ عنہ)

؎ اگر مصطفٰے کے اشارے نہ ہوتے
تو قسمت کے روشن ستارے نہ ہوتے

دو عالم میں کوئی بھی ہوتا نہ اپنا
اگر آپ آقا! ہمارے نہ ہوتے

نہ یوں تیر کر جاتا پانی پہ پتھر
نبی جی! اگر اس کنارے نہ ہوتے

اللّٰھم صلِّ علٰی سیّدنا محمدٍ النبی الاُمّی وآلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلّم

آواز سنتا تھا جبکہ وہ عرشِ الٰہی کے نیچے سجدے میں گرتا تھا۔

کھیلتے تھے چاند سے بچپن میں آقا اس لیے
یہ سراپا نور تھے، وہ تھا کھلونا نور کا!
چاند جھک جاتا جدھر انگلی اٹھاتے مہد میں
کیا ہی چلتا تھا اشاروں پر کھلونا نور کا

پتھر پانی پر تیرتا ہوا آیا:

حضرت امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر میں نقل فرماتے ہیں: اَکْرَمَ اللّٰہُ تَعَالٰی نُوْحًا بِاَنْ اَمْسَکَ سَفِیْنَتَہٗ عَلَی الْمَاءِ وَفَعَلَ بِمُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَعْظَمَ مِنْہُ رُوِیَ اَنَّہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ عَلٰی شَطِّ مَاءٍ وَقَعَدَ عِکْرَمَۃُ بْنُ اَبِیْ جَھْلٍ فَقَالَ اِنْ کُنْتَ صَادِقًا فَادْعُ ذَالِکَ الْحَجَرَ الَّذِیْ فِی الْجَانِبِ الْاٰخَرِ فَلْیَسْبَحْ وَلَا یَغْرَقْ فَاَشَارَ اِلَیْہِ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ فَانْقَلَعَ الْحَجَرُ مِنْ مَکَانِہٖ وَسَبَحَ حَتّٰی صَارَ بَیْنَ یَدَیِ الرَّسُوْلِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔
وَشَہِدَ لَہٗ بِالرِّسَالَۃِ فَقَالَ لَہُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَکْفِیْکَ ھٰذَا فَقَالَ حَتّٰی یَرْجِعَ اِلٰی مَکَانِہٖ۔

(تفسیر کبیر، زرقانی علی المواہب ص ۱۹۱/۵، حجۃ اللہ علی العالمین ص ۱۵)

اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام کو یہ عزت بخشی کہ اُن کی کشتی کو (زبردست طوفان والے) پانی پر (محفوظ) ٹھہرایا ——— تو اپنے محبوبِ محترم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اس سے ارفع واعلیٰ کمال عطا فرمایا۔ مروی ہے کہ ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پانی کے کنارے پر تشریف فرما تھے۔ عکرمہ بن ابوجہل وہاں آ نکلا اور کہنے لگا کہ اگر آپ سچے ہیں تو اُس پتھر کو بلائیے جو پانی کے دوسرے

ثابت ہوئی اور ان کی طبیعت اُسی وقت سے بحال ہونے لگی ــــــ یہاں تک کہ وہ بالکل تندرست ہو کر مدینہ منورہ واپس گئے۔

حضرت سعد رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دستِ مبارک کی ٹھنڈک آج تک اپنے جگر میں محسوس کرتا ہوں۔

(رحمتِ دارین کے سو شیدائی صـ ۵۹/۶۰)

بارش کی دُعا اور دستِ مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم

جزیرۂ عرب بنجر زمینوں اور خشک صحراؤں سے عبارت ہے وہاں کوئی دریا نہ تھے جن سے نہریں نکال کر کھیتوں اور باغات کو سیراب کیا جاتا، یا جن کے پانی کو صاف کر کے پیاس بجھائی جا سکتی۔ بر وقت بارشیں نازل ہوتیں تو تالاب بھر جاتے جن کو وہ اپنی پیاس بجھانے کے لیے استعمال کرتے تھے۔ تمام کھیت اور باغات سیراب ہوتے جن کے پھلوں اور دیگر اجناس سے وہ اپنی فاقہ کشی کا درماں کرتے تھے۔ اگر کبھی بارش کے نزول میں تاخیر ہو جاتی تو ان کی جان پر بن آتی۔ کھیت خشک ہو کر بھوسہ بن جاتے۔ پھلدار درختوں کے تمام پتے اور پھل خشکی کے باعث گر کر تباہ ہو جاتے۔ کھانے کی کوئی چیز میسر نہ ہوتی، نہ اپنی پیاسوں کا درماں کرنے کیلئے کوئی تھوڑا پانی میسر ہوتا۔

عہدِ رسالت مآب میں جب بھی ان حالات سے واسطہ پڑتا تو اس وقت وہ اللہ تعالیٰ کے محبوبِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہِ رحمت پناہ میں حاضر ہو کر اپنی فریاد کرتے۔ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم ان کی فریاد رسی کرتے ہوئے بارگاہِ رب العلمین میں دستِ سوال پھیلاتے تو فوراً بادل امڈ کر آجاتے اور موسلادار بارش برسنا شروع ہو جاتی ــــــــ (ضیاء النبی)

دستِ مبارک کی ٹھنڈک آج بھی محسوس کرتا ہوں

سنہ ۱۰ ہجری میں رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم حجۃ الوداع کیلئے مکہ معظمہ تشریف لے گئے تو حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بھی آپ کے ہمرکاب تھے۔ مکہ پہنچ کر حضرت سعد رضی اللہ عنہ، سخت علیل ہو گئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی شدید علالت کا حال سُنا تو عیادت کیلئے تشریف لے گئے۔

حضرت سعد رضی اللہ عنہ زندگی سے مایوس ہو چکے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کی: یا رسول اللہ! میں مالدار آدمی ہوں اور ایک بیٹی کے سوا کوئی وارث نہیں ہے۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں اپنا دو تہائی مال صدقہ کر دوں اور ایک تہائی بیٹی کے لیے چھوڑ دوں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں! عرض کی: اگر دو تہائی نہیں تو نصف ہی سہی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نے پھر نفی میں جواب دیا۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے کہا، پھر ایک تہائی صدقہ کرنے کی اجازت مرحمت فرمائیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک تہائی بھی بہت ہے، اگر تم اپنے وارثوں کو مالدار اور تونگر چھوڑ دو تو یہ اس سے بہتر ہے کہ وہ مفلس ہوں اور لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلاتے پھریں۔

اس کے بعد حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے اشکبار ہو کر عرض کی، یا رسول اللہ! میں مکہ میں مر رہا ہوں حالانکہ میں راہِ حق میں اِس سرزمین کو ہمیشہ کیلئے خیرباد کہہ چکا ہوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو دلاسا دیا اور ان کے چہرے پیشانی اور شکم پر دستِ مبارک پھیر کر دُعا فرمائی: ——— اے اللہ! سعد کو شفا دے، اور اس کی ہجرت کو کامل کر۔

رحمتِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی دُعا حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے لیے آبِ حیات

میں میری جان ہے، ابھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھوں کو نیچے نہیں کیا تھا کہ پہاڑوں کی طرح بڑے بڑے بادلوں کے ٹکڑے اُمڈ آئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم منبر سے ابھی اُترے بھی نہ تھے کہ بارش (کے پانی) کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی داڑھی مبارک سے ٹپکتے ہوئے دیکھا۔

اُس دن، دوسرے دن اور تیسرے دن، حتّٰی کہ اگلے جمعہ تک بارش ہوتی رہی۔ تو وہی اعرابی یا کوئی اور شخص کھڑا ہوا اور عرض کی یا رسُول اللہ! مکانات گر گئے، مال مویشی ڈوب گئے، اللہ تعالیٰ سے ہمارے لیے دعا کیجئے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (پھر) اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے اور دُعا کی۔ اے اللہ! ہمارے اردگرد برسا، ہم پہ نہ برسا۔

پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم جس طرف دستِ مبارک سے اشارہ کرتے جاتے، بادل چھٹتے جاتے اور مدینہ منوّرہ (کا فضائی حِصّہ) گویا ایک دائرہ سا بن گیا تھا اور قناۃ کا نالہ ایک مہینہ بھر بہتا رہا۔ اور جو بھی کسی علاقے سے آتا اس بارش کا حال بیان کرتا۔

بنو سلاماں کیلئے بارش کی دُعا

واقدی نے اپنی اسناد کے ساتھ روایت کی ہے کہ بنو سلاماں کا وفد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں شوال ۱۰ھ میں حاضر ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آج کل تمہارا علاقہ کیسا ہے؟ انہوں نے کہا: بڑی قحط سالی ہے، دُعا فرمائیں اللہ قدوّس ہمارے علاقہ پہ بارش نازل کرے۔ اور ہم اپنے وطن میں مقیم رہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے اللہ! ان کے علاقہ پہ بادل برسا۔ وہ کہنے لگے، یا رسُول اللہ! دُعا کے ساتھ ہاتھ بھی اٹھائیے کیونکہ آپ کا یہ عمل ہمارے لیے باعثِ کثرت وبرکت رہے گا ــــــ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اُن کی

ریش مبارک سے بارش کے قطرے ٹپک رہے تھے:

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ اَصَابَتِ النَّاسَ سَنَۃٌ عَلٰی عَھْدِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَبَیْنَا النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَخْطُبُ فِیْ یَوْمِ جُمُعَۃٍ قَامَ اَعْرَابِیٌّ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ھَلَکَ الْمَالُ وَجَاعَ الْعِیَالُ فَادْعُ اللّٰہَ لَنَا فَرَفَعَ یَدَیْہِ وَمَا نَرٰی فِی السَّمَآءِ قَزَعَۃً فَوَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ مَا وَضَعَھُمَا حَتّٰی ثَارَ السَّحَابُ اَمْثَالَ الْجِبَالِ ثُمَّ لَمْ یَنْزِلْ عَنْ مِنْبَرِہٖ حَتّٰی رَاَیْتُ الْمَطَرَ یَتَحَادَرُ عَنْ لِحْیَتِہٖ فَمُطِرْنَا یَوْمَنَا ذَالِكَ وَمِنَ الْغَدِ وَالَّذِیْ یَلِیْہِ حَتَّی الْجُمُعَۃِ الْاُخْرٰی فَقَامَ ذَالِكَ الْاَعْرَابِیُّ اَوْ قَالَ غَیْرُہٗ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ تَھَدَّمَ الْبِنَآءُ وَغَرِقَ الْمَالُ فَادْعُ اللّٰہَ لَنَا فَرَفَعَ یَدَیْہِ فَقَالَ اَللّٰھُمَّ حَوَالَیْنَا وَلَا عَلَیْنَا فَمَا یُشِیْرُ بِیَدِہٖ اِلٰی نَاحِیَۃٍ مِّنَ السَّحَابِ اِلَّا انْفَرَجَتْ وَصَارَتِ الْمَدِیْنَۃُ مِثْلَ الْجَوْبَۃِ وَسَالَ الْوَادِیْ قَنَاۃٌ شَھْرًا وَلَمْ یَجِئْ اَحَدٌ مِّنْ نَاحِیَۃٍ اِلَّا حَدَّثَ بِالْجَوْدِ۔ (بخاری ص ۱۲۷ ج ۱)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ عہدِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں ایک سال لوگ قحط میں مبتلا ہو گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خطبہ جمعہ ارشاد فرمانے کے دوران ایک اعرابی اٹھا اور بولا، یا رسول اللہ! مال، مویشی ہلاک ہو گئے اور اہل و عیال بھوک کا شکار ہو گئے۔

اللہ قدوس سے ہمارے لیے دعا کیجیے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے۔ اس وقت پورے آسمان پر بادل کا ایک ٹکڑا بھی نہ تھا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت

اَتَیْنَاكَ وَالْعَذْرَاءُ یُدْمٰی لِبَانُهَا
وَقَدْ شُغِلَتْ اُمُّ الصَّبِیِّ عَنِ الطِّفْلِ

یا رسول اللہ! ہم آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے ہیں، اس حال میں کہ ہماری کنواری بچیوں کے سینوں سے خون رس رہا ہے اور بچے کی ماں بھوک کی ماری اپنے بچے کو بھول گئی ہے۔

وَاَلْقٰی بِکَفَّیْهِ الصَّبِیُّ اسْتِکَانَةً
مِنَ الْجُوْعِ ضَعْفًا مَا یُمِرُّ وَلَا یُحْلِیْ

اور (ہمارے) بچے بھوک سے عاجز آکر یوں نڈھال پڑے ہیں کہ کوئی کڑوی، میٹھی بات نہیں کرتے۔

وَلَا شَیْءَ مِمَّا یَاکُلُ النَّاسُ عِنْدَنَا
سِوَی الْحَنْظَلِ الْعَامِیِّ وَالْعِلْهِزِ الْغَسْلِ

اور ہمارے پاس کھانے کیلئے کوئی چیز نہیں سوائے ردی قسم کے اندرائن (کڑوا پھل) کے اور ردی علہز کے (اونٹ کے بالوں کو خون میں ملا کر آگ پر بھون کر وہ لوگ قحط سالی میں کھاتے اسے علہز کہتے ہیں۔)

وَلَیْسَ لَنَا اِلَّا اِلَیْكَ فِرَارُنَا
وَاَیْنَ فِرَارُ النَّاسِ اِلَّا اِلَی الرُّسُلِ

اور اگر ہم (مشکلات و مصائب میں) آپ کی طرف نہ بھاگیں تو اور کہاں جائیں؟ اور خلقِ خدا کو (پریشانیوں میں) اللہ کے رسولوں کے بغیر کہاں امان ملتی ہے؟

فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَجُرُّ رِدَاءَهٗ حَتّٰی صَعِدَ الْمِنْبَرَ ثُمَّ رَفَعَ یَدَیْهِ اِلَی السَّمَاءِ فَقَالَ: اَللّٰهُمَّ اسْقِنَا غَیْثًا مُغِیْثًا مَرِیْئًا مُرِیْعًا غَدَقًا طَبَقًا عَاجِلًا غَیْرَ رَائِثٍ نَافِعًا

یہ بات سُن کر مسکرا دیئے۔ اور دُعا کیلئے ہاتھ اُٹھا دیئے تا آنکہ آپ کی بغلوں کی سفیدی نمودار ہو گئی۔

وہ لوگ کہتے ہیں پھر ہم یہاں تین دن ٹھہرے رہے اور آپ کی میزبانی سے لُطف اندوز ہوتے رہے پھر ہم آپ کے پاس حاضر ہوتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلّم نے ہمیں وداع کیا اور ہمیں عطیات سے نوازا۔

چنانچہ ہم میں سے ہر ایک کو پانچ اوقیہ غلّہ (از جنس گندم یا کھجور) دیا گیا۔ اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے معذرت کے انداز میں کہا کہ ہمارے پاس آج اِس سے زیادہ نہ تھا ——— اہلِ وفد نے کہا یہ جو دیا ہے کیا کم ہے؟ اور یہ کِتنا پاکیزہ عطیہ ہے۔

کہتے ہیں پھر ہم اپنے وطن پہنچے تو پتہ چلا کہ یہاں اُسی وقت بارش ہوئی تھی جس وقت (مدینۃ المنوّرہ میں) آپ صلی اللہ علیہ وسلّم نے دُعا فرمائی تھی۔

نہیں اور کوئی مفرّ مقر ....

حضرت انس رضی اللہ عنہٗ راوی ہیں کہ ایک اعرابی، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم کی بارگاہِ رحمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا، یا رسُول اللہ!

وَاللّٰهِ لَقَدْ اَتَيْنَاكَ وَمَا لَنَا بَعِيْرٌ يَئِطُّ وَلَا صَبِىٌّ يَصِيْحُ وَاَنْشَدَ!

اللہ کی قسم! ہم اس حال میں آپ کی بارگاہ میں آئے ہیں کہ ہمارے پاس کوئی ایسا اونٹ نہیں ہے جو آواز دے اور نہ کوئی لڑکا ہے جو پکار کر رو دے۔ (یعنی اونٹوں میں بولنے کی اور بچّوں میں رونے کی طاقت ختم ہو چکی ہے) پھر اُس نے اِن شعروں میں اپنی داستانِ غم بیان کی۔

کی طرح نظر آتا تھا۔

پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہنسے یہاں تک کہ دندانِ مبارک نمایاں ہو گئے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ابو طالب نے کیا خوب کہا تھا: اگر وہ آج زندہ ہوتا تو اس کی آنکھیں ٹھنڈی ہوتیں ـــــــ کوئی ہے جو ابو طالب کا وہ شعر پڑھ کر سنائے۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور عرض کی: یا رسول اللہ! شاید آپ کی مراد یہ شعر ہیں:۔

وَ اَبْيَضَ يُسْتَسْقَى الْغَمَامُ بِوَجْهِهٖ
ثِمَالُ الْيَتٰمٰى عِصْمَةٌ لِّلْاَرَامِلِ
يَلُوْذُ بِهِ الْهُلَّاكُ مِنْ اٰلِ هَاشِمٍ
فَهُمْ عِنْدَهٗ فِىْ نِعْمَةٍ وَّ فَوَاضِلِ

وہ روشن چہرے والا جس کے چہرے کے صدقے بارش طلب کی جاتی ہے وہ یتیموں کا فریاد رس اور بیواؤں کا آسرا ہے۔

خاندانِ بنو ہاشم کے قریب الہلاکت (فاقہ زدہ) لوگ ان کے دامن میں پناہ لیتے ہیں اور جب وہ ان کی پناہ میں آجاتے ہیں تو (گویا) نعمتوں اور فضیلتوں کے گھیرے میں ہوتے ہیں ـــــــ (دلائل النبوۃ مع خصائص کبریٰ ص)

جدھر نظرِ نبوّت کے اشارے ہوتے جاتے ہیں
اندھیرے غم کے مٹتے ہیں سویرے مسکراتے ہیں
کرم میرے نبی کا بن کے بادل جب برستا ہے
بھلے ہوں دن مقدر کے ستارے جگمگاتے ہیں

غَیْرَ ضَارٍ تَمْلَأُ بِهِ الضَّرْعَ وَتُنْبِتُ بِهِ الزَّرْعَ وَتُحْيِي بِهِ الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَكَذَالِكَ تُخْرَجُونَ فَوَاللّٰهِ مَارَدَّ يَدَيْهِ إِلٰى نَحْرِهٖ حَتّٰى أَلْقَتِ السَّمَاءُ بِأَبْرَاقِهَا۔

(یہ دردناک فریاد سُن کر) حضور صلی اللہ علیہ وسلم تیزی سے اُٹھے اور اپنی چادر مبارک کو کھینچتے ہوئے منبر شریف پر رونق افروز ہوئے اور اپنے ہاتھ مبارک اٹھا کر یوں دُعا کرنے لگے۔

اے اللہ ہمیں ایسے بادل سے سیراب فرما جو خوشگوار، شادابی لانے والا ہو، خوب سیراب کرنے والا، ہر جگہ برابر برسنے والا۔ جلدی سے برسنے والا، تاخیر نہ کرنے والا، اور نفع بخش ہو، ضرر دینے والا نہ ہو جس سے مویشیوں کی کھیریاں دودھ سے بھر جائیں۔ اور زمین سے فصلیں اُگ آئیں۔ اور جس سے زمین کو تو مُردہ (بنجر) ہونے کے بعد زندہ کر دے۔ اور اسی طرح تمہیں قیامت کے دن قبروں سے اٹھایا جائے گا۔

راوی (حضرت انس رضی اللہ عنہ) کہتے ہیں:

خدا کی قسم! ابھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ مبارک اپنے چہرۂ اقدس پہ نہیں پھیرے تھے کہ آسمان پر گرجتے ہوئے بادل، بجلیوں سمیت اُمڈ آئے۔ (اور خوب برسے) حتّٰی کہ لوگ فریاد کرتے ہوئے حاضر ہوئے اور عرض کی:-

یا رسُول اللہ: اَلْغَرَقْ اَلْغَرَقْ (ڈوب گئے ڈوب گئے۔) پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دستِ مبارک، آسمان کی طرف بلند کیے ——— اور دُعا کی

اَللّٰهُمَّ حَوَالَيْنَا وَلَا عَلَيْنَا، اے اللہ! ہم پہ (مزید) نہ برسا۔ بلکہ ہمارے اِرد گرد کے علاقہ پر برسا۔

اُسی وقت مدینہ منورہ سے بادل ہٹ گیا اور باقی چہار طرف چار دیواری

حضرت ابو لبابہ بن منذر رضی اللہ عنہ نے اٹھ کر عرض کیا، یا رسول اللہ! کھجوریں کھلیانوں میں پڑی ہیں (بارش سے ضائع ہو جائیں گی یعنی پہلے ہم کھجوریں محفوظ کر لیں، پھر دُعا فرمانا، کیونکہ وہ جانتے تھے، جب دستِ مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم دُعا کیلئے اُٹھتے ہیں تو اجابت میں تاخیر نہیں ہوتی۔)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر بارش کی دعا فرمائی۔ حضرت ابو لبابہ رضی اللہ عنہ نے وہی بات تین بار دُہرائی۔ آخری بار حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بارگاہِ قدس میں یوں عرض کی: اَللّٰهُمَّ اسْقِنَا حَتّٰى يَقُوْمَ اَبُوْ لُبَابَةَ عُرْيَانًا وَيَسُدَّ ثَعْلَبَ مِرْبَدِهٖ بِاِزَارِهٖ۔

الٰہی! ہم پر پانی برسا، اتنا برسا کہ ابو لبابہ برہنہ کھڑا اٹھے اور اپنے کھلیان کے سوراخ کو اپنے ازار سے بند کرے۔

راوی کہتے ہیں کہ بخدا آسمان میں بادل کا نام و نشان تک نہ تھا۔ مسجد نبوی اور سلع پہاڑی کے درمیان سارا میدان خالی تھا، کوئی مکان اور عمارت وہاں نہ تھی۔

فَطَلَعَتْ مِنْ وَّرَاءِ سَلْعٍ سَحَابَةٌ مِثْلُ التُّرْسِ۔

پس جب سلع کے پیچھے سے بادل کا ایک ٹکڑا ڈھال کے برابر ظاہر ہوا۔ جب وہ آسمان کے درمیان میں پہنچا تو چاروں طرف پھیل گیا اور لگاتار بارش شروع ہو گئی۔

فَوَاللّٰهِ مَا رَاَوُا الشَّمْسَ سِتًّا۔ خدا کی قسم! لوگوں نے چھ دن سورج نہ دیکھا۔ یعنی بارش نہ رُکی۔ (دلائل النبوۃ) ملخصًا

دلائل النبوۃ للبیہقی کی ایک دوسری روایت میں یہ الفاظ ہیں۔

ثُمَّ طَافَ الْاَنْصَارُ بِاَبِیْ لُبَابَةَ يَقُوْلُوْنَ لَهٗ يَا اَبَا لُبَابَةَ اِنَّ السَّمَاءَ لَنْ تَقْلَعَ حَتّٰى تَقُوْمَ عُرْيَانًا تَسُدُّ ثَعْلَبَ مِرْبَدِكَ بِاِزَارِكَ كَمَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَقَامَ

وفدِ بنی فزارہ کی آمد

حضرت ابو وجزہ یزید بن عبید سُلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب غزوۂ تبوک سے بخیر و عافیت واپس تشریف لائے تو بنی فزارہ کا وفد جو کہ بارہ، چودہ افراد پر مشتمل تھا، آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔

وہ جن اونٹوں پر سوار ہو کر آئے تھے وہ انتہائی لاغر و کمزور تھے۔ انہوں نے اپنی حالتِ زار بیان کرتے ہوئے کہا، یا رسول اللہ! ہمارے شہر اور آبادیاں قحط سالی کی لپیٹ میں ہیں۔ پورے علاقے پر خشکی اور ویرانی چھائی ہوئی ہے۔ اہل و عیال فقر و فاقہ سے دو چار ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کی فریاد سُن کر دُعا کیلئے ہاتھ مبارک بلند فرمائے۔

اَللّٰهُمَّ اسْقِ بَلَدَكَ وَبَهِيْمَتَكَ وَانْشُرْ رَحْمَتَكَ وَاَحْيِ بَلَدَكَ الْمَيِّتَ۔ اَللّٰهُمَّ اسْقِنَا غَيْثًا مُغِيْثًا مَرِيْئًا مُرِيْعًا، طَبَقًا وَاسِعًا عَاجِلًا غَيْرَ اٰجِلٍ نَافِعًا غَيْرَ ضَارٍّ۔ اَللّٰهُمَّ سُقْيَا رَحْمَةٍ لَا سُقْيَا عَذَابٍ وَلَا هَدْمٍ وَلَا غَرَقٍ وَلَا مَحْقٍ اَللّٰهُمَّ اسْقِنَا الْغَيْثَ وَانْصُرْنَا عَلَى الْاَعْدَاءِ۔

اے اللہ! اپنے بلاد اور مویشیوں کو سیراب فرما۔ اپنی رحمت کو پھیلا اور مُردہ شہروں میں حیاتِ نو پیدا فرما۔ اے اللہ ہمیں سیراب کرنے والی بارانِ رحمت عطا فرما۔ جو خوشگوار ہو اور سبزیوں کو اُگانے والی، تمام علاقوں پر محیط اور کھل کر برسنے والی، فوری نازل ہونے والی ہو اور دیر سے برسنے والی نہ ہو، نفع رساں ہو اور نقصان دہ نہ ہو۔ اے اللہ! رحمت کی بارش ہو، عذاب والی بارش نہ ہو، نہ مکانوں کو گرانے والی، نہ مویشیوں کو غرق کرنے والی ہو اور نہ فصلوں وغیرہ کو بے نام و نشان کرنے والی۔ اے اللہ! ہمیں بارانِ رحمت عطا فرما۔ اور دشمنوں پر غلبہ نصیب فرما۔

نوبت بایں جارسید کہ لوگ ــــــ اپنی سواری کے اونٹوں کو ذبح کرتے، اُن کی اوجھڑیوں کو نکال کر نچوڑتے اور جو چند قطرے اس سے ٹپکتے، اس سے اپنے خشک ہونٹوں اور سوکھے گلے کو تر کرتے اور اگر ــــ کوئی چیز بچ جاتی تو اسے اپنے کلیجے پر رکھتے۔

جب یہ تکلیف انتہا کو پہنچ گئی تو یارِ غار صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوکر عرض کی:

يَا رَسُوْلَ اللهِ! اِنَّ اللهَ قَدْ عَوَّدَكَ فِي الدُّعَاءِ خَيْرًا فَادْعُ اللهَ لَنَا فَقَالَ اَوَ يُحِبُّ ذَالِكَ؟ قَالَ نَعَمْ!

اے اللہ کے رسولِ محترم (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ قدوس نے آپ کو اس بات کا خوگر بنادیا ہے کہ جب بھی آپ طلبِ خیر کیلئے دستِ دعا بلند کرتے ہیں تو وہ خالی واپس نہیں آتے۔

لہٰذا آپ بارگاہِ ربّ العالمین میں ہمارے لیئے دعا فرمائیے:۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے فرمایا (اے ابوبکر) تمہیں یہ بات پسند ہے کہ میں اس وقت تمہارے لیئے دعا کروں؟

یارِ غار نے عرض کی ہاں، یارسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وسلم)

پس حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دستِ مبارک آسمان کی طرف بلند فرمائے، اس سے پہلے کہ آپ ہاتھوں کے نیچے کرتے سارا آسمان ابر آلود ہوگیا اور فوراً بارش برسنے لگی۔

فَمَلَؤُوْا مَا مَعَهُمْ ثُمَّ ذَهَبْنَا نَنْظُرُ فَلَمْ نَجِدْهَا جَاوَزَتِ الْعَسْكَرَ۔

(البدایہ والنہایہ ص ۱۳، دلائل النبوۃ للبیہقی ص ۲۳۱)

(یوں کھل کر بارش برسی کہ) جن لوگوں کے پاس برتن تھے انہوں نے (بارش

اَبُوْلُبَابَۃَ عُرْیَانًا یَسُدُّ ثَعْلَبَ مِرْبَدِہٖ بِاِزَارِہٖ فَاَقْلَعَتِ السَّمَاءُ

(دلائل النبوۃ ص ۱۴۵/۱)

پھر انصارِ مدینہ ابو لبابہ کے پاس یہ کہتے ہوئے آئے۔ اے ابو لبابہ! خدا کی قسم! یہ بارش ہرگز تھمنے والی نہیں، جب تک تو رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق برہنہ کمر اُٹھ کر اپنے ازار سے اپنے کھلیان کے سوراخ کو بند نہیں کریگا۔ چنانچہ حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہٗ برہنہ کمر موسلا دھار بارش میں اُٹھے اور اپنے ازار سے اپنے کھلیان کے سوراخ کو بند کرنے لگے تو اُسی وقت بارش تھم گئی۔

؎ جن کو سُوئے آسماں پھیلا کے جل تھل بھر دیئے
صدقہ اُن ہاتھوں کا پیارے ہم کو بھی درکار ہے

(اعلیحضرت علیہ الرحمۃ)

یہ دستہائے مبارک خالی نہیں لوٹتے:

حضرت عبداللہ بن عبّاس رضی اللہ عنہما سے رُوایت ہے۔ کہ

اَنَّہٗ قِیْلَ لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ حَدِّثْنَا عَنْ شَاْنِ سَاعَۃِ الْعُسْرَۃِ فَقَالَ عُمَرُ خَرَجْنَا اِلٰی تَبُوْكَ فِیْ قَیْظٍ شَدِیْدٍ ....

حضرت عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہٗ کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ ہمیں سفرِ تبوک کی مشکلات کا ذکر سُنائیے تو آپ نے فرمایا:

"ہم شدید گرمی میں تبوک کی طرف روانہ ہوئے ——— راستہ میں ایک منزل پہ ہم اُترے ہم سب کو پیاس کی شدّت نے نڈھال کر دیا تھا۔ یہاں تک کہ ہم نے خیال کیا کہ یہ پیاس ہمارے لیے جان لیوا ثابت ہوگی ———

سینۂ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

جناب کلیم اللہ علیہ السلام بارگاہِ ربّ العالمین میں دعا کرتے ہیں: رَبِّ اشْرَحْ لِیْ صَدْرِیْ۔ اے میرے رب میرے لیے میرا سینہ کھول دے ——— اور جب اپنے پیارے حبیب مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی باری آتی ہے تو اللہ قدوس خود فرماتا ہے:

اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ ۝ کیا ہم نے تمہارا سینہ کشادہ نہ کیا؟

علامہ راغب اصفہانی "الشرح" کی تحقیق کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

اَصْلُ الشَّرْحِ: بَسْطُ اللَّحْمِ وَنَحْوُهٗ يُقَالُ شَرَحْتُ اللَّحْمَ وَشَرَّحْتُهٗ وَمِنْهُ شَرْحُ الصَّدْرِ۔ اَیْ بَسْطُهٗ بِنُوْرٍ اِلٰهِيٍّ وَسَكِيْنَةٍ مِنْ جِهَةِ اللّٰهِ وَرَوْحٍ مِّنْهُ۔ (مفردات، بحوالہ ضیاء النبی ۲۸۶/۵)

گوشت کاٹنے اور اس کے ٹکڑے ٹکڑے کرنے کو "الشرح" کہتے ہیں۔ (جیسے کہ کہا جاتا ہے کہ میں نے گوشت کاٹا اور اس کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کر دیئے) اِسی سے شرحِ صدر ماخوذ ہے۔ اس کا مفہوم یہ ہے کہ نورِ الٰہی سے سینہ کا کشادہ ہو جانا اللہ تعالیٰ کی جانب سے تسکین و طمانیت کا حاصل ہو جانا اور اس کی طرف سے دل میں مسرت و راحت کا شعور پیدا ہو جانا۔

علامہ سید محمود آلوسی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی وضاحت کرتے ہوئے لکھا ہے۔

"الشرح" اصل میں کشادگی اور فراخی کا مفہوم ادا کرتا ہے، کسی الجھی ہوئی اور مشکل بات کی توضیح کو بھی شرح کہتے ہیں۔ فرماتے ہیں: شرح کے لفظ کا

کے پانی سے) اپنے برتن بھر لیے۔

پھر (جب) ہم چلے تو ـــــ ہم کیا دیکھتے ہیں کہ صرف وہاں تک بارش ہوئی جہاں لشکرِ اسلام کی قیام گاہ تھی، اُس سے باہر بارش نے تجاوز نہ کیا۔ یعنی صحابہ کرام کے خیموں والی جگہ کے علاوہ بارش کا کوئی قطرہ بھی کہیں نہیں ٹپکا۔

؎ کلیوں نے بھی پھولوں نے بھی پھیلائے ہیں دامن
کچھ اپنے لیئے تو بھی صبا مانگ کے جانا
تڑپائے گی محشر میں بڑی گرمئ محشر
اپنے لیئے رحمت کی گھٹا مانگ کے جانا

کے انوار کے حصول میں رکاوٹ نہیں، خلق کی بہبودی کے ساتھ آپ کا تعلق معرفتِ الٰہی میں استغراق سے رکاوٹ نہیں۔

قلبِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

قرآن پاک میں ارشاد ہوتا ہے:۔

لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰى جَبَلٍ لَّرَاَیْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْیَةِ اللّٰهِ ... الخ (الحشر: ۲۱)

اگر ہم یہ قرآن کسی پہاڑ پر اتارتے تو ضرور تو اسے دیکھتا جھکا ہوا (لرزنے والا) پاش پاش ہوتا اللہ کے خوف سے۔

یہ ہیبت و عظمتِ کلامِ مجید ہے کہ جس کو اٹھانے سے پہاڑ بھی قاصر ہیں۔ قلبِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت و ہمت کا اندازہ فرمائیے کہ اس قلبِ سلیم پر یہ کلامِ ربانی نازل ہوا اور آپ نے ثابت قدمی سے اس بارِ گراں کو اٹھایا اور حاملِ قرآن ہونے کا حق ادا فرما دیا۔

اللہ قدوس فرماتا ہے:

○ قُلْ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّجِبْرِیْلَ فَاِنَّهٗ نَزَّلَهٗ عَلٰى قَلْبِكَ بِاِذْنِ اللّٰهِ الخ (البقرہ۔ ۹۷)

تم فرماؤ جو کوئی جبریل کا دشمن ہو تو اس (جبریل) نے تو تمہارے دل پر اللہ کے حکم سے یہ قرآن اتارا۔

○ وَ اِنَّهٗ لَتَنْزِیْلُ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ نَزَلَ بِهِ الرُّوْحُ الْاَمِیْنُ ۝ عَلٰى قَلْبِكَ لِتَكُوْنَ مِنَ الْمُنْذِرِیْنَ ۝ (الشعراء: ۱۹۲ تا ۱۹۴)

اور بے شک یہ قرآن رب العالمین کا اتارا ہوا ہے اور اسے روح الامین لے کر اترا تمہارے دل پر تاکہ تم ڈر سناؤ۔

سورۃ کوثر میں ہے "فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ" کی تفسیر بیان کرتے ہوئے

استعمال دِلی مسّرت اور قلبی خوشی کیلئے بھی ہوتا ہے۔ آخر میں لکھتے ہیں :

قَدْ یُرَادُ بِهٖ تَایِیْدُ النَّفْسِ بِقُوَّۃٍ قُدْسِیَّۃٍ وَاَنْوَارٍ اِلٰهِیَّۃٍ بِحَیْثُ تَکُوْنُ مَیْدَانًا لِمَوَاکِبِ الْمَعْلُوْمَاتِ وَسَمَآءً لِکَوَاکِبِ الْمَلَکَاتِ وَعَرْشًا لِاَنْوَاعِ التَّجَلِّیَاتِ وَفَرْشًا لِسَوَآئِمِ الْوَارِدَاتِ فَلَا یُشْغِلُهٗ شَاْنٌ عَنْ شَاْنٍ وَیَسْتَوِیْ لَدَیْهِ یَکُوْنُ وَکَائِنٌ وَمَا کَانَ۔

(تفسیر رُوح المعانی)

شرحِ صدر کا یہ مفہوم لیا جاتا ہے کہ نفس کو قوتِ قدسیہ اور انوارِ الٰہیہ سے اسطرح مؤید کرنا کہ وہ معلومات کے قافلوں کا میدان بن جائے، ملکات کے تاروں کیلئے آسمان بن جائے اور گوناگوں تجلّیات کیلئے عرش بن جائے اور وارداتِ ربانی کے نزول کا فرش بن جائے ——— جب کسی کی یہ کیفیت ہوتی ہے تو اس کو ایک حالت دوسری حالت سے مشغول نہیں کر سکتی۔ اس کے نزدیک مستقبل، حال اور ماضی سب یکساں ہو جاتے ہیں۔

اس تحقیق کے بعد آیت کی تشریح بایں الفاظ فرماتے ہیں :

فَالْمَعْنٰی اَلَمْ نَفْسَحْ صَدْرَكَ حَتّٰی حَوٰی عَالَمَیِ الْغَیْبِ وَالشَّهَادَۃِ وَجَمَعَ بَیْنَ مَلَکَتَیِ الْاِسْتِفَادَۃِ وَالْاِفَادَۃِ فَمَا صَدَّكَ الْمُلَابَسَۃُ بِالْعَلَائِقِ الْجِسْمَانِیَّۃِ عَنْ اِقْتِبَاسِ اَنْوَارِ الْمَلَکَاتِ الرُّوْحَانِیَّۃِ وَمَا عَاقَكَ التَّعَلُّقُ بِمَصَالِحِ الْخَلْقِ عَنِ الْاِسْتِغْرَاقِ فِیْ شُئُوْنِ الْحَقِّ۔

(رُوح المعانی)

آیت کا معنی یہ ہے کہ کیا ہم نے آپ کے سینہ کو کشادہ نہیں کر دیا، کہ غیب و شہادت کے دونوں جہاں اس میں سما گئے ہیں۔ استفادہ اور افادہ کی دونوں مملکتیں جمع ہو گئی ہیں۔ علاقِ جسمانیہ کے ساتھ آپ کی وابستگی، ملکاتِ روحانیہ

جرأت کرنا انسان کے حیطۂ امکان سے باہر ہے اس لیے ہم اپنی طرف سے اس قلبِ منیر کے بارے میں کچھ کہنے کا نہ حق رکھتے ہیں، نہ ہم میں مقدرت ہے کہ اس کے بارے میں لب کشائی کر سکیں، البتہ احادیثِ طیبہ میں اس قلبِ عظیم کے بارے میں جو مروی ہے اسے قارئین کی خدمت میں پیش کرتے ہیں اور اس کے صرف سادہ ترجمہ پر اکتفا کریں گے ——————

—————— کیونکہ ان کلماتِ طیبات کی تشریح و توضیح ہمارے بس کی بات نہیں ہے

ابو نعیم نے اس حدیث کو روایت کیا ہے جس کا متن درج ذیل ہے۔

عَنْ یُوْنُسَ بْنِ مَیْسَرَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَتَانِیْ مَلَکٌ بِطَسْتٍ مِّنْ ذَھَبٍ فَشَقَّ بَطْنِیْ فَاسْتَخْرَجَ حَشْوَۃَ جَوْفِیْ فَغَسَلَھَا ثُمَّ ذَرَّ عَلَیْھَا ذَرُوْرًا ثُمَّ قَالَ قَلْبُکَ قَلْبٌ وَّکِیْعٌ یَعِیْ مَا وَقَعَ فِیْہِ عَیْنَاکَ بَصِیْرَتَانِ وَاُذُنَانِ تَسْمَعَانِ وَاَنْتَ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ الْمُقَفِّیْ الْحَاشِرُ قَلْبُکَ سَلِیْمٌ لِسَانُکَ صَادِقٌ وَّنَفْسُکَ مُطْمَئِنَّۃٌ وَخُلُقُکَ قَیِّمٌ وَاَنْتَ قُثَمٌ۔

یونس بن میسرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک روز میرے پاس ایک فرشتہ آیا جس کے پاس سونے کا ایک طشت تھا۔ اس نے میرے پیٹ کو چاک کیا اور میرے پیٹ میں جو چیزیں زائد تھیں ان کو نکالا، پھر اس کو دھویا، پھر اس پر کوئی چیز چھڑکی۔ پھر فرمایا: یا رسول اللہ! آپ کا دل ایسا ہے کہ جو بات اس میں ڈالی جاتی ہے، حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) اسکو سمجھتے ہیں اور یاد بھی رکھتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دو آنکھیں ہیں جو خوب دیکھتی ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دو کان ہیں جو خوب سنتے ہیں۔ آپ کا اسم مبارک محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے، آپ اللہ کے رسول ہیں۔ ساری دنیا

امام المفسرین امام فخر الدین رازی علیہ الرحمتہ نے یہ ایمان افروز نکتہ درج فرمایا ہے؛ فرماتے ہیں: وَالنُّكْتَةُ الْمَعْنَوِيَّةُ فِيْهِ كَاَنَّهٗ تَعَالٰى يَقُوْلُ: اَلْكَعْبَةُ بَيْتِيْ وَهِيَ قِبْلَةُ صَلٰوتِكَ وَقَلْبُكَ قِبْلَةُ رَحْمَتِيْ وَنَظْرِ عِنَايَتِيْ فَلْتَكُنِ الْقِبْلَتَانِ مُتَنَاحِرَتَيْنِ۔ (تفسیر کبیر ۱۳۲/۳۲)

اس میں معنوی نکتہ یہ ہے کہ کعبہ میرا گھر ہے جو کہ آپ کی نماز کیلئے قبلہ ہے اور (اے حبیب مکرّم) تمہارا دل میری رحمت اور نظر عنایت کا مرکز اور قبلہ ہے۔ لہٰذا حالت نماز میں دونوں قبلے ایک دوسرے کے مقابل اور سامنے ہونے چاہئیں (تاکہ آپ میرے گھر کی طرف متوجہ رہیں اور میری رحمت اور نظر عنایت تمہارے دل کی طرف متوجہ رہے۔)

○ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اَتَنَامُ قَبْلَ اَنْ تُوْتِرَ؟ فَقَالَ يَا عَائِشَةُ اِنَّ عَيْنَيَّ تَنَامَانِ وَلَا يَنَامُ قَلْبِيْ۔ (بخاری و مسلم)

امّ المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے: فرماتی ہیں میں نے ایک روز عرض کی، یا رسول اللہ! آپ وتر پڑھنے سے پہلے سو جاتے ہیں؟ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے عائشہ میری آنکھیں سوتی ہیں اور میرا دل نہیں سوتا۔

● کچھ شق صدر کے بارے میں:

● ضیاء النبی میں سے شق صدر قلب اطہر کی عظمتوں کے بیان کا اقتباس ملاحظہ فرمائیں

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا قلب مبارک

محبوب رب العالمین سید الانبیا والمرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب مبارک کی وسعتوں اور گہرائیوں کا اندازہ لگانا، اس کے بارے میں لب کشائی کی

زَمْزَمَ فَشَرَحَ صَدْرِیْ ثُمَّ غُسِلَ بِمَآءِ زَمْزَمَ ثُمَّ اُتِیْتُ بِطَسْتٍ مِّنْ ذَھَبٍ مُمْتَلِئٍ اِیْمَانًا وَّحِکْمَۃً فَحُشِیَ بِھَا صَدْرِیْ، قَالَ اَنَسٌ وَرَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُرِیْنَا اَثَرَہٗ فَعَرَجَ بِیَ الْمَلَکُ اِلَی السَّمَآءِ الدُّنْیَا۔

امام مسلم نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں جب اپنے گھر میں تھا، میرے پاس ایک فرشتہ آیا، مجھے لے کر وہ چاہِ زمزم تک گیا، پھر اس نے میرا سینہ شق کیا پھر اسے زم زم کے پانی سے دھویا۔ پھر ایک سونے کا طشت لایا گیا جو ایمان و حکمت سے بھرا ہوا تھا۔ پس وہ طشت میرے سینے میں انڈیل دیا گیا۔ حضرت انس فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (ہمیں) شقِ صدر کے نشان دکھاتے تھے جو سینہ شق کرنے اور پھر اس کو سینے سے باقی رہ گئے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اس کے بعد مجھے فرشتہ آسمان کی طرف لے چلا۔

امام بیہقی فرماتے ہیں کہ شقِ صدر ایک مرتبہ نہیں ہوا بلکہ کئی بار ہوا۔ سب سے پہلے جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت حلیمہ کے پاس ایامِ رضاعت میں تھے دوسری مرتبہ بعثت سے پہلے اور تیسری مرتبہ واقعہ معراج سے پہلے۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنی حیاتِ طیبہ کے کسی اہم مرحلہ میں قدم رکھتے تھے تو اس وقت یہ واقعہ پیش آتا تھا۔ اور اس کا مدعا یہ تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم، زندگی کے نئے مرحلہ میں جن ذمہ داریوں کو سنبھالنے والے ہیں ان کی ادائیگی پوری قوت اور ہمت سے کرسکیں۔ بعثت سے پہلے اس شقِ صدر کی حکمت محتاجِ بیان نہیں۔ مسندِ نبوت پر فائز ہونے کے بعد قرآن کریم کا نزول ہوا اور اس کے اوامر و نواہی پر صدقِ دل

آپ کی پیروی کرے گی، میدانِ حشر میں سب لوگ آپ کے پیچھے ہوں گے، آپ کا دل قلب سلیم ہے، آپ کی زبان سچی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نفس مطمئن ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا خلق مضبوط ہے، آپ قثم یعنی تمام اخلاقِ حمیدہ کے جامع ہیں۔

دوسری حدیث جسے دارمی اور ابنِ عساکر نے ابنِ غنم سے روایت کیا ہے اس کا متن درج ذیل ہے۔

قَالَ نَزَلَ جِبْرَئِیْلُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم فَشَقَّ بَطْنَہٗ ثُمَّ قَالَ جِبْرَئِیْلُ قَلْبٌ وَکِیْعٌ فِیْہِ اُذُنَانِ سَمِیْعَتَانِ وَعَیْنَانِ بَصِیْرَتَانِ وَاَنْتَ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ الْمُقَفّٰی، الْحَاشِرُ خَلْقُکَ قَیِّمٌ وَلِسَانُکَ صَادِقٌ وَنَفْسُکَ مُطْمَئِنَّۃٌ۔

جبرئیل امین سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے شکمِ مبارک کو شق کیا اور پھر عرض کی: یا رسول اللہ! حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا قلب مبارک، جو چیز اس میں ڈالی جاتی ہے وہ اس کو سمجھتا بھی ہے اور یاد بھی رکھتا ہے، اس قلب کے دو کان ہیں جو خوب سننے والے ہیں، دو آنکھیں ہیں جو خوب دیکھنے والی ہیں۔ آپ کا نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے، آپ اللہ کے رسول ہیں آپ کی پیروی کی جائے گی، ساری مخلوق قیامت کے روز آپ کے پیچھے ہو گی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا خلق قیم ہے یعنی مستحکم ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سچی ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نفس مطمئن ہے۔

تیسری حدیث میں ہے۔

اَخْرَجَ مُسْلِمٌ عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اُتِیْتُ وَاَنَا فِیْ اَھْلِیْ فَانْطَلِقَ بِیْ اِلٰی

شقِ صدر اور قلبِ اطہر کو نکالنے اور اس جیسے دوسرے تمام امور خارقِ (خلاف) عادت ہیں ان کو تسلیم کرنا واجب ہے اور ان کی تحقیق و تفتیش کے درپے نہیں ہونا چاہیئے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی قدرت سے کوئی شے بعید نہیں۔

بعض علماء نے یہ بیان کیا ہے کہ پہلی بار آپ کا شقِ صدر ہوا تاکہ آپ کے دل میں علم الیقین کی استعداد حاصل ہو۔ دوسری بار اس لیے شقِ صدر ہوا تاکہ آپ کے دِل میں عین الیقین کی استعداد حاصل ہو اور تیسری بار اس لیئے شقِ صدر ہوا کہ آپ کے دِل میں حق الیقین کی استعداد حاصل ہو۔

(شرح مسلم صفحہ ۱۴۷ سعیدی صاحب)

حیاتِ بے مثال

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا جب شقِ صدر ہوا تو آپ کا خون نکلا نہ آپ کو درد ہوا۔ اِس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بشریت عام بشروں کی طرح نہیں ہے کیونکہ کسی بشر کے متعلق یہ تصور نہیں کیا جا سکتا کہ اس کا سینہ چیرا جائے اور اس کو درد ہو نہ اس کا خون نکلے۔ ہمارا حال تو یہ ہے کہ ہماری انگلی میں پھانس بھی چبھ جائے تو بے کل اور بے چین ہو جاتے ہیں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا حلقوم سے ناف تک سینہ چیر دیا گیا اور آپ کو درد نہ ہوا۔

اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی حیات میں قلب کے محتاج نہیں ہیں کیونکہ آپ کے سینہ سے دِل نکال لیا گیا اور آپ کی حیات میں کوئی فرق نہیں آیا بلکہ دیکھا جائے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی حیات میں ہوا (آکسیجن) کے بھی محتاج نہیں ہیں کیونکہ موجودہ سائنسی تحقیق کے

سے عمل، یہ کوئی معمولی مرحلہ نہ تھا یہ تو گراں بہا امانت کو اٹھانے کا وقت تھا جس کو اٹھانے سے آسمانوں، زمین اور پہاڑوں نے معذرت کی تھی۔ اس بارِ گراں کو اٹھانے کیلئے جس یقین اور حکمتِ بالغہ کی ضرورت تھی اس کیلئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سینۂ مبارک کو شق کر کے اس میں ایمان اور حکمت سے بھرا ہوا زریں طشت انڈیل دیا گیا، پھر معراج شریف سے پہلے بھی اس عمل کو دہرایا گیا کیونکہ یہ وہ سفر تھا جس میں اللہ تعالیٰ کی شانِ جلالت والوہیت، اس کے علمِ محیط اور اس کی حکمتِ بالغہ کی آیاتِ بیّنات کو دکھایا جانے والا تھا۔ اس کے لیے ضروری تھا کہ اللہ تعالیٰ کے محبوب کو ایسے انوار اور ایسی قوتوں سے معمور کر دیا جائے تاکہ اللہ کا محبوب ان کا صحیح انداز میں مشاہدہ کر سکے۔ اِس سے اپنے قلبِ منیر کو روشن کرے، اس کی تجلیات سے اس ظلمت کدۂ عالم کو بھی روشن کر دے۔

(زینی دحلان، السیرۃ النبویہ ص۱۱۵ ج۲ بحوالہ ضیاء النبی ص۲۸۹ تا ۲۹۱ ج۵)

خبردار! شق صدر پر اعتراض و انکار جہالت و ضلالت ہے!

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر وارد ہونے والے احوال اور پیش آنے والے معاملات سب کے سب آپ کی عظمت و شان ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایسے احوال پر بحث و تمحیص کرنا اور انہیں نظرِ تفتیش سے دیکھنا، آپ کی عظمتوں کا انکار ہے۔ (العیاذ باللہ تعالیٰ)

حافظ ابنِ حجر عسقلانی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں۔

وَجَمِيْعُ مَا وَرَدَ مِنْ شَقِّ الصَّدْرِ وَاسْتِخْرَاجِ الْقَلْبِ وَغَيْرِ ذَالِكَ مِنَ الْأُمُوْرِ الْخَارِقَةِ لِلْعَادَةِ مِمَّا يَجِبُ التَّسْلِيْمُ لَهُ دُوْنَ التَّعَرُّضِ لِصَرْفِهِ عَنْ حَقِيْقَتِهِ لِصَلَاحِيَّةِ الْقُدْرَةِ فَلَا يَسْتَحِيْلُ شَيْءٌ مِنْ ذَالِكَ۔

(فتح الباری ص۲۰۵ ج۱۳)

سینہ وقلب کی مثال

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ فِيْهَا مِصْبَاحٌ ؕ اَلْمِصْبَاحُ فِیْ زُجَاجَةٍ ؕ اَلزُّجَاجَةُ كَاَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّیٌّ يُّوْقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ مُّبٰرَكَةٍ زَيْتُوْنَةٍ لَّا شَرْقِيَّةٍ وَّلَا غَرْبِيَّةٍ ۙ يَّكَادُ زَيْتُهَا يُضِیْٓءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ ؕ نُوْرٌ عَلٰى نُوْرٍ ؕ يَهْدِی اللّٰهُ لِنُوْرِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَيَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ ؕ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِيْمٌ ۙ ۝ (النور۔ ۳۵)

اللہ نور ہے آسمانوں اور زمین کا، اس کی مثال ایسی ہے جیسے ایک طاق کہ اس میں چراغ ہے، وہ چراغ ایک فانوس میں ہے۔ وہ فانوس، گویا ایک ستارہ ہے۔ موتی سا چمکتا روشن ہوتا ہے برکت والے پیڑ زیتون سے جو نہ پورب کا نہ پچھم کا، قریب ہے کہ اس کا تیل بھڑک اٹھے اگرچہ اسے آگ نہ چھوئے، نور پر نور ہے۔ اللہ اپنے نور کی راہ بتاتا ہے جسے چاہتا ہے۔ اور اللہ مثالیں بیان فرماتا ہے لوگوں کیلئے اور اللہ سب کچھ جانتا ہے۔

شفا شریف میں ہے:۔

قَالَ كَعْبُ الْاَحْبَارِ وَابْنُ جُبَيْرٍ، اَلْمُرَادُ بِالنُّوْرِ الثَّانِیْ هُنَا مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَوْلُهٗ تَعَالٰى "مَثَلُ نُوْرِهٖ" اَیْ نُوْرِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ سَهْلُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ اَلْمَعْنٰى! اَللّٰهُ هَادِیْ اَهْلِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ثُمَّ قَالَ مَثَلُ نُوْرِ مُحَمَّدٍ اِذْ كَانَ مُسْتَوْدَعًا فِی الْاَصْلَابِ كَمِشْكَاةٍ صِفَتُهَا كَذَا وَاَرَادَ بِالْمِصْبَاحِ قَلْبَهٗ وَالزُّجَاجَةِ صَدْرَهٗ ... الخ

(الشفا بتعریف حقوق المصطفیٰ صفحہ ۱۱/۱)

مطلق ہوا صرف دو سو میل تک ہے، اسی لیے جو سائنس دان چاند پر سفر کے لیے جاتے ہیں وہ اپنے ساتھ آکسیجن کی تھیلیاں لے جاتے ہیں، چاند پونے دو لاکھ میل کی مسافت پر واقع ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تو چاند اور سورج سے ماوراء تمام آسمانوں سے اوپر سدرہ، صریف الاقلام اور عرش سے اوپر گئے اور آپ کے ساتھ کوئی آکسیجن نہیں تھی، سو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی حیات میں قلب کے محتاج نہیں، نہ ہوا کے محتاج ہیں۔

وصال کے روزے رکھے جس میں نہ سحر ہے نہ افطار، اور کئی کئی دن کھائے پئے بغیر گزار دیتے، اس سے یہ ظاہر ہوا کہ آپ کھانے پینے کے محتاج نہیں لامکان میں پہنچے تو معلوم ہوا کہ آپ مکاں کے محتاج نہیں ——— وقت کی گردش سے باہر نکلے تو ثابت ہوا کہ آپ وقت کے محتاج نہیں، ہر چیز اپنے وجود میں اور ہر ذی روح اپنی حیات میں زمان، مکان، ہوا اور کھانے پینے کی محتاج ہے۔ اور آپ اپنے ہونے میں ان میں سے کسی چیز کے محتاج نہیں اور حق یہ ہے کہ زمان، مکان، ہوا، غذا بلکہ کائنات کی ہر چیز اپنے وجود میں آپ کی محتاج ہے۔

(شرح صحیح مسلم ص۴۳۲ ج۱)

سوگند ہے چہرے کی شمس و ضحٰے   واللیل ہے تیری زلفِ دوتا
سینے کی صفت ہے الم نشرح   تیرے دل کی فضا کا کیا کہنا

کی گئی ہے (کیونکہ اللہ تعالیٰ کیلئے تو مثال کا ہونا ناممکن ہے)

انہوں نے کہا کہ اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مثال بیان فرمائی ہے تو مشکوٰۃ (طاق) سے مراد آپ کا سینہ اور زجاجہ (فانوس) سے مراد آپ کا قلب اور مصباح (چراغ) سے مراد نبوّت ہے جو نبوّت کے مبارک شجر سے روشن ہے اور اس نور محمدی کی روشنی اور چمک ایسی ہے کہ اگر آپ اپنے نبی ہونے کا اظہار نہ بھی فرمائیں، تب بھی لوگوں پر (آپ کے چہرۂ تاباں ہی سے صدق وحقانیت کا جلوہ) ظاہر ہو جائے جیسا کہ قریب ہے کہ وہ تیل روشن ہو جائے، اگرچہ اُسے آگ نہ چھوئے۔

○ وَرُوِیَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ فِیْ هٰذِهِ الْاٰیَةِ قَالَ الْمِشْکَاةُ جَوْفُ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَالزُّجَاجَةُ قَلْبُهٗ وَالْمِصْبَاحُ النُّوْرُ الَّذِیْ جَعَلَهُ اللّٰهُ فِیْهِ لَا شَرْقِیَّةٌ وَّلَا غَرْبِیَّةٌ لَا یَهُوْدِیٌّ وَّلَا نَصْرَانِیٌّ تُوْقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ مُّبَارَکَةٍ اِبْرَاهِیْمَ نُوْرٌ عَلٰی نُوْرٍ نُوْرُ قَلْبِ اِبْرَاهِیْمَ وَنُوْرُ قَلْبِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

(تفسیر خازن ص ۳۵۴/۳)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ مشکوٰۃ (طاق) تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سینہ اور فانوس قلب مبارک ہے اور چراغ وہ نور ہے جو اللہ قدّوس نے اس میں رکھا ہے، وہ نہ شرقی ہے نہ غربی یعنی نہ یہودی ہے نہ نصرانی۔ یہ چمکتا ہے شجرہ مبارکہ یعنی حضرت ابراہیم علیہ السّلام سے۔ نور پر نور ہے یعنی نور قلب ابراہیم پر نور قلب محمّد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔

شمعِ دِل مشکوٰۃ تن سینہ زجاجہ نور کا
تیری صورت کیلئے آیا ہے، سورہ نور کا

(اعلیحضرت)

حضرت کعب اور ابنِ جبیر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: یہاں نورِ ثانی سے مراد حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور اللہ تعالیٰ کے اس فرمان "مَثَلُ نُوْرِہٖ" کے معنی یہ ہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نور کی مثال مراد ہے۔

سہل بن عبداللہ نے فرمایا کہ (اللہ نور السمٰوٰت والارض کا) معنی یہ ہے کہ اللہ آسمان و زمین والوں کو ہدایت دینے والا ہے۔ پھر فرمایا کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا مبارک نور جب اصلاب میں تھا تو اس کی مثال طاق کی طرح تھی جس کی صفت ایسی ہی تھی اور "اَلْمِصْبَاح" اور "الزُّجَاجَۃ" سے قلبِ اطہر و سینۂ اقدس مراد ہیں۔
علاوہ ازیں دیگر کثیر تفاسیرِ معتبرہ، جیسا کہ تفسیر خازن ص۳۲۱، تفسیر ابنِ جریر تفسیر درِ منثور ص۴۹، تفسیر معالم التنزیل جلد پنجم، اور دیگر کثیر کتب میں مذکور ہے کہ "مَثَلُ نُوْرِہٖ" سے مراد حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

○ تفسیر خازن میں ہے۔

وَقِیْلَ وَقَعَ ھٰذَا التَّمْثِیْلُ لِنُوْرِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لِکَعْبِ الْاَحْبَارِ اَخْبِرْنِیْ عَنْ قَوْلِہٖ تَعَالٰی مَثَلُ نُوْرِہٖ کَمِشْکٰوۃٍ قَالَ کَعْبٌ ھٰذَا مَثَلٌ ضَرَبَہُ اللّٰہُ لِنَبِیِّہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَالْمِشْکٰوۃُ صَدْرُہٗ وَالزُّجَاجَۃُ قَلْبُہٗ وَالْمِصْبَاحُ فِیْہِ النُّبُوَّۃُ تُوْقَدُ مِنْ شَجَرَۃٍ مُّبَارَکَۃٍ ھِیَ شَجَرَۃُ النُّبُوَّۃِ وَیَکَادُ نُوْرُ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاَمْرُہٗ یَتَبَیَّنُ لِلنَّاسِ وَلَوْ لَمْ یَتَکَلَّمْ بِہٖ اَنَّہٗ نَبِیٌّ کَمَا یَکَادُ ذٰلِکَ الزَّیْتُ یُضِیْٓءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْہُ النَّارُ۔ (تفسیر خازن ص۳۲۱)

اور کہا گیا ہے کہ یہ تمثیل نورِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے۔
حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ سے فرمایا: مجھے بتلاؤ کہ اس آیتِ کریمہ "مَثَلُ نُوْرِہٖ" میں کس نور کی مثال بیان

وَّنَذِيْرًا وَّ اَنْزَلَ عَلَىَّ الْفُرْقَانَ فِيْهِ تِبْيَانُ كُلِّ شَيْءٍ وَّجَعَلَ اُمَّتِيْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ وَجَعَلَ اُمَّتِيْ وَسَطًا وَجَعَلَ اُمَّتِيْ هُمُ الْاَوَّلُوْنَ وَالْاٰخِرُوْنَ وَشَرَحَ لِيْ صَدْرِيْ وَوَضَعَ عَنِّيْ وِزْرِيْ وَرَفَعَ لِيْ ذِكْرِيْ وَجَعَلَنِيْ فَاتِحًا وَّخَاتِمًا۔

سب تعریفیں اللہ قدوس کے لیے جس نے مجھے تمام جہانوں کیلئے پیکرِ رحمت بنا کر بھیجا اور تمام انسانوں کیلئے بشیر و نذیر بنا کر مبعوث فرمایا اور مجھ پر فرقان یعنی قرآن کریم نازل فرمایا جس میں ہر چیز کی وضاحت ہے اور میری امت کو تمام امتوں سے بہتر بنایا اور اسے لوگوں کی بھلائی کیلئے پیدا فرمایا اور میری امت کو وسط (مرکزی) امت بنایا اور میری امت ہی اول و آخر ہے۔ مجھے شرح صدر عطا فرمایا، میرا بوجھ مجھ سے اٹھا لیا۔ میرے ذکر کو میرے لیے بلند فرمایا اور مجھے فاتح اور خاتم (ختم نبوت کا تاجدار) بنایا۔

خطبۂ معراج کا بیانِ ذیشان کتنا حسین و دلنشین ہے، خطیب ساری کائنات سے اولیٰ، اعلیٰ و نرالا ہے اور انبیاء و رسل کا مجمع سننے والا ہے اور اس خطبۂ تحدیثِ نعمت میں دیگر کمالاتِ منفردہ اور اوصافِ عالیہ کے ساتھ یہ کمال بے مثال بھی مذکور ہے۔

" اَنْزَلَ عَلَىَّ الْفُرْقَانَ فِيْهِ تِبْيَانُ كُلِّ شَيْءٍ " کہ حق تعالیٰ نے مجھ پر وہ قرآن مجید اتارا کہ جس میں ہر شی کا واضح بیان ہے۔

مہرِ نیمروز سے بھی واضح ہوا کہ قرآن میں کلی علومِ ظاہری، باطنی موجود ہیں، تو جس ذاتِ والا پہ قرآن اترا ہو، خود رحمٰن نے سکھایا ہو، اس کے سینۂ پاک کی علمی عظمتوں، وسعتوں کا کون احاطہ و ادراک کر سکتا ہے۔

سینۂ اقدس کی علمی وسعتیں

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے :

○ مَا فَرَّطْنَا فِي الْكِتٰبِ مِنْ شَيْءٍ (الانعام۔۳۸)

اور ہم نے اس کتاب میں کچھ اٹھا نہ رکھا۔

○ مَا كَانَ حَدِيْثًا يُّفْتَرٰى وَلٰكِنْ تَصْدِيْقَ الَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ وَتَفْصِيْلَ كُلِّ شَيْءٍ (یوسف۔۱۱۱)

یہ (قرآن) کوئی بناوٹ کی بات نہیں لیکن اپنے سے اگلے کاموں کی تصدیق ہے اور ہر چیز کا مفصل بیان ہے۔

○ وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ (النحل۔۸۹)

اور ہم نے تم پر یہ قرآن اُتارا کہ ہر چیز کا روشن بیان ہے۔

ان قرآنی آیات مبارکہ سے واضح ہوا ہے کہ قرآن کریم میں ہر شئے کا روشن و تفصیلی بیان ہے۔ علوم و عرفان کے تمام خزائن اس میں موجود ہیں۔ تو جب قرآن کریم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب اطہر پر نازل ہوا تو لاریب آپ کا سینہ بے کینہ کل علوم ماکان و مایکون کا گنجینہ ہوا ——— اور اس شرف بے مثال کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبۂ معراج کی صورت میں شب اسریٰ، انبیاء کرام علیہم الصلوٰت والتسلیمات کے سامنے بطور تحدیث نعمت بیان فرمایا :

خطبۂ شب اسریٰ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اَرْسَلَنِيْ رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ وَكَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا

بِاَنْبَیَانِ عِلْمَ مَاکَانَ وَمَا یَکُوْنُ وَمَا ھُوَ کَائِنٌ۔

اور کہا گیا ہے کہ وہ انسانِ کامل محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور بیان سے مراد وہ علم ہے جو ہو چکا اور جو ہو رہا ہے اور جو ہونے والا ہے وہ سب ان کو سکھا دیا۔

تفسیر ضیاء القرآن میں اسی آیۂ کریمہ کے تحت ہے:

عَلَّمَ دو مفعولوں کی طرف متعدی ہوتا ہے یعنی کس کو سکھایا اور کیا سکھایا۔ یہاں دُوسرا مفعول تو ذکر کر دیا کہ قرآن کی تعلیم دی، لیکن پہلا مفعول کہ کس کو تعلیم دی، مذکور نہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ مفعول اتنا عیاں ہے کہ عدمِ ذکر کے باوجود کسی کو اِس کے بارے میں تردّد نہیں ہو سکتا اور وہ ذاتِ پاک محمدِ مصطفےٰ حبیب کبریا علیہ اطیب التحیۃ واجمل الثناء حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا علوم قرآنیہ سے جتنا کچھ حصہ کسی کو ملا وہ سب حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کے واسطہ سے ہے۔ اور اُسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم) کے طفیل ملا ہے۔

ذرا غور فرمائیے متعلم محمد بن عبد اللہ روحی وقلبی فداہ اور معلم خود خالقِ ارض وسما ہے۔ —— شاگرد مکہ کا اُمّی ہے، استاذ عالم الغیب والشہادۃ ہے —— اور پڑھایا کیا جا رہا ہے؟ قرآن! کون سا قرآن —— جو سراپا رحمت ہے —— جو مجسّم ہدایت ہے جو نورٌ علیٰ نور ہے —— جس کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ھٰذَا بَیَانٌ لِّلنَّاسِ وَھُدًی وَّمَوْعِظَۃٌ لِّلْمُتَّقِیْنَ جس کے بارے میں ارشادِ خداوندی ہے لَا رَطْبٍ وَّلَا یَابِسٍ اِلَّا فِیْ کِتَابٍ مُّبِیْنٍ۝ کوئی خشک وتر چیز ایسی نہیں جس کا ذکر اس کتاب مبین میں موجود نہ ہو —— اس تعلیم سے جو بحرِ بے پیدا کنار اس صدر منشرح میں موجزن ہوا، اس کا کون اندازہ لگا سکتا ہے۔

خلیفۃ اللہ فی الارض آدم علیہ السلام کے متعلق فرمایا عَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ کُلَّھَا

فرمان رب العالمین ہے:

اَلرَّحْمٰنُ ۝ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ ۝ خَلَقَ الْاِنْسَانَ ۝ عَلَّمَهُ الْبَیَانَ ۝

رحمٰن نے اپنے محبوب کو قرآن سکھایا، انسانیت کی جان محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو پیدا کیا، ماکان و مایکون کا بیان انہیں سکھایا۔

○ تفسیر خازن میں ہے:

وَقِیْلَ اَرَادَ بِالْاِنْسَانِ مُحَمَّدًا صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَلَّمَهُ الْبَیَانَ یَعْنِیْ بَیَانَ مَا یَکُوْنُ وَمَا کَانَ لِاَنَّهٗ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یُنَبِّئُ عَنْ خَبَرِ الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ وَعَنْ یَوْمِ الدِّیْنِ۔ (تفسیر خازن صفحہ ۲۰۸)

کہا گیا ہے کہ (یہاں) انسان سے مراد محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اور بیان سے مراد جو کچھ ہوگا اور جو کچھ ہوگیا، سب کا سب اللہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سکھا دیا کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اولین و آخرین اور قیامت کے دن کی خبریں دیتے ہیں۔

○ تفسیر معالم التنزیل میں ہے:

"خَلَقَ الْاِنْسَانَ" یَعْنِیْ مُحَمَّدًا صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ "عَلَّمَهُ الْبَیَانَ" یَعْنِیْ بَیَانَ مَا کَانَ وَمَا یَکُوْنُ لِاَنَّهٗ کَانَ یُبَیِّنُ عَنِ الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ وَعَنْ یَوْمِ الدِّیْنِ۔ (تفسیر البغوی المسمّٰی معالم التنزیل صفحہ ۲۴۸)

اللہ قدوس نے انسان یعنی محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کو پیدا فرمایا اور ان کو بیان یعنی جو کچھ ہو چکا ہے اور جو کچھ ہوگا سب کھا دیا ——— اس لیے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اوّلین و آخرین اور بدلے کے دن کے احوال بیان فرماتے ہیں۔

○ تفسیر صاوی علی الجلالین میں ہے:

وَقِیْلَ هُوَ مُحَمَّدٌ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لِاَنَّهُ الْاِنْسَانُ الْکَامِلُ وَالْمُرَادُ

تھے اور اللہ کا تم پر بڑا فضل ہے۔

اِس آیتِ کریمہ کے تحت تفسیرِ خازن میں ہے:

"وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ" يَعْنِي مِنْ اَحْكَامِ الشَّرْعِ وَاُمُورِ الدِّينِ وَقِيلَ عَلَّمَكَ مِنْ عِلْمِ الْغَيْبِ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ وَقِيلَ مَعْنَاهُ وَعَلَّمَكَ مِنْ خَفِيَّاتِ الْاُمُورِ وَاَطْلَعَكَ عَلٰى ضَمَائِرِ الْقُلُوبِ وَعَلَّمَكَ مِنْ اَحْوَالِ الْمُنَافِقِينَ وَكَيْدِهِمْ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ۔

(تفسیرِ خازن جلد اوّل ص ۴۲۹)

اور سکھا دیا آپ کو جو آپ نہ جانتے تھے، یعنی احکامِ شریعت اور امورِ دین، اور کہا گیا ہے کہ آپ کو سکھا دیا اس علمِ غیب سے جس کو آپ نہیں جانتے تھے اور کہا گیا ہے کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ آپ کو امورِ مخفیہ (چھپی ہوئی چیزیں) دلوں کے راز، منافقین کے احوال اور اُن کی مکاریاں جو آپ کے علم میں نہ تھیں، سب کا علم عطا فرما دیا۔

علمِ نبوی پر طعن منافقوں کا طریقہ ہے:

تفسیرِ خازن میں یہ حدیث شریف لائی گئی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:—

عُرِضَتْ عَلَيَّ اُمَّتِيْ فِيْ صُوَرِهَا فِي الطِّيْنِ كَمَا عُرِضَتْ عَلٰى اٰدَمَ عَلَيْهِ السَّلَام وَاُعْلِمْتُ مَنْ يُّؤْمِنُ بِيْ وَمَنْ يَّكْفُرُ بِيْ فَبَلَغَ ذٰلِكَ الْمُنَافِقِيْنَ فَقَالُوا اسْتِهْزَاءً زَعَمَ مُحَمَّدٌ اَنَّهٗ يَعْلَمُ مَنْ يُّؤْمِنُ بِهٖ وَمَنْ يَّكْفُرُ مِمَّنْ لَّمْ يُخْلَقْ بَعْدُ وَنَحْنُ مَعَهٗ وَمَا يَعْرِفُنَا فَبَلَغَ ذٰلِكَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَامَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ مَا بَالُ اَقْوَامٍ

اور خلیفۃ اللہ فی العالم کے بارے میں فرمایا: عَلَّمَ الْقُرْاٰن.........

؏ ببیں تفاوت راہ از کجا است تا بکجا !

۳ اس سے نعمتِ ایجاد کا ذکر ہو رہا ہے، یہاں انسان سے مراد نوعِ انسانی ہے۔

بعض علماء کا خیال ہے کہ اس سے مراد حضرت آدم علیہ السلام ہیں۔ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بھی منقول ہے کہ الانسان سے مراد حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ اَیْضًا وَابن کیسان، اَلْاِنْسَانُ هٰهُنَا یُرَادُ بِهٖ مُحَمَّدٌ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ۔ (قرطبی)

علامہ پانی پتی لکھتے ہیں: جَازَ اَنْ یُّقَالَ خَلَقَ الْاِنْسَانَ یَعْنِیْ مُحَمَّدًا صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَلَّمَهُ الْبَیَانَ یَعْنِی الْقُرْاٰنَ فِیْهِ بَیَانُ مَا كَانَ وَمَا سَیَكُوْنُ مِنَ الْاَزَلِ اِلَی الْاَبَدِ۔

یعنی یہ درست ہے کہ یہاں انسان سے مراد محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم ہوں اور "عَلَّمَهُ الْبَیَان" سے قرآن مراد ہو جس میں 'مَا كَانَ وَمَا یَكُوْن'، جو کچھ ہو چکا اور جو کچھ ہو رہا ہے ازل سے ابد تک کا بیان ہے۔

(ضیاء القرآن جلد پنجم صفحہ ۶۵-۶۶)

اس آیۂ کریمہ اور ان تفاسیر سے واضح ہوا کہ جو کچھ ہو چکا اور جو کچھ ہو رہا ہے اور جو کچھ ہوگا، اللہ تعالیٰ نے سب کا علم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا فرمایا ہے تبھی تو اللہ کریم ارشاد فرماتا ہے۔

○ وَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَیْكَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ ؕ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَیْكَ عَظِیْمًا ○ (النساء-۱۱۳)

اور اللہ نے تم پر کتاب اور حکمت اتاری اور تمہیں سکھا دیا جو کچھ تم نہ جانتے

دستِ قدرت کی ٹھنڈک

حضرت عبدالرحمٰن بن عائش رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: رَاَیْتُ رَبِّیْ عَزَّوَجَلَّ فِیْ اَحْسَنِ صُوْرَةٍ قَالَ فِیْمَ یَخْتَصِمُ الْمَلَاُ الْاَعْلٰی ؛ قُلْتُ اَنْتَ اَعْلَمُ قَالَ فَوَضَعَ کَفَّهٗ بَیْنَ کَتِفَیَّ فَوَجَدْتُ بَرْدَھَا بَیْنَ ثَدْیَیَّ فَعَلِمْتُ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ وَتَلَا " وَكَذٰلِكَ نُرِیْٓ اِبْرٰهِیْمَ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلِیَكُوْنَ مِنَ الْمُوْقِنِیْنَ۔

(مشکوٰۃ صہ ۶۹)

میں نے اپنے رب کریم عزوجل کو احسن صورت میں دیکھا، رب تعالیٰ نے فرمایا: (اے محبوب) ملائکہ مقربین کس بات میں جھگڑا کرتے ہیں ؟ میں نے عرض کی۔ (اے رب کریم) تو ہی خوب جانتا ہے۔ آپ فرماتے ہیں —— پھر رب کریم نے اپنی قدرت و رحمت کا ہاتھ میرے دونوں شانوں کے درمیان رکھا تو میں نے اس کے وصول فیض کی ٹھنڈک اپنی دونوں چھاتیوں کے درمیان پائی، پس مجھے ان تمام چیزوں کا علم ہوگیا جو آسمانوں اور زمینوں میں تھیں۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مناسبت سے یہ آیت تلاوت فرمائی۔ " وَكَذٰلِكَ نُرِیْٓ اِبْرٰهِیْمَ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلِیَكُوْنَ مِنَ الْمُوْقِنِیْنَ " [1]

شیخ محقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ العزیز اسی حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں: فَعَلِمْتُ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ، پس دانستم ہر چہ در آسمانہا و ہر چہ در زمین بود عبارت است از حصول تمامہ علوم جزوی و کلی

---

[1] (ترجمہ) اور اسی طرح ہم ابراہیم کو دکھاتے ہیں ساری بادشاہی آسمانوں اور زمین کی، اور اس لیے کہ وہ عین الیقین والوں میں ہو جائے۔ (الانعام - ۷۵)

طَعَنُوْا فِیْ عِلْمِیْ لَا تَسْئَلُوْنِیْ عَنْ شَیْءٍ فِیْمَا بَیْنَکُمْ وَبَیْنَ السَّاعَۃِ اِلَّا نَبَّأْتُکُمْ بِہٖ ...... (تفسیر خازن جلد اوّل صفحہ ۳۲۸)

کہ مجھ پر میری امّت اپنی خاکی صورتوں میں پیش کی گئی جیسا کہ آدم علیہ السّلام پر پیش کی گئی تھی اور مجھے علم دیا کہ کون مجھ پر ایمان لائے گا اور کون میرا انکار کریگا پس جب یہ خبر منافقوں کو پہنچی تو انہوں نے تمسخر اڑاتے ہوئے علمِ غیب نبوی پر چہ میگوئیاں کیں کہ محمد کا خیال ہے کہ وہ اپنی ذات پر ایمان لانیوالوں اور منکروں کو بھی جو کہ ابھی پیدا نہیں ہوئے جانتا ہے اور حال یہ ہے کہ ہم اس کے ساتھ ہیں ہمیں نہیں جانتا ——— منافقوں کی یہ بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچی تو آپ منبر پر کھڑے ہوتے اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کے بعد فرمایا: مَا بَالُ اَقْوَامٍ طَعَنُوْا فِیْ عِلْمِیْ؟ کیا حال ہے اُن قوموں کا جنہوں نے میرے علم میں طعن کیا ہے؟ ——— اور پھر آپ نے فرمایا، جو تمہارا دل چاہے مجھ سے سوال کر دو۔ اب سے لیکر قیامت تک (کے احوال و واقعات) کے بارے جو بھی مجھ سے پوچھوگے میں تمہیں بتا دوں گا ——— چنانچہ ایک شخص نے کھڑے ہو کر کہا: میرا باپ کون ہے؟ آپ نے بتا دیا ——— تو ——— حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر رَضِیْنَا بِاللّٰہِ رَبًّا وَّبِالْاِسْلَامِ دِیْنًا وَّبِالْقُرْاٰنِ اِمَامًا وَّبِکَ نَبِیًّا۔ پڑھکر معافی طلب کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ فرماتے ہوئے منبر سے نیچے تشریف لائے کہ فَھَلْ اَنْتُمْ مُنْتَھُوْنَ، فَھَلْ اَنْتُمْ مُنْتَھُوْنَ؟ کیا تم باز نہیں آؤ گے، کیا تم باز نہیں آؤ گے؟

؎ جس کا قدرت نے شرحِ صدر کر دیا ○ دو جہانوں کو تحت الامر کر دیا
بخش کر علمِ کان یکون آپ کو ○ ہر امرِ غیبی زیرِ نظر کر دیا
(فقیر عثمانی)

جانتے ہیں بعض چیزوں کو میں بھول گیا تھا۔ پھر ان میں سے کسی کو دیکھتا ہوں تو وہ یاد آجاتی ہیں۔ جس طرح کوئی شخص کسی کا چہرہ دیکھ کر اس کے غائب ہونے پر اُسے بھول جاتا ہے اور جب وہ سامنے آتا ہے تو اسے پہچان لیتا ہے۔

○ عَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ وَاللهِ مَا أَدْرِي أَنَسِيَ أَصْحَابِي أَمْ تَنَاسَوْا وَاللهِ مَا تَرَكَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ قَائِدِ فِتْنَةٍ إِلَى أَنْ تَنْقَضِيَ الدُّنْيَا يَبْلُغُ مَنْ مَعَهُ ثَلٰثَ مِائَةٍ فَصَاعِدًا إِلَّا قَدْ سَمَّاهُ لَنَا بِاسْمِهِ وَاسْمِ أَبِيهِ وَاسْمِ قَبِيلَتِهِ ۔ (رواہ ابوداؤد مشکوٰۃ ص۴۶۳)

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں، خدا کی قسم میں نہیں جانتا کہ میرے دوست بھول گئے یا بھول جانا ظاہر کرتے ہیں (آج سے) دنیا کے ختم ہونے تک جتنے فتنہ انگیز پیدا ہونگے جن کے ساتھیوں کی تعداد تین سو زیادہ ہوگی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں اُن کا نام، ان کے باپ کا نام اور اُن کے خاندان کا نام (سب کچھ) بتادیا۔

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

○ لَقَدْ تَرَكَنَا مُحَمَّدٌ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا يُحَرِّكُ طَائِرٌ جَنَاحَيْهِ فِي السَّمَاءِ إِلَّا أَذْكَرَنَا مِنْهُ عِلْمًا۔ (مسند احمد بن حنبل ص۱۹۱ ج۲)

کہ بلاشبہ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے اس حال میں مفارقت فرمائی کہ آسمان کی بلندیوں میں اپنے دونوں بازو ہلاتا کوئی پرندہ ایسا نہیں مگر آپ نے ہم سے اُس کا بھی ذکر فرمادیا ہے۔

و احاطہ آں ———— (اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ صہ ۲۲۳ ج ۱)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پس میں نے جان لیا جو کچھ آسمانوں میں اور جو کچھ زمینوں میں ہے۔ یہ عبارت ہے تمام علوم جزوی و کلی کے حاصل ہونے اور اُن کے احاطہ کرنے کی۔

مَاکَانَ وَمَایَکُوْنُ کے مُطَّلَع و مُطَّلِع

جب رحمٰن کریم نے اپنی قدرتِ کاملہ کے شایانِ شان حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا شرحِ صدر فرما دیا، کل علوم و معارف کا مخزن قرآن کریم از خود محبوب مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو سکھایا تو آپ بفضل اللہ تعالیٰ کل امورِ مخفیہ اور علومِ غیبیہ کے مُطَّلَع ٹھہرے اور باذنہٖ تعالیٰ اُن مخفی امور و علوم میں سے جس قدر اللہ قدوس نے چاہا آپ نے بتایا ہے۔

عَنْ حُذَیْفَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَامَ فِیْنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَقَامًا مَا تَرَكَ شَیْئًا یَکُوْنُ فِیْ مَقَامِہٖ ذَالِكَ اِلٰی قِیَامِ السَّاعَةِ اِلَّا حَدَّثَ بِہٖ حَفِظَہٗ مَنْ حَفِظَہٗ وَ نَسِیَہٗ مَنْ نَسِیَہٗ قَدْ عَلِمَہٗ اَصْحَابِیْ هٰؤُلَاءِ وَ اِنَّہٗ لَیَکُوْنُ مِنْہُ الشَّیْئُ قَدْ نَسِیْتُہٗ فَاَرَاہُ فَاَذْکُرُہٗ کَمَا یَذْکُرُ الرَّجُلُ وَجْہَ الرَّجُلِ اِذَا غَابَ عَنْہُ ثُمَّ اِذَا رَاٰہُ عَرَفَہٗ۔

(مسلم شریف جلد دوم صہ ۳۹۰)

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے سامنے کھڑے ہوئے اور آپ نے اس وقت سے لے کر قیامت تک ہونے والی تمام چیزوں کو بیان کر دیا، جس نے اُن کو یاد رکھا اس نے یاد رکھا اور جس نے ان کو بھلا دیا اس نے بھلا دیا۔ اس واقعہ کو میرے یہ اصحاب

کی تصدیق فرمائی۔

سبحان اللہ وبحمدہ ! جب جنگلوں کے درندے یہ عرفان و پہچان رکھتے ہیں کہ آپ کے ماکان و مایکون والے علم و اعلام کا اعلان کرتے ہیں تو پھر انسان مسلمان یہی عقیدہ اپنا کر مشرک کس طرح ہو جائے گا۔ فیاللعجب !

۵ ہر گھڑی نام لے اپنی سرکار کا ○ تو نیازی مدینے کے غمخوار کا
بن جا سائل محمد ﷺ کے دربار کا ○ پھر یہ تیرے ہیں شام و سحر آج بھی

خلفاء کے باپ کو لے جا

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا: کہ مجھ سے میری والدہ حضرت اُمّ الفضل رضی اللہ عنہا نے حدیث بیان کی:

مَرَرْتُ بِالنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّكِ حَامِلٌ بِغُلَامٍ فَاِذَا وَلَدْتِیْهِ فَأْتِیْنِیْ بِهٖ قَالَتْ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اَنّٰی لِیْ ذَالِكَ وَقَدْ تَحَالَفَتْ قُرَیْشٌ اَنْ لَا یَأْتُوا النِّسَاءَ قَالَ هُوَ مَا اَخْبَرْتُكِ قَالَتْ فَلَمَّا وَلَدْتُّهٗ اَتَیْتُهٗ فَاَذَّنَ فِیْ اُذُنِهِ الْیُمْنٰی وَاَقَامَ فِی الْیُسْرٰی وَاَلْهَاهُ مِنْ رِّیْقِهٖ وَسَمَّاهُ عَبْدَ اللّٰہِ وَقَالَ اذْهَبِیْ بِاَبِی الْخُلَفَاءِ، فَاَخْبَرْتُ الْعَبَّاسَ فَاَتَاهُ فَذَكَرَ لَهٗ فَقَالَ هُوَ مَا اَخْبَرْتُهَا هٰذَا اَبُو الْخُلَفَاءِ حَتّٰی یَكُوْنَ مِنْهُمُ السَّفَّاحُ حَتّٰی یَكُوْنَ مِنْهُمُ الْمَهْدِیُّ۔ (دلائل النبوۃ۔ الدولۃ المکیۃ صـ۱۵۳)

میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے سے گزری۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، تو حاملہ ہے اور تیرے ہاں لڑکا پیدا ہونے والا ہے۔ جب وہ پیدا ہو تو اُسے میرے پاس لانا۔ اُمّ الفضل نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میرے حمل کہاں؟ حالانکہ قریش نے قسمیں کھائی ہیں کہ وہ عورتوں کے پاس نہیں جائیں گے۔ فرمایا:

بھیڑیے کا اعلانِ حق کرنا

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ قَالَ جَاءَ ذِئْبٌ اِلٰى رَاعِیْ غَنَمٍ فَاَخَذَ مِنْهَا شَاةً فَطَلَبَهُ الرَّاعِیْ حَتّٰى انْتَزَعَهَا مِنْهُ قَالَ فَصَعِدَ الذِّئْبُ عَلٰى تَلٍّ فَاَقْعٰى وَاسْتَثْفَرَ وَقَالَ قَدْ عَمَدْتُّ اِلٰى رِزْقٍ رَزَقَنِيْهِ اللهُ اَخَذْتُهٗ ثُمَّ انْتَزَعْتَهٗ مِنِّیْ فَقَالَ الرَّجُلُ تَاللهِ اِنْ رَاَيْتُ كَالْيَوْمِ ذِئْبٌ يَّتَكَلَّمُ فَقَالَ الذِّئْبُ اَعْجَبُ مِنْ هٰذَا رَجُلٌ فِی النَّخَلَاتِ بَيْنَ الْحَرَّتَيْنِ يُخْبِرُكُمْ بِمَا مَضٰى وَمَا هُوَ كَائِنٌ بَعْدَكُمْ قَالَ فَكَانَ الرَّجُلُ يَهُوْدِيًّا فَجَاءَ اِلَى النَّبِیِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرَهٗ وَاَسْلَمَ فَصَدَّقَهُ النَّبِیُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ (مشکوٰۃ ص۵۴۲)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک بھیڑیا بکریوں کے چرواہے کی طرف آیا۔ پس اُس کے ریوڑ سے ایک بکری کو اس نے پکڑ لیا۔ چرواہے نے اس کا پیچھا کیا۔ یہاں تک کہ بکری اس سے چھڑالی۔ راوی کہتے ہیں پھر وہ بھیڑیا ایک ٹیلے پر چڑھ کر اپنی دُم پر بیٹھ گیا اور بولا کہ میں نے اپنے رزق کا قصد کیا تھا۔ جو مجھ کو خدا تعالیٰ نے دیا۔ میں نے اس رزق کو حاصل کر لیا تھا پھر تو نے وہ رزق مجھ سے چھین لیا۔ چرواہے نے کہا خدا کی قسم (امر عجیب ہے) کہ میں نے آج کی مثل کبھی نہیں دیکھا کہ (انسان کی طرح) بھیڑیا بولتا ہو —— بھیڑیے نے کہا اس سے بھی عجیب تر معاملہ ہے اُس شخص (حضور صلی اللہ علیہ وسلم) کا جو دو سنگستانوں کے درمیانی نخلستان میں تشریف فرما کر تمہیں خبریں دیتے ہیں جو کچھ گزر چکا ہے اس کی بھی اور جو کچھ (آئندہ) تمہارے بعد ہونے والا ہے اس کی بھی، —— راوی کہتے ہیں وہ چرواہا یہودی تھا۔ بھیڑیے سے یہ سُن کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور واقعہ بیان کیا اور اسلام لایا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس خبر

جب قبیلہ ہوازن کا وفد رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا تو رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے مالک بن عوف کے بارے میں پوچھا کہ اس نے کیا کیا؟ انہوں نے کہا کہ وہ (اِس وقت) طائف میں قبیلہ ثقیف کے ساتھ مقیم ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ اُسے (میری طرف سے) بتاؤ کہ اگر وہ مسلمان ہو کر میرے پاس آجائے تو میں اس کے اہل وعیال اور مال مویشی واپس کر دوں گا۔ اور مزید برآں اُسے ایک سو اونٹ عطا کروں گا۔

مالک بن عوف کو جب (رحمتِ دوعالم کی اس کریمانہ پیشکش کا) یہ پیغام پہنچا تو وہ چپکے سے بنو ثقیف سے کھسکا اور کسی طرح مقامِ جعرانہ یا مکۂ مکرمہ میں بارگاہِ رسالت مآب میں حاضر ہوا، اور اسلام قبول کیا۔ اور اُس کا اسلام خوب رہا۔

پھر رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے اہل وعیال اور مال اُسے واپس کر دیئے اور مزید برآں اُسے سو اونٹ عطا فرمائے۔ تو جب اُس نے حضور سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اندازِ جود وسخا اور کرم نوازیوں کے جلوے دیکھے تو اُس نے اپنے قلبی جذبات و احساسات کو اِن شعروں میں بیان کیا۔

(ترجمۂ اشعار) ۱: تمام لوگوں میں محمدِ عربی (صلی اللہ علیہ وسلم) کا مثل نہ میں نے دیکھا ہے اور نہ سُنا ہے۔

۲: آپ بہت زیادہ وفا کرنے والے ہیں اور جب کوئی آپ سے طلبِ حاجت کرے تو آپ اُسے بڑی عطاؤں سے نوازتے ہیں۔

اور جب تو چاہے تو وہ تجھے آنے والے کل میں وقوع پذیر ہونے والے واقعات یعنی غیبی خبروں) سے آگاہ کر دیتے ہیں۔

۳: اور جب کوئی لشکر کا دستہ اپنے دانتوں کو طاقتور نیزے اور ہندی تلوار سے مضبوط کر لیتا ہے۔

بات وہی ہے جو ہم نے تم سے ارشاد فرمائی۔ اُمّ الفضل رضی اللہ عنہا کہتی ہیں جب لڑکا پیدا ہوا۔ میں (اسے لے کر) خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بچے کے داہنے کان میں اذان اور بائیں میں اقامت فرمائی اور اپنا لعابِ دہن اس کے منہ میں ڈالا اور اس کا نام عبداللہ رکھا اور فرمایا: خلفاء کے باپ کو لے جا۔ میں نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد بیان کیا۔ وہ خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ اُمّ الفضل نے ایسے کہا! فرمایا: بات وہی ہے جو ہم نے اُن سے کہی، یہ خلیفوں کا باپ ہے۔ یہاں تک کہ ان میں سے سفاح ہوگا۔ یہاں تک کہ ان میں سے مہدی ہوگا۔

حضرت مالک بن عوف رضی اللہ عنہ کے اشعار

قَالَ ابْنُ إِسْحَاقَ: وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، لِوَفْدِ هَوَازِنَ وَسَأَلَهُمْ عَنْ مَالِكِ ابْنِ عَوْفٍ: مَا فَعَلَ؟ قَالُوْا هُوَ بِالطَّائِفِ مَعَ ثَقِيْفٍ، فَقَالَ أَخْبِرُوْهُ إِنَّهُ إِنْ أَتَانِيْ مُسْلِمًا رَدَدْتُ إِلَيْهِ أَهْلَهُ وَمَالَهُ وَأَعْطَيْتُهُ مِائَةً مِنَ الْإِبِلِ فَلَمَّا بَلَغَ ذَالِكَ مَالِكًا انْسَلَّ مِنْ ثَقِيْفٍ حَتّٰى أَتٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ بِالْجِعْرَانَةِ أَوْ بِمَكَّةَ فَأَسْلَمَ وَحَسُنَ إِسْلَامُهُ فَرَدَّ عَلَيْهِ أَهْلَهُ وَمَالَهُ وَلَمَّا أَعْطَاهُ مِائَةً قَالَ مَالِكُ بْنُ عَوْفٍ رضی اللہ عنہ

مَا إِنْ رَأَيْتُ وَلَا سَمِعْتُ بِمِثْلِهِ ① فِي النَّاسِ كُلِّهِمْ بِمِثْلِ مُحَمَّدِ

وَأَوْفٰى وَأَعْطٰى لِلْجَزِيْلِ إِذَا اجْتُدِيْ ② وَمَتٰى تَشَأْ يُخْبِرْكَ عَمَّا فِيْ غَدِ

وَإِذَا الْكَتِيْبَةُ عَرَّدَتْ أَنْيَابُهَا ③ بِالسَّمْهَرِيِّ وَضَرْبِ كُلِّ مُهَنَّدِ

فَكَأَنَّهُ لَيْثٌ عَلٰى أَشْبَالِهِ ④ وَسْطَ الْهَبَاءَةِ خَادِرٌ فِيْ مَرْصَدِ [1]

---

[1] السیرۃ النبویہ لابن الکثیر صـ ۶۸۳/۳، الاصابہ فی تمییز الصحابہ صـ ۳۵۲/۳

بات وہی ہے جو ہم نے تم سے ارشاد فرمائی۔ امّ الفضل رضی اللہ عنہا کہتی ہیں جب لڑکا پیدا ہوا۔ میں (اسے لے کر) خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلّم نے بچے کے داہنے کان میں اذان اور بائیں میں اقامت فرمائی اور اپنا لعابِ دہن اس کے مُنہ میں ڈالا اور اس کا نام عبداللہ رکھا اور فرمایا: خلفاء کے باپ کو لے جا۔ میں نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کا ارشاد بیان کیا۔ وہ خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ امّ الفضل نے ایسے کہا! فرمایا: بات وہی ہے جو ہم نے اُن سے کہی، یہ خلیفوں کا باپ ہے۔ یہاں تک کہ ان میں سے سفاح ہوگا۔ یہاں تک کہ ان میں سے مہدی ہوگا۔

حضرت مالک بن عوف رضی اللہ عنہ کے اشعار

قَالَ ابْنُ اِسْحَاقَ: وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم، لِوَفْدِ ھَوَازِنَ وَسَاَلَھُمْ عَنْ مَالِکِ ابْنِ عَوْفٍ: مَا فَعَلَ؟ قَالُوْا ھُوَ بِالطَّائِفِ مَعَ ثَقِیْفٍ، فَقَالَ اَخْبِرُوْہُ اِنَّہٗ اِنْ اَتَانِیْ مُسْلِمًا رَدَدْتُّ اِلَیْہِ اَھْلَہٗ وَمَالَہٗ وَاَعْطَیْتُہٗ مِائَۃً مِنَ الْاِبِلِ فَلَمَّا بَلَغَ ذَالِکَ مَالِکًا اِنْسَلَّ مِنْ ثَقِیْفٍ حَتّٰی اَتٰی رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم وَھُوَ بِالْجِعْرَانَۃِ اَوْ بِمَکَّۃَ فَاَسْلَمَ وَحَسُنَ اِسْلَامُہٗ فَرَدَّ عَلَیْہِ اَھْلَہٗ وَمَالَہٗ وَلَمَّا اَعْطَاہُ مِائَۃً قَالَ مَالِکُ بْنُ عَوْفٍ رضی اللہ عنہ

(۱) مَا اِنْ رَاَیْتُ وَلَا سَمِعْتُ بِمِثْلِہٖ ۔ فِی النَّاسِ کُلِّھِمْ بِمِثْلِ مُحَمَّدٍ

(۲) اَوْفٰی وَاَعْطٰی لِلْجَزِیْلِ اِذَا اجْتُدٰی ۔ وَمَتٰی تَشَاْ یُخْبِرْکَ عَمَّا فِیْ غَدٍ

(۳) وَاِذَا الْکَتِیْبَۃُ عَرَّدَتْ اَنْیَابُھَا ۔ بِالسَّمْھَرِیِّ وَضَرْبِ کُلِّ مُھَنَّدٍ

(۴) فَکَاَنَّہٗ لَیْثٌ عَلٰی اَشْبَالِہٖ ۔ وَسْطَ الْھَبَاءَۃِ خَادِرٌ فِیْ مَرْصَدٍ[لہ]

لہ السیرۃ النبویہ لابن الکثیر صہ ۶۸۳/۳ ، الاصابہ فی تمییز الصحابہ صہ ۳۵۲/۳

ہم جانتے ہیں تجھے ہمارے پاس کون لایا ؟

حضرت سواد بن قارب رضی اللہ عنہ کے قبولِ اسلام کا واقعہ کتب میں تفصیل کے ساتھ مذکور ہے۔ ہم اختصار کیساتھ پیش کرتے ہیں۔

حضرت سواد بن قارب رضی اللہ عنہ، کی مدینہ منورہ، مسجد نبوی میں آمد پر کسی نے امیر المومنین حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ، کی خدمت میں عرض کیا کہ یہ سواد بن قارب ہے۔ یمن سے تعلق رکھتا ہے یہی وہ شخص ہے جسے اس کے جن نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور سے مطلع کیا تھا۔

چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ، نے اسے بلا کر اس سے واقعہ سننا چاہا تو اس نے بتایا کہ میرے پاس ایک جن آتا تھا۔ ایک دن میں نیم خوابی میں تھا کہ میرے جن نے آکر مجھے پاؤں سے ٹھوکر لگاتے ہوئے کہا : اے سواد بن قارب ! اٹھو اور اگر سمجھ دار ہو تو سمجھو، بے شک لوی بن غالب (کے خاندان) سے ایک رسول ظاہر ہوا ہے جو صرف اور صرف ایک خدا کی عبادت کا حکم دیتا ہے۔

پھر وہ کہنے لگا :

عَجِبْتُ لِلْجِنِّ وَ تَجْسَاسِهَا ○ وَ شَدِّهَا الْعِيْسَ بِاَحْلَاسِهَا

مجھے جنوں پر تعجب ہے کہ ایک گم گشتہ چیز کی تلاش میں اونٹوں پر کجاوے کس رہے ہیں۔

تَهْوِیْ اِلٰی مَكَّةَ تَبْغِی الْهُدٰی ○ مَا خَيْرُ الْجِنِّ كَاَنْجَاسِهَا

طلب ہدایت کیلئے سوئے مکہ گامزن ہیں۔ اچھے جن پلیدوں جیسے نہیں ہوسکتے

فَارْحَلْ اِلَى الصَّفْوَةِ مِنْ هَاشِمٍ ○ وَاسْمُ بِعَيْنَيْكَ اِلٰی رَأْسِهَا

تو تم بھی بنو ہاشم کے پاک سیرت رسول کیطرف سفر کرو۔ اور اپنی آنکھوں سے

۴: تو حضور سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم اس شیر کی مانند ہوتے ہیں جو اپنے کچھار میں بیٹھا ہوا اور غبار میں لپٹا ہوا اپنے بچوں کی حفاظت کر رہا ہوتا ہے۔

قارئینِ کرام: یہ ہے صحابہ کرام کا عقیدہ اور کیسا ایمان افروز اظہارِ حقیقت ہے۔ خصوصاً دوسرے شعر میں کس قدر کھلے الفاظ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا صاحبِ عطا و حاجت روا ہونا مذکور ہے۔ اور اسی شعر کے دوسرے مصرعے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے غیبی خبریں دینے کی شان کا یوں اظہار ہے کہ "جب تو چاہے یعنی رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی چاہت تو ورا الورٰی ہے، جب تو چاہے تو، عالم ما کان و ما یکون حضور نبیٔ مکرم صلی اللہ علیہ وسلم آنے والے وقت میں واقع ہونے والے احوال تجھ پر ظاہر فرما دیں گے۔

اظہارِ اخبارِ غیب کے ساتھ ساتھ اس شعر سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حاجت روا ہونا بھی مہرِ نیم روز کی طرح واضح ہے۔

اَوْفٰی وَاَعْطٰی لِلْجَزِیْلِ اِذَا اجْتُدِیْ ——— لفظِ اجْتُدِیْ کا معنی "المنجد" سے ملاحظہ ہو "اِجْتَدٰی وَاسْتَجْدٰی فُلَانًا" کسی سے حاجت طلب کرنا اور عطیہ اور بخشش مانگنا۔ (المنجد ص ۱۳۹)

حضرت مالک بن عوف رضی اللہ عنہ کے عربی شعر کا امام اہلسنت نے اردو میں ترجمہ کر دیا۔

ے کون دیتا ہے دینے کو منہ چاہیئے ○ دینے والا ہے سچا ہمارا نبی

ے میرے کریم سے گر قطرہ کسی نے مانگا ○ دریا بہا دیتے ہیں دُر بے بہا دیئے ہیں

ے کریم ایسا ملا کہ جس کے کھلے ہیں ہاتھ اور بھرے خزانے
بتاؤ! اے مفلسو، کہ پھر کیوں تمہارا دل اضطراب میں ہے؟

✪✪✪✪✪✪✪

فرما دیجیئے۔ ہم اس پر عمل کریں گے خواہ اس کی دشواری سے جوان بوڑھے ہو جائیں۔

وَكُنْ لِي شَفِيعًا يَوْمَ لَا ذُو شَفَاعَةٍ ○ سِوَاكَ بِمُغْنٍ عَنْ سَوَادِ بْنِ قَارِبِ

(ترجمہ) اور جس دن آپ کے سوا کوئی شفاعت کرنے والا سواد بن قارب کو نہ بچا سکے گا اس دن آپ میری شفاعت فرما دیجیئے۔

(دلائل النبوۃ لابی نعیم، خصائص کبریٰ صفحہ ۱/۱۷۱)

سبحان اللہ! کیسا پیارا عقیدہ ہے کہ یا رسول اللہ! آپ ہر ایک غائب پر مامون ہیں۔ یعنی اللہ قدوس نے کل مخفی احوال و غیبی اسرار آپ کی سپرد کر دیئے ہیں

○ حضرت امام شرف الدین بوصیری رحمۃ اللہ علیہ قصیدہ بردہ میں لکھتے ہیں:

فَإِنَّ مِنْ جُوْدِكَ الدُّنْيَا وَضَرَّتَهَا
وَمِنْ عُلُوْمِكَ عِلْمَ اللَّوْحِ وَالْقَلَمِ

یا رسول اللہ! بے شک دنیا و آخرت آپ کی بخشش سے ہیں اور لوح محفوظ اور قلم کا علم آپ کے علوم میں سے ایک علم ہے۔ (قصیدہ بردہ شریف)

اس شعر کے تحت امام ملا علی قاری شرح قصیدہ بردہ میں فرماتے ہیں:

وَعِلْمُهُمَا يَكُوْنُ نَهْرًا مِنْ بُحُوْرِ عِلْمِهٖ وَحَرْفًا مِنْ سُطُوْرِ عِلْمِهٖ ——— اور لوح و قلم آپ کے علم کے دریاؤں میں سے ایک نہر اور آپ کے علم کی سطروں میں سے ایک حرف ہے۔

حضرت علامہ سلیمان جمل رحمۃ اللہ علیہ فتوحات احمدیہ میں فرماتے ہیں:

وَسِعَ عِلْمُهٗ عُلُوْمَ الْعٰلَمِيْنَ الْاِنْسِ وَالْجِنِّ وَالْمَلَائِكَةِ لِاَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى اَطْلَعَهٗ عَلَى الْعَالَمِ كُلِّهٖ فَعَلِمَ عِلْمَ الْاَوَّلِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ وَمَا كَانَ وَمَا يَكُوْنُ۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا علم تمام جہانوں جن و انس

اس کے سر کی طرف بلندی چاہو۔

سواد بن قارب کہتے ہیں میں نے سُنی اَن سُنی کی اور کہا جاؤ سونے دو۔ اسی طرح دوسری اور تیسری رات پھر آیا اور اسی طرح کہتا رہا تو اب میرے دل میں اسلام کی طرف میلان پیدا ہوا۔

فَانْطَلَقْتُ حَتّٰی اَتَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم فَلَمَّا رَاٰنِیْ قَالَ: مَرْحَبًا بِكَ یَا سَوَادَ بْنَ قَارِبٍ قَدْ عَلِمْنَا مَا جَاءَ بِكَ۔

پس میں نے رختِ سفر باندھا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ پاک میں حاضر ہوا۔ جب آپ نے مجھے دیکھا تو مرحبا فرمایا۔ اور ارشاد فرمایا:

اے سواد بن قارب جو شئے تم کو لائی ہے ہم اسے جانتے ہیں۔

الغرض: سواد بن قارب دولتِ ایمان سے مالامال ہوئے اور عرض کیا:

یارسول اللہ! میں نے کچھ شعر کہے ہیں، مجھ سے سن لیجئے۔

حضرت سواد بن قارب رضی اللہ عنہ کے اشعار میں سے چند شعر یہ ہیں۔

فَاَشْهَدُ اَنَّ اللّٰہَ لَا رَبَّ غَیْرُہٗ ○ وَاَنَّكَ مَاْمُوْنٌ عَلٰی كُلِّ غَائِبٖ

(ترجمہ) میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی پروردگار نہیں اور آپ ہر ایک غائب (چھپی ہوئی چیز جنت، دوزخ، حشر و نشر یعنی کل غیبی احوال) پر امینِ صادق ہیں۔

وَاَنَّكَ اَدْنَی الْمُرْسَلِیْنَ شَفَاعَةً ○ اِلَی اللّٰہِ یَا ابْنَ الْاَكْرَمِیْنَ الْاَطَائِبِ

(ترجمہ) اور آپ ازروئے شفاعت تمام انبیاء کرام میں زیادہ قربِ خداوندی والے ہیں۔ اے پاکیزہ اور بزرگوں کے صاحبزادے۔

فَمُرْنَا بِمَا یَاْتِیْكَ یَا خَیْرَ مَنْ مَشٰی ○ وَاِنْ كَانَ فِیْمَا جَاءَ شَیْبُ الذَّوَائِبِ

(ترجمہ) اے افضل الخلق جو وحی آپ کے پاس آئی ہے اس کے بارے میں ہمیں حکم

اور بلاشبہ متواتر احادیث اور ان کے معانی اس پر متفق ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو غیب پر اطلاع ہے۔

○ علامہ احمد بن محمد صاوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر صاوی میں فرماتے ہیں:

وَالَّذِیْ یَجِبُ الْاِیْمَانُ بِہٖ اَنَّ رَسُوْلَ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم لَمْ یَنْتَقِلْ مِنَ الدُّنْیَا حَتّٰی اَعْلَمَہُ اللہُ بِجَمِیْعِ الْمُغَیَّبَاتِ الَّتِیْ تَحْصُلُ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ فَھُوَ یَعْلَمُھَا کَمَا ھِیَ عَیْنُ یَقِیْنٍ۔ (صہ ۱۰۴/۴)

جس پر ایمان لانا ضروری ہے وہ یہ ہے کہ بلاشبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا سے منتقل نہ ہوئے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو جمیع غیوب جو دنیا و آخرت میں ثابت ہونے والے تھے سکھا دیئے۔ آپ ان کو اس طرح جانتے ہیں جس طرح کہ وہ ہیں بہ عین یقین۔

○ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

لِاَنَّ اللہَ تَعَالٰی اَطْلَعَہٗ عَلَی الْعَالَمِ فَعَلِمَ عِلْمَ الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ وَمَا کَانَ وَمَا یَکُوْنُ۔ (شرح اُم القریٰ خالص الاعتقاد صہ۳)

اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام عالم پر مطلع فرمایا تو آپ نے اولین و آخرین کا علم اور جو کچھ ہو چکا اور جو کچھ ہونے والا تھا سب جان لیا۔

○ سیدی امام عبدالوہاب الشعرانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: وَاُوْتِیَ عِلْمَ کُلِّ شَیْءٍ حَتَّی الرُّوْحِ وَالْخَمْسِ الَّتِیْ فِیْ اٰیَۃِ "اِنَّ اللہَ عِنْدَہٗ عِلْمُ السَّاعَۃِ"

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کل شئی کا علم دیا گیا ہے حتیٰ کہ روح اور ان پانچ غیبوں کا بھی جن کا بیان آیۃ "اِنَّ اللہَ عِنْدَہٗ عِلْمُ السَّاعَۃِ" میں ہے۔ (کشف الغمہ صہ۴۸ بحوالہ ذکر جمیل)

رفعِ ذکرِ جلالت پہ ارفع درود ○ شرحِ صدرِ صدارت پہ لاکھوں سلام
دل سمجھ سے وراہ ہے مگر یوں کہوں ○ غنچۂ رازِ وحدت پہ لاکھوں سلام

اور ملائکہ کے علوم کو گھیرے ہوئے ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو تمام عالم پر مطلع فرمایا اور اگلوں پچھلوں کا علم اور جو کچھ ہو چکا اور جو کچھ ہونے والا ہے سب سکھا دیا۔

○ علامہ خرپوتی شرح قصیدہ بردہ میں فرماتے ہیں:

اِنَّ جَمِیْعَ الْاَنْبِیَاءِ کُلَّ وَاحِدٍ مِّنْھُمْ طَلَبُوْا وَاَخَذُوا الْعِلْمَ مِنْ عِلْمِہٖ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ الَّذِیْ کَالْبَحْرِ فِی السَّعَۃِ وَالْکَرَمِ الَّذِیْ ھُوَ کَالدِّیْمِ لِاَنَّہٗ عَلَیْہِ السَّلَامُ مُفِیْضٌ وَھُمْ مُسْتَفَاضُوْنَ لِاَنَّہٗ تَعَالٰی خَلَقَ ابْتِدَاءً رُوْحَہٗ عَلَیْہِ السَّلَامَ وَوَضَعَ عُلُوْمَ الْاَنْبِیَاءِ وَعِلْمَ مَا کَانَ وَمَا یَکُوْنُ فِیْہِ ثُمَّ خَلَقَھُمْ فَاَخَذُوْا عُلُوْمَھُمْ مِنْہُ۔

بلاشبہ تمام انبیاء کرام نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس کرم میں سے جو تیز بارش کی طرح ہے مانگا اور لیا کیونکہ آپ فیض دینے والے ہیں اور تمام انبیاء کرام فیض لینے والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے آپ کی روح کو پیدا فرمایا اور اس میں تمام انبیاء اور ما کان و ما یکون کے علوم رکھے پھر ان رسولوں کو پیدا فرمایا تو انہوں نے اپنے علوم آپ سے لیے۔

○ امام قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

قَدِ اشْتَھَرَ وَانْتَشَرَ اَمْرُہٗ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ بَیْنَ اَصْحَابِہٖ بِالْاِطِّلَاعِ عَلَی الْغُیُوْبِ۔

بلاشبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام میں یہ مشہور و معروف تھا کہ آپ کو غیبوں پر اطلاع ہے۔

○ علامہ زرقانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

وَقَدْ تَوَاتَرَتِ الْاَخْبَارُ وَاتَّفَقَتْ مَعَانِیْھَا عَلٰی اِطِّلَاعِہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلَی الْغَیْبِ۔ (زرقانی علی المواہب صفحہ ۱۹۸)

تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا نُزُلًا مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ ؕ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَیْرٌ لِّلْاَبْرَارِ ○ (آلِ عمران۔ ۱۹۶ تا ۱۹۸)

اے سننے والے، کافروں کا شہروں میں ٹھاٹھ باٹھ سے پھرنا، تجھے دھوکا نہ دے (یہ دنیا) تھوڑا برتنا ہے) پھر ان کا ٹھکانا جہنم ہے اور کیا ہی برا بچھونا۔ لیکن وہ جو اپنے رب سے ڈرتے ہیں، اُن کیلئے جنتیں ہیں جن کے نیچے نہریں بہیں۔ ہمیشہ اِن میں رہیں۔ اللہ کی طرف کی مہانی اور جو اللہ کے پاس ہے۔ وہ نیکوں کیلئے سب سے بھلا۔

چنانچہ حضور رہبر کامل صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن جنتی دائمی بہاروں اور اللہ قدوس کی مہانی کے نظاروں کے حصول کیلئے صبر و رضا، فقر و فاقہ اور ذکر و شکر کی اہمیتوں کو عیاں فرمایا ہے ——— وسعت وسائل دنیا اور اس کی زیب و آرائش کے متعلق خبردار فرمایا ہے۔

○ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ رضی اللہ عنہ قَالَ جَلَسَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَلَی الْمِنْبَرِ وَجَلَسْنَا حَوْلَهٗ فَقَالَ اِنَّ مِمَّا اَخَافُ عَلَیْکُمْ مِنْ بَعْدِیْ مَا یُفْتَحُ عَلَیْکُمْ مِنْ زَهْرَةِ الدُّنْیَا وَ زِیْنَتِهَا۔

(ریاض الصالحین صہ ۲۱۲ بحوالہ بخاری و مسلم)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں:
کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر تشریف فرما تھے اور ہم آپ کے ارد گرد بیٹھے ہوئے تھے کہ اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اپنے بعد تمہارے معاملہ میں جس چیز سے ڈرتا ہوں وہ یہ ہے کہ تم پر دنیا کی چمک اور زیب و آرائش کا دروازہ نہ کھل جائے۔

شکمِ مبارک

فقر و فاقہ پر گزارہ، لذاتِ دنیا سے کنارہ

حضور سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ طیبہ انسانیت کیلئے کامل، مکمل اکمل اسوۂ حسنہ اور احسن و اجمل و اتم نمونہ مبارکہ ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِمَنْ كَانَ يَرْجُو اللهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ وَذَكَرَ اللهَ كَثِيرًا۔ (الاحزاب-۲۱)

بے شک تمہیں رسول اللہ کی پیروی بہتر ہے اس کے لئے کہ اللہ اور پچھلے دن کی امید رکھتا ہو اور اللہ کو بہت یاد کرے۔

چونکہ دنیا دارِ فنا اور آخرت دارِ بقا ہے۔ دنیا اور اس کے حالات کا فانی ہونا، آخرت اور اس کے کمالات کا باقی ہونا جتنی بڑی حقیقت ہے اتنی ہی بڑی تبلیغ کی ضرورت تھی۔

لہٰذا محبوبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف الفاظ سے نہیں بلکہ مبارک و مؤثر عملی انداز سے زیب و زینتِ دنیا سے اعراض کر کے شوقِ آخرت کو اجاگر فرمایا ہے۔ منشاءِ ربانی اور مقصودِ قرآنی کو اپنے عملِ مبارک سے واضح کیا ہے اور فقر و فاقہ اختیار کر کے طلب و ترجیحِ آخرت کی تڑپ سکھائی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

لَا يَغُرَّنَّكَ تَقَلُّبُ الَّذِينَ كَفَرُوا فِي الْبِلَادِ ۝ مَتَاعٌ قَلِيلٌ ثُمَّ مَأْوٰهُمْ جَهَنَّمُ ۚ وَبِئْسَ الْمِهَادُ ۝ لٰكِنِ الَّذِينَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ لَهُمْ جَنّٰتٌ

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا قَالَ قَالَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَھْلَ الشَّبَعِ فِی الدُّنْیَا ھُمْ اَھْلُ الْجُوْعِ غَدًا فِی الْاٰخِرَۃِ۔

(رواہ الطبرانی زرقانی علی المواہب صہ ۱۳۸ ج ۴)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دنیا میں زیادہ کھانے والے کل آخرت میں فاقہ زدہ ہوں گے۔

○ عَنْ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا قَالَتْ مَا شَبِعَ اٰلُ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنْ خُبْزِ شَعِیْرٍ یَوْمَیْنِ مُتَتَابِعَیْنِ حَتّٰی قُبِضَ۔ ریاض الصالحین (بخاری ومسلم)

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات تک کبھی دو دن ایسے متواتر نہیں گزرے جن میں آپ کے گھر والوں نے جو کی روٹی ہی شکم سیر ہو کر کھائی ہو۔

دو، دو مہینے کھجور اور پانی پر گزارہ

عَنْ عُرْوَۃَ عَنْ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا اَنَّہَا کَانَتْ تَقُوْلُ وَاللّٰہِ یَا ابْنَ اُخْتِیْ اِنْ کُنَّا لَنَنْظُرُ اِلَی الْہِلَالِ ثُمَّ الْہِلَالِ ثُمَّ الْہِلَالِ ثَلَاثَۃَ اَہِلَّۃٍ فِیْ شَہْرَیْنِ وَمَا اُوْقِدَ فِیْ اَبْیَاتِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَارٌ قُلْتُ: یَا خَالَۃُ فَمَا کَانَ یُعَیِّشُکُمْ؟ قَالَتْ: اَلْاَسْوَدَانِ التَّمْرُ وَالْمَاءُ اِلَّا اَنَّہٗ قَدْ کَانَ لِرَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ جِیْرَانٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ وَکَانَتْ لَہُمْ مَنَائِحُ وَکَانُوْا یُرْسِلُوْنَ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنْ اَلْبَانِہَا فَیَسْقِیْنَا۔

(شرح زرقانی علی المواہب صہ ۱۲۵ ج ۴ بحوالہ بخاری ومسلم)

حضرت عروہ رضی اللہ عنہ، ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں کہ آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: اللہ کی قسم اے میرے بھانجے ہم

قناعتِ شکمِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

○ اُمّ المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

لَمْ یَمْتَلِئْ جَوْفُ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ شَبْعًا قَطُّ [1]

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی شکم سیر ہو کر کھانا نہیں کھایا —— چنانچہ حضور سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اگر تم چاہو تو تمہارے لیے مکے کی پتھریلی زمین کو سونا بنا دیا جائے۔

فَقُلْتُ لَا یَا رَبِّ وَلٰکِنِّیْ اَشْبَعُ یَوْمًا وَاَجُوْعُ یَوْمًا فَاِذَا جُعْتُ تَضَرَّعْتُ اِلَیْکَ وَذَکَرْتُکَ فَاِذَا شَبِعْتُ شَکَرْتُکَ وَحَمِدْتُکَ [1]

تو میں نے عرض کیا نہیں اے میرے رب بلکہ میں یہ چاہتا ہوں کہ ایک دن کھانا کھاؤں اور ایک دن بھوکا رہوں۔ پس جب بھوکا رہوں تو تیری طرف زاری و عاجزی کروں اور تجھے یاد کروں اور جب آسودہ رہوں تو تیرا شکر اور تیری حمد کروں۔

○ عَنْ سَلْمَانَ وَاَبِیْ جُحَیْفَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اَکْثَرُ النَّاسِ شَبْعًا فِی الدُّنْیَا اَطْوَلُہُمْ جُوْعًا فِی الْاٰخِرَۃِ۔ (زرقانی علی المواہب ص ۱۳۹/۴) [2]

حضرت سلمان اور حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (دنیا میں) لوگوں میں سب سے زیادہ کھانے والے آخرت میں سب سے زیادہ بھوکے ہوں گے۔

---

[1] شرح زرقانی علی المواہب ص ۱۳۹/۴ [2] شرح زرقانی علی المواہب ص ۱۴۳/۴

گوندھ لیتے اور (روٹی پکا کر) کھا لیتے۔

آپ کا فقر اختیاری ہے:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما راوی ہیں کہ ایک دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت جبریل امین صفا پہاڑی پر تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے جبریل! قسم ہے اس ذات کی جس نے تجھ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے، شام کو آلِ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس ایک مٹھی بھر آٹا اور ایک ہتھیلی بھر ستو بھی نہیں ہوتا۔

ابھی یہ بات ہو ہی رہی تھی کہ آسمان سے سخت آواز آئی۔

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَرَ اللّٰهُ الْقِيَامَةَ اَنْ تَقُوْمَ؟ قَالَ لَا وَلٰكِنْ اَمَرَ اِسْرَافِيْلَ فَنَزَلَ اِلَيْكَ حِيْنَ سَمِعَ كَلَامَكَ فَاَتَاهُ اِسْرَافِيْلُ فَقَالَ اِنَّ اللّٰهَ سَمِعَ مَا ذَكَرْتَ فَبَعَثَنِيْ اِلَيْكَ بِمَفَاتِيْحِ خَزَائِنِ الْاَرْضِ وَ اَمَرَنِيْ اَنْ اَعْرِضَ عَلَيْكَ اُسَيِّرُ مَعَكَ جِبَالَ تِهَامَةَ زُمُرُّدًا وَّ يَاقُوْتًا وَّ ذَهَبًا وَّ فِضَّةً فَاِنْ رَضِيْتَ فَعَلْتُ فَاِنْ شِئْتَ نَبِيًّا مَلِكًا وَاِنْ شِئْتَ نَبِيًّا عَبْدًا فَاَوْمٰى اِلَيْهِ جِبْرِيْلُ اَنْ تَوَاضَعْ فَقَالَ بَلْ نَبِيًّا عَبْدًا ثَلَاثًا

(رواہ الطبرانی باسنادِ حسن، زرقانی علی المواہب ص ۱۶۳/۱۶۴ ج ۶)

تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (جبریلِ امین سے) فرمایا کہ کیا اللہ تعالیٰ نے قیامت کو قائم ہونے کا حکم فرمایا ہے؟ انہوں نے کہا، نہیں یا رسول اللہ! بلکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی بات سن کر اسرافیل کو آپ کے پاس حاضر ہونے کا حکم فرمایا ہے۔ چنانچہ وہ حاضر ہو گئے اور عرض کیا کہ، آپ نے ابھی جو کلام فرمایا ہے وہ اللہ تعالیٰ نے سنا! تو مجھے آپ کے پاس زمین کے خزانوں کی کنجیاں دے کر بھیجا ہے اور فرمایا ہے کہ وہ آپ کی خدمت میں پیش کر دوں اور تہامہ کے

دو ماہ میں تین (مرتبہ) چاند دیکھ لیا کرتے تھے اور اِس عرصہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے گھروں میں چولہا نہ جلتا تھا۔ (عُروہ کہتے ہیں) میں نے عرض کیا، خالہ جان! پھر گزر بسر کس طرح ہوتی تھی تو فرمانے لگیں، کھجور اور پانی پر گزارہ ہوتا تھا۔ البتہ یہ ضرور ہوتا کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے انصاری پڑوسی جن کے ہاں دودھ دینے والے جانور تھے وہ آپ کی خدمت میں ہدیۃً دودھ بھیجتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلّم ہمیں بھی دودھ عنایت فرما دیتے تھے (مطلب یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلّم اور آپ کے اہلِ خانہ نے پوری زندگی ہی تقریبًا فقر اختیاری میں بسر کی۔)

○ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ مَا رَأَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّقِيَّ مِنْ حِيْنِ ابْتَعَثَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى حَتّٰى قَبَضَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى فَقِيْلَ لَهُ هَلْ كَانَ لَكُمْ فِيْ عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُنَاخِلُ؟ قَالَ مَا رَأَى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُنْخَلًا مِنْ حِيْنِ ابْتَعَثَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى حَتّٰى قَبَضَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى فَقِيْلَ لَهُ كَيْفَ كُنْتُمْ تَأْكُلُوْنَ الشَّعِيْرَ غَيْرَ مَنْخُوْلٍ قَالَ كُنَّا نَطْحَنُهُ وَنَنْفُخُهُ فَيَطِيْرُ مَا طَارَ وَمَا بَقِيَ ثَرَّيْنَاهُ فَأَكَلْنَاهُ۔ (ریاض الصالحین بحوالہ بخاری، شرح زرقانی صہ)

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہٗ کہتے ہیں کہ ابتدائے بعثت سے وصال تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے چھنے ہوئے آٹے کی روٹی دیکھی بھی نہیں، لوگوں نے اِن سے پوچھا کہ کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلّم کے عہد مبارک میں چھلنیاں نہیں ہوتی تھیں تو جناب سہل رضی اللہ عنہٗ نے فرمایا، بعثت سے لیکر وصال تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے چھلنی بھی ملاحظہ نہیں فرمائی، تب اُن سے پوچھا گیا کہ آپ لوگ جَو کے بغیر چھنے آٹے کو کس طرح کھاتے تھے؟ تو انہوں نے کہا: ہم جَو پیس لیتے تھے پھر آٹے پر پھونک مار لیتے تھے جتنی بھوسی اُڑنی ہوتی اُڑ جاتی، باقی کو ہم

صلی اللہ علیہ وسلّم نے خزائنِ دنیا سے اعراض فرمایا تو کیسی بلند و بالا ہمّت ہے اور کیسا پاکیزہ ترین نفسِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلّم ہے۔

صاحبِ قصیدہ بُردہ نے کیا خوب ترجمانی کی ہے۔

① پہاڑ سونے کے بن کر آئے کہ آپ کو اپنی طرف مائل کریں مگر آپ نے کچھ التفات نہ کیا اور اپنی ہمّت کو پہاڑوں سے بھی بلند و بالا رکھا۔

② ضرورت (یعنی حالتِ فقر و فاقہ) نے آپ صلی اللہ علیہ وسلّم کے زُہد کو اور مضبوط کر دیا، بیشک ضرورت اہلِ عصمت پر غالب نہیں آتی۔

③ اور کیونکر دنیا کی طرف مائل کرے ضرورت اس ذاتِ اقدس کو کہ وہ نہ ہوتے تو دنیا ہی معرضِ وجود میں نہ آتی۔

یعنی معصوموں کے سردار حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کو ضرورتیں دنیا وی چمک دمک کی طرف کس طرح مائل کر سکتی ہیں کہ دنیا تو خود اپنے وجود میں آپ کے قدموں کی خیرات ہے تو پھر آپ کس طرح دنیا کے حاجتمند ہو سکتے ہیں (بلکہ دنیا آپ کی حاجت مند ہے)

○ ایک روز جبریلِ امین علیہ السّلام بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوئے اور عرض کی

اِنَّ اللّٰہَ یُقْرِئُکَ السَّلَامَ وَیَقُوْلُ لَکَ اَتُحِبُّ اَنْ اَجْعَلَ ھٰذِہِ الْجِبَالَ ذَھَبًا وَّتَکُوْنُ مَعَکَ حَیْثُمَا کُنْتَ۔

اللہ تعالیٰ آپ کو سلام فرماتا ہے اور فرماتا ہے کہ کیا آپ اس بات کو محبوب رکھتے ہیں کہ میں ان پہاڑوں کو سونا بنا دوں اور یہ آپ کے ساتھ ساتھ چلیں؟

یہ سُن کر کچھ دیر کیلئے آپ صلی اللہ علیہ وسلّم نے سر مبارک جھکا لیا اور غور و فکر کرنے لگے کہ اللہ قدوس کی اس پیشکش کا کیا جواب دوں، تھوڑی دیر کے بعد سَر انور اٹھا کر فرمایا:

پہاڑوں کو زمرد، یاقوت، سونا اور چاندی بنادوں (یا رسول اللہ) اگر آپ یہ چاہتے ہیں تو میں ابھی یہ کام کر دیتا ہوں۔

آپ کو اختیار ہے چاہو تو نبی بادشاہت والے بنو اور اگر چاہو تو نبی بندگی (عاجزی) والے بنو۔ جبریل امین نے آپ کی طرف تواضع اختیار کرنے کا اشارہ کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مرتبہ فرمایا: میں نبی بندگی (عاجزی) والا بننا چاہتا ہوں۔

اس حدیث شریف کی شرح کرتے ہوئے امام قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: فَانْظُرْ اِلٰی ھِمَّتِہِ الْعَلِیَّۃِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کَیْفَ عُرِضَتْ عَلَیْہِ مَفَاتِیْحُ کُنُوْزِ الْاَرْضِ فَاَبَاھَا وَمَعْلُوْمٌ اَنَّہٗ لَوْ اَخَذَھَا لَاَنْفَقَھَا فِیْ طَاعَۃِ رَبِّہٖ فَاَبٰی ذَالِکَ فَیَا لَھَا مِنْ ھِمَّۃٍ شَرِیْفَۃٍ رَفِیْعَۃٍ مَا اَسْنَاھَا وَنَفْسٍ زَکِیَّۃٍ مَا اَبْہَاھَا وَلِلّٰہِ دَرُّ صَاحِبِ بُرْدَۃِ الْمَدِیْحِ حَیْثُ قَالَ:

وَرَاوَدَتْہُ الْجِبَالُ الشُّمُّ عَنْ ذَھَبٍ ﴿۱﴾ نَفْسَہٗ فَاَرَاھَا اَیَّمَا شَمَمٖ

وَاَکَّدَتْ زُھْدَہٗ فِیْھَا ضَرُوْرَتُہٗ ﴿۲﴾ اِنَّ الضَّرُوْرَۃَ لَا تَعْدُوْ عَلَی الْعِصَمٖ

وَکَیْفَ تَدْعُوْ اِلَی الدُّنْیَا ضَرُوْرَۃُ مَنْ ﴿۳﴾ لَوْلَاہُ لَمْ تَخْرُجِ الدُّنْیَا مِنَ الْعَدَمٖ

اَیْ کَیْفَ تَدْعُوْ ضَرُوْرَۃُ سَیِّدِ الْمَعْصُوْمِیْنَ اِلٰی زُخْرُفِ الدُّنْیَا وَھِیَ مَا فِیْھَا اِنَّمَا بُرِزَتْ لِاَجْلِہٖ فَکَیْفَ یَضْطَرُّ اِلَیْھَا۔

(الزرقانی علی المواہب صہ ۱۶۴ ج ۹)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بلند ہمت کو دیکھو کہ کس طرح زمین کے (کُل) خزانوں کی کنجیاں آپ کو پیش کی گئیں مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انکار کر دیا اور ظاہر ہے کہ اگر آپ انہیں لے لیتے تو اپنے رب کی طاعت میں ہی خرچ کرتے لیکن آپ

فَاَكَلُوْا مِنَ الشَّاةِ وَمِنْ ذَالِكَ الْعِذْقِ وَ شَرِبُوْا فَلَمَّا اَنْ شَبِعُوْا وَ رَوُوْا قَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِاَبِیْ بَكْرٍ وَ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِيَدِهٖ لَتُسْئَلُنَّ عَنْ هٰذَا النَّعِيْمِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔

(زرقانی علی المواہب ص۱۵۱ تا ص۱۵۳ بحوالہ مسلم)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ——————— ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کاشانۂ اطہر سے باہر تشریف لائے تو وہاں حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کو موجود پاکر آپ نے دریافت فرمایا کہ ایسے وقت میں تمہیں کس چیز نے اپنے گھروں سے نکلنے پر مجبور کر دیا وہ حضرات بولے کہ بھوک نے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، میری جان کے مالک کی قسم مجھے بھی یہی چیز گھر سے نکال لائی ہے۔ جس کے سبب تم گھروں سے نکلے ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُن دونوں کو ساتھ لے کر ایک انصاری رضی اللہ عنہ کے مکان پر تشریف لائے مگر وہ گھر میں نہیں تھے۔ اس انصاری رضی اللہ عنہ کی بیوی نے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو خوش ہو کر خیر مقدم کیا اور مرحبا کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ نے (اُس کے شوہر کے بارے میں) پوچھا کہ وہ کدھر ہیں؟ تو وہ کہنے لگیں کہ ہمارے لیے میٹھا پانی لینے گئے ہیں۔ اتنے میں وہ انصاری بھی آگئے اور جب شاہِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم اور صاحبین رضی اللہ عنہما کو موجود پایا تو کہنے لگے: الحمدللہ! آج تو میرے محترم و مکرم مہمانوں سے بڑھ کر کسی کے ہاں کوئی مہمان نہ ہو گا۔ پھر وہ انصاری رضی اللہ عنہ گئے اور کھجوروں کا ایک گچھا لے آئے جس میں پکی اور ادھ پکی کھجوریں تھیں اور عرض کیا کہ آپ حضرات یہ کھجوریں تناول فرمائیں اور خود ایک چھری لے کر جانے لگے تو رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دیکھو دودھ دیتی بکری ذبح نہ کرنا اُس انصاری رضی اللہ عنہ نے معزز مہمانوں کیلئے بکری ذبح کی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور صاحبین رضی اللہ عنہما سب نے بکری کا گوشت اور کھجوریں

يَا جِبْرِيْلُ اِنَّ الدُّنْيَا دَارُ مَنْ لَّا دَارَ لَهٗ وَمَالُ مَنْ لَّا مَالَ لَهٗ قَدْ يَجْمَعُهَا مَنْ لَّا عَقْلَ لَهٗ۔

اے جبریل: بلاشبہ (یہ) دنیا اس کا گھر ہے جس کا گھر کوئی نہ ہو۔ اور یہ اس کا مال ہے جس کے پاس کوئی مال نہ ہو اور اس دنیا کو وہ شخص جمع کرتا ہے جس کے پاس عقل نہ ہو۔

فرمانِ محبوبِ خدا سن کر جبریلِ امین نے عرض کی:

ثَبَّتَكَ اللّٰهُ يَا مُحَمَّدُ بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ

اے اللہ کے محبوب! اللہ قدوس آپ کو ہمیشہ حق پر ثابت قدم رکھے۔

میرے مہمانوں سے بڑھ کر کوئی مہمان نہیں:

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ فَاِذَا هُوَ بِاَبِيْ بَكْرٍ وَعُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فَقَالَ مَا اَخْرَجَكُمَا مِنْ بُيُوْتِكُمَا هٰذِهِ السَّاعَةَ؟ قَالَ الْجُوْعُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ وَاَنَا وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَاَخْرَجَنِيَ الَّذِيْ اَخْرَجَكُمَا فَاَتٰى بِهِمَا رَجُلًا مِنَ الْاَنْصَارِ فَاِذَا هُوَ لَيْسَ فِيْ بَيْتِهٖ فَلَمَّا رَاَتْهُ الْمَرْاَةُ قَالَتْ مَرْحَبًا وَّاَهْلًا فَقَالَ لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيْنَ فُلَانٌ؟ قَالَتْ ذَهَبَ يَسْتَعْذِبُ لَنَا الْمَاءَ اِذْ جَاءَ الْاَنْصَارِيُّ فَنَظَرَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصَاحِبَيْهِ فَقَالَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ مَا اَحَدٌ الْيَوْمَ اَكْرَمَ اَضْيَافًا مِّنِّيْ فَانْطَلَقَ فَجَاءَهُمْ بِعِذْقٍ فِيْهِ بُسْرٌ وَتَمْرٌ وَرُطَبٌ فَقَالَ كُلُوْا وَاَخَذَ الْمُدْيَةَ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِيَّاكَ وَالْحَلُوْبَ فَذَبَحَ لَهُمْ

○ عَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ اِیَاسِ بْنِ ثَعْلَبَةَ الْاَنْصَارِیِّ الْحَارِثِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ ذَکَرَ اَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَوْمًا عِنْدَهُ الدُّنْیَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَلَا تَسْمَعُوْنَ؟ اَلَا تَسْمَعُوْنَ اِنَّ الْبَذَاذَةَ مِنَ الْاِیْمَانِ اِنَّ الْبَذَاذَةَ مِنَ الْاِیْمَانِ یَعْنِی التَّقَحُّلَ۔

(رواہ ابوداؤد، ریاض الصالحین)

حضرت ابوامامہ ایاس بن ثعلبہ انصاری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے دنیا کا تذکرہ کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم سنتے نہیں؟ کیا تم سنتے نہیں؟ سادگی خیر و ایمان سے ہے سادگی خیر و ایمان سے ہے۔ (یعنی موٹا جھوٹا پہننا، روکھی سوکھی کھانا)

اپنے اہلِ بیت کیلئے دُعا

○ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ "اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ رِزْقَ اٰلِ مُحَمَّدٍ (صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ) قُوْتًا" ریاض الصالحین:
(بحوالہ بخاری و مسلم)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (بارگاہِ خداوندی میں دُعا کرتے ہوئے) کہا: اے اللہ! محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر والوں کو بقدرِ ضرورت رزق عطا فرما۔ (یعنی ان کو فراوانیٔ رزق کی بجائے قوت لا یموت یعنی جس سے رشتۂ زندگی باقی رہے اتنا ہی رزق عطا فرما)

○ عَنْ مِقْدَامِ بْنِ مَعْدِیْکَرِبَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَا مَلَاَ اٰدَمِیٌّ وِعَاءً شَرًّا مِّنْ بَطْنٍ بِحَسْبِ ابْنِ اٰدَمَ اُکُلَاتٌ یُقِمْنَ صُلْبَهٗ فَاِنْ کَانَ لَا مَحَالَةَ فَثُلُثٌ لِطَعَامِهٖ وَثُلُثٌ لِشَرَابِهٖ وَثُلُثٌ لِنَفْسِهٖ۔

(ترمذی ص ۶۳ ج ۲)

کھائیں اور پانی پیا۔ جب سیر ہو چکے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما سے مخاطب ہو کر فرمایا، اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ قیامت کے دن ان نعمتوں کے بارے میں تم سے ضرور پوچھا جائے گا۔

اور ایک روایت میں اس طرح ہے کہ اس انصاری رضی اللہ عنہ نے (مذبوحہ) بکری کا آدھا گوشت بھونا اور آدھا پکا کر معزز مہمانوں کے حضور پیش کر دیا تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھنی ہوئی بکری کا ایک ٹکڑا لیا اور اسے ایک روٹی پر رکھ کر انصاری کو فرمایا: اَبْلِغْ بِهٰذَا فَاطِمَةَ لَمْ تُصِبْ مِثْلَهٗ مُنْذُ اَيَّامٍ ۔ (زرقانی علی المواہب صفحہ ۱۵۳/۴)

یہ (میری لخت جگر) فاطمہ کو پہنچا دو ــــ اس نے کئی دنوں سے کچھ نہیں کھایا۔

○ عَنْ اَبِیْ طَلْحَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ شَكَوْنَا اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ الْجُوْعَ فَرَفَعْنَا عَنْ بُطُوْنِنَا عَنْ حَجَرٍ حَجَرٍ فَرَفَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَطْنِهٖ عَنْ حَجَرَیْنِ۔ (رواہ الترمذی، مشکوٰۃ صفحہ ۴۴۸)

حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم نے ایک موقع پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھوک کی شکایت کی اور اپنے پیٹوں پر بندھا ہوا ایک ایک پتھر دکھایا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پیٹ پر بندھے ہوئے دو پتھر دکھائے۔

○ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَبِیْتُ اللَّیَالِیَ الْمُتَتَابِعَةَ طَاوِیًا وَّاَهْلُهٗ لَا یَجِدُوْنَ عَشَاءً وَكَانَ اَكْثَرُ خُبْزِهِمْ خُبْزَ الشَّعِیْرِ۔ (رواہ الترمذی۔ ریاض الصالحین)

جناب عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اہل خانہ رات کا کھانا میسر نہ آنے کے سبب مسلسل کئی کئی راتیں فاقہ سے بسر فرماتے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی (عمومی) غذا جَو کی روٹی ہوتی تھی۔

پھر اس میں کچھ زیتون کا تیل ڈالا اور کچھ سیاہ مرچ مصلحے کوٹ کر اس میں ڈالے اور پھر یہ کھانا ان کے قریب کرتے ہوئے فرمایا: یہ وہ کھانا ہے جس کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم پسند فرماتے اور خوشی سے کھاتے تھے۔

○ عَنْ عبدِ اللہ بْنِ مَسْعُوْد رضی اللہُ عنہُ قَالَ نَامَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّم عَلٰی حَصِیْرٍ فَقَامَ وَ قَدْ اَثَّرَ فِیْ جَنْبِہٖ قُلْنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ لَوِ اتَّخَذْنَا لَکَ وِطَاءً فَقَالَ مَالِیْ وَ الدُّنْیَا؟ مَا اَنَا فِی الدُّنْیَا اِلَّا کَرَاکِبٍ اِسْتَظَلَّ تَحْتَ شَجَرَۃٍ ثُمَّ رَاحَ وَتَرَکَھَا۔ (رواہ الترمذی، ریاض الصالحین)

جناب عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چٹائی پر سوئے۔ جب اٹھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم مبارک پر چٹائی کے نشان ابھرے ہوئے تھے۔ ہم نے یہ دیکھ کر عرض کیا: یا رسول اللہ! کاش ہم آپ کے آرام کے لیے کوئی بستر تیار کر پاتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے دنیا کے عیش و آرام سے کیا غرض، میرا تو دنیا سے تعلق بس اس سوار (مسافر) جتنا ہے کہ گھڑی دو گھڑی درخت کے سایہ میں رکا اور پھر درخت کو جوں کا توں چھوڑ کر اپنی راہ چل دیا۔

قارئین محترم! یہ زہد و جہد اور فقر و فاقہ والی زندگی اس محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پسند کردہ ہے جو برملا ارشاد فرماتے ہیں:

یَا عَائِشَۃُ لَوْ شِئْتُ لَسَارَتْ مَعِیَ جِبَالُ الذَّھَبِ۔ (مشکوٰۃ ص۵۲۱)	اے عائشہ اگر میں چاہوں تو سونے کے پہاڑ میرے ساتھ چلیں۔

حضرت مقدام بن معدیکرب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا، آپ نے فرمایا، انسان نے پیٹ سے بُرا برتن نہیں بھرا۔ انسان کیلئے چند لقمے کھانا کافی ہے جو اس کی پیٹھ کو سیدھا رکھ سکے۔ اگر زیادہ کھانا ضروری ہو تو (پیٹ کے تین حصے کرے) ایک تہائی کھانے کیلئے، ایک پانی کے لیے اور ایک تہائی سانس لینے کیلئے۔

اسے آپ بڑی خوشی سے کھاتے

عَنْ عُبَیْدِ اللّٰہِ بْنِ عَلِیٍّ عَنْ جَدَّتِہٖ سَلْمٰی اَنَّ الْحَسَنَ ابْنَ عَلِیٍّ وَابْنَ عَبَّاسٍ وَابْنَ جَعْفَرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمْ اَتَوْھَا فَقَالُوْا لَہَا اِصْنَعِیْ لَنَا طَعَامًا مِمَّا کَانَ یُعْجِبُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَیُحْسِنُ اَکْلَہٗ فَقَالَتْ یَا بُنَیَّ لَا تَشْتَہِیْہِ الْیَوْمَ قَالَ بَلٰی اِصْنَعِیْہِ لَنَا قَالَ فَقَامَتْ فَاَخَذَتْ شَیْئًا مِّنَ الشَّعِیْرِ فَطَحَنَتْہُ ثُمَّ جَعَلَتْہُ فِیْ قِدْرٍ وَصَبَّتْ عَلَیْہِ شَیْئًا مِّنْ زَیْتٍ وَدَقَّتِ الْفُلْفُلَ وَالتَّوَابِلَ فَقَرَّبَتْہُ اِلَیْہِمْ فَقَالَتْ ھٰذَا مِمَّا کَانَ یُعْجِبُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَیُحْسِنُ اَکْلَہٗ۔ (شمائل ترمذی ص۱۱)

حضرت عبیداللہ بن علی اپنی دادی حضرت سلمیٰ سے روایت کرتے ہیں کہ بے شک حضرت امام حسن، حضرت ابن عباس اور حضرت ابن جعفر رضی اللہ عنہم ان کے پاس آئے اور کہا: ہمارے لیے وہ کھانا تیار کریں جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پسند تھا اور اُسے آپ چاہت سے تناول فرماتے تھے۔ حضرت سلمیٰ نے فرمایا: اے میرے بیٹے آج تو وہ کھانا چاہت سے نہیں کھائے گا۔

عرض کیا کیوں نہیں (یعنی ضرور کھائیں گے۔) آپ ہمارے لیے وہ کھانا پکائیں اس پر حضرت سلمیٰ نے تھوڑے سے جَو لے کر اُن کو پیسا اور ہنڈیا میں ڈال دیا اور

وَسَلَّمَ کَانَ اِذَا صَلّٰی بِالنَّاسِ یَخِرُّ رِجَالٌ مِّنْ قَامَتِهِمْ فِی الصَّلٰوةِ مِنَ الْخَصَاصَةِ وَهُمْ اَصْحَابُ الصُّفَّةِ حَتّٰی یَقُوْلَ الْاَعْرَابُ هٰؤُلَاءِ مَجَانِیْنَ فَاِذَا صَلّٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنْصَرَفَ اِلَیْهِمْ فَقَالَ لَوْ تَعْلَمُوْنَ مَا لَکُمْ عِنْدَ اللّٰهِ تَعَالٰی لَاَحْبَبْتُمْ اَنْ تَزْدَادُوْا فَاقَةً وَّحَاجَةً۔

(رواه الترمذی ، ریاض الصالحین)

حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنے اصحاب کو نماز پڑھا رہے ہوتے تو آپ کے بعض مقتدی بھوک کی شدت کے باعث (نڈھال ہو کر) گر پڑتے تھے۔ اور (عموماً) یہ اصحاب صفہ ہوتے تھے (بعض نووارد) دیہاتی لوگ انہیں پاگل کہنے لگتے۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہوتے تو (اُن مفلوک الحال خدام کی تسکین و تسلی کیلئے) ان کی طرف متوجہ ہوتے اور اُن سے فرماتے کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں تمہارے لیئے جو اجر و ثواب ہے اگر تمہیں اس کا پتہ چل جائے تو تم یہ چاہنے لگو کہ تمہارے فقر و فاقہ میں اور اضافہ ہو جائے یہ اصحاب صفہ تھے جنہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شبانہ روز فقر و فاقہ، صبر و رضا اور زہد و جہد مسلسل سے معمور زندگی کا سب اہلِ مدینہ سے زیادہ قریب سے دیکھنے کا موقع ملتا تھا۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے ان کے لیے مسجد نبوی میں آپ کے درِ اقدس کے قریب ترین ایک مسقف چبوترہ بنوایا گیا تھا تو یوں سارے زمانے سے زیادہ غریب آستانہ محبوبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے زیادہ قریب رہتے تھے۔ اُن بے نوا بے گھر لوگوں کو قریب ترین بسانا یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی غربت پسندی و مسکین نوازی کا اعلیٰ ترین اظہار ہے۔

جبھی تو آپ بارگاہِ قدس میں یوں دُعا کرتے ہیں:

○ عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَللّٰهُمَّ

شرح زرقانی علی المواہب میں ہے:

وَقَدْ عَوَّضَهُ اللهُ بِالتَّصَرُّفِ فِي خَزَائِنِ السَّمَاءِ رَدِّ الشَّمْسِ بَعْدَ غُرُوْبِهَا وَشَقِّ الْقَمَرِ وَرَجْمِ النُّجُوْمِ وَاخْتِرَاقِ السَّمٰوٰتِ وَحَبْسِ الْمَطَرِ وَاِرْسَالِهٖ وَاِرْسَالِ الرِّيْحِ وَاِمْسَاكِهَا وَغَيْرَ ذَالِكَ۔ (شرح زرقانی علی المواہب ص۱۶۴)

اور تحقیق اللہ قدوس نے (زمین کے خزانوں کی کنجیاں عطا فرمانے کے ساتھ ساتھ) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خزائنِ آسمان پر بھی تصرف تفویض فرمایا ہے۔ ردِ شمس بعد از غروب، شقِ قمر، رجمِ نجوم، خرقِ سمٰوٰت، بارش کو روکنا و برسانا اور ہوا کو چلانا اور روکنا وغیر ذالک یہ سب چیزیں محبوبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے اختیار میں ہیں۔

؎ قبضہ میں جن کے ساری خدائی، ان کا بچھونا ایک چٹائی
وہ بھی جی بھر کے نہ سونا، صلی اللہ علیہ وسلم
کھانا جو دیکھو جَو کی روٹی، ان چھنا آٹا، روٹی موٹی!
وہ بھی پیٹ بھر کر نہ کھانا، صلی اللہ علیہ وسلم

○ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ دَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يُصَلِّيْ جَالِسًا فَقُلْتُ مَا اَصَابَكَ؟ قَالَ الْجُوْعُ فَبَكَيْتُ فَقَالَ لَا تَبْكِ فَاِنَّ شِدَّةَ الْجُوْعِ لَا تُصِيْبُ الْجَائِعَ۔ (شرح زرقانی علی المواہب ص۱۵۶)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور دیکھا کہ آپ نماز بیٹھ کر پڑھ رہے ہیں۔ میں نے اس کا سبب پوچھا تو فرمایا: بھوک کی وجہ سے؛ ——— میں بے اختیار رونے لگا۔ فرمایا: مت رو۔ (دنیا میں) بھوک (فقر و فاقہ) گوارا کرنے والے کو (آخرت کی) بھوک (سختی) نہیں پہنچے گی۔

○ عَنْ فُضَالَةَ بْنِ عُبَيْدٍ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ

قَوْمُهٗ مِنْ حَوْلِهٖ حَتّٰی دَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَاَصْحَابُهُ الَّذِیْنَ مَعَهٗ۔

رواہ مسلم (ریاض الصالحین)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں حاضر تھے کہ ایک انصاری آئے اور آپ کو سلام کرکے جانے لگے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو مخاطب کرکے فرمایا: اے انصاری برادر! میرے بھائی سعد بن عبادہ کی طبیعت اب کیسی ہے؟ انہوں نے عرض کیا: کچھ بہتر ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے (حاضرینِ مجلس کو) فرمایا: تم میں سے کون ان کی عیادت کو جانا چاہتا ہے؟ یہ فرما کر آپ اُٹھے تو ہم بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ہو گئے ہم دس کے قریب افراد تھے جن کے پاس جوتے تھے نہ ٹوپیاں، نہ موزے اور نہ کُرتے، اسی حالت میں ہم سنگلاخ راستہ طے کرتے ہوئے اُن کے ہاں پہنچ گئے۔

(ہمیں دیکھ کر) اِن کے پاس بیٹھے ہوئے لوگ ہٹ گئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ہمراہی سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کے قریب تشریف فرما ہوئے۔

؎ جلوۂ حق کی بات ہوتی ہے ○ سامنے جب وہ ذات ہوتی ہے
تیری گلیوں کا ذکر ہوتا ہے ○ جب بھی جنت کی بات ہوتی ہے

اَحْيِنِیْ مِسْكِيْنًا وَ اَمِتْنِیْ مِسْكِيْنًا وَ احْشُرْنِیْ فِیْ زُمْرَةِ الْمَسَاكِيْنِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَقَالَتْ عَائِشَةُ لِمَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ اِنَّهُمْ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ قَبْلَ اَغْنِيَائِهِمْ بِاَرْبَعِيْنَ خَرِيْفًا يَا عَائِشَةُ لَا تَرُدِّیْ الْمِسْكِيْنَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ يَا عَائِشَةُ اَحِبِّیْ الْمَسَاكِيْنَ وَ قَرِّبِيْهِمْ فَاِنَّ اللّٰهَ يُقَرِّبُكِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔

(جامع ترمذی صفحہ ۶۱ ج ۲)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا مانگی۔ اے اللہ! مجھے مسکین زندہ رکھ، حالتِ مسکینی میں ہی میری رحلت ہو اور قیامت کے دن مجھے مساکین کے گروہ میں اٹھا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی، کیوں (ایسا ہو)؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مساکین امیر لوگوں سے چالیس سال پہلے جنت میں داخل ہوں گے۔ اے عائشہ مسکین کو (خالی) نہ لوٹانا، اگرچہ کھجور کا ایک ٹکڑا ہی ہو۔ اے عائشہ! مساکین سے محبت رکھ اور انہیں اپنے قریب کر (ایسا کرنے سے) اللہ تعالیٰ تجھے قیامت کے دن اپنا قرب نصیب کرے گا۔

یہ قربتیں و دل نوازیاں

عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ كُنَّا جُلُوْسًا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذْ جَاءَ رَجُلٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ ثُمَّ اَدْبَرَ الْاَنْصَارِیُّ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا اَخَا الْاَنْصَارِ كَيْفَ اَخِیْ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ؟ فَقَالَ صَالِحٌ! فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ يَّعُوْدُهُ مِنْكُمْ؟ فَقَامَ وَ قُمْنَا مَعَهُ وَ نَحْنُ بِضْعَةَ عَشَرَ مَا عَلَيْنَا نِعَالٌ، وَلَا خِفَافٌ وَلَا قَلَانِسُ وَلَا قُمُصٌ نَمْشِیْ فِیْ تِلْكَ السِّبَاخِ حَتّٰى جِئْنَاهُ فَاسْتَاْخَرَ

اے خطاب کے بیٹے کیا تم شک میں ہو؟ پھر (اپنے غمخوار و مخلص حیدار، شاگرد رشید کی ڈھارس بندھاتے ہوئے) ارشاد فرمایا:

قیصر و کسریٰ (اور دیگر اُن جیسے) وہ لوگ ہیں جن کو اِس دنیوی زندگی میں اُن کی من پسند ساری راحتیں دے دی گئی ہیں! ——— اے عمر! کیا تمہیں یہ پسند نہیں ہے کہ دنیا داروں کو تو دنیا دی جائے اور ہمیں اُخروی سدا بہار نعمتوں سے مالا مال کر دیا جائے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی، کیوں نہیں؛ یا رسول اللہ! میں دل و جان سے اس پر راضی ہوں اور اپنے رب کریم کی اس تعریف کرتا ہوں۔

ابن ابی شیبہ نے بنو سالم کے کسی شخص سے روایت نقل کی ہے:

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اُتِیَ بِھَدِیَّۃٍ فَنَظَرَ فَلَمْ یَجِدْ شَیْئًا یَجْعَلُھَا فِیْہِ فَقَالَ ضَعْہُ فِی الْحَضِیْضِ فَاِنَّمَا ھُوَ عَبْدٌ یَاْکُلُ کَمَا یَاْکُلُ الْعَبْدُ وَیَشْرَبُ کَمَا یَشْرَبُ الْعَبْدُ لَوْ کَانَتِ الدُّنْیَا تَزِنُ عِنْدَ اللّٰہِ جَنَاحَ بَعُوْضَۃٍ مَا سَقَی الْکَافِرَ مِنْھَا مَاءً۔ (سبل الہدیٰ والرشاد ص۸۰ ج۷)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ہدیۃً (کھانے کی) کوئی چیز پیش کی گئی۔ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اِدھر اُدھر دیکھا۔ لیکن کوئی شے نظر نہ آئی جس میں اس ہدیہ کو رکھا جائے۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اِسے نیچے (زمین پر) رکھ دو ——— بے شک وہ (محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم) ایک بندہ ہے اُسی طرح کھاتا ہے جس طرح ایک غلام کھاتا ہے اور اُسی طرح پیتا ہے جس طرح ایک غلام پیتا ہے۔ (پھر فرمایا) اگر نظر قدرت میں دنیا کی حیثیت ایک مچھر کے پر کے برابر بھی ہوتی تو اللہ قدوس کسی کافر کو پانی کا ایک گھونٹ بھی نہ پلاتا۔

بے مثل زُہدِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: فرماتے ہیں ایک مرتبہ میں رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلّم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا۔ دراں حالیکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کُھردرے بان کی بُنی ہوئی چٹائی پر ٹیک لگائے بیٹھے تھے اور اُس چٹائی کے نشان حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کے پہلو مبارک میں نمایاں نظر آرہے تھے ——— (حضرت عمر رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں۔ مَیں نے سر اُٹھا کر کاشانۂ نبوّت کو دیکھا تو بخدا مجھے وہاں کوئی چیز ایسی نظر نہ آئی جو آنکھوں کے سامنے سدِّ راہ بن سکے۔ سوائے تین چمڑوں کے جن کو رنگنے کیلئے لٹکایا گیا تھا اور گھر کے ایک کونے میں کچھ جَو پڑے ہوئے تھے۔ یہ منظرِ بے سروسامانی دیکھا تو میری آنکھوں سے آنسو نکل پڑے۔

فَقَالَ مَا لَكَ؟ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَنْتَ صَفْوَةُ اللّٰهِ مِنْ خَلْقِهٖ وَ كِسْرٰى وَ قَيْصَرُ فِيْمَا هُمَا فِيْهِ فَجَلَسَ مُحْمَرًّا وَجْهُهٗ فَقَالَ اَفِيْ شَكٍّ اَنْتَ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ؟ ثُمَّ قَالَ اُولٰٓئِكَ قَوْمٌ عُجِّلَتْ لَهُمْ طَيِّبَاتُهُمْ فِيْ حَيَاتِهِمُ الدُّنْيَا اَمَا تَرْضٰى اَنْ تَكُوْنَ لَهُمُ الدُّنْيَا وَلَنَا الْاٰخِرَةُ؟ قُلْتُ بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَاَحْمَدُ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ۔ (سُبل الہدیٰ والرشاد ص۳۴)

حضور صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا: عُمر! کیوں روتے ہو؟ میں نے عرض کی یارسُول اللہ! آپ کی ذاتِ مطہرہ ساری مخلوق سے بڑھ کر اللہ کو پسند اور پیاری ہے۔ (اور یہ حالتِ فقر وفاقہ) جبکہ کسریٰ وقیصر (غیر پسندیدۂ قُدرت ہونے کے باوجود) عیش وعشرت کی زندگی بسر کر رہے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی یہ بات سُن کر) حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کا چہرہ مبارک سُرخ ہوگیا۔ اُٹھ کر بیٹھ گئے اور فرمایا؛

کی خواہش نہیں؟ بے شک یہ پہلا کھانا ہے جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چار دِنوں کے (فاقہ کے) بعد کھایا ہے۔

○ عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ اَتَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَاَيْتُهُ مُتَغَيِّرًا فَقُلْتُ بِاَبِيْ اَنْتَ وَاُمِّيْ مَالِيْ اَرَاكَ مُتَغَيِّرًا؟ قَالَ مَا حَصَلَ جَوْفِيْ مَا يَدْخُلُ جَوْفَ ذَاتِ كَبِدٍ مُنْذُ ثَلَاثٍ قَالَ فَذَهَبْتُ فَاِذَا يَهُوْدِيٌّ يَسْقِيْ اِبِلًا لَهُ فَسَقَيْتُ لَهُ كُلَّ دَلْوٍ بِتَمْرَةٍ فَجَمَعْتُ تَمْرًا فَاَتَيْتُ بِهَا رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مِنْ اَيْنَ لَكَ هٰذَا يَا كَعْبُ؟ فَاَخْبَرْتُهُ ——————— (مجمع الزوائد۔ سبل الہدیٰ ص۱)

حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ، سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا۔ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ انور کو متغیر دیکھا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میرا باپ اور ماں آپ پر قربان، میں آپ کے چہرۂ انور کو متغیر دیکھ رہا ہوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے تین دنوں سے کوئی ایسی چیز نہیں کھائی جسے صاحبِ جگر (جاندار) کھاتے ہیں۔ کعب فرماتے ہیں میں (وہاں سے) اُٹھ آیا (تاکہ آپ کے کھانے کیلئے کہیں سے کچھ ڈھونڈ لاؤں) چنانچہ میں ایک یہودی کے پاس سے گزرا جو کہ (کسی کنوئیں سے ڈول کے ذریعے پانی نکال کر) اپنے اونٹ کو پلا رہا تھا۔ میں نے اس کے ساتھ ہر ڈول کے بدلے ایک کھجور کی اُجرت طے کرکے پانی نکال کر اس کے اونٹ کو پلایا۔ (اس طرح) چند کھجوریں جمع کرکے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیں۔ آپ نے فرمایا: اے کعب! یہ کھجوریں کہاں سے آئی ہیں؟ میں نے سارا واقعہ عرض کیا (تو اس طرح تین دنوں کی شدید بھوک کے بعد آپ نے چند کھجوریں تناول فرمائیں)

تین دنوں کے بعد یہ پہلا کھانا ہے:

○ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ فَاطِمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا جَاءَتْ بِكَسْرَةِ خُبْزٍ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا هٰذِهِ الْكَسْرَةُ؟ قَالَتْ قُرْصَةُ خُبْزٍ تِهَا فَلَمْ تَطِبْ نَفْسِيْ اِلَّا اَنْ اٰتِيَكَ بِهٰذِهِ الْكَسْرَةِ فَقَالَ اَمَا اِنَّهُ اَوَّلُ طَعَامٍ دَخَلَ فَمَ اَبِيْكَ مُنْذُ ثَلَاثَةِ اَيَّامٍ: (سُبل الہدیٰ والرشاد ص ۹۴)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن حضرت خاتونِ جنت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا روٹی کا ایک ٹکڑا لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ ٹکڑا کیسا ہے؟ سیدہ خاتونِ جنت نے عرض کیا۔ یہ روٹی کی ٹکیہ مجھے میسر آئی، میرے دل نے اچھا نہ سمجھا مگر یہ کہ اسے آپ کی خدمت میں پیش کروں۔ شاہِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے تناول کرتے ہوئے فرمایا: (اے بیٹی) یہ تین دنوں کے بعد پہلا کھانا ہے جو تیرے باپ کے حلق سے اترا ہے۔

○ عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ دَخَلْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَائِطًا مِنْ حِيْطَانِ الْمَدِيْنَةِ فَجَعَلَ يَاْكُلُ بُسْرًا اَخْضَرَ فَقَالَ كُلْ يَا ابْنَ عُمَرَ فَقُلْتُ مَا اَشْتَهِيْهِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ مَا تَشْتَهِيْهِ؟ اِنَّهُ لَاَوَّلُ طَعَامٍ اَكَلَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُنْذُ اَرْبَعَةِ اَيَّامٍ:

(سُبل الہدیٰ والرشاد فی سیرۃ خیر العباد ص ۱۰۱)

حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مدینہ منورہ کے باغات میں سے ایک باغ میں داخل ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ادھ پکی سبز کھجوریں (جو پیشِ خدمت ہوئیں) کھانے لگے اور فرمایا: اے ابنِ عمر! تم بھی کھالو! میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! مجھے خواہش نہیں۔ فرمایا، تمہیں ان

○ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ سُلَيْمَانَ عَنِ الْجُرَيْرِيِّ رَحِمَهُ اللّٰهُ قَالَ بَلَغَنِيْ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ جَالِسًا مَعَ رَجُلٍ مِّنْ اَصْحَابِهٖ فَغَمَزَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَطْنَهٗ فَقَالَ لَهُ الرَّجُلُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ بِاَبِيْ اَنْتَ وَاُمِّيْ اَتَشْتَكِيْ بَطْنَكَ؟ فَقَالَ لَا اِنَّمَا هُوَ جِمَارُ الْجُوْعِ فَقَامَ الرَّجُلُ لِيَدْخُلَ حِيْطَانَ الْاَنْصَارِ فَرَاٰى رَجُلًا مِّنَ الْاَنْصَارِ يَسْتَقِيْ سِقَايَةً فَقَالَ لَهٗ هَلْ لَّكَ اَنْ اَسْقِيَ لَكَ بِكُلِّ سِقَايَةٍ تَمْرَةً جَيِّدَةً؟ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَوَضَعَ الرَّجُلُ كِسَاءَهٗ ثُمَّ اَخَذَ يَسْقِيْ وَهُوَ رَجُلٌ قَوِيٌّ فَسَقٰى مَلِيًّا حَتّٰى ابْتَهَرَ وَعَيِيَ فَجَعَلَ يَتَرَوَّحُ ثُمَّ فَتَحَ حِجْرَهٗ وَقَالَ عُدَّ لِيْ تَمْرِيْ فَقَالَ فَعَدَّ لَهٗ نَحْوًا مِّنَ الْمُدِّ فَجَاءَ بِهٖ حَتّٰى نَثَرَهٗ بَيْنَ يَدَيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَبَضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْهُ قَبْضَةً ثُمَّ قَالَ اذْهَبُوْا بِهٰذَا اِلٰى فُلَانَةَ وَاذْهَبُوْا بِهٰذَا اِلٰى فُلَانَةَ فَقَالَ الرَّجُلُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَرَاكَ تَاْخُذُ مِنْهُ وَلَا يَنْقُصُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلَسْتَ تَقْرَاُ هٰذِهِ الْاٰيَةَ؟ قَالَ قُلْتُ اٰيَةُ اٰيَةٍ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ: قَوْلُ اللّٰهِ "وَمَا اَنْفَقْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَهُوَ يُخْلِفُهٗ وَهُوَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ"

(سُبُل الهدیٰ والرشاد فی سیرة خیر العباد ص ۹۹-۱۰۰)

جناب جعفر بن سلیمان حضرت جُرَیری قدس سرہ العزیز سے روایت کرتے ہیں، انہوں نے فرمایا کہ مجھ تک یہ بات پہنچی ہے کہ ایک دن رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ایک صحابی کے ساتھ تشریف فرما تھے، اسی اثنا میں حضور سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پیٹ کو دبایا۔ اُس صحابی نے عرض کی، یارسول اللہ! میرا باپ اور میری ماں آپ پر قربان! کیا بطنِ اطہر میں تکلیف ہے؟ فرمایا نہیں۔ بھوک کی وجہ سے ایسا کر رہا ہوں۔ وہ عاشقِ زار اُسی وقت اٹھ کھڑا ہوا اور انصار کے ایک باغ میں گیا۔ وہاں دیکھا کہ ایک انصاری ڈول نکال نکال کر اپنے باغ کے درختوں کو پانی دے رہا ہے۔ اُس

○ حضرت واثلہ بن اسقع سے روایت ہے کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں ایک مہمان آیا : فَاَرْسَلَ اِلٰی اَزْوَاجِهٖ یَبْتَغِیْ عِنْدَهُنَّ طَعَامًا فَلَمْ یَجِدْ عِنْدَ وَاحِدَةٍ مِّنْهُنَّ شَیْئًا فَقَالَ : اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ وَرَحْمَتِكَ فَاِنَّهٗ لَا یَمْلِكُهَا اِلَّا اَنْتَ فَاُهْدِیَتْ اِلَیْهِ شَاةٌ مُصْلِیَّةٌ وَرُغُفٌ فَاَكَلَ مِنْهَا اَهْلُ الصُّفَّةِ حَتّٰی شَبِعُوْا فَقَالَ : اِنَّا سَاَلْنَا اللّٰهَ تَعَالٰی مِنْ فَضْلِهٖ وَرَحْمَتِهٖ فَهٰذَا فَضْلُهٗ وَقَدِ ادَّخَرَ لَنَا رَحْمَتَهٗ وَفِیْ لَفْظٍ وَنَحْنُ نَنْتَظِرُ الرَّحْمَةَ (سبل الہدیٰ ۹۴۴)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے امہات المومنین کی طرف آدمی بھیجا کہ کسی کے پاس اگر کھانے کیلئے کچھ ہو تو مہمان کیلئے بھیجے لیکن کسی ام المومنین کے ہاں سے کھانے کیلئے کوئی چیز دستیاب نہ ہوئی تب محبوبِ خدا شاہِ ارض وسماء صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ قدوس کی جناب میں دستِ سوال دراز کئے اور یوں دُعا کی :۔ اے اللہ میں تجھ سے تیرا فضل اور تیری رحمت مانگتا ہوں کیونکہ تو ہی فضل و رحمت کا مالک ہے۔

یہ کہنے کی دیر تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک بھُنی ہوئی بکری اور تازہ روٹیاں بطورِ ہدیہ پیش کی گئیں۔ پس (سب سے پہلے) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے (اس مہمان سمیت) اہلِ صفہ کو کھلایا، یہاں تک کہ وہ سیر ہو گئے، پھر ارشاد فرمایا : بیشک ہم نے اللہ تعالیٰ سے اس کے فضل اور رحمت کا سوال کیا تو یہ ہے اللہ کا فضل، رہی رحمت تو وہ اُس نے ہمارے لیئے ذخیرہ فرما دی ہے۔ دوسری روایت کے الفاظ ہیں "اور ہم اس کی رحمت کے منتظر ہیں۔

ے مصطفیٰ کی محبت بڑی چیز ہے ○ ذکرِ سرور کی برکت بڑی چیز ہے
آستانِ نبی کے ہیں جو بھی فقیر ○ اُن فقیروں کی صحبت بڑی چیز ہے
رَبّ کی رحمت بھی صدقے میں اُن کے ملی
یہ نبی کی عنایت بڑی چیز ہے

نبی کا نام لینے میں حلاوت ہی حلاوت ہے
مرے ہونٹوں کو حاصل یہ حلاوت ہوتی رہتی ہے

○ ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی شکم سیر ہو کر کھانا نہیں کھایا تھا اور اس امر کا کسی سے تذکرہ بھی نہیں فرماتے تھے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو شکم سیر ہونے سے فاقہ زیادہ عزیز تھا۔ جب کبھی آپ رات کو بھوکے سوتے اور ساری رات بھوک کے سبب دشواری میں گزارتے، یہ حالت بھی دن کو روزہ رکھنے میں حائل نہ ہوتی تھی۔

وَلَوْشَاءَ سَاَلَ رَبَّهٗ جَمِيْعَ كُنُوْزِ الْاَرْضِ وَ ثِمَارِهَا وَرَغَدَ عَيْشِهَا وَلَقَدْ كُنْتُ اَبْكِيْ لَهٗ رَحْمَةً مِّمَّا اَرٰى بِهٖ وَاَمْسَحُ بِيَدِيْ عَلٰى بَطْنِهٖ مِمَّا بِهٖ مِنَ الْجُوْعِ وَاَقُوْلُ نَفْسِيْ لَكَ الْفِدَاءُ لَوْ تَبَلَّغْتَ مِنَ الدُّنْيَا بِمَا يَقُوْتُكَ فَيَقُوْلُ يَا عَائِشَةُ مَالِيْ وَلِلدُّنْيَا اِخْوَانِيْ مِنْ اُولِي الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ صَبَرُوْا عَلٰى مَا هُوَ اَشَدُّ مِنْ ذٰلِكَ ——— (الشفا بتعریف حقوق المصطفیٰ ا صہ ۸۴/۸۳)

حالانکہ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رب کریم سے سوال کرتے تو منعم حقیقی آپ کو (ظاہری طور پر) خزائن بے بہا، وافر پھل اور زندگی کی تمام سہولتیں عطا کر دیتا (مگر آپ نے فقر و فاقہ کو پسند فرمایا) سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس اختیاری حالت فقر و فاقہ کو دیکھتی تو میں رو پڑتی، ادھر آنکھوں سے قطار اندر قطار آنسو گر رہے ہوتے اور ادھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے شکم اطہر پر ہاتھ پھیر کر عرض گزار ہوتی کہ میری جان آپ پر قربان اس دنیا سے کم از کم آپ اتنا حصہ تو قبول فرمالیں جس سے فاقے کی اذیت نہ اٹھانی پڑے۔ یہ سن کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم زبان حق ترجمان سے فرماتے کہ لے عائشہ مجھے دنیا سے کیا سروکار، میرے بھائی اولوا العزم پیغمبر وں نے اس سے بھی کٹھن حالات میں صبر کا دامن تھامے رکھا۔

صحابی (عاشقِ زار) نے اس انصاری سے کہا کہ تو اگر مجھے ہر ڈول کے بدلے میں ایک اچھی کھجور دے تو میں تیرے باغ کو سیراب کرتا ہوں، کیا تجھے منظور ہے؟ اس نے کہا ہاں مجھے منظور ہے، چنانچہ اس صحابی نے (کندھے سے) اپنی چادر اتار کر رکھ دی اور ڈول نکال نکال کر باغ کو سیراب کرنا شروع کر دیا۔ وہ صحابی بڑا طاقتور تھا۔ اس لئے پے در پے جوش و خروش سے پانی نکالتا رہا، یہاں تک کہ (مسلسل ڈول نکالنے سے) اس کا سانس پھول گیا اور رُک گیا اور سستانے لگا۔ پھر اُس نے اپنی جھولی کو کھولا اور کہا، میری کھجوریں گِن کر اِس میں ڈال دو۔ جب وہ گِنی گئیں تو تقریباً آدھے سیر کے برابر تھیں۔ وہ لے کر بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے انہیں بکھیر کر رکھ دیا۔ رحمتِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم ان کھجوروں سے مٹھی بھرتے اور حکم دیتے، یہ فلاں (بیوہ یا بے سہارا) خاتون کو پہنچا دو۔ پھر اس میں سے مٹھی بھرتے اور فرماتے یہ فلاں خاتون کو پہنچا دو۔

اسی طرح رحمتِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم مٹھیاں بھر بھر کر اور نام لے لے کر بھجواتے رہے۔ وہ عاشقِ صادق جو یہ کھجوریں لایا تھا، یہ منظر دیکھ کر بولا: یا رسول اللہ! میں دیکھتا ہوں کہ آپ مٹھیاں بھر بھر کر دے رہے اور ان میں کمی نہیں ہو رہی۔ بلکہ جوں کی توں موجود ہیں تو رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کیا تم یہ آیت نہیں پڑھتے ہو! میں نے عرض کی یا رسول اللہ! کون سی آیت؟ فرمایا: یہ فرمانِ رب العالمین: وَمَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ فَهُوَ یُخْلِفُهٗ وَهُوَ خَیْرُ الرّٰزِقِیْنَ[1] اور جو چیز تم اللہ کی راہ میں خرچ کرو، وہ اس کے بدلے اور دے گا اور وہ سب سے بہتر رزق دینے والا ہے۔

غلاموں پر محمد کی عنایت ہوتی رہتی ہے
کرم فرماتے رہتے ہیں زیارت ہوتی رہتی ہے

---

[1] سورۃ السبا، آیت۔ ۳۹

اور اگر تم اللہ اور اس کے رسول اور آخرت کے گھر کو چاہتی ہو تو بے شک اللہ تعالیٰ نے تم نیک بختوں کیلئے بڑا اجر تیار کر رکھا ہے۔

ان آیات کریمہ کے نزول کے بعد جس قدر زیور و زینت اور آرائش وغیرہ کے خیالات تھے سب کافور ہو گئے اور صرف خدا اور رسول (جل جلالہ و صلی اللہ علیہ وسلم) اور دعدۂ قیامت پر قانع ہو کر انہی حجروں میں فقر و فاقہ کے ساتھ عمریں بسر کیں۔ (ذکرِ جمیل)

○ ام المومنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایسے بستر پر سوئے جس کی بھرائی کھجور کی چھال سے تھی۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم سو کر اٹھے تو آپ کی جلدِ طیب پر اس کے نشان پڑے ہوئے تھے (یہ دیکھ کر) میں رو پڑی۔

فَقَالَ یَا اُمَّ سَلْمَۃَ مَا یُبْکِیْكِ؟ قُلْتُ مَا اَرٰی مِنْ اَثَرِ ھٰذِہٖ۔ فَقَالَ لَا تَبْکِیْ لَوْ اَرَدْتُّ اَنْ تَسِیْرَ مَعِیَ ھٰذِہِ الْجِبَالُ لَسَارَتْ۔

(سُبل الھدٰی والرشاد ص۲)

تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے اُمِ سلمہ تجھے کس (چیز) نے رُلایا؟ میں نے عرض کی، یا رسول اللہ! آپ کے پہلوئے اقدس پر (کھردرے بستر کے) یہ نشان دیکھ کر میرے آنسو نکل آئے۔ یہ سن کر تاجدارِ دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے اُمِ سلمہ مت رو۔ اگر میں چاہتا، یہ (سب) پہاڑ (سونے کے بن کر) میرے ساتھ چلیں تو ضرور چلتے۔

فیضانِ تربیت اور سیدہ خاتونِ جنت

حضرت سوید بن غفلہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو فقر و فاقہ کی نوبت آئی تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: کہ ——— کاش تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاتی اور آپ سے سوال کرتی، چنانچہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا آپ

درسِ زُہد اور اُمّہاتُ المومنینؓ

بلا شبہ جس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم، اور آپ کے اہلِ بیتؓ ازواجِ مطہرات علیہم الرضوان نے گزران کی ہے دنیا میں کوئی نہیں کر سکتا۔ شہنشاہِ کونین ہو کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حجرۂ مبارکہ کی یہ کیفیت تھی کہ جلانے کی چند لکڑیاں گاڑ کر اوپر کمبل لگا دیئے گئے تھے۔ وفات شریف تک یہی خاص دولت سرا رہا۔ ازواجِ مطہرات کے حجروں کا یہ حال تھا کہ چار حجروں کی دیواریں کچی اینٹ کی تھیں اور چھتیں کھجور کی شاخوں کی تھیں جن پر مٹی کی لپائی کر دی گئی تھی اور پانچ حجروں کی تو دیواریں بھی نہ تھیں، صرف کھجور کی شاخیں گاڑ کر ان پر مٹی کا گلابہ کر دیا گیا تھا اور ان کے دروازوں پر تین ہاتھ لمبے اور ایک ہاتھ چوڑے کمبل کے پردے پڑے رہتے تھے۔ سیّدنا امام حسین رضی اللہ عنہٗ فرماتے ہیں کہ ان کی بلندی اتنی تھی کہ میرا سر اُن کی چھت کو لگتا تھا ــــــــــ تو اس سے ان کے محل سراؤں کے ارتفاع کا اندازہ ہو سکتا ہے۔ یہ خاص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواجِ مطہرات کے دولت خانے تھے جن میں انہوں نے عمر بھر گزران کی۔ غالباً ان ہی حالات کے پیشِ نظر شاید کسی زوجہ کا خیال زینت و آرائش کی طرف ہوا ہوگا کہ ساتھ یہ آیۂ شریفہ نازل ہوئی۔

يَآيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَزِيْنَتَهَا فَتَعَالَيْنَ اُمَتِّعْكُنَّ وَاُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِيْلًا ○ وَاِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالدَّارَ الْاٰخِرَةَ فَاِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ لِلْمُحْسِنٰتِ مِنْكُنَّ اَجْرًا عَظِيْمًا ○[1]

اے نبی! اپنی بیویوں سے کہدو کہ اگر تمہیں دنیا کی زندگی اور اس کی زینت و آرائش کی خواہش ہے تو آؤ میں تمہیں کچھ دے دلا کر خوش اسلوبی سے رخصت کر دوں

---

[1] الاحزاب آیت ۲۸-۲۹

قدمین شریفین

اللہ قدوس ارشاد فرماتا ہے :

○ فِيْهِ اٰيٰتٌۢ بَيِّنٰتٌ مَّقَامُ اِبْرٰهِيْمَ ۚ (آل عمران - ۹۷)

اس (مکہ) میں کھلی نشانیاں، ابراہیم کے کھڑے ہونے کی جگہ۔

○ دوسری جگہ ارشاد ہوتا ہے :

وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهِيْمَ مُصَلًّى ؕ (البقرہ - ۱۲۵)

اور ابراہیم کے کھڑے ہونے کی جگہ کو نماز کا مقام بناؤ۔

○ اُرْكُضْ بِرِجْلِكَ ۚ هٰذَا مُغْتَسَلٌۢ بَارِدٌ وَّشَرَابٌ ○ (ص - ۴۲)

ہم نے فرمایا: (اے ایوب) زمین پر پاؤں مارو، یہ ہے ٹھنڈا چشمہ نہانے اور پینے کو۔

ان آیات مبارکہ سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل و رضا سے انبیائے کرام علیہم السلام کے قدم مبارک اور ان کے نشان اللہ تعالیٰ کی عظیم نشانیاں ہیں کہ ان کے اعزاز و اکرام کا دینِ حق میں حسبِ جا بجا پرچار ہے، ان کی ٹھوکروں میں شغل ہے۔

انبیاء تو انبیاء، ان سے نسبت رکھنے والوں کے قدم بھی قرآن کریم میں شعائر اللہ سے متعارف و مشہور ہیں۔

○ فرمانِ باری ہوتا ہے :

اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ ۚ (البقرہ - ۱۵۸)

بے شک صفا اور مروہ اللہ کی نشانیوں سے ہیں۔

صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئیں اور آپ کے پاس اُمّ ایمن رضی اللہ عنہا بیٹھی ہوئی تھیں، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے دروازہ کھٹکھٹایا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اُمّ ایمن سے فرمایا کہ یہ کھٹکھٹاہٹ تو فاطمہ کی سی ہے اور یہ میرے پاس ایسے وقت میں آئیں کہ اس جیسے وقت میں وہ آنے کی عادی نہیں تھیں۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا : یا رسول اللہ ! یہ فرشتے، ان کا کھانا تو لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کہنا اور سبحان اللہ کہنا اور الحمد للہ کہنا ہے ; ہمارا کھانا کیا ہے ؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : قسم اُس ذات کی جس نے مجھے حق دے کر بھیجا ہے، محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے کسی گھر میں تیس دن سے آگ نہیں جلی ہے، میرے پاس بکریاں آئی ہیں اگر تم چاہو تو تمہارے لیئے پانچ بکریوں کا حکم دے دوں اور اگر تم چاہو تو میں تمہیں وہ پانچ کلمے سکھادوں جو مجھے جبریل نے بتائے ہیں ; حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا مجھے تو آپ وہ پانچ کلمات سکھا دیجئے جو جبریل نے آپ کو بتائے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : کہو ! یَا اَوَّلَ الْاَوَّلِیْنَ، وَیَا اٰخِرَ الْاٰخِرِیْنَ، وَیَا ذَا الْقُوَّۃِ الْمَتِیْنِ، وَیَا رَاحِمَ الْمَسٰکِیْنِ، وَیَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ[۱]

اس کے بعد حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس واپس چلی گئیں، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا، تمہارے پیچھے کیا ہے ؟ یعنی کیا خبر لائیں ؟ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا میں تمہارے پاس سے دنیا کے لیے گئی اور تمہارے پاس آخرت لے کر آئی ـــ تو ـــ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا : تیرے دن بھلے ہیں۔ (حیاۃ الصحابہ ص ۴۷/۳ حصہ ہشتم بحوالہ کنز العمال)

---

[۱] (پانچ کلمات کا ترجمہ) اے تمام پہلوں کے پہلے، اے سب آخروں کے آخر، اے مضبوط قوت والے، اے مسکینوں پر رحم کرنے والے اور تمام رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والے۔

احادیثِ مبارکہ اور شانِ پائے اقدس

حضرت عبداللہ بن بریدہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

كَانَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَحْسَنَ الْبَشَرِ قَدَمًا۔ (زرقانی علی المواہب)

کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم مبارک سب سے زیادہ حسین تھے۔

عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ رَضِىَ اللهُ عَنْهُ قَالَ مَا رَاَيْتُ شَيْئًا اَحْسَنَ مِنْ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَاَنَّ الشَّمْسَ تَجْرِىْ فِىْ وَجْهِهٖ وَمَا رَاَيْتُ اَحَدًا اَسْرَعَ فِىْ مَشْيِهٖ مِنْ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَاَنَّمَا الْاَرْضُ تُطْوٰى لَهٗ اِنَّا لَنُجْهِدُ اَنْفُسَنَا وَاِنَّهٗ لَغَيْرُ مُكْتَرِثٍ۔ (رواہ الترمذی، مشکوٰۃ ص۵۱۸)

حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ خوبصورت کوئی چیز نہیں دیکھی۔ آپ کے چہرۂ انور میں سورج چلتا ہوا معلوم ہوتا تھا۔ اور میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ تیز چلنے والا کوئی نہیں دیکھا۔ گویا کہ آپ کیلئے زمین سمیٹی جاتی تھی۔ ہم (آپ کے ساتھ تیز چلنے میں دوڑتے ہوئے) اپنی جانوں کو مشقت میں ڈالتے اور آپ بآسانی بے تکلف چلتے (مگر پھر بھی سب سے آگے رہتے)

○ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ مُحَمَّدٍ رَضِىَ اللهُ عَنْهُمَا مِنْ وُّلْدِ عَلِىِّ ابْنِ اَبِىْ طَالِبٍ رَضِىَ اللهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ عَلِىٌّ رَضِىَ اللهُ عَنْهُ اِذَا وَصَفَ النَّبِىَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا مَشٰى تَقَلَّعَ كَاَنَّمَا يَنْحَطُّ فِىْ صَبَبٍ۔ (شمائل ترمذی)

حضرت ابراہیم بن محمد رضی اللہ عنہما (حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پوتے) فرماتے ہیں، حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف

اس سے معلوم ہوا کہ جس چیز کو صالحین سے نسبت ہو جائے وہ عظمت والی بن جاتی ہے۔ صفا مروہ پہاڑیاں حضرت ہاجرہ کے قدم کی برکت سے اللہ کی نشانیاں بن گئیں۔

اب جبکہ محبوبانِ ربّ العالمین کے قدم اور ان کے نشانات شعائر (اللہ کی نشانیاں) ہیں تو ان کی تعظیم و توقیر شرک و بدعت ہے یا کمالِ تقویٰ و طہارت ہے؟

محبوبانِ ربِ کریم سے منسوب چیزوں کا شعائر اللہ ہونا بھی قرآن سے ثابت ہے اور شعائر اللہ کی تعظیم و توقیر سے متعلقہ فرمان و فیصلہ بھی قرآن پاک میں موجود ہے۔

اللہ قدوس ارشاد فرماتا ہے:

وَمَنْ يُّعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ ○ (الحج-۳۲)

اور جو شعائر اللہ کی تعظیم کرے تو یہ دلوں کی پرہیزگاری سے ہے۔

تعظیم کا معنی ہے بڑا جاننا، عظمت والا سمجھنا، تو مذکورہ آیاتِ مبارکہ سے واضح ہوتا ہے جہاں ربِ کریم کے پیاروں کے قدم آتے ہیں وہ جگہ بڑی عظمت و شان والی ہے اور اسے عظمت و شان والا سمجھنا اور اس کی تعظیم و توقیر علامتِ ایمان و تقویٰ اور منشاءِ قدرت کا لحاظ و احترام ہے۔

○ اللہ قدوس ارشاد فرماتا ہے:

لَآ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ ○ وَاَنْتَ حِلٌّۢ بِهٰذَا الْبَلَدِ ○ (البلد-۲،۱)

مجھے اس شہر کی قسم کہ اے محبوب! تم اس شہر میں تشریف فرما ہو۔

"حِلٌّ" کا ایک معنی ہے اترنا، تفاسیر میں یہ معنی بھی منقول ہے کہ اے محبوب! مجھے اس شہر کی قسم وَاَنْتَ حِلٌّۢ بِهٰذَا الْبَلَدِ ○ اس حال میں کہ آپ اُترتے ہیں اس شہر میں ——— یعنی مجھے اس شہر کی قسم اس لیئے کہ آپ کے قدم مبارک سے اس شہر کو نسبت ہے۔

کے قدم سے سب سے زیادہ مشابہ ہے۔ چنانچہ (اس واقعہ سے) تقریباً بیس سال بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اظہار و اعلانِ نبوت فرمایا (تو یوں طریقۂ ابراہیمی اپنا کر اعلاءِ کلمۃ اللہ اور ردِ کفر و شرک کا فریضہ انجام دیتے ہوئے اس مشابہتِ قدم کا مفہوم و مقصد واضح کر دیا۔

کچھ ذکرِ مقامِ ابراہیم

امام فخر الدین رازی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

(اَلْفَضِیْلَۃُ الثَّانِیَۃُ) (مَقَامُ اِبْرَاهِیْمَ) وَهُوَ الْحَجَرُ الَّذِیْ وَضَعَ اِبْرَاهِیْمُ قَدَمَهٗ عَلَیْهِ فَجَعَلَ اللّٰهُ مَا تَحْتَ قَدَمِ اِبْرَاهِیْمَ عَلَیْهِ السَّلَامُ مِنْ ذٰلِکَ الْحَجَرِ دُوْنَ سَائِرِ اَجْزَائِهٖ کَالطِّیْنِ حَتّٰی غَاصَ فِیْهِ قَدَمُ اِبْرَاهِیْمَ عَلَیْهِ السَّلَامُ وَهٰذَا مِمَّا لَا یَقْدِرُ عَلَیْهِ اِلَّا اللّٰهُ تَعَالٰی وَلَا یُظْهِرُهٗ اِلَّا عَلَی الْاَنْبِیَاءِ ثُمَّ لَمَّا رَفَعَ اِبْرَاهِیْمُ عَلَیْهِ السَّلَامُ قَدَمَهٗ عَنْهُ خَلَقَ فِیْهِ الصَّلَابَۃَ الْحَجَرِیَّۃَ مَرَّۃً اُخْرٰی ثُمَّ اَنَّهٗ تَعَالٰی اَبْقٰی ذٰلِکَ الْحَجَرَ عَلٰی سَبِیْلِ الْاِسْتِمْرَارِ وَالدَّوَامِ فَهٰذِهٖ اَنْوَاعٌ مِّنَ الْاٰیَاتِ الْعَجِیْبَۃِ وَالْمُعْجِزَاتِ الْبَاهِرَۃِ اَظْهَرَهَا اللّٰهُ سُبْحَانَهٗ فِیْ ذٰلِکَ الْحَجَرِ۔

(التفسیر الکبیر، الجزء الثامن ص۱۳۵)

دوسری فضیلت (مکہ معظمہ کی) مقامِ ابراہیم ہے اور یہ وہ پتھر ہے جس پر جدالانبیاء حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنا قدم مبارک رکھا تو اس پتھر کا جتنا حصہ آپ کے زیرِ قدم آیا۔ تر مٹی کی طرح نرم ہو گیا یہاں تک کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا قدم مبارک اس میں چھپ گیا اور یہ قدرتِ الٰہیہ اور معجزۂ انبیاء ہے پھر جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے قدم اٹھایا تو اللہ قدوس نے دوبارہ اس ٹکڑے میں پتھر کی سی سختی پیدا کر دی اور وہ نشانِ قدم محفوظ رہ گیا پھر اللہ تعالیٰ نے اسے ہمیشہ کیلئے باقی رکھا، تو یہ عجیب ترین نشانیوں اور چمکدار معجزات کی اقسام ہیں جو،

بیان کرتے ہوئے فرمایا: جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم چلتے تو (یوں معلوم ہوتا) گویا کہ آپ بلندی سے اُتر رہے ہیں۔

○ عَنْ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اِذَا مَشٰی تَکَفَّأَ تَکَفُّؤًا کَاَنَّمَا یَنْحَطُّ مِنْ صَبَبٍ۔ (شمائل ترمذی)

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چلتے تو کسی قدر آگے جھک کر چلتے، گویا کہ آپ بلندی سے اُتر رہے ہیں۔

قدمِ خلیل اللہ علیہ السلام سے مشابہت:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا اِنَّ قُرَیْشًا اَتَوْا کَاہِنَۃً فَقَالُوْا لَہَا اَخْبِرِیْنَا بِاَقْرَبِنَا شَبَہًا بِصَاحِبِ ہٰذَا الْمَقَامِ فَقَالَتْ اِنْ اَنْتُمْ جَرَرْتُمْ کِسَاءً عَلٰی ہٰذِہِ السَّہْلَۃِ ثُمَّ مَشَیْتُمْ عَلَیْہَا اَنْبَاْتُکُمْ فَجَرُّوْا ثُمَّ مَشَی النَّاسُ عَلَیْہَا فَاَبْصَرَتْ اَثَرَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم فَقَالَتْ ہٰذَا اَقْرَبُکُمْ شَبَہًا بِہٖ فَمَکَثُوْا بَعْدَ ذٰلِکَ عِشْرِیْنَ سَنَۃً اَوْ قَرِیْبًا مِّنْ عِشْرِیْنَ سَنَۃً ثُمَّ بُعِثَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم۔ (خصائص کبریٰ ص ۱۱۸)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ قریش نے ایک دفعہ ایک کاہنہ سے جا کر پوچھا کہ مقام ابراہیم میں جو نشانِ قدم ہے، اُس نشان سے زیادہ تر ملتا جلتا پاؤں ہم میں سے کس کا ہے؟ اُس نے کہا اس سامنے کی سِل پر ایک چادر صاف کر کے بچھا دو اور پھر ایک ایک اس پر جُدا جُدا پاؤں رکھو تو میں تمہیں بتا دوں گی (کہ کس کا قدم، نشانِ قدمِ ابراہیم (علیہ السلام) سے زیادہ مشابہت رکھتا ہے) قریش کے لوگوں نے ایسا ہی کیا۔ اُس نے سب کے نشان دیکھے پس جب اُس نے (دعائے خلیل) حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نشانِ قدم کو دیکھا تو بولی: یہ قدم، ابراہیم علیہ السلام،

میں بھی ایسے مترسم و متبرک پتھر پائے جاتے ہیں۔ وہاں سے مصر کے متعدد مقامات پر منتقل کیے گئے ہیں یہاں تک کہ کہا جاتا ہے کہ سلطان قاتیبائی نے بیس ہزار سے ایک پتھر خریدا اور وصیت کی کہ اسے میری قبر کے ساتھ نصب کیا جائے۔ چنانچہ وہ (متبرک پتھر) اب تک وہاں موجود ہے۔

پاؤں کی ٹھوکر سے اونٹنی میں تیز رفتاری آگئی:

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّم بَعَثَ رَجُلًا فَاَتَاهُ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللهِ قَدْ اَعْیَتْنِیْ نَاقَتِیْ اَنْ تَنْبَعِثَ فَاَتَاهَا فَضَرَبَهَا بِرِجْلِهٖ قَالَ اَبُوْهُرَیْرَةَ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ لَقَدْ رَاَیْتُهَا تَسْبِقُ الْقَائِدَ۔

(رواہ مسلم، حجۃ اللہ علی العالمین ص۴۳۳)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو بلایا، وہ حاضر خدمت ہوا اور اس نے شکایت کی، میری اونٹنی نے مجھے تھکا دیا ہے۔ یعنی بہت سست ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اپنے پائے اقدس سے ٹھوکر لگائی۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ خدا کی قسم (پائے اقدس کی برکت سے) وہ اونٹنی ایسی تیز رفتار ہوئی کہ قافلے کے سب سے اگلے سوار سے آگے نکل جاتی (یعنی کسی کو آگے نہ بڑھنے دیتی)

اس کے بعد کوئی اس سے آگے نہ بڑھ سکا:

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ اَنَّ اَهْلَ الْمَدِیْنَةِ فَزِعُوْا مَرَّةً فَرَکِبَ النَّبِیُّ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَرَسًا لِاَبِیْ طَلْحَةَ کَانَ یَقْطِفُ

اللہ تعالیٰ نے اس پتھر میں ظاہر فرمائی ہیں۔

○ حضرت ابو ہریرہ اور حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

اَنَّہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کَانَ اِذَا مَشٰی عَلَی الصَّخْرِ غَاصَتْ قَدَمَاہُ فِیْہِ۔ (زرقانی علی المواہب)

کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم پتھروں پر چلتے تو آپ کے پاؤں مبارک کے نشان ان پر لگ جاتے، یعنی پتھر آپ کے پاؤں کے نیچے نرم ہو جاتے۔

○ حضرت امام یوسف نبھانی ناقل ہیں کہ حضرت علامہ شہاب الدین خفاجی شرح شفا میں فرماتے ہیں:

وَھٰذَا مِمَّا شَاعَ فِی الْاَقْطَارِ وَنَظَمَہُ الشُّعَرَاءُ فِیْ فَصِیْحِ الْاَشْعَارِ اَنَّہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کَانَ فِیْ بَعْضِ الْاَحْیَانِ اِذَا مَشٰی غَاصَ قَدَمُہٗ فِی الْحِجَارَۃِ بِحَیْثُ بَقِیَ ذَالِکَ اِلَی الْاٰنِ وَارْتَسَمَ فِیْھَا مِثَالُہٗ بِعَیْنِہٖ وَالنَّاسُ تَتَبَرَّکُ بِہٖ وَتَزُوْرُہٗ وَتُعَظِّمُہٗ کَمَا فِی الْقُدْسِ وَنُقِلَ مِنْہُ اِلٰی مِصْرَ فِیْ اَمَاکِنَ مُتَعَدِّدَۃٍ حَتّٰی قِیْلَ اِنَّ السُّلْطَانَ قَایِتْبِیَای اِشْتَرَاہُ بِعِشْرِیْنَ اَلْفَ دِیْنَارٍ وَاَوْصٰی بِجَعْلِہٖ عِنْدَ قَبْرِہٖ وَھُوَ مَوْجُوْدٌ اِلَی الْاٰنِ۔

(حُجَّۃُ اللّٰہِ عَلَی الْعٰلَمِیْن ص۴۹۵)

کہ یہ بات آفاقی شہرت یافتہ اُمور میں سے ہے اور اسے صاحبانِ قلم نے اپنے فصیح و بلیغ اشعار میں نظم فرمایا ہے ——— کہ حضور سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم جب کبھی (ننگے پاؤں) پتھروں پر چلتے تو (پتھر آپ کے مبارک قدموں کے نیچے نرم ہو جاتے اور) ان میں بعینہٖ نشانِ قدم مبارک پڑ جاتا (چنانچہ ان پتھروں کو تبرکاً محفوظ کیا گیا ہے) اور لوگ اُن سے برکتیں حاصل کرتے، ان کی زیارت کرتے اور اُن کی تعظیم کرتے ہیں ——— جیسا کہ بیت المقدس

○ ٹھوکر سے چشمہ پھوٹ پڑا:

اَخْرَجَ ابْنُ سَعْدٍ وَالْخَطِیْبُ وَابْنُ عَسَاکِرَ عَنْ عَمْرِو بْنِ سَعِیْدٍ اَنَّہٗ یَعْنِی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ مَعَ عَمِّہٖ اَبِیْ طَالِبٍ بِذِی الْمَجَازِ وَھُوَ مَوْضَعٌ عَلٰی فَرْسَخٍ مِّنْ عَرَفَۃَ کَانَ سُوْقًا لِّلْجَاھِلِیَّۃِ فَعَطَشَ عَمُّہٗ اَبُوْطَالِبٍ فَشَکَا اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَقَالَ یَا ابْنَ اَخِیْ عَطَشْتُ فَاَھْوٰی بِعَقِبِہٖ اِلَی الْاَرْضِ وَفِیْ رِوَایَۃٍ اِلٰی صَخْرَۃٍ فَرَکَضَھَا بِرِجْلِہٖ وَقَالَ شَیْئًا قَالَ اَبُوْ طَالِبٍ فَاِذَا اَنَا بِمَاءٍ فَلَمْ اَرَ مِثْلَہٗ فَقَالَ اشْرَبْ فَشَرِبْتُ حَتّٰی فَرَکَضَھَا فَعَادَتْ کَمَا کَانَتْ۔ ابن سعد، خطیب اور ابن عساکر نے عمرو بن سعید سے روایت کیا ہے کہ جناب رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک دفعہ اپنے چچا ابوطالب کے ساتھ بمقامِ ذی المجاز تھے۔ یہ مقام عرفہ سے تین میل کے فاصلہ پر ہے اور دورِ جاہلیت میں یہاں سالانہ منڈی لگتی تھی وہاں ابوطالب کو پیاس محسوس ہوئی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی شکایت کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سُن کر اپنی عقبِ پائے مبارک (ایڑی) زور سے زمین پر ماری اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک پتھر کو پاؤں سے ٹھوکر لگائی اور کچھ زبانِ اقدس سے بھی فرمایا ــــــ کہا ابوطالب نے کہ میں نے دیکھا کہ وہاں سے پانی نکل آیا ہے۔ ایسا ٹھنڈا میٹھا پانی میں نے کبھی نہ دیکھا۔ میں نے خوب سیر ہو کر پیا، جب سیر ہو گیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر ایڑی سے ضرب لگائی تو وہ پانی غائب ہو گیا۔

○ حضرت علامہ دمیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جن چوپاؤں پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سوار ہوئے۔ آپ کی سواری کی حالت میں انہوں نے کبھی پیشاب وغیرہ نہ کیا، نہ وہ کبھی بیمار ہوتے۔

اَوْ كَانَ فِيْهِ قِطَافٌ فَلَمَّا رَجَعَ قَالَ وَجَدْنَا فَرَسَكُمْ هٰذَا بَحْرًا فَكَانَ بَعْدَ ذَالِكَ لَا يُجَازٰى۔ (بخاری ص۴۰۱/۴۰۲)

حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ اہلِ مدینہ کو خطرہ محسوس ہوا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کے کم رو اور سستی والے گھوڑے پر سوار ہو کر (جس طرف خطرہ محسوس تھا اُدھر) گئے۔ جب واپس تشریف لائے تو فرمایا: ہم نے تمہارے گھوڑے کو دریا (کی طرح تیز رفتار) پایا ہے پس اس کے بعد اس گھوڑے سے کوئی سبقت نہ لے جا سکا۔

اِس کے بعد کبھی تکلیف نہ ہوئی:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

اِشْتَكٰى عَلِيُّ بْنُ اَبِيْ طَالِبٍ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم اَللّٰهُمَّ اشْفِهٖ اَوْ عَافِهٖ ثُمَّ ضَرَبَهٗ بِرِجْلِهٖ فَمَا اشْتَكٰى ذَالِكَ الْوَجَعَ بَعْدُ۔

(دلائل النبوۃ لابی نعیم ص۳۸۵)

کہ ایک مرتبہ حضرت علی رضی اللہ عنہ بیمار ہو گئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پائے اقدس سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ٹھوکر لگاتے ہوئے دُعا کی "اے اللہ! اسے شفا دے۔ (یا کہا) اسے عافیت دے" تو انہیں اسی وقت شفا ہو گئی، اس کے بعد کبھی وہ تکلیف نہ ہوئی۔

کہ ہمیں آپ کو لے کر اس کے گرنے کا فکر لاحق ہوا۔

○ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَرَأَ ھٰذِہِ الْاٰیَۃَ عَلَی الْمِنْبَرِ وَ مَا قَدَرُوا اللّٰہَ حَقَّ قَدْرِہٖ حَتّٰی بَلَغَ عَمَّا یُشْرِکُوْنَ ○ فَقَالَ الْمِنْبَرُ ھٰکَذَا فَجَاءَ وَذَھَبَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ۔ (خصائص کبریٰ)

کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر پر رونق افروز ہو کر یہ آیت پڑھی وَمَا قَدَرُوا اللّٰہَ حَقَّ قَدْرِہٖ یہاں تک کہ، عَمَّا یُشْرِکُوْنَ پر پہنچے تو منبر سے آواز آئی ایسا ہی ہے۔ (یعنی منبر سے تائید کی آواز آئی) اور (منبر) تین بار آگے پیچھے ہوا۔ یعنی شانِ جلالی برداشت نہ کر سکا اور آپ کے قدموں کے نیچے لرزتا رہا۔

جائے قدمِ پاک کی قدر اور صحابہ کی نظر:

عَنْ اَبِیْ بُرْدَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَدِمْتُ الْمَدِیْنَۃَ فَلَقِیَنِیْ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ سَلَامٍ فَقَالَ لِیَ انْطَلِقْ اِلَی الْمَنْزِلِ فَاَسْقِیَکَ فِیْ قَدَحٍ شَرِبَ فِیْہِ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَتُصَلِّیْ فِیْ مَسْجِدٍ صَلّٰی فِیْہِ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَانْطَلَقْتُ مَعَہٗ فَاَسْقَانِیْ سَوِیْقًا وَاَطْعَمَنِیْ تَمْرًا وَصَلَّیْتُ فِیْ مَسْجِدِہٖ ———— (بخاری شریف)

حضرت ابو بردہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ میں مدینہ منورہ آیا تو میری ملاقات حضرت عبداللہ سلام رضی اللہ عنہ سے ہوئی۔ انہوں نے مجھے فرمایا، کہ میرے ساتھ گھر چلو میں تم کو اس پیالے میں کچھ پلاؤں گا جس پیالے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیا تھا اور تم اس مسجد میں نماز پڑھو گے جس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی تھی چنانچہ میں ان کے ساتھ گیا تو انہوں

○ امام ابن سبع فرماتے ہیں کہ یہ آپ کے خصائص میں سے ہے:

اَنَّ کُلَّ دَآبَّۃٍ رَکِبَھَا یَبْقیٰ عَلَی الْقَدْرِ الَّذِیْ عَلَیْہِ وَلَمْ تَھْرُمْ بِبَرْکَتِہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم ــــــ (خصائص کبریٰ)

کہ وہ تمام جانور جن پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سوار ہوئے ہیں۔ آپ کی سواری کی برکت سے وہ ہمیشہ توانا و تندرست رہے اور کبھی کمزور و ضعیف نہ ہوئے۔

منبر آپ کے پاؤں کے نیچے کانپ رہا تھا

اَخرج الحاکم وَصَحَّحَہٗ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا قَالَ حَدَّثَتْنِیْ عَائِشَۃُ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا اَنَّھَا سَمِعَتْ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم قَرَأَ عَلَی الْمِنْبَرِ ھٰذِہِ الْاٰیَۃَ "وَمَا قَدَرُوا اللّٰہَ حَقَّ قَدْرِہٖ وَالْاَرْضُ جَمِیْعًا قَبْضَتُہٗ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ وَالسَّمٰوٰتُ مَطْوِیّٰتٌ بِیَمِیْنِہٖ" قَالَ یَقُوْلُ اَنَا الْجَبَّارُ اَنَا اَنَا وَیُمَجِّدُ الرَّبُّ نَفْسَہٗ فَرَجَفَ بِرَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم مِنْبَرُہٗ حَتّٰی قُلْنَا لَیَخِرَّنَّ ــــ

حاکم نے بتصحیح، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ میرے پاس اُمّ المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ ایک دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر کھڑے ہو کر یہ آیت "وَمَا قَدَرُوا اللّٰہَ حَقَّ قَدْرِہٖ وَالْاَرْضُ جَمِیْعًا قَبْضَتُہٗ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ وَالسَّمٰوٰتُ مَطْوِیّٰتٌ بِیَمِیْنِہٖ" پڑھ رہے تھے (اور آپ کی شانِ جلالی ظاہر ہو رہی تھی کیونکہ آپ مظہر ذاتِ الٰہی ہیں) اور یہ فرما رہے تھے کہ رب تعالیٰ کہے گا، میں ہوں جبار، میں ہوں، میں ہوں اور ایسے ہی رب تعالیٰ اپنی بہت بہت بڑائی و یکتائی کا اظہار کرے گا (اس خطبے کے دوران) منبر آپ کے پاؤں کے نیچے کانپ رہا تھا اور اِدھر اُدھر اس قدر جھکتا تھا

سے پوچھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (بیت اللہ کے اندر) کہاں نماز پڑھی ہے۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگلے دو ستونوں کے درمیان۔

○ عَنْ نَافِعٍ اَنَّ عَبْدَ اللّٰہِ کَانَ اِذَا دَخَلَ الْکَعْبَۃَ مَشٰی قِبَلَ وَجْھِہٖ حِیْنَ یَدْخُلُ وَجَعَلَ الْبَابَ قِبَلَ ظَھْرِہٖ فَمَشٰی حَتّٰی یَکُوْنَ بَیْنَہٗ وَبَیْنَ الْجِدَارِ الَّذِیْ قِبَلَ وَجْھِہٖ قَرِیْبًا مِّنْ ثَلٰثَۃِ اَذْرُعٍ صَلّٰی یَتَوَخَّی الْمَکَانَ الَّذِیْ اَخْبَرَہٗ بِہٖ بِلَالٌ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ صَلّٰی فِیْہِ ـــــــ

(بخاری ص ۷۲)

نافع رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جب کعبہ میں داخل ہوتے تو سیدھے چلے جاتے، جب اندر چلے جاتے اور دروازہ کو اپنی پشت کی جانب کر لیتے تو آگے بڑھ جاتے، یہاں تک کہ ان کے اور اس دیوار کے درمیان جو ان کے منہ کے سامنے ہوتی تھی، تین ہاتھ کا فاصلہ رہ جاتا تو نماز پڑھتے وہ اسی جگہ نماز پڑھنے کی کوشش کرتے جس کی نسبت بلال رضی اللہ عنہ نے انہیں بتایا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہاں نماز پڑھی۔

حالانکہ آپ رضی اللہ عنہما یہ بھی فرماتے کہ تم پر کچھ لازم نہیں۔ کعبہ کی جس سمت چاہو نماز پڑھو، مگر آپ کی اپنی محبت و چاہت کا اندازہ کریں، وہ بیت اللہ کہ جس کو باہر سے کھڑے ہو کر ایمان و احتساب سے دیکھیں تو کلی مغفرت کا اعلان ہے یہ دیکھنا ہر طرف سے برابر ہے۔ جب ہر طرف سے دیکھنا برابر ہے تو ہر طرف نماز پڑھنا بھی برابر ہے جب باہر سے شرفِ زیارت و نماز گزاری ہر طرف سے برابر ہے تو بیت اللہ کے اندر بھی یہی برابری اطراف ہے۔ مگر فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کے لختِ جگر حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی طلب و تلاشِ جائے قدمِ پاک کا جذبہ دیکھیں کہ کس عقیدت و نسبت سے کعبہ شریف کے اندر داخل ہو رہے ہیں کہ ان کو دخل

نے مجھ کو (اس پیالہ میں) ستو پلایا اور میں نے اُن کی مسجد میں (جہاں رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم مبارک لگے تھے وہاں) نماز پڑھی۔

● محدث عبدالرزاق نے اس حدیث کو اس طرح بیان کیا ہے کہ حضرت ابو بردہ کے والد حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہما نے خاص طور پر ابو بردہ کو مدینہ منورہ، حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ، کی خدمت میں علم حاصل کرنے کیلئے بھیجا تھا۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن سلام سے ان کی ملاقات ہوئی تو انہوں نے مرحبا کہا اور پھر فرمایا کہ تم میرے مکان پر چلو، میں تمہاری اس شان سے مہمان نوازی کروں گا کہ میں تمہیں اس مقدس پیالے میں کچھ پلاؤں گا جس میں حضور رحمتِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی نوش فرمایا تھا اور تم میری مسجد میں نماز پڑھو گے جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی تھی چنانچہ جب ابو بردہ رضی اللہ عنہ اُن کے مکان پہ گئے تو انہوں نے کھجور کھلا کر اس متبرک پیالے میں ستو گھول کر پلایا (اور انہوں نے جائے قدمِ پاک والی جگہ نماز پڑھی)

بیت اللہ کے اندر بھی آپ کے قدموں کی تلاش

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ دَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْبَيْتَ وَاُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ وَعُثْمَانُ بْنُ طَلْحَةَ وَبِلَالٌ فَاَطَالَ ثُمَّ خَرَجَ وَ كُنْتُ اَوَّلَ النَّاسِ دَخَلَ عَلٰى اَثَرِهٖ فَسَاَلْتُ بِلَالًا اَيْنَ صَلّٰى فَقَالَ بَيْنَ الْعَمُوْدَيْنِ الْمُقَدَّمَيْنِ۔ (بخاری ص۲۰۰)

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، اسامہ بن زید، عثمان بن طلحہ اور بلال (رضی اللہ عنہم) کعبہ میں داخل ہوئے، آپ دیر تک اندر رہے پھر باہر آئے اور میں آپ کے بعد سب سے پہلے داخل ہوا تو میں نے بلال رضی اللہ عنہ

یا رسول اللہ! (کرم نوازی فرمائیں اور) میرے گھر تشریف لا کر نماز ادا فرمائیں (جس جگہ آپ میرے گھر میں نماز پڑھائیں گے) میں اس جگہ کو جائے نماز بنا لوں گا، راوی کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: انشاء اللہ میں (ایسا) کروں گا۔ عتبان کہتے ہیں: پھر (ایک دن) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو ساتھ لے کر میرے گھر تشریف لائے۔ دروازے پر دستک دی۔ میں نے عرض کیا (زہے قسمت) حضور تشریف لائیے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں داخل ہوئے اور کھڑے کھڑے فرمایا کس جگہ تم چاہتے ہو کہ میں تمہارے گھر میں نماز پڑھوں؟ میں نے ایک جانب اشارہ کیا، پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں کھڑے ہو گئے اور تکبیر کہی۔ ہم بھی صف میں کھڑے ہوئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو رکعتیں پڑھائیں پھر سلام پھیرا۔

> دل اپنا بھی شیدائی ہے اُس ناخن پا کا
> اتنا بھی مہ نو پہ نہ اے چرخ کہن پھول

پاؤں مبارک متورّم ہو جاتے : حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:—

صَلّٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم حَتّٰی انْتَفَخَتْ قَدَمَاہُ فَقِیْلَ لَہٗ اَتَتَکَلَّفُ ھٰذَا وَقَدْ غَفَرَ اللّٰہُ لَکَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِکَ وَمَا تَاَخَّرَ قَالَ اَفَلَا اَکُوْنَ عَبْدًا شَکُوْرًا۔

کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھتے یہاں تک کہ آپ کے مبارک، پاؤں متورّم ہو جاتے۔ آپ سے عرض کیا گیا، آپ یہ تکلیف و مشقت کیوں اٹھاتے ہیں؟ جبکہ اللہ تعالیٰ کا آپ پر خصوصی کرم ہے اور آپ کے سبب سے آپ کے اگلوں

ہوتے دیکھنے والوں نے ان کے داخلے، دروازہ و دیوار کی سمتیں اور دیوار سے تین ہاتھ ہٹ کر نماز پڑھنے کے سارے منظر محفوظ رکھے اور بیان کئے ہیں۔

حضرت عتبان بن مالک رضی اللہ عنہ کی آرزو:

عَنْ مَحْمُوْدِ بْنِ الرَّبِیْعِ اَنَّ عِتْبَانَ بْنَ مَالِكٍ مِنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم مِمَّنْ شَہِدَ بَدْرًا مِّنَ الْاَنْصَارِ اَتٰی رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَدْ اَنْکَرْتُ بَصَرِیْ وَاَنَا اُصَلِّیْ لِقَوْمِیْ فَاِذَا کَانَتِ الْاَمْطَارُ سَالَ الْوَادِیْ بَیْنِیْ وَبَیْنَہُمْ فَلَمْ اَسْتَطِعْ اَنْ اٰتِیَ مَسْجِدَہُمْ وَاُصَلِّیْ بِہِمْ وَوَدِدْتُّ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَنَّکَ تَاْتِیْنِیْ فَتُصَلِّیْ فِیْ بَیْتِیْ فَاَتَّخِذَہٗ مُصَلّٰی قَالَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سَاَفْعَلُ اِنْ شَآءَ اللّٰہُ قَالَ عِتْبَانُ فَغَدَا عَلَیَّ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم وَاَبُوْبَکْرٍ مَعَہٗ حِیْنَ ارْتَفَعَ النَّہَارُ فَاسْتَاْذَنَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم فَاَذِنْتُ لَہٗ فَلَمْ یَجْلِسْ حِیْنَ دَخَلَ الْبَیْتَ ثُمَّ قَالَ اَیْنَ تُحِبُّ اَنْ اُصَلِّیَ فِیْ بَیْتِكَ فَاَشَرْتُ لَہٗ اِلٰی نَاحِیَۃٍ مِّنَ الْبَیْتِ فَقَامَ فَکَبَّرَ فَقُمْنَا فَصَفَفْنَا فَصَلّٰی رَکْعَتَیْنِ ثُمَّ سَلَّمَ۔ (بخاری)

حضرت محمود بن ربیع راوی ہیں کہ حضرت عتبان بن مالک رضی اللہ عنہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بدری اور انصار صحابہ میں سے تھے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ میری آنکھیں جواب دے گئی ہیں اور میں اپنی قوم کو نماز پڑھاتا ہوں۔ جب موسم برسات آتا ہے میرے گھر اور محلے کی مسجد (جہاں میں امام ہوں) کے درمیان نشیبی نالہ میں پانی بہنے لگتا ہے جس کی وجہ سے میں مسجد میں حاضر نہیں ہو سکتا۔ اور قوم کو نماز نہیں پڑھا سکتا۔ پس میں چاہتا ہوں

علیہ وسلم نے اس پر پاؤں مبارک مارا اور فرمایا ٹھہر جا، تجھ پر ایک نبی ہے یا ایک صدیق ہے یا دو شہید ہیں۔

حضور سید العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے پائے اقدس و مبارک ایڑیوں کی شان بیان کرتے ہوئے فاضلِ بریلوی علیہ الرحمۃ یوں عقیدت و حقیقت کی ترجمانی کرتے ہیں: ؎

عرش کی آنکھوں کے تارے ہیں وہ خوشتر ایڑیاں ○ عارض شمس و قمر سے بھی ہیں انور ایڑیاں

رکھتی ہیں کتنا وقار، اللہ اکبر ایڑیاں ○ ایک ٹھوکر میں اُحد کا زلزلہ جاتا رہا

رکھتی ہیں واللہ! وہ پاکیزہ گوہر ایڑیاں ○ تاج روح القدس کے موتی جسے سجدہ کریں

جن کی خاطر مر گئے منعم رگڑ کر ایڑیاں ○ اُن کا منگتا پاؤں سے ٹھکرا دے وہ دنیا کا تاج

اے رضا طوفانِ محشر کے تلاطم سے نہ ڈر
شاد ہو، ہیں کشتیٔ امت کو لنگر ایڑیاں

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّاَنْزِلْهُ الْمَقْعَدَ الْمُقَرَّبَ عِنْدَكَ

پچھلوں کی جو خطائیں ہیں بخش دی ہیں۔ فرمایا: کیا میں شکر گزار بندہ نہ بنوں۔
(شمائل ترمذی)

پائے اقدس کی ٹھوکر کی طاقت:

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ عَلٰی ثَبِیْرِ مَکَّۃَ وَمَعَہٗ اَبُوْبَکْرٍ وَعُمَرُ وَاَنَا فَتَحَرَّکَ الْجَبَلُ حَتّٰی تَسَاقَطَتْ حِجَارَتُہٗ بِالْحَضِیْضِ قَالَ فَرَکَضَہٗ بِرِجْلِہٖ فَقَالَ اُسْکُنْ ثَبِیْرُ فَاِنَّمَا عَلَیْکَ نَبِیٌّ وَصِدِّیْقٌ وَشَہِیْدَانِ۔ (ترمذی ص ۲۱۲)

ایک دفعہ جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر فاروق اور میں (حضرت عثمان غنی) رضی اللہ عنہم کوہِ ثبیر پر کھڑے تھے، پہاڑ ہلنے لگا کہ اُس کی چوٹی کے پتھر نیچے گرنے لگے (یہ دیکھ کر) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر اپنا پاؤں مارا اور فرمایا: اے ثبیر ٹھہر جا۔ تجھ پر ایک نبی ہے، ایک صدیق ہے اور دو شہید ہیں۔

● پائے اقدس کی ٹھوکر سے لرزتے پہاڑ کا ٹھہر جانا، یہ واقعہ مدینہ منورہ میں بھی پیش آیا تھا:۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: صَعِدَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اُحُدًا وَمَعَہٗ اَبُوْبَکْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ فَرَجَفَ بِہِمْ فَضَرَبَہٗ بِرِجْلِہٖ فَقَالَ اثْبُتْ اُحُدُ فَمَا عَلَیْکَ اِلَّا نَبِیٌّ اَوْصِدِّیْقٌ اَوْشَہِیْدَانِ۔
(بخاری شریف ص ۵۲۱)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابو بکر صدیق، حضرت عمر فاروق اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہم احد پہاڑ پر تشریف لے گئے تو اُحد کانپنے لگا تو آپ صلی اللہ

○ حضرت مزیدۃ العبدی نے بیان کیا کہ حضرت اشج رضی اللہ عنہ چلتے ہوئے بارگاہِ نبوی میں حاضر ہوئے :

حَتّٰی اَخَذَ بِیَدِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم فَقَبَّلَھَا فَقَالَ لَہٗ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اَمَا اِنَّ فِیْكَ الْخُلُقَیْنِ یُحِبُّھُمَا اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ۔ الخ

الادب المفرد للبخاری ص۲۰۶
(مطبوعہ سانگلہ ہل)

یہاں تک کہ انہوں نے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا دستِ مبارک پکڑ کر اس کو چوما تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے (پوشیدہ اسرار کی خبر دیتے ہوئے) فرمایا: بے شک تم میں دو عادتیں ایسی ہیں جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت پیاری ہیں: (بردباری اور حیا)۔

○ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ

فَقَبَّلْنَا یَدَہٗ۔

الادب المفرد للبخاری ص۳۳۸
مطبوعہ سانگلہ ہل

ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ مبارک کو بوسہ دیا۔

○ ابن جُدعان سے روایت ہے کہ حضرت ثابت تابعی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا: اَمَسَسْتَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم بِیَدِكَ؟ قَالَ نَعَمْ فَقَبَّلَھَا۔ (الادب المفرد للبخاری ص۳۳۸)

کہ کیا آپ نے اپنے ہاتھوں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں کو مَس کیا ہے؟ (جناب انس رضی اللہ عنہ نے) فرمایا: ہاں تو انہوں نے جناب انس رضی اللہ عنہ کا ہاتھ چوم لیا۔

صحابہ کرام کا آپ کے ہاتھ اور پاؤں چومنا

○ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ مَا رَأَيْتُ اَحَدًا كَانَ اَشْبَهَ سَمْتًا وَهَدْيًا وَدَلًّا وَفِيْ رِوَايَةٍ حَدِيْثًا وَكَلَامًا بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم مِنْ فَاطِمَةَ كَانَتْ اِذَا دَخَلَتْ عَلَيْهِ قَامَ اِلَيْهَا فَاَخَذَ بِيَدِهَا فَقَبَّلَهَا وَاَجْلَسَهَا فِيْ مَجْلِسِهٖ وَكَانَ اِذَا دَخَلَ عَلَيْهَا قَامَتْ اِلَيْهِ فَاَخَذَتْ بِيَدِهٖ فَقَبَّلَتْهُ وَاَجْلَسَتْهُ فِيْ مَجْلِسِهَا۔ (رواہ ابوداود۔ مشکوٰۃ ص۴۰۲،

الادب المفرد للامام البخاری ص۱۳۸، غنیۃ الطالبین ص۳۱، مدارج النبوۃ ص۵۴۲/۲)

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں، میں نے کسی کو نہیں دیکھا جو وقار، سیرت، صورت اور انداز گفتگو میں خاتونِ جنت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے بڑھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مشابہت رکھنے والا ہو۔ جب سیدۃ النساء سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آتیں تو رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان کیلئے کھڑے ہو جاتے اور اُن کا ہاتھ پکڑ کر چومتے اور اپنی جگہ پر بٹھاتے اور جب سیدالعالمین صلی اللہ علیہ وسلم سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لے جاتے تو وہ اُن کے لیے کھڑی ہو جاتیں۔ اور آپ کا ہاتھ مبارک تھام کر اُسے چوم لیتیں اور اپنے بیٹھنے کی جگہ پر بٹھاتیں۔

○ حضرت زارع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ وہ وفدِ عبدالقیس میں تھے:

قَالَ لَمَّا قَدِمْنَا الْمَدِيْنَةَ فَجَعَلْنَا نَتَبَادَرُ مِنْ رَوَاحِلِنَا فَنُقَبِّلُ يَدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم وَرِجْلَهٗ۔ (رواہ ابوداود، مشکوٰۃ ص۴۰۲)

فرماتے ہیں جب ہم مدینہ منورہ آئے تو ہم نے اپنی سواریوں سے اترنے میں جلدی کی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ اور پاؤں چومے۔

ایک اعرابی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نشانی طلب کی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اعرابی سے فرمایا کہ اس درخت سے کہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تجھ کو بلاتے ہیں (جب اس نے ایسا کہا) تو وہ درخت اپنے دائیں بائیں اور آگے پیچھے جھکا تو اس کی جڑیں ٹوٹ گئیں تو وہ زمین کھودتا اور اپنی جڑیں کھینچتا اور خاک اڑاتا ہوا حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آ کھڑا ہوا اور کہنے لگا "اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللہ" اعرابی نے کہا کہ اب اسے حکم دیں کہ واپس اپنی جگہ پر جائے (چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر) وہ لوٹ گیا اور اپنی جڑوں پر جا کر سیدھا کھڑا ہو گیا۔ تب اعرابی نے کہا کہ مجھے اجازت دیجئے کہ میں آپ کو سجدہ کروں۔ فرمایا: اگر کسی کو میں یہ حکم دیتا کہ وہ کسی کو سجدہ کرے تو عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے۔ اعرابی نے عرض کیا، پھر مجھے اپنے ہاتھ اور پاؤں چومنے کی ہی اجازت دیں تو آپ نے اس کو اجازت دے دی۔

........اور آپ کے ہاتھ اور پاؤں چومے

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ اپنے صاحبزادہ کو ساتھ لیتے ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سلام کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہاں بیٹھو، یہاں بیٹھو، اور ان کو اپنی دائیں جانب بٹھا لیا اور فرمایا: انصار کیلئے مرحبا ہو، انصار کیلئے مرحبا ہو۔ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے اپنے صاحبزادہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کھڑا کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بیٹھ جاؤ! صاحبزادہ بھی بیٹھ گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور قریب آؤ۔ وہ آپ کے قریب بڑھا۔ اور آپ کے دونوں ہاتھ اور پیر چومے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

یہ ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت وازع بن عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ عالیہ میں حاضر ہوئے (مگر ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صورتِ مبارکہ سے ناآشنا تھے) تو کسی نے ہم سے کہا "ذَاكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ" یہ ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ، فَاَخَذْنَا بِيَدَيْهِ وَرِجْلَيْهِ نُقَبِّلُهَا[1] تو ہم نے حضور سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ مبارک اور پاؤں مبارک تھام کر انہیں بوسے دیئے۔

ہاتھ پاؤں چومنے کی اجازت فرمائی

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں :——

سَاَلَ اَعْرَابِيٌّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اٰيَةً فَقَالَ لَهُ قُلْ لِتِلْكَ الشَّجَرَةِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْعُوْكِ قَالَ فَمَالَتِ الشَّجَرَةُ عَنْ يَمِيْنِهَا وَشِمَالِهَا وَبَيْنَ يَدَيْهَا وَخَلْفِهَا فَتَقَطَّعَتْ عُرُوْقُهَا ثُمَّ جَاءَتْ تَخُدُّ الْاَرْضَ تَجُرُّ عُرُوْقَهَا مُغْبَرَّةً حَتّٰى وَقَعَتْ بَيْنَ يَدَيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ ! اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ الْاَعْرَابِيُّ مُرْهَا فَلْتَرْجِعْ اِلٰى مَنْبَتِهَا فَرَجَعَتْ فَدَلَّتْ عُرُوْقَهَا فَاسْتَوَتْ فَقَالَ الْاَعْرَابِيُّ ! اِئْذَنْ لِيْ اَسْجُدُ لَكَ قَالَ لَوْ اَمَرْتُ اَحَدًا اَنْ يَّسْجُدَ لِاَحَدٍ لَاَمَرْتُ الْمَرْاَةَ اَنْ تَسْجُدَ لِزَوْجِهَا قَالَ فَاْذَنْ لِيْ اَنْ اُقَبِّلَ يَدَيْكَ وَرِجْلَيْكَ فَاَذِنَ لَهٗ[2]

---

[1] الادب المفرد للبخاری ص۳۳۹

[2] الشفاء بتعریف حقوق المصطفٰی ص۱۹۶ ، دلائل النبوۃ لابی نعیم ص۳۳۲

خوشبوئے پسینہ اطہر

حضرت امام قاضی ابو الفضل عیاض رحمۃ اللہ علیہ نقل فرماتے ہیں:

وَیَضَعُ یَدَہٗ عَلٰی رَاسِ الصَّبِیِّ فَیُعْرَفُ مِنْ بَیْنِ الصِّبْیَانِ بِرِیْحِھَا۔ (الشفا بتعریف حقوق المصطفٰی ص ۳۰)

صاحب بدنِ معطر رسول اطہر صلی اللہ علیہ وسلم جس بچہ کے سر پر اپنا ہاتھ مبارک رکھ دیتے وہ ہاتھ کی خوشبو کی وجہ سے دوسرے بچوں میں ممتاز ہو جاتا یعنی وفور خوشبو کے سبب اس کی نمایاں پہچان و نشان ہوتی۔

○ عَنْ مَعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ کُنْتُ اَسِیْرُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: اُدْنُ مِنِّیْ فَدَنَوْتُ فَمَا شَمَمْتُ مِسْکًا وَلَا عَنْبَرًا اَطْیَبُ مِنْ رِیْحِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔ (خصائص کبرٰی ص ۱۱۶)

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چل رہا تھا کہ آپ نے فرمایا: میرے قریب ہو جاؤ۔ میں قریب ہو گیا تو آپ کے بدنِ اطہر سے ایسی خوشبو اٹھی کہ) میں نے کسی کستوری اور عنبر کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشبو سے بڑھ کر نہیں پایا۔

اور یہ سب سے اعلیٰ خوشبو ہے:

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ دَخَلَ عَلَیْنَا النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ عِنْدَنَا فَعَرِقَ وَجَاءَتْ اُمِّیْ بِقَارُوْرَۃٍ فَجَعَلَتْ تَسْلُتُ الْعَرَقَ فِیْھَا فَاسْتَیْقَظَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ یَا اُمَّ سُلَیْمٍ مَا

کہ میں انصار میں سے ہوں اور انصار کی اولاد میں سے ہوں۔ یہ سن کر حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے کہا، اللہ تعالیٰ آپ کا اکرام فرمائے جس طرح پر کہ آپ نے ہم لوگوں کا اکرام کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اس سے پہلے کہ میں تمہارا اکرام کروں، تم لوگوں کو اکرام سے نوازا ہے۔ بیشک تم لوگ میرے بعد اپنے اوپر ترجیح دیکھو گے۔ تم صبر کرتے رہنا، یہاں تک کہ مجھ سے حوض (کوثر) پر ملو۔

(حیاۃ الصحابہ صفحہ ۴۳۰ حصہ دوم)

○

ے
جو شہِ دیں کی طرف اپنا دھیان رکھتے ہیں
اپنی اُمّید کا آباد جہاں رکھتے ہیں
کھا کے کہتا ہوں نیازی درِ والا کی قسم
شہرِ محبوب کے ذرّے بھی زبان رکھتے ہیں

جب وہ آئیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پسینہ آرہا تھا اور چمڑے کے بستر پر آپ کا پسینہ اکٹھا ہوگیا تھا۔ ام سلیم نے اپنا ڈبہ کھولا اور پسینہ مبارک پونچھ پونچھ کر اپنی شیشیوں میں بھرنے لگیں تو آپ گھبرا کر اٹھ گئے اور فرمانے لگے۔ اے ام سلیم! تم کیا کر رہی ہو؟ انہوں نے کہا: یا رسول اللہ! ہم اس میں اپنے بچوں کے لیئے برکت کی امید رکھتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، تمہاری امید درست ہے۔

یہ اُن کا کرم، اُن کی عنایت ہے عطا ہے
دامانِ طلب میرا، مُرادوں سے بھرا ہے
آیا ہے تصوّر میں، مدینے کا گلستاں!
پھر آج معطّر، یہ مرے دل کی فضا ہے

اب بھی اُن گلیوں میں خوشبو ہے پسینے کی!

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ فِي رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خِصَالٌ لَمْ يَكُنْ فِي طَرِيْقِهٖ فَيَتْبَعُهٗ اَحَدٌ اِلَّا عَرَفَ اَنَّهٗ قَدْ سَلَكَهٗ مِنْ طِيْبِ عَرَقِهٖ اَوْ عَرْفِهٖ ———— (خصائص کبریٰ ج۱ ص۶۷، مشکوٰۃ ص۵۱۸)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں (بے مثال) خوبیاں تھیں (ان میں سے یہ بھی ہے کہ) جب آپ کسی راستے سے گزرتے تو ہر شخص آپ کے پسینے کی خوشبو سے پہچان لیتا کہ آپ اس راستے سے گزرے ہیں۔

○ عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا نَعْرِفُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَقْبَلَ بِطِيْبِ رِيْحِهٖ ———— (خصائص کبریٰ ج۱ ص۶۷)

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم

هٰذَا الَّذِیْ تَصْنَعِیْنَ؟ قَالَتْ هٰذَا عَرَقُكَ نَجْعَلُهٗ فِیْ طِیْبِنَا وَهُوَمِنْ اَطْیَبِ الطِّیْبِ ــــــــــــــ (مسلم شریف ۲/۲۵۷)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہمارے پاس جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور دن میں سو گئے، آپ کو پسینہ آیا، میری والدہ ایک شیشی لے کر آئیں اور آپ کا پسینہ پونچھ پونچھ کر اس میں ڈالنے لگیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بیدار ہوئے تو آپ نے فرمایا: اے اُمِّ سُلیم! یہ کیا کر رہی ہو؟ انہوں نے کہا یہ آپ کا پسینہ ہے جس کو ہم اپنی خوشبو میں ڈالیں گے اور یہ سب سے اعلیٰ خوشبو ہے۔

دوسری روایت اس طرح ہے:

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَدْخُلُ بَیْتَ اُمِّ سُلَیْمٍ فَیَنَامُ عَلٰی فِرَاشِهَا وَلَیْسَتْ فِیْهِ قَالَ فَجَاءَ ذَاتَ یَوْمٍ فَنَامَ عَلٰی فِرَاشِهَا فَاَتَتْ فَقِیْلَ لَهَا هٰذَا النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نَائِمٌ فِیْ بَیْتِكِ عَلٰی فِرَاشِكِ قَالَ فَجَاءَتْ وَقَدْ عَرِقَ وَاسْتَنْقَعَ عَرَقُهٗ عَلٰی قِطْعَةِ اَدِیْمٍ عَلَی الْفِرَاشِ فَفَتَحَتْ عَتِیْدَتَهَا فَجَعَلَتْ تُنَشِّفُ ذٰلِكَ الْعَرَقَ فَتَعْصِرُهٗ فِیْ قَوَارِیْرِهَا فَفَزِعَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا تَصْنَعِیْنَ یَا اُمَّ سُلَیْمٍ فَقَالَتْ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! نَرْجُوْ بَرَكَتَهٗ لِصِبْیَانِنَا قَالَ اَصَبْتِ۔

(مسلم ۲/۲۵۷)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اُمِّ سلیم کے گھر تشریف لے جاتے اور وہاں سو جاتے۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن تشریف لائے (درانحالیکہ اُمِّ سلیم گھر میں نہ تھیں) اور وہاں بستر پر سو گئے۔ اُمِّ سلیم آئیں تو انہیں بتایا گیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے گھر سوئے ہوئے ہیں۔

اَنْ تَغْمِسَ هٰذَا فِی الْقَارُوْرَةِ وَتُطَیِّبَ بِهٖ فَكَانَتْ اِذَا تَطَیَّبَتْ بِهٖ یَشُمُّ اَهْلُ الْمَدِیْنَةِ رَائِحَةَ ذَالِكَ الطِّیْبِ فَسَمُّوْا بَیْتَ الْمُطَیَّبِیْنَ [1]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور کہا یا رسول اللہ! میں نے اپنی بیٹی کا نکاح کیا ہے، آپ میری مدد فرمائیے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے پاس اور تو نہیں البتہ میرے پاس ایک کھلے منہ والی شیشی اور ایک درخت کی لکڑی لے آؤ۔ چنانچہ وہ شخص یہ دونوں چیزیں لے آیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دونوں بازوؤں سے اس میں پسینۂ اطہر ڈالنا شروع کیا، یہاں تک کہ وہ بھر گئی، فرمایا: اسے لے جاؤ اور اپنی بیٹی سے کہہ دو کہ اس لکڑی کو اس شیشی میں بھگوئے اور اس سے خوشبو لگائے۔ پس جب وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پسینہ مبارک کو لگاتی تو تمام اہلِ مدینہ کو اس کی خوشبو پہنچتی، یہاں تک کہ اہلِ مدینہ میں اُن کے گھر کا نام ہی "بَیْتُ الْمُطَیَّبِیْن" (خوشبو والوں کا گھر) مشہور ہو گیا۔

ے

سر تا بقدم ہے تنِ سلطانِ زمن پھول
لب پھول، دہن پھول، ذقن پھول بدن پھول
صدقے میں ترے باغ تو کیا لائے ہیں بن پھول
اس غنچۂ دل کو بھی تو ایما ہو کہ بن پھول
واللہ! جو مل جائے مرے گل کا پسینہ
مانگے نہ کبھی عطر نہ پھر چاہے، دلہن پھول
کیا بات رضا اس چمنستانِ کرم کی
زہرا ہے کلی جس میں حسین اور حسن پھول
رضی اللہ عنہا　　　رضی اللہ عنہما

---

[1] خصائصِ کبریٰ ص۱۱۶، ابو یعلیٰ، طبرانی، ابن عباس

تشریف لاتے تو ہمیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشبو سے آپ کی آمد کا علم ہو جاتا۔

○ عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا مَرَّ فِیْ طَرِیْقٍ مِّنْ طُرُقِ الْمَدِیْنَۃِ وَجَدُوْا مِنْہُ رَائِحَۃَ الطِّیْبِ وَقَالُوْا مَرَّ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنْ ھٰذَا الطَّرِیْقِ۔

(خصائص کبریٰ ص ۱۱۵، ابو یعلیٰ، بیہقی، زرقانی)

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ منورہ کے راستوں میں سے کسی راستے پر سے گزرتے تو لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشبو پاکر کہتے کہ اس راستے سے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم گزرے ہیں۔

○ عَنْ اِبْرَاھِیْمَ النَّخْعِیِّ قَالَ: کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُعْرَفُ بِاللَّیْلِ بِرِیْحِ الطِّیْبِ۔ (خصائص کبریٰ ص ۱۱۵)

حضرت ابراہیم نخعی نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کے وقت اپنی خوشبو سے پہچانے جاتے تھے۔

؎ بس رہی ہیں مدینے کی گلیاں صدا ○ اب بھی جوبن پہ ہے گلشنِ مصطفےٰ
جس جگہ سے ہیں گزرے حبیبِ خدا ○ مہک دیتی ہے وہ رہگذر آج بھی

اس کا نام ہی "بیت المطیبین" پڑ گیا:

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ! اِنِّیْ زَوَّجْتُ ابْنَتِیْ وَاُحِبُّ اَنْ تُعِیْنَنِیْ قَالَ مَاعِنْدِیْ شَیْءٌ وَلٰکِنْ ائْتِنِیْ بِقَارُوْرَۃٍ وَاسِعَۃِ الرَّاْسِ وَعُوْدِ شَجَرَۃٍ فَاَتَاہُ بِھِمَا فَجَعَلَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَسْلُتُ الْعَرَقَ مِنْ ذِرَاعَیْہِ حَتّٰی امْتَلَاَتِ الْقَارُوْرَۃُ قَالَ فَخُذْھَا وَمُرِ ابْنَتَکَ

ٹوپی پر عمامہ ہمارا اور مشرکین کا فرق ہے۔ ہر پیچ کہ مسلمان اپنے سر پر دے گا اس پر روزِ قیامت ایک نور عطا کیا جائے گا۔

○ مسند الفردوس میں انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے (روایت) ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اَلْعَمَائِمُ تِیْجَانُ الْعَرَبِ فَاِذَا وَضَعُوا الْعَمَائِمَ وَضَعُوْا عِزَّهُمْ وَفِیْ لَفْظٍ وَضَعَ اللّٰهُ عِزَّهُمْ [1]	عمامے عرب کے تاج ہیں، جب وہ عمامہ چھوڑ دیں گے تو اپنی عزت اُتار دیں گے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ اُن کی عزت اُتار دے گا۔

○ دیلمی عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اَلْعَمَائِمُ وَقَارُ الْمُؤْمِنِ وَعِزُّ الْعَرَبِ فَاِذَا وَضَعَتِ الْعَرَبُ عَمَائِمَهَا وَضَعَتْ عِزَّهَا [2]	عمامے مسلمان کے وقار اور عرب کی عزت ہیں تو جب عرب عمامے اتار دیں، اپنی عزت اتار دیں گے۔

○ ابن شاذان اپنی مشیخت میں مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمامہ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا:

هٰكَذَا تَكُوْنُ تِيْجَانُ الْمَلٰئِكَةِ [3]	فرشتوں کے تاج ایسے ہی ہوتے ہیں۔

○ ابو عبداللہ محمد بن وضاح فضل لباس العمائم میں خالد بن معدان سے مرسلاً راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی اَكْرَمَ هٰذِهِ الْاُمَّةَ بِالْعَصَائِبِ [4] (الحدیث)	بے شک اللہ عزوجل نے اِس امت کو عماموں سے مکرم فرمایا۔

---

[1] الجامع الصغیر مع فیض القدیر صفحہ ۳۹۲/۴، بحوالہ فتاوی رضویہ صفحہ ۲۱۱/۹ رضا فاؤنڈیشن جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور
[2] الفردوس بحوالہ فتاوی رضویہ [3] فتاوی رضویہ [4] کنز العمال جلد ۱۵ صفحہ نمبر ۳۰۷

رسولِ کریم ﷺ کا لباسِ مبارک

عمامہ شریف

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم عَلَیْکُمْ بِالْعَمَائِمِ فَاِنَّہَا سِیْمَاءُ الْمَلٰئِکَۃِ وَاَرْخُوْہَا خَلْفَ ظُہُوْرِکُمْ ——— (سبل الہدیٰ والرشاد ص ۲۷۳)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عمامے اختیار کرو کہ یہ فرشتوں کا شعار ہیں اور ان کے شملے اپنے پسِ پشت چھوڑو۔

○ طبرانی، معجم کبیر، اور حاکم صحیح مستدرک میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اِعْتَمُّوْا تَزْدَادُوْا حِلْمًا۔ (المعجم الکبیر ص ۱۹۴ / ۱)

عمامہ باندھو، تمہارا حِلم بڑھے گا۔

○ سنن ابی داؤد و جامع ترمذی میں رکانہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے:

فَرْقُ مَابَیْنَنَا وَبَیْنَ الْمُشْرِکِیْنَ الْعَمَائِمُ عَلَی الْقَلَانِسِ۔ (ابوداؤد ص ۲۰۸ / ۲)

ہم میں اور مشرکوں میں فرق ٹوپیوں پر عمامے ہیں۔

یہی حدیث باوردی نے ان لفظوں میں روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اَلْعَمَائِمُ عَلَی الْقَلَنْسُوَۃِ فَصْلُ مَابَیْنَنَا وَبَیْنَ الْمُشْرِکِیْنَ یُعْطٰی یَوْمَ الْقِیَامَۃِ بِکُلِّ کَوْرَۃٍ یُدَوِّرُہَا عَلٰی رَاْسِہٖ نُوْرًا۔ (کنز العمال ص ۳۰۵ / ۱۵)

فتح مکہ کے دن مکہ میں داخل ہوئے دراں حالیکہ آپ نے سیاہ عمامہ باندھ رکھا تھا۔

عَنْ جَعْفَرِ بْنِ عَمْرِو بْنِ اُمَیَّۃَ عَنْ اَبِیْہِ قَالَ کَاَنِّیْ اَنْظُرُ السَّاعَۃَ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم عَلَی الْمِنْبَرِ وَعَلَیْہِ عِمَامَۃٌ سَوْدَاءُ قَدْ اَرْخٰی طَرْفَیْہَا بَیْنَ کَتِفَیْہِ ——— (سنن نسائی ص۲۵۵، سُبل الھدیٰ ص۲۷۲)

جعفر بن عمرو بن امیہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں کہ میری نظروں کے سامنے اب بھی یہ منظر ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سیاہ عمامہ باندھے منبر پر جلوہ افروز ہیں اور آپ نے اس کا شملہ دونوں کندھوں کے درمیان لٹکایا ہوا ہے۔

سفید رنگ کی پسندیدگی:

امام بخاری روایت کرتے ہیں:

عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ اَتَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم وَعَلَیْہِ ثَوْبٌ اَبْیَضُ ——— (بخاری ص۸۶۷)

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، دراں حالیکہ آپ نے سفید کپڑے پہنے ہوئے تھے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اِلْبَسُوْا مِنْ ثِیَابِکُمُ الْبَیَاضَ فَاِنَّہَا مِنْ خَیْرِ ثِیَابِکُمْ وَکَفِّنُوْا فِیْہَا مَوْتَاکُمْ۔ (ابوداؤد ص۲۰۶)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، سفید کپڑے پہنا کرو کیونکہ یہ تمہارا بہترین لباس ہے اور انہیں کپڑوں میں اپنے مردوں کو کفن دو۔

عَنْ سَمُرَۃَ بْنِ جُنْدُبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اِلْبَسُوا الْبَیَاضَ فَاِنَّہَا اَطْہَرُ وَاَطْیَبُ وَکَفِّنُوْا فِیْہَا مَوْتَاکُمْ۔ (جامع ترمذی ص۲۹۹)

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، سفید لباس پہنو کیونکہ یہ زیادہ صاف اور پاکیزہ ہیں، اور انہیں کپڑوں

○ رکانہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

لَا تَزَالُ اُمَّتِیْ عَلَی الْفِطْرَۃِ مَا لَبِسُوا الْعَمَائِمَ عَلَی الْقَلَانِسِ[1]

میری امت ہمیشہ دینِ حق پر رہے گی جب تک وہ ٹوپیوں پر عمامے باندھیں۔

آپ ﷺ عمامہ کس طرح باندھتے:

○ عَنْ اَبِیْ عَبْدِ السَّلَامِ بْنِ اَبِیْ حَازِمٍ رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی قَالَ قُلْتُ لِابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا کَیْفَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَعْتَمُّ؟ قَالَ: کَانَ یُدِیْرُ کَوْرَ الْعِمَامَۃِ عَلٰی رَاْسِہٖ یَغْرِزُہَا۔

جناب ابو عبد السلام بن ابو حازم بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کس طرح عمامہ باندھا کرتے تھے؟ آپ نے بتایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے سر مبارک پر گول پیچ دار عمامہ باندھتے اور شملہ پیچھے کی طرف ہوتا تھا۔

○ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا قَالَ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مُعْتَمًّا بِعِمَامَۃٍ سَوْدَاءَ قَدْ اَرْخٰی طَرَفَہَا بَیْنَ یَدَیْہِ۔ (سبل الہدی)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سیاہ عمامہ باندھے ہوئے دیکھا۔ آپ نے شملہ سامنے کی طرف لٹکایا ہوا تھا۔ (اس سے معلوم ہوتا ہے کہ شملہ کا آگے اور پیچھے ہونا دونوں طرح ہی مسنون ہے)

○ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ دَخَلَ یَوْمَ فَتْحِ مَکَّۃَ وَعَلَیْہِ عِمَامَۃٌ سَوْدَاءُ۔ (مسلم ص۴۳۹ ج۱، سبل الہدی ص۲۷۰)

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

---

[1] الفردوس بحوالہ فتاویٰ رضویہ ص۲۱۲ ج۹ رضا فاؤنڈیشن جامعہ نظامیہ لاہور

اَمَرَنِیْ اَنْ اَخْرُجَ اِلٰی بَنِیْ قُرَیْظَۃَ۔ (مجمع الزوائد ص ۱۴۳، سبل الہدیٰ ص ۲۷۵)

سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے غزوہ خندق کے دن دحیہ کلبی کی شکل وصورت میں ایک سوار کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ سرگوشی کرتے ہوئے دیکھا۔ دراں حالیکہ کہ اُس سوار کے سر پر عمامہ تھا۔ جس کا شملہ اُس نے پیچھے کی طرف لٹکا رکھا تھا۔ میں نے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم سے اُس کے بارے میں پوچھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا: کہ وہ جبریل تھے جو مجھے بنو قریظہ کی طرف نکلنے کا کہہ رہے تھے۔

قمیص مُبارک

حضرت ابنِ عبّاس رضی اللہ عنہما سے مَروی ہے کہ رسُول اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم نے قمیص پہنی جو ٹخنوں کے اوپر تک تھی اور اس کی آستین انگلیوں تک تھی (رواہُ حاکم)

حضرت ابن ماجہ، ابن سعد اور ابن عساکر رحمہم اللہ تعالیٰ سے مروی ہے:

کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم یَلْبَسُ قَمِیْصًا قَصِیْرَ الْیَدَیْنِ وَالطُّوْلِ۔ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایسی قمیص پہنا کرتے تھے جس کی آستین بھی لمبی نہیں ہوتی تھیں اور اس کی لمبائی بھی زیادہ نہ ہوتی تھی۔

بزاز نے ثقہ راویوں کے واسطے سے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے، کَانَ کُمُّ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اِلَی الرُّسْغِ۔ حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم کی آستین گٹّی تک ہوتی تھی۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ، سے مَروی ہے"

کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم لَہٗ قَمِیْصٌ قِبْطِیٌّ قَصِیْرُ الطُّوْلِ قَصِیْرُ الْکُمَّیْنِ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کی ایک قمیص تھی جو سفید صُوف سے مصر میں بنائی جاتی تھی اسے قبطی کہتے تھے وہ لمبائی میں بھی چھوٹی ہوتی تھی اور اس کی

میں سے اپنے مُردوں کو کفن دو۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کبھی کبھی زعفران میں رنگا ہوا لباس بھی زیب تن فرمایا کرتے۔

○ عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ خَرَجَ عَلَیْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّم وَعَلَیْهِ قَمِیْصٌ اَصْفَرُ وَرِدَاءُهٗ اَصْفَرُ وَعِمَامَةٌ اَصْفَرُ۔ (سُبل الهدیٰ)

حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے، دراں حالیکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دن زرد قمیص، زرد چادر اور زرد عمامہ زیب تن فرمایا ہوا تھا۔

○ ابنِ عساکر سے مروی ہے کہ انہیں عباد بن حمزہ کے ذریعے یہ روایت پہنچی ہے کہ فرشتے معرکۂ بدر میں جب آسمان سے اُترے تو انہوں نے زرد رنگ کے عمامے باندھے ہوئے تھے۔

○ امّ المومنین سیّدہ عائشہ صدّیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابن عوف رضی اللہ عنہ کی دستار بندی کی اور فرمایا:

اِنِّیْ لَمَّا صَعِدْتُ اِلَی السَّمَاءِ رَاَیْتُ اَکْثَرَ الْمَلٰئِکَةِ عَلَیْهِمُ السَّلَامُ مُعْتَمِّیْنَ ——————— (سُبل الهدیٰ والرشاد صفحہ ۲۷۵)

بے شک جب میں آسمانوں کی بلندیوں پر گیا تو میں نے دیکھا کہ اکثر فرشتوں نے عمامے باندھے ہوئے تھے۔

○ عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ رَاَیْتُ رَجُلًا یَوْمَ الْخَنْدَقِ عَلٰی صُوْرَةِ دِحْیَةَ بْنِ خَلِیْفَةَ الْکَلْبِی عَلٰی دَابَّةٍ یُّنَاجِیْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّم وَعَلَیْهِ عِمَامَةٌ قَدْ اَسْدَلَهَا خَلْفَهٗ۔

فَسَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّم فَقَالَ ذَاکَ جِبْرِیْلُ

روتے روتے ان کی آنکھیں سفید ہو گئی تھیں۔

تو تاجدارِ مصر حضرت یوسف علیہ السلام یہ جواب سن کر فرماتے ہیں:

اِذْهَبُوْا بِقَمِيْصِيْ هٰذَا فَاَلْقُوْهُ عَلٰى وَجْهِ اَبِيْ يَاْتِ بَصِيْرًا ۚ (یوسف-۹۳)

میرا یہ کرتہ لے جاؤ، اسے میرے باپ کے منہ پر ڈالو، ان کی آنکھیں کھل جائینگی۔

فَلَمَّآ اَنْ جَآءَ الْبَشِيْرُ اَلْقٰهُ عَلٰى وَجْهِهٖ فَارْتَدَّ بَصِيْرًا ۚ الخ (یوسف-۹۶)

پھر جب خوشی سنانے والا آیا، اس نے وہ کرتہ یعقوب (علیہ السلام) کے منہ پر ڈالا، اسی وقت اس کی آنکھیں پھر آئیں (دیکھنے لگیں)

جب یوسف علیہ السلام کی قمیص باعثِ شفا ہے تو سرورِ انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی پیراہن کے کیا کہنے۔

اپنی قمیص مبارک میں کفن دیا:

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا مَاتَتْ فَاطِمَةُ بِنْتُ اَسَدِ ابْنِ هَاشِمٍ اُمُّ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ دَخَلَ عَلَيْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَلَسَ عِنْدَ رَاْسِهَا فَقَالَ يَرْحَمُكِ اللّٰهُ فَاِنَّكِ كُنْتِ اُمِّيْ بَعْدَ اُمِّيْ تَجُوْعِيْنَ وَتُشْبِعِيْنَنِيْ وَتَعْرِيْنَ تَكْسِيْنَنِيْ وَتَمْنَعِيْنَ نَفْسَكِ طَيِّبَ الطَّعَامِ وَتُطْعِمِيْنَنِيْ تُرِيْدِيْنَ بِذَالِكَ وَجْهَ اللّٰهِ وَالدَّارَ الْاٰخِرَةَ ثُمَّ اَمَرَ اَنْ تُغْسَلَ ثَلَاثًا ثَلَاثًا فَلَمَّا بَلَغَ الْمَاءَ الَّذِيْ فِيْهِ الْكَافُوْرُ سَكَبَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهٖ ثُمَّ خَلَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَمِيْصَهٗ وَاَلْبَسَهَا اِيَّاهُ فَوْقَهٗ ثُمَّ دَعَا

آستینیں بھی چھوٹی تھیں۔

حضرت عبداللہ بن ابی رباح التابعی فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھا، کیا بیعت رضوان میں آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت میں تھے؛ آپ نے فرمایا، ہاں! پھر میں نے پوچھا اس روز حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کون سا لباس پہنا ہوا تھا؟ حضرت ابن عمر نے جواب دیا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سوتی قمیص اور ایک جُبّہ، جس کے اندر روئی بھری ہوئی تھی، زیب تن فرما رکھے تھے۔ اس کے علاوہ چادر اور ایک تلوار تھی، میں نے نعمان بن مقرن مزنی رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک کے قریب کھڑے تھے۔ اور لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کا شرف حاصل کر رہے تھے۔

اِن مختلف احادیث سے پتہ چلتا ہے کہ سرورِ انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کبھی ایسی قمیص زیب تن فرماتے جس کی لمبائی ٹخنوں کے اوپر تک ہوتی اور جس کی آستینیں ہاتھ کی انگلیوں کو ڈھانپ رہی ہوتیں اور بعض اوقات سرورِ انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم ایسی قمیص زیب تن فرمایا کرتے جو نہ اتنی لمبی ہوتی اور نہ اس کی آستینیں انگلیوں تک ہوتیں بلکہ گٹے تک ہوتیں۔ (ضیاء النبی جلد پنجم)

حضرت یوسف علیہ السلام کا کُرتہ:

حضرت یوسف علیہ السلام والیِ مصر ہیں۔ ابتلاء و آزمائش کے زمانے بیت چکے ہیں۔ سر پر تاج شاہی سجا ہوا ہے۔ آپ کی شان و شوکت، سخاوت و محبت کے چرچے لوگوں کی زبانوں پر جاری ہیں۔

اِدھر اہلِ کنعان بھی قحط سالی کی لپیٹ میں آتے ہیں تو آپ کے بھائی غلہ لینے کیلئے حاضرِ دربار ہوتے ہیں۔ جان پہچان کے بعد آپ اپنے کریم و شفیق والدِ گرامی کا حال پوچھتے ہیں تو برادران، عرض کرتے ہیں کہ آپ کے غمِ فرقت میں

لیٹ گئے اور یوں دُعا کی :

" سب تعریف اللہ کیلئے ہے جو زندہ کرتا اور مارتا ہے اور وہ خود بخود (زندہ) ہے۔ اُسے کبھی موت نہ آئے گی (اے اللہ) میری ماں فاطمہ بنت اسد کو بخش دے اور اسے اسکی حجت (نکیرین کے سوالوں کے جواب) خوب سکھا دے اور اس پر اس کی قبر کو وسیع کر دے یلپنے نبی (محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم) کے طفیل اور اُن نبیوں کے طفیل جو مجھ سے پہلے ہوئے ہیں ——— بے شک تو سب سے بڑھ کر رحم کرنے والا ہے۔"

——— اور پھر فرمایا : اِنَّمَا اَلْبَسْتُهَا قَمِيْصِىْ لِتُكْسٰى مِنْ حُلَلِ الْجَنَّةِ وَاضْطَجَعْتُ مَعَهَا لِيُهَوَّنَ عَلَيْهَا۔ میں نے اپنا کرتہ انہیں اس لیے پہنایا تاکہ اللہ تعالیٰ اِن کو جنتی حلّہ پہنائے اور قبر میں اس لیے لیٹا ہوں کہ اس پر نرمی آسانی ہو۔ (الاستیعاب ص ۴۴۷)

● امام حافظ ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ الحاکم نیشاپوری نقل کرتے ہیں۔ فاطمہ بنتِ اسد رضی اللہ عنہا پر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ان کرم نوازیوں، دُعاؤں اور عطاؤں کا یہ منظر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے دیکھا تو عرض کیا : يَارَسُوْلَ اللّٰهِ رَاَيْتُكَ فَعَلْتَ عَلٰى هٰذِهِ الْمَرْاَةِ شَيْئًا لَمْ تَفْعَلْهُ عَلٰى اَحَدٍ فَقَالَ يَاعُمَرُ اِنَّ هٰذِهِ الْمَرْاَةَ كَانَتْ اُمِّىَ الَّتِىْ وَلَدَتْنِىْ اِنَّ اَبَا طَالِبٍ كَانَ يَصْنَعُ الصَّنِيْعَ وَتَكُوْنُ لَهُ الْمَادِبَةُ۔ یارسول اللہ ! میں نے آپ کو اس بی بی کے ساتھ جو سلوک کرتے دیکھا ہے وہ کسی اور کے ساتھ کرتے ہوئے نہیں دیکھا، فرمایا : اے عمر ! یہ بی بی میری حقیقی ماں کیطرح تھی، ابوطالب ہمیشہ احسانِ پرورش جتاتے اور یہ اس کو تہذیب و شائستگی سکھاتی۔ پھر فرمایا :

رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم اُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ وَاَبَا اَيُّوْبَ الْاَنْصَارِيْ وَعُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ وَغُلَامًا اَسْوَدَ يَحْفِرُوْنَ قَبْرَهَا فَلَمَّا بَلَغُوْا اللَّحْدَ حَفَرَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم وَاَخْرَجَ تُرَابَهُ بِيَدِهٖ فَلَمَّا فَرَغَ دَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم فَاضْطَجَعَ فِيْهِ ثُمَّ قَالَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ حَتّٰى لَا يَمُوْتُ، اِغْفِرْ لِاُمِّيْ فَاطِمَةَ بِنْتِ اَسَدٍ وَلَقِّنْهَا حُجَّتَهَا وَاَوْسِعْ عَلَيْهَا مَدْخَلَهَا بِحَقِّ نَبِيِّكَ وَالْاَنْبِيَاءِ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِيْ فَاِنَّكَ اَرْحَمُ الرَّاحِمِيْنَ۔ (حلیۃ الاولیاء ۱۲۱ ج ۳)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کی والدہ فاطمہ بنتِ اسد بن ہاشم کا وصال ہوا تو حضور سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور اُن کے سرہانے بیٹھ کر فرمایا:

اللہ تم پر رحم کرے بیشک تم میری ماں کے بعد میری ماں تھیں۔ تم خود بھوکی رہتیں اور مجھے شکم سیر کرتیں۔ اپنے لباس کی فکر نہ کرتیں، مجھے پہناتیں اور تم خود اچھے کھانے نہ کھاتیں اور مجھے کھلاتیں تھیں۔ اس سے تمہارا ارادہ اللہ کی رضا اور آخرت کا گھر تھا۔

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کو غسل دینے کا حکم فرمایا، کہ تین بار پانی بہایا جائے اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دستِ مبارک سے اُن پر کافور ملا ہوا پانی بہایا اور غسل کے بعد اپنی (پہنی ہوئی) قمیص اتاری اور اس میں انہیں کفن دیا۔ اور اسامہ بن زید، ابوایوب، عمر بن خطاب رضی اللہ عنہم اور ایک حبشی غلام کو قبر کھودنے کا حکم دیا۔

(نمازِ جنازہ کے بعد) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کی قبر پر تشریف لاکر اس کو فراخ اور ہموار کرایا اور اپنے دستِ مبارک سے مٹی باہر نکالی اور پھر خود قبر میں اُتر کر

ہوئے پانی سے سر دھویا اور میں مسلمان ہوگیا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے کچھ لکھ کر دیا۔ میں نے عرض کیا کہ آپ مجھے اپنی قمیص مبارک کا ایک ٹکڑا عطا کیجئے کہ میں اپنی تسکینِ خاطر کے لیے اسے تبرکاً اپنے پاس رکھوں گا۔ محمد بن جابر کہتے ہیں کہ میرے باپ نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قمیص مبارک کا وہ قطعہ مقدسہ باپ دادا سے چلتا ہوا میرے ہاتھ آیا۔ ہم بیماروں کو بغرضِ شفا دھو کر پلایا کرتے اور وہ اس پانی سے شفا پاتے۔

محبوب نوں خالق نے ہر شان عطا کیتی
صدقے تھیں محمد ﷺ دے ہر دُور بلا کیتی
وَاللّٰهُ یُعْطِیْ وَاَنَا قَاسِم، پڑھ پیارے
رب آپ دے ہتھاں چوں تقسیم شفا کیتی

(فقیر عثمانی)

تاکہ یہی چادر میرا کفن ہو

عَنْ سَهْلٍ اَنَّ امْرَاَةً جَاءَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، بِبُرْدَةٍ مَنْسُوْجَةٍ فِيْهَا حَاشِيَتُهَا اَتَدْرُوْنَ مَا الْبُرْدَةُ؟ قَالُوْا الشَّمْلَةُ قَالَ نَعَمْ قَالَتْ نَسَجْتُهَا بِيَدِيْ فَجِئْتُ لِاَكْسُوَكَهَا فَاَخَذَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُحْتَاجًا اِلَيْهَا فَخَرَجَ عَلَيْنَا وَاِنَّهَا اِزَارُهُ فَحَسَّنَهَا فُلَانٌ فَقَالَ اكْسُنِيْهَا مَا اَحْسَنَهَا فَقَالَ الْقَوْمُ مَا اَحْسَنْتَ لَبِسَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُحْتَاجًا اِلَيْهَا ثُمَّ سَاَلْتَهُ وَعَلِمْتَ اَنَّهُ لَا يَرُدُّ قَالَ اِنِّيْ وَاللّٰهِ مَا سَاَلْتُهُ لِاَلْبَسَهُ وَاِنَّمَا سَاَلْتُهُ لِتَكُوْنَ كَفَنِيْ۔ (بخاری ص۱۷۰)

حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک عورت رسول اللہ

وَاِنَّ جِبْرِيْلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ اَخْبَرَنِيْ عَنْ رَبِّيْ عَزَّوَجَلَّ اَنَّهَا مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ وَاَخْبَرَنِيْ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ اَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى اَمَرَ سَبْعِيْنَ اَلْفًا مِّنَ الْمَلَائِكَةِ يُصَلُّوْنَ عَلَيْهَا۔ (المستدرک للحاکم ص۔۔)

بے شک جبریل نے مجھے اللہ قدوس کی طرف سے خبر دی ہے کہ یہ بی بی اہلِ جنت سے ہے اور یہ بھی خبر دی ہے کہ اللہ قدوس نے ستر ہزار فرشتوں کو اس پر نماز پڑھنے کا حکم دیا۔

اپنی قمیص کا ٹکڑا عطا فرمایا:

وَاَخْرَجَ ابْنُ عَدِیٍّ مِنْ طَرِيْقِ مُحَمَّدِ بْنِ جَابِرٍ سَمِعْتُ اَبِيْ يَذْكُرُ عَنْ جَدِّيْ سِنَانِ بْنِ طَلْقٍ الْيَمَامِيِّ اَنَّهٗ اَوَّلُ وَفْدٍ وَفَدُوْا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ بَنِيْ حَنِيْفَةَ فَوَجَدْتُهٗ يَغْسِلُ رَاسَهٗ فَقَالَ اقْعُدْ يَا اَخَا الْيَمَامَةِ فَاغْسِلْ رَاْسَكَ فَغَسَلْتُ رَاْسِيْ بِفَضْلَةِ غَسْلِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ اَسْلَمْتُ ثُمَّ كَتَبَ لِيْ كِتَابًا فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَعْطِنِيْ قِطْعَةً مِّنْ قَمِيْصِكَ اَسْتَاْنِسُ بِهَا فَاَعْطَانِيْ قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ جَابِرٍ فَحَدَّثَنِيْ اَبِيْ اَنَّهَا كَانَتْ عِنْدَهٗ يَغْسِلُهَا لِلْمَرِيْضِ يَسْتَشْفِيْ بِهَا۔

(خصائص کبریٰ ص ۲۶ ج ۲)

ابن عدی نے محمد بن جابر سے روایت کی، انہوں نے کہا: میں نے اپنے باپ سے سنا وہ اپنے باپ سنان بن طلق یمامی سے روایت کرتے ہیں کہ جب بنی حنیفہ کا وفد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچا تو سب سے پہلے میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنا سر مبارک دھو رہے تھے۔ مجھے دیکھ کر فرمایا اے برادرِ یمامہ بیٹھ جا اور تو بھی اپنا سر دھولے۔ حکم پاکر میں نے بھی آپ کے بچے

برسن ہارے رِم جھم رِم جھم!

امامِ اجل مولانا رُوم علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں ـــــــ کہ ایک روز حضور سراپا نور ﷺ ایک جنازے کے ساتھ قبرستان میں تشریف لے گئے۔ جب واپس آئے تو؛

چشمِ صِدّیقہ چو بر رویش فتاد ● پیش آمد بر وے می نہاد

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی نظر آپ ﷺ کے چہرے پر پڑی، آگے بڑھیں اور آپ پر ہاتھ رکھا۔

بر عمامہ بر رُخ و بر موئے اُو ● بر گریباں و بر و بازُوئے اُو

عمامہ پر اور آپ کے چہرے اور بالوں پہ، گریباں پر اور جسم پر اور آپ کے بازوؤں پر۔

گفت پیغمبر چہ می جوئی شتاب؛ ● گفت باراں آمد امروز از سحاب؛

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جلد جلد کیا دیکھتی ہو؟ بولیں آج بادل سے بارش ہو رہی ہے

جامہایت می بجویم دَر طلب؛ ● تر می بینم زباراں اے عجب؛

جستجو میں آپ کے کپڑے چھُوتی ہوں، تعجب ہے بارش سے تر نہیں دیکھتی ہُوں۔

گفت چہ بر سر فگندی از ازار ● گفت کردم آں ردائے تو خمار

فرمایا، سر پہ کون سا کپڑا اوڑھا تھا؟ بولیں آپ کی چادر کو دوپٹہ بنایا تھا۔

گفت بہر آں نمود اے پاک جَیب؛ ● چشمِ پاکت را خدا بارانِ غَیب؛

فرمایا، اے پاک دل اِسی لیے دکھائی اللہ قدوس نے تیری پاک آنکھ کو غیبی بارش۔

نیست آں باراں ازیں ابرِ شما ● ہست ابرِ دیگر و دیگر سما

وہ بارش تمہارے اس بادل کی نہیں، وہ دُوسرا بادل اور دوسرا آسمان ہے

ایں چنیں باراں زِ ابرِ دیگر است ● رحمتِ حق در نزولش مضمر است؛

اس قسم کی بارش کا کوئی اور ہی بادل ہے اور اِس بارش کے برسنے میں رحمتِ حق پوشیدہ ہے۔ (مثنوی شریف دفتر اول)

اَنَا فِی عَطَشٍ وَّسَخَاکَ اَتَمُّ ـــــ اے گیسوئے پاک! اے ابرِ کرم

برسن ہارے رِم جھم رِم جھم ـــــ دو بُوند ادھر بھی گرا جانا

صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں ایک بُنی ہوئی حاشیہ دار چادر لے کر آئی۔ تم جانتے ہو وہ چادر کیا ہے؟ لوگوں نے کہا: شملہ، بولے ہاں!

اس عورت نے عرض کیا، یہ چادر میں نے اپنے ہاتھ سے بُنی ہے اور پہننے کے لیے آپ کی خدمت میں پیش کر رہی ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس چادر کو اپنا ضرورت ظاہر کرتے ہوئے لے لیا۔ (پھر کچھ دیر بعد) آپ اسی کا تہبند باندھ کر باہر تشریف لائے۔ کسی نے (عبدالرحمٰن بن عوف یا سعد بن ابی وقاص) اس کی تعریف کی اور عرض کیا کہ یہ مجھے عطا کر دیجئے۔ یہ کس قدر اچھی ہے۔ لوگوں نے کہا تم نے اچھا نہیں کیا۔ اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ضرورتاً زیب تن فرمایا تھا۔ اور تم نے آپ سے اسی کا سوال کر دیا۔ حالانکہ تمہیں معلوم ہے کہ آپ کسی کا سوال رد نہیں فرماتے۔ اُس (صحابی محترم) نے جواب دیا: خدا کی قسم! میں نے یہ چادر پہننے کیلئے نہیں مانگی۔ میں نے تو یہ چادر اس لیے مانگی ہے تاکہ یہی چادر میرا کفن ہو۔

(راوی) حضرت سہل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں پھر یہی چادر اُن کا کفن بنی۔

سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم! صحابہ کرام کا عقیدہ کتنا مبارک ہے کہ دُنیا کی مشکلیں تو درکنار، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وجودِ مسعود سے مَس کرنے والے تبرکات سے آخرت کی مشکلیں بھی حل ہوتی ہیں۔

جب آپ کے جسمِ پاک سے لگنے والے کپڑوں کا مقام ومرتبہ یہ ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ مقدسہ کی مشکل کشائیوں کا کیا عالم ہوگا۔

فَاُدْخَلَ الْجَنَّةَ فَقَالَ اِنْ تَصْدُقِ اللّٰهَ يُصَدِّقْكَ فَلَبِثُوْا قَلِيْلًا ثُمَّ نَهَضُوْا فِيْ قِتَالِ الْعَدُوِّ فَاُتِيَ بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم يُحْمَلُ قَدْ اَصَابَهُ سَهْمٌ حَيْثُ اَشَارَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم اَهُوَ هُوَ؟ قَالُوْا نَعَمْ۔ قَالَ صَدَقَ اللّٰهَ فَصَدَقَهُ ثُمَّ كَفَّنَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم فِيْ جُبَّتِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم ثُمَّ قَدَّمَهُ فَصَلّٰى عَلَيْهِ فَكَانَ مِمَّا ظَهَرَ مِنْ صَلٰوتِهٖ " اَللّٰهُمَّ هٰذَا عَبْدُكَ خَرَجَ مُهَاجِرًا فِيْ سَبِيْلِكَ فَقُتِلَ شَهِيْدًا وَاَنَا شَهِيْدٌ عَلٰى ذَالِكَ۔ (نسائی ص۲۱۴)

حضرت شدّاد بن ہاد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ دیہات کے رہنے والوں میں سے ایک شخص حضور سراپا نور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا۔ آپ پر ایمان لایا اور آپ کی اتباع کی، پھر کہنے لگا کہ میں آپ کے ساتھ ہی رہوں گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلّم نے اُسے ایک صحابی کے سپرد کر دیا (کہ وہ اسے احکامِ اسلام اور حق و باطل، حلال و حرام سمجھائے) پھر جب ایک غزوہ میں کچھ قیدی بطورِ غنیمت حاصل ہوئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلّم نے اُن قیدیوں کو تقسیم فرمایا اور اُس شخص کا حصّہ بھی نکالا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام علیہم الرضوان نے اُس کا حصّہ اُس کے پاس پہنچایا اور وہ ان حضرات کے سواری کے جانور چرایا کرتا تھا۔ جب وہ اِس کا حصّہ دینے آئے تو اُس نے دریافت کیا کہ یہ کیا ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ یہ تیرا حصّہ ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلّم نے تیرے لیئے نکالا ہے۔ اس نے یہ حصّہ لیا اور اسے لے کر حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ یہ کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا: میں نے یہ تیرا حصّہ نکالا ہے، اس نے عرض کیا کہ، (اگرچہ یہ حلال وطیّب عطیّہ ہے مگر) میں نے حصولِ غنائم کیلئے آپ کی پیروی نہیں کی۔ میں نے تو اس لیئے آپ کی پیروی کی ہے کہ میری اس جگہ (حلق پر اشارہ کرتے

برکاتِ جُبّہ مُبارک

سیدہ اسماء بنتِ صدیق اکبر رضی اللہ عنہما نے ایک طیالسی کسروانی جُبّہ نکالا:

فَقَالَتْ هٰذِهٖ كَانَتْ عِنْدَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا حَتّٰى قُبِضَتْ فَلَمَّا قُبِضَتْ قَبَضْتُهَا وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَلْبَسُهَا فَنَحْنُ نَغْسِلُهَا لِلْمَرْضٰى يُسْتَشْفٰى بِهَا ---------------- (مسلم شریف ج۲ ص۱۹۰)

فرمایا کہ یہ (مبارک) جُبّہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی وفات تک اُن کے پاس تھا اور جب ان کی وفات ہوئی تو پھر میں نے اس پر قبضہ کر لیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس جُبّہ کو پہنتے تھے۔ ہم اس جُبّہ کو دھو کر اس کا پانی بیماروں کو پلاتے ہیں، اِس جُبّہ کے وسیلے سے شفا طلب کی جاتی ہے۔

اپنے جُبّہ مُبارکہ کا کفن دیا:

عَنْ شَدَّادِ بْنِ الْهَادِ اَنَّ رَجُلًا مِّنَ الْاَعْرَابِ جَآءَ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاٰمَنَ بِهٖ وَاتَّبَعَهٗ ثُمَّ قَالَ اُهَاجِرُ مَعَكَ فَاَوْصٰى بِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْضَ اَصْحَابِهٖ فَلَمَّا كَانَتْ غَزْوَةٌ غَنِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَبْيًا فَقَسَّمَ وَقَسَّمَ لَهٗ فَاَعْطٰى اَصْحَابَهٗ مَا قَسَّمَ لَهٗ وَكَانَ يَرْعٰى ظَهْرَهُمْ فَلَمَّا جَآءَ دَفَعُوْهُ اِلَيْهِ فَقَالَ مَا هٰذَا قَالُوْا قِسْمٌ قَسَمَهٗ لَكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخَذَهٗ فَجَآءَ بِهٖ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا هٰذَا؟ قَالَ قَسَمْتُهٗ لَكَ قَالَ مَا عَلٰى هٰذَا اتَّبَعْتُكَ وَلٰكِنِّيْ اتَّبَعْتُكَ عَلٰى اَنْ اُرْمٰى اِلٰى هٰهُنَا وَاَشَارَ اِلٰى حَلْقِهٖ بِسَهْمٍ فَاَمُوْتَ

چند مزید آدابِ سُنّت در لباس

○ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا لَبِسَ قَمِیْصًا بَدَأَ بِمَیَامِنِهٖ۔ (ترمذی، سُبل الھدیٰ والرشاد ص ۲۶۹ ج ۷)

حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب قمیص زیب تن فرماتے تو دائیں طرف سے اسے پہنتے۔

○ عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اسْتَجَدَّ ثَوْبًا لَبِسَهٗ یَوْمَ الْجُمُعَةِ۔ (کنز العمال، سبل الھدیٰ والرشاد ص ۲۶۹ ج ۷)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (عام طور پر) نیا کپڑا جمعہ کے روز پہنتے۔

○ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نیا لباس پہنتے تو ان الفاظ میں اپنے ربِّ کریم کی حمد و ثنا کرتے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ رَزَقَنِیْ مِنَ الرِّیَاشِ مَا اَتَجَمَّلُ بِهٖ فِی النَّاسِ وَاُوَارِیْ بِهٖ عَوْرَتِیْ۔ (مُسند احمد ص ۱۵۸ ج ۱، مجمع الزوائد ص ۱۱۹ ج ۵، سبل الھدیٰ ص ۲۶۹ ج ۷)

سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جس نے مجھے لباس عطا فرمایا جس سے میں لوگوں کے سامنے خوبصورتی میں پیش ہوتا ہوں اور جس سے میں ستر عورت کرتا ہوں۔

○ طبرانی نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے یہ روایت کی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب نیا لباس پہنتے تو یوں ارشاد فرماتے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ وَارٰی عَوْرَتِیْ وَجَمَّلَنِیْ فِیْ عِبَادِهٖ۔ (سبل الھدیٰ ص ۲۶۹ ج ۷) تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے جس نے میرے ستر عورت کا انتظام فرمایا اور مجھے اپنے بندوں میں حُسن و آرائش

کہا) تیر مارا جائے اور میں شہید ہو کر جنت میں داخل ہو جاؤں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ اگر تو بقلبِ صادق اللہ تعالیٰ سے یہ چاہتا ہے تو وہ تیری نیت میں تجھے بامراد کرے گا۔

تھوڑے ہی دن گزرے تو پھر ایک موقعہ جہاد کا نکل آیا۔ اثنائے جنگ میں اُسے وہاں ہی تیر لگا جہاں اُس نے اپنی انگلی لگا کر حضورِ نبوی میں دکھایا تھا۔ (تیر لگتے ہی زمین پر گر پڑا) صحابہ کرام اُسے اُٹھا کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے آئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ وہی ہے؟ لوگوں نے عرض کیا کہ یہ وہی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اِس نے اللہ اور اس کے احکام کو سچ کر مانا۔ اللہ نے اِسے سچ کر دکھایا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسے اپنے جبّہ مبارک میں کفن دے کر اس پر نمازِ جنازہ پڑھی۔

راویِ حدیث کہتے ہیں کہ اس کے لیے آپ کی دُعا میں سے یہ الفاظ ظاہری طور پر سُنے گئے کہ آپ اس طرح کہہ رہے تھے۔

اَللّٰھُمَّ ھٰذَا عَبْدُکَ خَرَجَ مُھَاجِرًا فِیْ سَبِیْلِکَ فَقُتِلَ شَھِیْدًا اَنَا شَھِیْدٌ عَلٰی ذَالِکَ:	اے اللہ! یہ تیرا بندہ ہے۔ تیرے راستے میں (یعنی تیرے رسول کی طرف ہجرت کرتے ہوئے) نکلا۔ پھر شہید ہوا ہے، میں اِس پر گواہ ہوں۔

رَاٰی عَلٰی عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَمِیْصًا اَبْیَضَ غَسِیْلًا فَقَالَ: ثَوْبُکَ ھٰذَا غَسِیْلٌ اَمْ جَدِیْدٌ؟ فَقَالَ لَا بَلْ غَسِیْلٌ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ فَقَالَ لَہٗ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِلْبَسْ جَدِیْدًا وَعِشْ حَمِیْدًا وَتَوَفَّ شَہِیْدًا یَرْزُقُکَ اللّٰہُ تَعَالٰی قُرَّۃَ عَیْنٍ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ۔ (الطبرانی صـ۲۸۴/۱۲، سبل الہدیٰ صـ۲۷۱/۷)

اے عمر! تم نئے نئے لباس پہنتے رہو، شان وشوکت سے جیو اور وفات شہادت کی پاؤ۔ اللہ تعالیٰ تمہیں وہ نعمتیں عطا فرمائے جن سے دنیا وآخرت میں تمہاری آنکھیں ٹھنڈی ہوں۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما جب حروریہ کے پاس بطورِ سفیر گئے تو یمن کے نہایت قیمتی کپڑے پہن کر گئے۔ جب وہاں پہنچے تو انہوں نے کہا:

مَرْحَبًا بِکَ یَا ابْنَ عَبَّاسٍ مَا ھٰذِہِ الْحُلَّۃُ؟ قَالَ مَا تَعِیْبُوْنَ عَلَیَّ لَقَدْ رَاَیْتُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَحْسَنَ مَا یَکُوْنُ مِنَ الْحُلَلِ ——————— (ابوداؤد صـ۲۰۳/۲)

مرحبا اے ابنِ عباس! یہ کیا لباس ہے؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا! تم مجھ پر اس کی وجہ سے معترض ہو۔ بلاشبہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بہتر سے بہتر کپڑوں میں دیکھا ہے۔

عَنْ اَبِی الْاَحْوَصِ عَنْ اَبِیْہِ قَالَ اَتَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ ثَوْبٍ دُوْنٍ فَقَالَ اَلَکَ مَالٌ قَالَ نَعَمْ قَالَ مِنْ اَیِّ الْمَالِ قَالَ قَدْ اٰتَانِیَ اللّٰہُ مِنَ الْاِبِلِ وَالْغَنَمِ وَالْخَیْلِ وَالرَّقِیْقِ قَالَ فَاِذَا اٰتَاکَ اللّٰہُ مَالًا فَلْیُرَ اَثَرُ نِعْمَۃِ اللّٰہِ عَلَیْکَ: (ابوداؤد صـ۲۰۶/۲)

جناب ابوالاحوص اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گھٹیا لباس میں حاضر ہوا، آپ نے فرمایا:

کا موقع دیا۔

○ امام احمد اور امام ترمذی رحمہا اللہ نے نقل کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص نیا کپڑا پہنتے وقت یہ دعا پڑھے گا: اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ کَسَانِیْ مَا اُوَارِیْ بِہٖ عَوْرَتِیْ وَاَتَجَمَّلُ بِہٖ فِیْ حَیَاتِیْ۔ (سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے، جس نے مجھے پہنایا کہ جس سے میں ستر عورت کرتا ہوں اور جمالِ زندگی حاصل کرتا ہوں) اور پرانے کپڑے کو صدقہ کر دے وہ زندگی اور مرنے کے بعد اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں رہے گا۔

ایک ضروری وضاحت

لباسِ مسنون کے ضمن میں اعلیٰ، نفیس اور قیمتی ملبوسات کا ذکر بھی ملتا ہے اور سادہ، سستے اور عام لباس کا بھی ـــــــ ان میں تطبیق اس طرح ہے کہ:

جب اللہ تعالیٰ نے بندے کو مال و دولت سے نوازا ہو تو تحدیثِ نعمت کے طور پر اعلیٰ و قیمتی لباس پہننا محمود و پسندیدہ امر ہے ـــــــ اور بنیتِ عجز و انکسار سادہ و سستا لباس پہننا بہت بڑے اجر و ثواب کا باعث ہے۔

اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ: اعمال کی جزا و سزا کا انحصار نیتوں پر ہے۔ یعنی اگر نیت تکبر و غرور سے قطعی پاک ہو تو جائز طریقے سے حاصل کیا ہوا، اعلیٰ و قیمتی لباس تحدیثِ نعمت و اظہارِ شکر کا موجب بن کر رضائے خداوندی کے حصول کا ذریعہ بن جائے گا اور اگر تواضع و عاجزی کی نیت سے سستا، سادہ و کمتر لباس پہنا جائے تو بھی باعثِ رحمت و برکت ہے۔ یہ دونوں پہلو کتب میں مذکور ہیں۔

اظہارِ نعمت اور اچھا لباس

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

تواضع وانکساری کا لباس:

عَنْ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ وَھُوَ عَلَی الْمِنْبَرِ یَآیُّھَا النَّاسُ تَوَاضَعُوْا فَاِنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَنْ تَوَاضَعَ لِلّٰہِ رَفَعَہُ اللّٰہُ فَھُوَ فِیْ نَفْسِہٖ صَغِیْرٌ وَّ فِیْ اَعْیُنِ النَّاسِ عَظِیْمٌ وَمَنْ تَکَبَّرَ وَضَعَہُ اللّٰہُ فَھُوَ فِیْ اَعْیُنِ النَّاسِ صَغِیْرٌ وَّ فِیْ نَفْسِہٖ کَبِیْرٌ حَتّٰی لَھُوَ اَھْوَنُ عَلَیْھِمْ مِنْ کَلْبٍ اَوْ خِنْزِیْرٍ۔[1]

حضرت عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے منبر پر جلوہ افروز ہو کر فرمایا: اے لوگو! تواضع (یعنی عاجزی وانکساری) اختیار کرو۔ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ جو اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کیلئے تواضع اختیار کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اُسے بلند فرماتا ہے یہاں تک کہ وہ اپنے آپ کو کم تر سمجھتا ہے اور لوگوں کی نظر میں برتر سمجھا جاتا ہے ——— اور جو تکبر وغرور کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے پست کر دیتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ لوگوں کی نظروں میں ذلیل وکم تر رہتا ہے اور اپنے آپ کو بڑا خیال کرتا ہے حالانکہ انجام کار ایک دن لوگوں کی نگاہ میں کتّے اور سُوّر سے بھی بدتر ہو جاتا ہے۔

○ عَنْ مُعَاذِ بْنِ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ تَرَکَ اللِّبَاسَ تَوَاضُعًا لِلّٰہِ وَھُوَ یَقْدِرُ عَلَیْہِ دَعَاہُ اللّٰہُ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ عَلٰی رُءُوْسِ الْخَلَائِقِ حَتّٰی یُخَیِّرَہٗ مِنْ اَیِّ حُلَلِ الْاِیْمَانِ شَآءَ یَلْبَسُھَا۔

(رواہ الترمذی، ریاض الصالحین صفحہ ۲۸۰)

جب معاذ بن انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قدرت کے باوجود جو شخص اللہ کی خاطر تواضع کے طور پر عمدہ لباس ترک کر دے تو قیامت کے دن تمام مخلوقات کے سامنے اسے بلا کر کہا جائے گا۔ کہ آج ایمانی ملبوسات میں سے جونسا لباس چاہو، پہن لو!

○ حجۃ الوداع کے موقع پر جبکہ جزیرۃ العرب کے دور دراز گوشوں سے شمع رسالت

[1] بہشتی شریف

کیا تیرے پاس مال ہے؟ میں نے کہا ہاں! فرمایا: کس قسم کا؟ میں نے کہا اللہ تعالیٰ نے مجھے اونٹ، بکریاں، گھوڑے اور غلام عطا فرمائے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ نے تجھے مال عطا فرمایا ہے تو اس کی عطاؤں اور نعمتوں کا اثر تمہارے اوپر نمایاں ہونا چاہیئے۔

○ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنْ كَانَ فِيْ قَلْبِهٖ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِنْ كِبْرٍ فَقَالَ رَجُلٌ اِنَّ الرَّجُلَ يُحِبُّ اَنْ يَكُوْنَ ثَوْبُهٗ حَسَنًا وَنَعْلُهٗ حَسَنًا قَالَ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى جَمِيْلٌ وَيُحِبُّ الْجَمَالَ، اَلْكِبْرُ بَطَرُ الْحَقِّ وَغَمْطُ النَّاسِ۔ (مسلم)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ اطہر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص کے دل میں رائی برابر تکبر ہوگا۔ وہ جنت میں نہیں جائے گا۔ ایک شخص نے عرض کیا (یا رسول اللہ) آدمی اس بات کو پسند کرتا ہے کہ اس کا لباس اچھا ہو اور اس کا جوتا اچھا ہو (یعنی کیا یہ بھی تکبر ہے؟) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ جمیل ہے اور جمال کو پسند کرتا ہے البتہ تکبر حق کو قبول نہ کرنا اور لوگوں کو حقیر و ذلیل سمجھنا ہے۔

عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ اَنْ يَّرٰى اَثَرَ نِعْمَتِهٖ عَلٰى عَبْدِهٖ۔

(رواہ الترمذی، ریاض الصالحین ص ۲۸۰)

جناب عمرو بن شعیب اپنے والد سے وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندہ پر اپنی نعمتوں کے آثار دیکھ کر خوش ہوتا ہے

نے ان دونوں (کپڑوں) میں وصال فرمایا۔

ان کی چوکھٹ پہ اللہ اکبر دیکھنے میں یہ آئے ہیں منظر
تاجور بھی گداؤں میں مل کر اپنے دامن بچھائے ہوئے ہیں
یہ مقدر کہاں ہر نظر کے، کوئی ہو آنکھ والا تو دیکھے
جو لگے اُن کے قدموں سے ذرے اب تلک جگمگائے ہوئے ہیں

وَاَحْسَنُ مِنْكَ لَمْ تَرَ قَطُّ عَیْنِیْ

اے محبوب (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ سے زیادہ حسین میری آنکھ نے کبھی دیکھا ہی نہیں

وَاَجْمَلُ مِنْكَ لَمْ تَلِدِ النِّسَاءُ

اور آپ سے زیادہ حسن وجمال کا پیکر کسی ماں نے جنا ہی نہیں

خُلِقْتَ مُبَرَّاً مِّنْ كُلِّ عَیْبٍ

آپ ہر عیب سے مبرّا اور پاک پیدا کیے گئے ہیں

كَاَنَّكَ قَدْ خُلِقْتَ كَمَا تَشَاءُ

گویا کہ جیسے آپ چاہتے تھے ویسا ہی آپ کو پیدا کیا گیا ہے۔

(حضرت سیدنا حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ)

کے پروانوں کا جمِ غفیر آپ کے گرد جمع تھا۔ سب کی نظروں کا مرکز و محور جمالِ مصطفوی تھا۔ خلقِ خدا آپ کی زیارت و محبّت سے قلب و نگاہ کو سرور و نور سے معمور کر رہی تھی، اُس وقت محبوبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کس شان سے تشریف فرما تھے؟

○ رَوَی الْحَارِثُ بْنُ اَبِیْ اُسَامَۃَ عَنْ یَزِیْدِ الرَّقَاشِیْ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ حَجَّ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم عَلٰی رَحْلٍ رَثٍّ وَ قَطِیْفَۃٍ تُسَاوِیْ اَرْبَعَۃَ دَرَاھِمَ وَقَالَ : اَللّٰھُمَّ حَجَّۃً مَبْرُوْرَۃً لَا رِیَاءَ فِیْھَا وَلَا سُمْعَۃَ۔

(سبل الہدیٰ والرشاد ص ۳۴۲)

جناب حارث بن ابی اسامہ حضرت یزید رقاشی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم حجۃ الوداع کے وقت جس اونٹ پر سوار تھے اس کا کجاوہ پرانا اور بوسیدہ تھا اور جو چادر اس پر ڈالی ہوئی تھی اس کی قیمت چار درھم کے برابر تھی (اس عجز و انکسار کے ساتھ والیٔ دوجہاں اپنے پروردگار کی بارگاہ میں عرض گزار تھے)

اَللّٰھُمَّ حَجَّۃً مَّبْرُوْرَۃً لَا رِیَاءَ فِیْھَا وَلَا سُمْعَۃً۔

اے اللہ! اِس حج کو مبرور بنا، جس میں کوئی ریاکاری اور شہرت کی خواہش نہ ہو۔

○ حضرت ابوبردہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

اَخْرَجَتْ اِلَیْنَا عَائِشَۃُ (رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا) کِسَاءً مُلَبَّدًا وَاِزَارًا غَلِیْظًا فَقَالَتْ قُبِضَ رُوْحُ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم فِیْ ھٰذَیْنِ۔

(بخاری ص ۸۲۵/۲)

کہ ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے ایک کمبل جس میں کثرت سے پیوند تھے اور ایک موٹا تہبند نکال کر دکھایا اور فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

○ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اَکْمَلُ الْمُؤْمِنِيْنَ اِيْمَانًا اَحْسَنُهُمْ خُلُقًا۔ (ابوداؤد)

مسلمانوں میں کامل الایمان وہ لوگ ہیں جن کے اخلاق اچھے ہیں۔

○ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى رَفِيْقٌ يُحِبُّ الرِّفْقَ۔ (مشکوٰۃ)

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ مہربان ہے، مہربانی کو پسند فرماتا ہے۔

○ عَنِ النَّوَّاسِ بْنِ سَمْعَانَ قَالَ سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْبِرِّ وَالْاِثْمِ فَقَالَ الْبِرُّ حُسْنُ الْخُلُقِ وَالْاِثْمُ مَا حَاكَ فِيْ صَدْرِكَ وَكَرِهْتَ اَنْ يَّطَّلِعَ عَلَيْهِ النَّاسُ۔ (رواہ مسلم، مشکوٰۃ صہ ۴۳۱)

حضرت نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نیکی اور برائی کے متعلق سوال کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نیکی حسنِ خلق ہے اور برائی وہ ہے جو تیرے دل میں اضطراب پیدا کرے اور تو اسے لوگوں پر ظاہر کرنا ناپسند کرے۔

○ عَنْ اَبِي الدَّرْدَاءِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اَثْقَلَ شَيْءٍ يُوْضَعُ فِيْ مِيْزَانِ الْمُؤْمِنِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ خُلُقٌ حَسَنٌ۔ (مشکوٰۃ)

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن مومن کے میزان میں سب سے وزنی چیز جو رکھی جائے گی وہ حسنِ خلق ہے۔

○ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ الْمُؤْمِنَ لَيُدْرِكُ بِحُسْنِ خُلُقِهٖ دَرَجَةَ قَائِمِ اللَّيْلِ

اخلاقِ کریمانہ

وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ (القلم ۴)

اور بے شک آپ خُلقِ عظیم پر ہیں

○ ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلق کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا:

كَانَ اَحْسَنَ النَّاسِ خُلُقًا كَانَ خُلُقُهُ الْقُرْاٰنَ۔ (سُبل الہدیٰ)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق سب سے اچھے تھے۔ آپ کا خلق قرآن تھا۔

○ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ قدوس کی بارگاہِ عالیہ میں یہ دُعا کیا کرتے تھے۔

اَللّٰهُمَّ حَسَّنْتَ خَلْقِيْ فَاَحْسِنْ خُلُقِيْ۔

(طبقاتِ ابن سعد، مشکوٰۃ)

اے اللہ! تو نے میری صورت اچھی بنائی ہے۔ تو میرے اخلاق بھی اچھے کر دے (یعنی حُسنِ خلق میں اضافہ فرما۔)

○ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اِنَّمَا بُعِثْتُ لِاُتَمِّمَ صَالِحَ الْاَخْلَاقِ

وَفِيْ رِوَايَةٍ بُعِثْتُ لِاُتَمِّمَ مَكَارِمَ الْاَخْلَاقِ

(سُبل الہدیٰ)

میں حسنِ اخلاق کی قدروں کی تکمیل کے لیے بھیجا گیا ہوں۔

نو ۹ باتوں کا حکم

حضور سید العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

اَمَرَنِیْ رَبِّیْ بِتِسْعٍ: مجھے میرے پروردگار نے ۹ باتوں کا حکم دیا ہے۔

اَلْاِخْلَاصُ فِی السِّرِّ وَالْعَلَانِیَۃِ ① ظاہر و باطن میں اخلاص کو اپنا شعار بناؤں۔

وَالْعَدْلُ فِی الرِّضَا وَالْغَضَبِ ② خوشنودی اور ناراضگی، دونوں حالتوں میں عدل کروں۔

وَالْقَصْدُ فِی الْغِنٰی وَالْفَقْرِ ③ خوشحالی اور تنگدستی میں میانہ روی اختیار کروں۔

وَاَنْ اَعْفُوَ عَمَّنْ ظَلَمَنِیْ ④ جو مجھ پر ظلم کرے اُسے معاف کر دوں۔

وَاَصِلَ مَنْ قَطَعَنِیْ ⑤ جو مجھ سے قطع تعلق کرے اس سے صلہ رحمی کروں۔

وَاُعْطِیَ مَنْ حَرَمَنِیْ ⑥ اس کو دوں جو مجھے محروم رکھے۔

وَاَنْ یَکُوْنَ نُطْقِیْ ذِکْرًا ⑦ میری زبان گویا ہو تو ذکر الٰہی سے۔

وَصَمْتِیْ فِکْرًا ⑧ خاموشی کی حالت میں میں اس کی آیتوں میں غور و فکر کروں۔

وَنَظْرِیْ عِبْرَۃً (ضیاء النبی ۲۰۲) ⑨ اور میرے دیکھنے میں عبرت پذیری ہو۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا طریق زندگی کیا ہے:

عَنْ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: عَنْ سُنَّتِہٖ فَقَالَ: اَلْمَعْرِفَۃُ رَاْسُ مَالِیْ، وَالْعَقْلُ اَصْلُ دِیْنِیْ، وَالْحُبُّ اَسَاسِیْ، وَالشَّوْقُ مَرْکَبِیْ، وَذِکْرُ اللّٰہِ اَنِیْسِیْ، وَالثِّقَۃُ کَنْزِیْ، وَالْحُزْنُ رَفِیْقِیْ،

وَصَائِمِ النَّهَارِ۔ (رواہ ابوداؤد، مشکوٰۃ ص۴۳۱)

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ بے شک بندہ مومن حسن اخلاق کے سبب شب زندہ دار اور صائم النہار (روزے دار) کے مقام کو پہنچ جاتا ہے۔

○ عَنْ زَيْدِ بْنِ طَلْحَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم اِنَّ لِكُلِّ دِيْنٍ خُلُقًا وَخُلُقُ الْاِسْلَامِ الْحَيَاءُ۔ (رواہ مالک، مشکوٰۃ ص۴۳۲)

حضرت زید بن طلحہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کہ ہر دین کے لیے خلق ہے، اسلام کا خلق حیاء ہے۔

○ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم قَالَ اِنَّ الْحَيَاءَ وَالْاِيْمَانَ قُرَنَاءُ جَمِيْعًا فَاِذَا رُفِعَ اَحَدُهُمَا رُفِعَ الْاٰخَرُ۔ (مشکوٰۃ ص۴۳۲)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، حیاء اور ایمان دونوں ایک دوسرے کے ساتھی ہیں۔ تو جب ان میں سے ایک اٹھا لیا جاتا ہے تو دوسرا بھی اٹھا لیا جاتا ہے۔

○ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم اَلَا اُنَبِّئُكُمْ بِخِيَارِكُمْ قَالُوْا بَلٰى قَالَ خِيَارُكُمْ اَطْوَلُكُمْ اَعْمَارًا وَاَحْسَنُكُمْ اَخْلَاقًا۔ (رواہ احمد، مشکوٰۃ ص۴۳۲)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کیا میں تمہیں خبر نہ دوں، کہ تم میں سے سب سے بہتر کون ہیں؟ لوگوں نے عرض کیا کیوں نہیں۔ یعنی ضرور ارشاد فرمائیے۔ فرمایا: تم میں سے جن کی عمریں لمبی اور اخلاق اچھے ہیں۔

شہِ لولاک صلی اللہ علیہ وسلم کی تواضع و کرم نوازیاں

○ عَنْ اَبِیْ مَسْعُوْدٍ قَالَ اَتَی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ فَکَلَّمَہٗ فَجَعَلَ تُرْعَدُ فَرَائِصُہٗ فَقَالَ لَہٗ ھَوِّنْ عَلَیْکَ فَاِنِّیْ لَسْتُ بِمَلِکٍ اِنَّمَا اَنَا ابْنُ امْرَاَۃٍ مِّنْ قُرَیْشٍ تَاْکُلُ الْقَدِیْدَ۔ (ابن ماجہ، سبل الہدیٰ ص۳۶)

حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا۔ آپ نے اُس سے گفتگو فرمائی تو وہ اتنا مرعوب ہو گیا کہ تھر تھر کانپنے لگا۔ تب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسے تسلی دیتے ہوئے فرمایا۔ سکون اختیار کر (یعنی خوفزدہ نہ ہو) میں بادشاہ نہیں ہوں، مَیں تو قریش کی (اُس غریب) خاتون کا بیٹا ہوں جو دھوپ میں خشک کیا ہوا گوشت کھاتی تھی۔

○ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ ابْنِ بُسْرٍ قَالَ اُھْدِیَتْ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ شَاۃٌ فَجَثَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلٰی رُکْبَتَیْہِ یَاْکُلُ فَقَالَ اَعْرَابِیٌّ مَا ھٰذِہِ الْجِلْسَۃُ؟ فَقَالَ اِنَّ اللّٰہَ جَعَلَنِیْ عَبْدًا کَرِیْمًا وَلَمْ یَجْعَلْنِیْ جَبَّارًا عَنِیْدًا۔

(ابن ماجہ، ابو داؤد، سبل الہدیٰ ص۳۴)

حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن بارگاہِ رسالت میں ایک بھُنی ہوئی بکری پیش کی گئی، حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھٹنوں کے بل بیٹھ کر تناول فرمانے لگے۔ ایک اعرابی نے عرض کی، یا رسول اللہ! یہ کیا طریقہ ہے؟ اِس پر رحمتِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: " اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنا کریم النفس بندہ بنایا ہے۔ مجھے صاحبِ جبروت سرکش نہیں بنایا۔

○ عَنِ الْحَسَنِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ وَاللّٰہِ مَا کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تُغْلَقُ دُوْنَہُ الْاَبْوَابُ وَلَا یَقُوْمُ دُوْنَہُ الْحُجَّابُ وَلَا یُغْدٰی

وَالْعِلْمُ سِلَاحِي، وَالصَّبْرُ رِدَائِي، وَالرِّضَاءُ غَنِيْمَتِي، وَالْعَجْزُ فَخْرِي، وَالزُّهْدُ حِرْفَتِي، وَالْيَقِيْنُ قُوَّتِي، وَالصِّدْقُ شَفِيْعِي، وَالطَّاعَةُ حَسْبِي، وَالْجِهَادُ خُلُقِي، وَقُرَّةُ عَيْنِي فِي الصَّلٰوةِ وَفِي حَدِيْثٍ آخَر وَثَمَرَةُ فُؤَادِي فِي ذِكْرِهٖ، وَغَمِّي لِأَجْلِ أُمَّتِي، وَشَوْقِي اِلٰى رَبِّي عَزَّوَجَلَّ۔

(الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ ص ۸۵-۸۶)

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کے طریقہ کار کے بارے میں سوال کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اللہ قدوس کی معرفت میرا سرمایہ ہے ۔۔۔ عقل میرے دین کی بنیاد ہے۔

اللہ تعالیٰ کی محبت میری اساس ہے ۔۔۔ شوقِ قربِ الٰہی میری سواری ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ذکر میرا مونس (دل بہلانے والا) ہے ۔۔۔ اللہ کریم پر بھروسہ میرا خزانہ ہے۔

غمگینی میری رفیقِ راہ ہے ۔۔۔ علم میرا ہتھیار ہے۔

صبر میری چادر ہے ۔۔۔ رب تعالیٰ کی رضا میرے لیے غنیمت ہے۔

عاجزی میرا فخر ہے ۔۔۔ دولتِ دنیا سے کنارہ میرا پیشہ ہے۔

یقین میری قوت ہے ۔۔۔ سچائی میری خیر خواہ ہے۔

اللہ تعالیٰ کی اطاعت میرے لیے کافی ہے ۔ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد میری عادت ہے۔

میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے۔

ایک دوسری روایت میں یہ بھی ہے کہ: ۔۔۔

میرے دل کی بہار اللہ کی یاد ہے ۔۔۔ میرا غم اپنی امت کے لیے ہے ۔۔۔ اور میرا اشتیاق اپنے پروردگار کی جانب ہے ۔۔۔ جل جلالہ وصلی اللہ علیہ وسلم۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم زمین پر بیٹھتے، زمین پر کھاتے، بکری کا دودھ دوھ لیتے اور مملوک (غلام) کی دعوت قبول فرماتے۔

○ عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ طَرِیْقٍ وَّمَعَہٗ نَاسٌ مِّنْ اَصْحَابِہٖ فَتَعَرَّضَتْ لَہٗ اِمْرَاَۃٌ فَقَالَتْ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ لِیْ اِلَیْکَ حَاجَۃٌ فَقَالَ یَا اُمَّ فُلَانٍ اِجْلِسِیْ فِیْ اَدْنٰی نَوَاحِی السِّکَکِ حَتّٰی اَجْلِسَ اِلَیْکِ فَفَعَلَتْ فَجَلَسَ اِلَیْھَا حَتّٰی قَضٰی حَاجَتَھَا۔ (مسندِ احمد ص ۲۱۴/۳)

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام کے جھرمٹ میں ایک راستے پر تشریف لے جا رہے تھے کہ ایک عورت سامنے آ گئی اور عرض کی۔ اے اللہ کے پیارے رسول (جلّ جلالہٗ وصلی اللہ علیہ وسلم) میں ایک ضرورت کے لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی ہوں ——— رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے فلاں کی ماں، اس گلی میں جس جگہ تم چاہو بیٹھو، میں تیرے پاس بیٹھوں گا چنانچہ وہ ایک جگہ بیٹھ گئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی تشریف فرما ہوئے اور جب تک اس کی حاجت روائی نہ ہوئی آپ وہاں بیٹھے رہے۔

مسلم شریف کی ایک روایت ہے کہ ایک عورت جو کہ دماغی عدمِ توازن کا شکار تھی، ایک روز بارگاہِ اقدس میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوئی:

○ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ! اِنَّ لِیْ اِلَیْکَ حَاجَۃً فَقَالَ یَا اُمَّ فُلَانٍ! اُنْظُرِیْ اَیَّ السِّکَکِ شِئْتِ حَتّٰی اَقْضِیَ لَکِ حَاجَتَکِ فَخَلَا مَعَھَا فِیْ بَعْضِ الطُّرُقِ حَتّٰی فَرَغَتْ مِنْ حَاجَتِھَا۔

مسلم کتاب الفضائل، سبل الہدیٰ ص ۳۴/۷

اے اللہ کے رسولِ محترم (صلی اللہ علیہ وسلم) مجھے آپ سے ایک ضروری کام

عَلَيْهِ بِالْجِفَانِ وَلَا يُرَاحُ بِهَا عَلَيْهِ وَلٰكِنَّهُ كَانَ بَارِزًا مَنْ اَرَادَ اَنْ يَلْقٰى نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقِيَهُ كَانَ يَجْلِسُ عَلَى الْاَرْضِ وَيَطْعَمُ وَيَلْبَسُ الْغَلِيْظَ وَيَرْكَبُ الْحِمَارَ وَيُرْدِفُ خَلْفَهُ وَيَلْعَقُ يَدَهٗ۔ (سبل الہدیٰ صفحہ ۳۴۲-۳۴۳)

خدا کی قسم رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جس حجرہ مبارک میں تشریف فرما ہوتے، اس کا دروازہ بند نہ کیا جاتا اور نہ دربان مقرر کئے جاتے اور نہ آپ کے ہاں صبح و شام (دسترخوان پر) کھانے کے برتن سجائے جاتے اور لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم یوں برسرِعام تشریف فرما ہوتے کہ جو شخص آپ سے ملنا چاہتا، اُس کی آپ سے ملاقات ہو جاتی۔ آپ زمین پر بیٹھ کر کھانا تناول فرماتے۔ موٹا لباس پہنتے، دراز گوش پر سواری کرتے اور اپنے پیچھے کسی خادم کو بٹھاتے اور (کھانا تناول فرما کر) اپنے ہاتھ مبارک کو چاٹ لیتے۔

○ عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْكَبُ الْحِمَارَ وَيَعُوْدُ الْمَرِيْضَ وَيَشْهَدُ الْجَنَازَةَ وَيَاْتِيْ دَعْوَةَ الْمَمْلُوْكِ وَكَانَ يَوْمَ بَنِيْ قُرَيْظَةَ عَلٰى حِمَارٍ مَخْطُوْمٍ مِّنْ لِيْفٍ عَلَيْهِ اِكَافٌ مِّنْ لِيْفٍ۔

(ابن ماجہ، ترمذی، سبل الہدیٰ صفحہ ۳۴۳)

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دراز گوش پر سواری کرتے، مریض کی عیادت کرتے، جنازے میں شرکت فرماتے اور مملوک (غلام) کی دعوت قبول فرماتے اور بنو قریظہ پر چڑھائی کے وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم دراز گوش پر سوار تھے۔ اور اس کے منہ میں جو لگام تھی وہ کھجور کے پتوں سے بٹ کر بنائی گئی تھی اور اس کی پشت پر کھجور کے پتوں سے بنی ہوئی چٹائی تھی۔

○ عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَجْلِسُ عَلَى الْاَرْضِ وَيَاْكُلُ عَلَى الْاَرْضِ وَيَعْتَقِلُ الشَّاةَ وَيُجِيْبُ دَعْوَةَ الْمَمْلُوْكِ ـــــ (سبل الہدیٰ صفحہ ۳۴۳)

وَسَلَّمَ مَكَّةَ اسْتَشْرَفَهُ النَّاسُ فَوَضَعَ رَأْسَهُ عَلَى رَحْلِهِ مُتَخَشِّعًا۔

(سبل الهدیٰ ص۳۶)

کہ جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ شریف میں داخل ہوئے تو لوگ آپ کی زیارت کے لیے اُمڈ آئے، اُس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ازراہِ تواضع اپنا سرِ انور کجاوے پر رکھا ہوا تھا۔

قارئینِ کرام! کیا اقوامِ عالم میں یہ مثال کہیں مل سکتی ہے کہ فاتح مفتوح علاقے میں داخل ہو اور اس کا سر غرور و تکبر سے اونچا ہونے کی بجائے بارگاہِ مولیٰ میں اظہارِ تشکر و تواضع کیلئے اتنا جھک گیا ہو کہ کجاوے کی لکڑیاں ٹھوڑی کو چھو رہی ہوں؛ یہ شانِ نیازمندی اور اظہارِ بندگی کے جلوے محبوبِ رب العرش صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ طیبہ میں ہی نظر آتے ہیں۔

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ کَانَ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ثَلَاثُ خِصَالٍ لَیْسَتْ فِی الْجَبَّارِیْنَ کَانَ یَرْکَبُ الْحِمَارَ وَکَانَ لَا یَدْعُوْہُ اَسْوَدُ وَلَا اَحْمَرُ اِلَّا اَجَابَہٗ۔ وَکَانَ یَجِدُ التَّمْرَۃَ مُلْقَاۃً فَیَلْقِیْھَا فِیْ فَمِہٖ۔

(دلائل النبوۃ للبیہقی، سبل الھدیٰ ص۴۰)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (کے بے مثال اخلاقِ کریمانہ میں) تین ایسی مبارک خصلتیں ہیں جو کہ متکبرین میں نہیں ہو سکتیں ● آپ صلی اللہ علیہ وسلم دراز گوش پر سواری کرتے ● کوئی کالے رنگ والا یا سرخ رنگ والا آپ کی دعوت کرتا تو آپ (بلا امتیاز) قبول فرماتے ● اور زمین پر گری پڑی کھجور پاتے تو اُسے اٹھا کر منہ میں ڈال لیتے۔

○ عَنْ سَھْلِ بْنِ حُنَیْفٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَاْتِیْ ضُعَفَاءَ الْمُسْلِمِیْنَ وَیَزُوْرُھُمْ وَیَعُوْدُ مَرْضَاھُمْ وَیَشْھَدُ جَنَائِزَھُمْ۔

(المستدرک، سبل الھدیٰ ص۴۰)

ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اے مادرِ فلاں! جس گلی میں تو چاہے میں تیری ضرورت پوری کر دوں گا۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اُس کے ساتھ ایک راستے پر چل پڑے، یہاں تک کہ اُس نے اپنی ضرورت پوری کر لی۔

○ عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللہ عنہ قَالَ اِنْ كَانَتِ الْوَلِيْدَةُ مِنْ وَلَائِدِ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ لَتَجِيْئُ فَتَاْخُذُ بِيَدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم فَمَا يَنْزِعُ يَدَهٗ مِنْ يَّدِهَا حَتّٰى تَذْهَبَ بِهٖ حَيْثُ شَآءَتْ مِنَ الْمَدِيْنَةِ فِى الْحَاجَةِ۔

(سبل الہدیٰ ص۲۲)

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اہلِ مدینہ کے بچوں میں سے اگر کوئی بچی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ کا دستِ رحمت تھام لیتی تو آپ اُس کے ہاتھ سے اپنا ہاتھ نہ چھڑاتے یہاں تک کہ وہ مدینہ پاک میں جہاں چاہتی اپنے مقصد کیلئے آپ کو لے جاتی۔

؎ بیت جائیں گے دن زندگی کے، ہم بھی منگتے ہیں تیری گلی کے
تیرے صدقے سے کیا کیا نہ پایا، تیرے دَر سے مِلا کیا نہیں ہے
سُن لو سُن لو میری التجائیں، درگزر کر دو ساری خطائیں
آپ سے بڑھ کے ہم عاصیوں کا، اور کوئی سہارا نہیں ہے

○ عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم دَخَلَ مَكَّةَ وَذَقْنُهٗ عَلٰى رَحْلِهٖ مُتَخَشِّعًا۔ (المستدرک، سبل الہدیٰ)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم (فتح مکہ کے دن) مکہ شریف میں اس حال میں داخل ہوئے کہ از راہِ تواضع (آپ کا سر اتنا جھکا ہوا تھا کہ) آپ کی ٹھوڑی مبارک اُونٹنی کے کجاوے سے لگی ہوئی تھی، ابو یعلیٰ کی روایت اس طرح ہے: لَمَّا دَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

○ امام احمد بن حنبل سے مروی ہے کہ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم جب گھر میں تشریف لاتے بیکار نہ رہتے، اگر کوئی کپڑا پھٹا ہوتا تو اسے سیتے، اپنے جوتے کی مرمت فرماتے۔ کنوئیں سے ڈول نکالتے اور اس کی مرمت کرتے، اپنی بکری خود دوہتے، اپنے ذاتی کام خود انجام دیتے، کبھی کبھی کاشانۂ اقدس کی صفائی بھی فرما دیتے، اپنے اونٹ کے گھٹنے باندھتے، اپنی اونٹنی کو چارہ ڈالتے، خادم کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھاتے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ آٹا گوندھتے، بازار سے اپنا سودا سلف خود اٹھا لاتے۔

یہ سارے کام اس لیے کرتے تاکہ اپنے صحابہ کو تواضع و انکسار کا طریقہ سکھائیں اور تکبر و غرور سے باز رہنے کی عملی تلقین کریں۔ (ضیاء النبی ص ۳۴۵ ج ۵)

غریب درزی کی دعوت

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ اِنَّ خَيَّاطًا دَعَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم لِطَعَامٍ صَنَعَهُ فَقَالَ اَنَسٌ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَذَهَبْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم اِلٰى ذَالِكَ الطَّعَامِ فَقَرَّبَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم خُبْزًا مِّنْ شَعِيْرٍ وَمَرَقًا فِيْهِ دُبَّاءٌ وَقَدِيْدٌ قَالَ اَنَسٌ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَرَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم يَتَتَبَّعُ الدُّبَّاءَ حَوَالَيِ الْقَصْعَةِ فَلَمْ اَزَلْ اُحِبُّ الدُّبَّاءَ مِنْ يَّوْمَئِذٍ۔ (شمائل ترمذی)

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک درزی نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک مرتبہ دعوت کی۔ میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حاضر ہوا۔ صاحبِ خانہ نے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جَو کی روٹی اور کدو گوشت کا شوربا پیش کیا۔ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ پیالے کے سب اطراف سے کدو کے ٹکڑے تلاش فرما کر تناول فرما رہے ہیں۔ اس وقت سے مجھے بھی کدو شریف مرغوب ہو گیا۔

حضرت سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لاچار ضعیف مسلمانوں کے ہاں تشریف لے جاتے، اُن سے ملاقاتیں کرتے، اُن کے مریضوں کی عیادت کرتے اور اُن کے جنازوں میں شرکت فرماتے۔

لکڑیاں جمع کرنا میرے ذمّے

ذکرا المحب الطبری رحمہ اللہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ فِیْ سَفَرٍ وَاَمَرَ اَصْحَابَہٗ بِاِصْلَاحِ شَاۃٍ فَقَالَ رَجُلٌ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ عَلَیَّ ذَبْحُہَا وَقَالَ اٰخَرُ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ عَلَیَّ سَلْخُہَا وَقَالَ اٰخَرُ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ عَلَیَّ طَبْخُہَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَعَلَیَّ جَمْعُ الْحَطَبِ فَقَالُوْا یَارَسُوْلَ اللّٰہِ نَکْفِیْکَ الْعَمَلَ فَقَالَ قَدْ عَلِمْتُ اَنَّکُمْ تَکْفُوْنِیْ وَلٰکِنْ اَکْرَہُ اَنْ اَتَمَیَّزَ عَلَیْکُمْ وَاِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی یَکْرَہُ مِنْ عَبْدِہٖ اَنْ یَّرَاہُ مُتَمَیِّزًا بَیْنَ اَصْحَابِہٖ۔ (شرح زرقانی علی المواہب اللدنیہ ص۲۸)

محبِ طبری رحمہ اللہ نقل فرماتے ہیں کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سفر میں صحابہ کرام کو بکری کا گوشت تیار کرنے کا حکم فرمایا۔ چنانچہ ایک شخص نے عرض کی، یارسول اللہ! میرے ذمّے بکری کو ذبح کرنا ہے۔ دوسرے صاحب بولے، یارسول اللہ! بکری کی کھال اُتارنا میرے ذمّے۔ ایک اور صاحب نے عرض کی، یارسول اللہ! گوشت پکانا میرے ذمّے۔ تب مرشدِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لکڑیاں جمع کرنا میرے ذمّے۔ خدّامِ ذی مقام نے عرض کیا: یارسول اللہ! ہم آپ کی طرف سے کام کریں گے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں جانتا ہوں کہ (تم خوشی سے) میرے حصّے کا کام (بھی) کرو گے لیکن میں خود کو تم سے ممتاز رکھنا پسند نہیں کرتا۔ اور بے شک اللہ تعالیٰ بندے کا اپنے دوستوں میں ممتاز رہنا پسند نہیں کرتا۔

وَاِنَّا بِکَ یَا اِبْرَاھِیْمُ لَمَحْزُوْنُوْنَ ——— مصنف ابن ابی شیبہ نمبر ۲۹۷/۳

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، رات مجھے اللہ کریم نے بیٹا عطا فرمایا ہے، میں نے اپنے جدِ امجد ابراہیم علیہ السلام کے نام پر اُس کا نام (ابراہیم) رکھا ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (نومولود صاحبزادے کی) رضاعت و حضانت کی ذمہ داری اُمِ سیف کو سونپ دی جو کہ ابو سیف لوہار کی بیوی تھی۔ (حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے لختِ جگر کو ملنے کیلئے اکثر اس لوہار کے چھوٹے سے گھر میں تشریف لے جاتے اور ہم آپ کے ہمراہ ہوتے) فرماتے ہیں ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابو سیف لوہار کے گھر جانے لگے تو میں بھی ساتھ چلا۔ ہم اس حال میں وہاں پہنچے کہ ابو سیف بھٹی میں ہوا سے آگ بھڑکا رہا تھا اور اس کا (چھوٹا سا کوٹھڑی نما) گھر دھوئیں سے بھرا ہوا تھا۔ میں نے جلدی سے دوڑتے ہوئے آگے جا کر کہا: اے ابو یوسف! دھواں پھیلانے سے رُک جاؤ، رُک جاؤ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے ہیں، وہ رُک گئے۔ (مگر دھوئیں سے گھر بھر چکا تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُسی دھوئیں کی حالت میں تشریف فرما ہوئے) پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لختِ جگر کو طلب فرمایا۔ اور فرزندِ دلبند کو اپنے سینے سے لگایا اور جو اللہ نے چاہا آپ نے ارشاد فرمایا۔

جناب انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی گود میں) صاحبزادے کی سانس منقطع ہو رہی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک آنکھوں سے آنسو بہنے لگے، پھر آپ نے فرمایا: "آنکھیں روتی ہیں دل غمگین ہے، مگر ہم وہی کہیں گے جو ہمارے ربِ کریم کو راضی کرے۔ بے شک اے ابراہیم! ہم تیری وفات پر غمگین ہیں"

غریب لوہار کے گھر کو قدومِ ناز سے نوازا۔

ہمارے معاشرے میں لوہار کا کام کرنے والے کو عموماً نگاہِ شرف سے نہیں دیکھا جاتا۔ حالانکہ یہ پیغمبرانہ پیشہ ہے اور خود خالق کائنات نے حضرت داؤد علیہ السلام کو اس کی تعلیم دی تھی۔ بعثتِ نبوی سے قبل بھی یہی حال تھا کہ بڑے لوگ پیشہ ور لوگوں اور ہاتھ سے کما کر کھانے والوں کو قدر کی نگاہ سے نہیں دیکھتے تھے۔

حضور نبیِّ رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر پیشہ وَر اور حلال روزی کمانے والے کو نگاہِ قدر و منزلت سے دیکھا اور اُن کی عزت افزائی فرمائی۔

ایک خوش قسمت غریب لوہار کو تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ اعزاز بخشا جو کسی بڑے آدمی کے حصے میں نہ آیا۔

عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وُلِدَ لِيَ اللَّيْلَةَ غُلَامٌ فَسَمَّيْتُهُ بِاسْمِ اَبِيْ اِبْرَاهِيْمَ، قَالَ ثُمَّ دَفَعَهُ اِلٰى اُمِّ سَيْفٍ اِمْرَاَةِ قَيْنٍ بِالْمَدِيْنَةِ يُقَالُ لَهُ اَبُوْسَيْفٍ فَانْطَلَقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَانْطَلَقْتُ مَعَهُ فَصَادَفْنَا اَبَا سَيْفٍ يَنْفُخُ فِيْ كِيْرِهٖ وَقَدِ امْتَلَاَ الْبَيْتُ دُخَانًا فَاَسْرَعْتُ الْمَشْيَ بَيْنَ يَدَيِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى انْتَهٰى اِلٰى اَبِيْ سَيْفٍ فَقُلْتُ يَا اَبَا سَيْفٍ اَمْسِكْ اَمْسِكْ جَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ فَاَمْسَكَ فَدَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالصَّبِيِّ فَضَمَّهُ اِلَيْهِ وَقَالَ مَاشَاءَ اللّٰهُ اَنْ يَّقُوْلَ قَالَ اَنَسٌ فَلَقَدْ رَاَيْتُهُ يَكِيْدُ بِنَفْسِهٖ قَالَ فَدَمَعَتْ عَيْنَا النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَدْمَعُ الْعَيْنُ وَيَحْزَنُ الْقَلْبُ وَلَا نَقُوْلُ اِلَّا مَا يُرْضِيْ رَبَّنَا

ہے اور ہم ایسی کوئی بات زبان پر نہ لائیں گے جو ہمارے ربِ کریم کی ناراضگی کا سبب ہو۔

خلقِ عظیم اور غریب نوازی

دُنیا والے غریبوں سے نفرت نہ بھی کریں تب بھی اُنہیں عزت اور قربت کے قابل نہیں سمجھتے۔ دُنیاوی ثروت و شوکت رکھنے والے، حرصِ جاہ و حشمت رکھنے والے خواہ علماء و مشائخ کے لبادے میں ہی کیوں نہ ہوں —— عموماً غریب اور کمزور آدمی کو اُس نگاہ سے نہیں دیکھتے جس نگاہ سے امیروں اور سرمایہ داروں کو دیکھتے ہیں۔

یہ تاجدارِ عرب و عجم ہیں، یہ پیکرِ جود و کرم ہیں، یہ سیدِ دوعالم ہیں۔ یہ نبیِ محترم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جو غریبوں کو قربِ خاص سے نوازتے، ان کی عزت افزائی فرماتے اور ان کے وجود کو برکتوں کا وسیلہ قرار دیتے ہیں۔

حضرت ابُو درداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

○ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِبْغُوْا لِيَ الضُّعَفَاءَ فَاِنَّمَا تُرْزَقُوْنَ وَتُنْصَرُوْنَ بِضُعَفَاءِكُمْ۔ (ابوداؤد ص ۲۴۹ ج ۱)

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سُنا کہ میرے پاس کمزوروں (اور غریبوں) کو ڈھونڈ کر لایا کرو کیونکہ تمہیں جو رزق دیا جاتا ہے اور دشمن کے مقابلے میں تمہاری مدد کی جاتی ہے وہ تمہارے (انہی) کمزور لوگوں کی وجہ سے ہے۔

○ ترمذی اور مشکوٰۃ میں یہ روایت اس طرح آئی ہے:

اِبْغُوْنِيْ فِيْ ضُعَفَاءِ كُمْ۔ یعنی اگر تم مجھے ڈھونڈنا چاہتے ہو تو غریب اور ضعیف لوگوں میں ڈھونڈو کہ میں غریبوں میں بیٹھا ہوا تمہیں ملوں گا۔

سننِ نسائی کے الفاظ یوں ہیں:

اسی موقع پر جناب عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ والی روایت بھی ملتی ہے کہ جب فرزندِ دلبند کی وفات پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے تو ـــــــــــــ

فَقَالَ لَهُ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ تَبْكِيْ يَا رَسُوْلَ اللهِ اَوَلَمْ تَنْهَ عَنِ الْبُكَاءِ قَالَ اِنَّمَا نُهِيْتُ عَنِ النَّوْحِ عَنْ صَوْتَيْنِ اَحْمَقَيْنِ فَاجِرَيْنِ صَوْتٌ عِنْدَ نَغْمَةِ لَهْوٍ وَلَعِبٍ وَمَزَامِيْرِ شَيْطَانٍ وَصَوْتٌ عِنْدَ مُصِيْبَةٍ خَمْشُ وُجُوْهٍ وَشَقُّ جُيُوْبٍ وَرَنَّةُ شَيْطَانٍ اِنَّمَا هٰذِهٖ رَحْمَةٌ وَمَنْ لَا يَرْحَمُ لَا يُرْحَمُ يَا اِبْرَاهِيْمُ لَوْلَا اَنَّهٗ اَمْرٌ حَقٌّ وَوَعْدٌ صِدْقٌ وَسَبِيْلٌ مَاتِيَةٌ وَاِنَّ اُخْرَانَا لَيَلْحَقُ اُوْلَانَا لَحَزِنَّا عَلَيْكَ حُزْنًا اَشَدَّ مِنْ هٰذَا وَاِنَّا بِكَ لَمَحْزُوْنُوْنَ، تَبْكِي الْعَيْنُ وَيَحْزَنُ الْقَلْبُ وَلَا نَقُوْلُ مَا يُسْخِطُ الرَّبَّ۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص ۲۶۶/۳)

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے عرض کی، یا رسول اللہ! آپ رو رہے ہیں، کیا آپ نے رونے سے منع نہیں فرمایا؟ حضور معلّم کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے ایسی دو آوازوں سے منع کیا گیا ہے جن میں فسق و فجور ہے۔ ایک وہ آواز جو گانے بجانے اور مزامیرِ شیطان سے متعلق ہے اور دوسری وہ جو مصیبت کے وقت منہ نوچنے، گریبان پھاڑنے اور شیطانی چیخ و پکار سے متعلق ہے۔ اور یہ (آنسو بہانا) تو رحمت ہے۔ اور جو رحم نہیں کرتا (یعنی رحم دلی نہیں رکھتا) اس پر رحم نہیں کیا جاتا۔ اے ابراہیم! اگر موت امرِ حق، وعدۂ صدق اور دستورِ فطرت نہ ہوتی اور ہم پیچھے رہ جانے والوں نے اگلوں سے نہ ملنا ہوتا تو ہم تجھ پر اس سے زیادہ شدید رنج و غم کا اظہار کرتے۔

اور بلاشبہ ہم تیری وفات پر غمگین ہیں، آنکھیں روتی ہیں اور دل دکھی

حتیٰ کہ اگر اس کے پاس ایک کھجور ہے تو کھجور کے ٹکڑے سے بھی اپنے بھائیوں کی مدد کرے۔

راوی کہتے ہیں انصار میں سے ایک شخص تھیلی لیکر آئے جس کو اٹھانے سے ان کا ہاتھ تھکا جاتا تھا بلکہ تھک گیا تھا۔ اس کے بعد لوگوں کا تانتا بندھ گیا۔ یہاں تک کہ میں نے کھانے اور کپڑے کے دو ڈھیر دیکھے:

حَتّٰی رَاَیْتُ وَجْہَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم، یَتَھَلَّلُ کَاَنَّہٗ مُذْھَبَۃٌ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ سَنَّ فِی الْاِسْلَامِ سُنَّۃً حَسَنَۃً فَلَہٗ اَجْرُھَا وَاَجْرُ مَنْ عَمِلَ بِھَا بَعْدَہٗ مِنْ غَیْرِ اَنْ یَّنْقُصَ مِنْ اُجُوْرِھِمْ شَیْئٌ وَّمَنْ سَنَّ فِی الْاِسْلَامِ سُنَّۃً سَیِّئَۃً کَانَ عَلَیْہِ وِزْرُھَا وَوِزْرُ مَنْ عَمِلَ بِھَا مِنْ بَعْدِہٖ مِنْ غَیْرِ اَنْ یَّنْقُصَ مِنْ اَوْزَارِھِمْ شَیْئٌ۔ (مسلم ص ۳۲۷ ج ۱)

میں نے دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرۂ انور خوشی سے یوں کھل اٹھا گویا کہ وہ چمکتا ہوا سونے کا ٹکڑا ہے ——— پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جو شخص اسلام میں نیکی کا طریقہ رائج کرے اس کو اپنے عمل کا بھی اجر ملے گا اور بعد میں عمل کرنے والوں کے عمل کا بھی اجر ملے گا۔ اور ان عاملین کے اجر میں کوئی کمی نہیں ہوگی اور جس نے اسلام میں کوئی برا طریقہ رائج کیا اسے اپنے عمل کا بھی گناہ ہوگا اور بعد میں عمل کرنے والوں کے عمل کا بھی گناہ ہوگا اور ان عاملین کے ثقلِ معصیت یعنی گناہوں کے بوجھ میں کمی نہیں ہوگی۔

○ عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ مَا رَاَیْتُ اَحَدًا کَانَ اَرْحَمَ بِالْعِبَادِ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔ (مسلم، سبل الھدیٰ)

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر بندوں پر رحم کرنے والا کوئی نہیں دیکھا۔

اِنَّمَا یَنْصُرُ اللّٰہُ ھٰذِہِ الْاُمَّۃَ بِضَعِیْفِھَا بِدَعْوَتِھِمْ وَصَلٰوتِھِمْ وَاِخْلَاصِھِمْ۔ اللہ قدوس امت کے کمزور لوگوں کی دعاؤں، نمازوں اور اُن کے خلوص کی برکت سے ہی اس امت کی مدد فرماتا ہے۔

چہرہ مبارک خوشی سے کھل اُٹھا:

حضرت جریر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ ہم دن کے ابتدائی حصہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ اچانک آپ کے پاس لوگوں کی ایک جماعت آئی جن کے پیر ننگے، بدن ننگے گلے میں چمڑے کی کفنیاں یا عبائیں پہنے ہوئے اور تلواریں لٹکائے ہوئے تھے۔ اُن میں اکثر بلکہ سب ہی قبیلہ مضر سے متعلق تھے۔ ان کا فقر و فاقہ دیکھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرۂ انور متغیر ہو گیا۔ آپ اندر گئے پھر باہر آئے اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو اذان دینے کا حکم دیا۔

حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے اذان دی پھر اقامت کہی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھائی پھر خطبہ دیا۔ (خطبے میں سورہ نساء کی ابتدائی آیت کریمہ یٰاَیُّھَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّکُمُ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَۃٍ الخ اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو جس نے تمہیں ایک نفس سے پیدا فرمایا ——— یہ پوری آیت پڑھی اور سورۂ حشر کی یہ آیت پڑھی، یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ۔ (اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور انسان کو غور کرنا چاہیئے کہ وہ کل آخرت کے لیے کیا بھیج رہا ہے۔)

——— اور لوگوں کو خیرات پر اُبھارتے ہوئے فرمایا: ——— ہر آدمی کو چاہیئے (خواہ) اس کے پاس ایک ہی دینار ہو، ایک ہی درہم ہو، ایک ہی کپڑا ہو، ایک ہی صاع گندم کا یا ایک صاع کھجور کا ہو اس میں سے صدقہ کرے

دینے لگے اور ــــــــ فرمایا :

مجھے اسی بات کا حکم دیا گیا ہے۔"

میری اور تمہاری مثال

ایک دن ایک اعرابی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہو کر کسی چیز کے بارے میں اعانت طلب کی اور کہا ، اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) مجھے کچھ دیجئے اور ہاں آپ مجھے اپنے یا اپنے باپ کے مال سے نہیں دیں گے ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسے کچھ عطا فرمایا ، پھر فرمایا : کیا میں نے تیرے ساتھ کوئی احسان کیا ہے ؟ اعرابی نے کہا : نہ آپ نے میرے ساتھ بھلائی کی ہے اور نہ کوئی اچھی بات کی ہے ۔ (العیاذ باللہ تعالیٰ)

اس کا یہ گستاخانہ جواب سن کر صحابہ کرام اُس کی طرف لپکے تاکہ اس کو پکڑیں ، رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اشارے سے فرمایا : رُک جاؤ ! پھر آپ کھڑے ہوئے اور کاشانۂ اقدس میں تشریف لائے ۔ اعرابی کو بھی بلا بھیجا ۔ جب وہ حاضر ہوا تو اُسے مزید عطا کیا ــــــــ اور فرمایا : ــــــــ کیا اب تو راضی ہے ؟ اُس نے کہا نہیں ، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسے مزید عطا فرمایا اور پوچھا ، کیا اب تو راضی ہو گیا ہے ؟ اس نے کہا : ہاں ! اب میں خوش ہوں ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : تو ہمارے پاس آیا ، ہم نے تجھے کچھ عطا فرمایا اور تو نے کہا جو کہا (تیرے اندازِ گفتگو سے) صحابہ کرام کے دلوں میں جلال و ملال پیدا ہوا ۔ اب اگر تو پسند کرے تو اُن کی موجودگی میں یہ کہدے جو میرے سامنے کہا ہے ؟ (یعنی ہمارے ساتھ راضی ہونے کا صحابہ میں اعلان کر دے) تاکہ تیرے بارے میں اُن کے دِل صاف ہو جائیں ۔ اس نے کہا ہاں (میں یہ اعلان

میرے نام پر خرید لو............

ایک دفعہ بارگاہِ رسالت میں نوّے ہزار درہم پیش کیے گئے۔ آپکے حکم سے چٹائی پر رکھ دیئے گئے:

فَقَامَ اِلَیْهَا فَقَسَمَهَا فَمَا رَدَّ سَائِلًا حَتّٰی فَرَغَ مِنْهَا وَجَاءَهُ رَجُلٌ فَسَاَلَهُ فَقَالَ مَا عِنْدِیْ شَیْءٌ وَّلٰکِنِ ابْتَعْ عَلَیَّ فَاِذَا جَاءَنَا شَیْءٌ قَضَیْنَاهُ فَقَالَ لَهُ عُمَرُ مَا کَلَّفَكَ اللّٰهُ مَا لَا تَقْدِرُ عَلَیْهِ فَکَرِهَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ذَالِكَ فَقَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَنْفِقْ وَلَا تَخْشَ مِنْ ذِی الْعَرْشِ اِقْلَالًا فَتَبَسَّمَ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَعُرِفَ الْبِشْرُ فِیْ وَجْهِهٖ وَقَالَ بِهٰذَا اُمِرْتُ۔ (الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ ص ۶۶/۶۵)

پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم اُسے تقسیم فرمانے کیلئے اُٹھے اور کسی سائل کو خالی نہ لوٹایا (سب کو جھولی بھر بھر کے نوازا) یہاں تک کہ وہ سارے درہم تقسیم کر دیئے (بعد میں) ایک شخص آیا اور آپ سے مانگا ——— آپنے فرمایا: اور تو میرے پاس نہیں (یعنی دراہم تو تقسیم ہو گئے) البتہ ایسا کرو کہ فلاں دوکان دار کے پاس جا کر اپنی ضرورت کی چیزیں میرے نام پر خرید لو، جب کچھ آجائے گا تو میں اِسے ادائیگی کر دوں گا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی، یا رسول اللہ! جو چیز آپکے پاس نہیں، اُس کا تو اللہ نے آپ کو مکلّف نہیں کیا (کہ آپ قرضے لے لے کر لوگوں کی ضرورتیں پوری کریں) رحیم و کریم آقا صلی اللہ علیہ وسلم کو جنابِ عمر رضی اللہ عنہ کی یہ بات پسند نہ آئی۔

ایک انصاری صحابی وہاں حاضر تھے، انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ! آپ بے دھڑک خرچ کریں اور ربُّ العرش کی طرف سے تنگدستی کا اندیشہ نہ کریں۔ (یہ سُن کر) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تبسم فرمایا ——— خوشی کے آثار رُخِ زیبا پر دکھائی

اپنا کجاوہ اس پر باندھا اور اس پر سوار ہو گیا۔

(یہ مثال بیان کرنے کے بعد آپ نے فرمایا) کل اس شخص نے جو گستاخی کی تھی اور تم اسے پکڑنے کو لپکے تھے) اگر میں تمہیں اس حال میں چھوڑ دیتا اور تم اسے قتل کر دیتے تو اس کا ٹھکانہ جہنم ہوتا۔

آپ تشریف لائے ہیں اب یہ آزاد ہے:

طبرانی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے نقل کیا: آپ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک روز بزار کے ہاں تشریف لے گئے اور اس سے چار درہم کی قمیص خریدی۔ وہ قمیص پہن کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لے گئے، ایک انصاری آ گیا، عرض کی: یا رسول اللہ!

اُکْسُنِیْ قَمِیْصًا کَسَاکَ اللّٰہُ مِنْ ثِیَابِ الْجَنَّۃِ۔ (طبرانی)

ازراہِ کرم یہ قمیص مجھے پہنا دیجیے، اللہ تعالیٰ آپ کو جنت کا لباس پہنائے۔

رحمتِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بلا تامل وہ قمیص اتاری اور اس انصاری کو مرحمت فرما دی پھر دکان پر تشریف لے گئے اور اپنے لیے چار درہم کی ایک اور قمیص خریدی۔ حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم جب گھر سے تشریف لائے تھے اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دس درہم تھے۔ آٹھ درہم خرچ ہو گئے۔ باقی دو رہ گئے اچانک حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا، ایک لونڈی راستے پر کھڑی رو رہی ہے۔ رحمتِ عالم نے اس سے پوچھا تم کیوں رو رہی ہو؟ اس نے عرض کی: یا رسول اللہ! میرے گھر والوں نے مجھے دو درہم دیئے تھے تاکہ ان کا آٹا خرید کر لاؤں، وہ مجھ سے گم ہو گئے ہیں۔ اس لیے رو رہی ہوں کہ گھر کی مالکہ مجھے سزا دے گی۔

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جو دو درہم باقی رہ گئے تھے وہ حضور صلی اللہ

کرنے کو تیار ہوں) پس اگلے دن یا رات کو وہ اعرابی، پھر حاضر خدمت ہوا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: بے شک تمہارا یہ ساتھی ضرورت مند تھا، اس نے ہم سے سوال کیا، ہم نے اسے عطا کیا۔ اب یہ راضی ہو گیا ہے (پھر آپ نے اعرابی سے فرمایا) اَکَذٰلِکَ؟ کیا معاملہ اسی طرح ہے؟ اُس نے کہا ہاں (میں آپ سے راضی ہوں) اللہ تعالیٰ آپ کو میرے اہل و عیال کی طرف سے جزائے خیر عطا فرمائے۔

تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اَلَا اِنَّ مَثَلِیْ وَ مَثَلَکُمْ کَمَثَلِ رَجُلٍ کَانَتْ لَهٗ نَاقَةٌ فَشَرَدَتْ عَلَیْهِ فَاَتْبَعَهَا النَّاسُ فَلَمْ یَزِیْدُوْهَا اِلَّا نُفُوْرًا فَنَادَاهُمْ صَاحِبُ النَّاقَةِ خَلُّوْا بَیْنِیْ وَ بَیْنَ نَاقَتِیْ فَاَنَا اَرْفَقُ بِهَا فَتَوَجَّهَ لَهَا صَاحِبُهَا بَیْنَ یَدَیْهَا فَاَخَذَ لَهَا مِنْ قُمَامِ الْاَرْضِ فَجَاءَتْ وَاسْتَنَاخَتْ فَشَدَّ عَلَیْهَا رَحْلَهَا وَاسْتَوٰی عَلَیْهَا وَاَنَا لَوْ تَرَکْتُکُمْ حِیْنَ قَالَ الرَّجُلُ مَا قَالَ فَقَتَلْتُمُوْهُ دَخَلَ النَّارَ فَمَا زِلْتُ فَعَلْتُ مَا فَعَلْتُ۔

(مجمع الزوائد، سُبل الھدٰی صہ!!)

آگاہ ہو جاؤ! میری اور تمہاری مثال ایسی ہے جیسے کسی شخص کی اونٹنی بھاگ نکلے، لوگ (اُسے پکڑنے کیلئے) اس کا پیچھا کریں، لوگوں کے تعاقب سے وہ اور زیادہ بدک کر تیزی سے بھاگنا شروع کر دے۔ اسی دوران اس کا مالک آجائے اور لوگوں کو آواز دے کر کہے کہ میرے درمیان اور میری اونٹنی کے درمیان سے ہٹ جاؤ کہ (میں اسے زیادہ جاننے والا ہوں) میں اس پر زیادہ نرمی کرنے والا ہوں۔ پس اُس نے جھولی میں سبز چارہ ڈالا اور اپنی اونٹنی کی طرف متوجہ ہوا۔ اونٹنی (اپنے مالک کی مانوس آواز سُن کر) آگئی۔ اُس کے مالک نے اُسے بٹھایا اور

کریم آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں بھلائی اور جنت کی خوشخبری سے خورسند فرمایا۔
صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔

پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ان دس درہموں میں بڑی برکت ڈال دی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) کو بھی اس سے قمیص پہنائی ہے، ایک انصاری کو بھی قمیص پہنائی اور ایک لونڈی کو بھی اس کی وجہ سے آزاد کیا۔

اَلْحَمْدُ اللّٰہِ الَّذِیْ رَزَقَنَا ھٰذَا بِقُدْرَتِہٖ - میں اللہ تعالیٰ کی حمد کرتا ہوں جس نے اپنی قدرت سے ہمیں یہ رزق عطا فرمایا۔

(شمائل الرسول ص ۶۷/۶۸، ضیاء النبی جلد پنجم)

؎ سکونِ قلب ملا لذّتِ حیات ملی
درِ حبیب ملا، ساری کائنات ملی
خوش مقدر ہے زمانے میں وہ سائل جس کو
سرورِ دین کے دربار سے خیرات ملی

○ عَنْ جُبَیْرِ بْنِ مُطْعِمٍ اَنَّہٗ بَیْنَمَا ھُوَ یَسِیْرُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَمَعَہُ النَّاسُ مُقْفَلَہٗ مِنْ حُنَیْنٍ نَعَلِقَہُ النَّاسُ یَسْأَلُوْنَہٗ حَتّٰی اضْطَرُّوْہُ اِلٰی سَمُرَۃٍ فَخَطِفَتْ رِدَاءَہٗ فَوَقَفَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَعْطُوْنِیْ رِدَائِیْ لَوْ کَانَ لِیْ عَدَدُ ھٰذِہِ الْعِضَاۃِ نَعَمًا لَقَسَمْتُہٗ بَیْنَکُمْ لَا تَجِدُوْنِیْ بَخِیْلًا وَلَا کَذُوْبًا وَلَا جَبَانًا۔

(بخاری ص ۳۹۶ / ۱)

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ غزوۂ حنین سے لوٹتے وقت وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے اور دوسرے حضرات بھی ساتھ

علیہ وسلم نے اس کو عطا فرما دیتے۔ پھر کچھ وقفہ کے بعد اس بچی کی طرف دیکھا تو وہ پھر رو رہی تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا، اب تم کیوں رو رہی ہو؟ وہ درہم تو تم نے لے لیئے ہیں ــــــ اس نے عرض کی:ــــــ میں ڈر رہی ہوں کہ میرا مالک مجھے مارے گا۔

غریب نواز آقا علیہ السلام اس کے سفارشی بن کر اس کے ہمراہ تشریف لے گئے جب اُن کے گھر کے باہر پہنچے تو حسبِ معمول اہلِ خانہ کو السلام علیکم فرمایا: انہوں نے آواز سُن بھی لی، پہچان بھی لی کہ سلام دینے والے اللہ تعالیٰ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، لیکن انہوں نے کوئی جواب نہ دیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دوبارہ سلام فرمایا۔ پھر کچھ دیر کے لیے انتظار کیا ــــــ لیکن کوئی جواب نہ آیا پھر تیسری مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام فرمایا ــــــ اس وقت اہلِ خانہ نے سلام کا جواب عرض کیا ــــــ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: جب میں نے پہلی دفعہ تمہیں سلام کیا تھا تو کیا تم نے سُنا تھا؟ انہوں نے عرض کی ہاں یا رسول اللہ! ہم نے سُنا تھا۔ ہم دانستہ خاموش رہے تاکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں بار بار سلام فرمائیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے اللہ تعالیٰ ہمیں ہر آفت سے سلامت رکھے۔

انہوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! ہمارے ماں باپ حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) پر قربان ہوں، آپ نے کیسے قدم رنجہ فرمایا: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ بچی ڈر رہی تھی کہ تم اسے مارو گے، اس کی سفارش کیلیئے میں اس کے ہمراہ آیا ہوں۔ اب بچی کے مالک نے عرض کی: هِيَ حُرَّةٌ لِوَجْهِ اللهِ لِمَمْشَاكَ مَعَهَا۔ (یعنی) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس کے ہمراہ تشریف لانے کے باعث ہم نے اس لونڈی کو لوجہ اللہ آزاد کر دیا ہے۔

الضَّيْفَ وَتُعِيْنُ عَلٰى نَوَائِبِ الْحَقِّ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ (بخاری ص۳)

بے شک آپ صلہ رحمی کرتے ہیں، کمزوروں کا بوجھ اٹھاتے ہیں، محتاجوں کے لیے کماتے ہیں، مہمان نوازی کرتے ہیں اور مصیبت زدہ لوگوں کے کام آتے ہیں۔

○ عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَجُلًا سَأَلَ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ غَنَمًا بَیْنَ جَبَلَیْنِ فَاَعْطَاہُ اِیَّاہُ فَاَتٰی قَوْمَہٗ فَقَالَ اَیْ قَوْمِ اَسْلِمُوْا فَوَاللّٰہِ اِنَّ مُحَمَّدًا لَیُعْطِیْ عَطَاءً مَا یَخَافُ الْفَقْرَ۔

(مسلم باب سخائہ صلی اللہ علیہ وسلم)

حضرت انس رضی اللہ عنہ، بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دو پہاڑوں کے درمیان کی بکریاں مانگیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو، وہ (کثیر التعداد) بکریاں عطا کر دیں۔ پھر وہ اپنی قوم کے پاس گیا اور کہنے لگا۔ اے میری قوم! اسلام لے آؤ، کیونکہ خدا کی قسم! بے شک محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اتنا دیتے ہیں کہ فقر کا خدشہ نہیں رہتا۔

خدامِ درِ نبوی پر بے مثل عطائیں:

عَنْ رَبِیْعَۃَ بْنِ کَعْبٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ کُنْتُ اَخْدُمُ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَہَارِیْ فَاِذَا کَانَ اللَّیْلُ اَوَیْتُ اِلٰی بَابِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَبِتُّ عِنْدَہٗ فَلَا اَزَالُ اَسْمَعُہٗ یَقُوْلُ۔ سُبْحَانَ اللّٰہِ سُبْحَانَ اللّٰہِ سُبْحَانَ رَبِّیْ حَتّٰی اَمَلَّ اَوْ تَغْلِبَنِیْ عَیْنِیْ فَاَنَامُ فَقَالَ یَوْمًا یَا رَبِیْعَۃُ سَلْنِیْ فَاُعْطِیَکَ فَقُلْتُ اَنْظِرْنِیْ حَتّٰی اَنْظُرَ وَتَذَکَّرْتُ اَنَّ الدُّنْیَا فَانِیَۃٌ مُنْقَطِعَۃٌ فَقُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَسْأَلُکَ اَنْ تَدْعُوَ اللّٰہَ اَنْ یُنْجِیَنِیْ مِنَ النَّارِ وَیُدْخِلَنِیَ الْجَنَّۃَ فَسَکَتَ رَسُوْلُ اللّٰہِ

تھے۔ پس کچھ لوگ (بدّو) آپ سے لپٹ کر سوال کرنے لگے یہاں تک کہ آپ کو دھکیلتے ہوئے ایک درخت کے نیچے لے گئے حتیٰ کہ انہوں نے آپ کی چادر مبارک بھی کھینچ لی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم نے وہاں ٹھہر کر فرمایا: میری چادر مجھے دے دو، اگر میرے پاس ان کانٹوں کے برابر بھی بھیڑ بکریاں ہوتیں تو میں ضرور تمہارے درمیان تقسیم کر دیتا اور تم مجھے بخیل، جھوٹا یا بزدل ہرگز نہ پاتے۔

○ عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلَا اُخْبِرُکُمْ عَنِ الْاَجْوَدِ؟ اَللّٰہُ الْاَجْوَدُ وَاَنَا اَجْوَدُ وُلْدِ اٰدَمَ وَاَجْوَدُھُمْ مِنْ بَعْدِیْ رَجُلٌ تَعَلَّمَ عِلْمًا فَنَشَرَ عِلْمَہٗ یُبْعَثُ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ اُمَّۃً وَحْدَہٗ وَرَجُلٌ جَاھَدَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ حَتّٰی یُقْتَلَ۔ (سُبل الہدیٰ ص ۵۲)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا: کیا میں تمہیں یہ نہ بتاؤں کہ سب سے زیادہ سخی کون ہے؟ (خود ہی فرمایا) اللہ تعالیٰ سب سے زیادہ سخی ہے اور اولادِ آدم میں سب سے زیادہ سخی میں ہوں اور میرے بعد سب سے زیادہ سخی وہ شخص ہے جس نے علم حاصل کیا اور (پھر) اپنے علم کو پھیلایا۔ اللہ قدّوس اسے قیامت کے دن قبر سے اٹھائے گا تو وہ ایک جماعت کی حیثیت سے حاضر ہوگا۔ (اور بعد ازاں) وہ شخص سب سے زیادہ سخی ہے جس نے اللہ کی راہ میں جہاد کیا ——— یہاں تک کہ اُسے قتل کر دیا گیا۔

کمزوروں کا بوجھ اُٹھانے والے

○ امّ المومنین سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں عرض کرتی ہیں:

اِنَّکَ لَتَصِلُ الرَّحِمَ وَتَحْمِلُ الْکَلَّ وَتَکْسِبُ الْمَعْدُوْمَ وَتَقْرِیْ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں (تیری پسند کے مطابق دُعا) کرنے والا ہوں۔ پس تو اپنی جان کو کثرتِ سجود کا عادی بنا کر میری اعانت کر۔ (یعنی اتنی بڑی سعادت و خوشخبری کے بعد نماز سے غافل نہ ہونا۔)

حضرت ربیعہ رضی اللہ عنہ کی شادی خانہ آبادی:

حضرت ربیعہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا: یَارَبِیْعَۃُ اَلَا تَزَوَّجُ؟ قَالَ قُلْتُ وَاللّٰہِ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ مَا اُرِیْدُ اَنْ اَتَزَوَّجَ مَا عِنْدِیْ مَا یُقِیْمُ الْمَرْاَۃَ وَمَا اُحِبُّ اَنْ یَّشْغَلَنِیْ عَنْکَ شَیْءٌ۔ الخ

اے ربیعہ! تم شادی کیوں نہیں کر لیتے؟ میں نے عرض کی: یارسول اللہ! اللہ کی قسم میں شادی نہیں کرنا چاہتا ——— ایک تو اس لیے کہ میرے پاس شادی کے اخراجات نہیں ہیں ——— اور دوسری وجہ یہ ہے میں نہیں چاہتا کہ کوئی چیز مجھے آپ کی خدمتِ اقدس سے غافل کر دے ——— آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خاموشی اختیار فرمائی:۔

(اس دوران) میں آپ کی خدمتِ عالیہ میں حاضر ہوتا رہا ——— کہ ——— پھر ایک دن، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ربیعہ! تم شادی کیوں نہیں کر لیتے؟ (میں نے پھر وہی جواب عرض کیا) کہ میرے پاس شادی کے اخراجات نہیں اور نہ مجھے یہ پسند ہے کہ کوئی چیز میرے لیے، آپ کی خدمتِ اقدس کی حاضری میں رُکاوٹ بنے ——— آپ نے پھر خاموشی اختیار فرمائی:۔

میں نے دل میں سوچا کہ میری دُنیا و آخرت کی بھلائی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، مجھ سے بہتر جانتے ہیں ——— (یعنی میری غربت و افلاس

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ مَنْ اَمَرَكَ بِهٰذَا قُلْتُ مَا اَمَرَنِیْ بِهٖ اَحَدٌ وَلٰكِنِّیْ عَلِمْتُ اَنَّ الدُّنْيَا مُنْقَطِعَةٌ فَانِيَةٌ وَاَنْتَ مِنَ اللّٰهِ بِالْمَكَانِ الَّذِیْ اَنْتَ مِنْهُ فَاَحْبَبْتُ اَنْ تَدْعُوَ اللّٰهَ لِیْ قَالَ اِنِّیْ فَاعِلٌ فَاَعِنِّیْ عَلٰى نَفْسِكَ بِكَثْرَةِ السُّجُوْدِ۔

(رواہ الطبرانی فی الکبیر، الترغیب والترہیب صـ ۱۴۵)

حضرت ربیعہ بن کعب اسلمی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں سارا دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کرتا، جب رات آتی تو میں آپ کے دروازے کی طرف پناہ پکڑتا اور آپ کے دروازے پر ہی رات گزارتا (اس دوران) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سُبحانَ اللہ سُبحانَ اللہ اور سُبحان ربّی کہتے ہوئے مسلسل سنتا حتیٰ کہ میں تھک جاتا یا مجھ پر نیند غالب آجاتی (اور یوں میں آپ کی چوکھٹ پر ہی سو جاتا) ایک دن آپ نے مجھے فرمایا: ربیعہ مجھ سے مانگو کہ میں تجھے عطا کردوں، میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! مجھے (سوچنے کیلئے کچھ) مُہلت دیں تاکہ میں دیکھوں (کہ کیا مانگنا ہے) میں نے غور کیا کہ یہ دنیا تو فانی اور ختم ہونے والی ہے۔ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! میں آپ سے مانگتا ہوں کہ اللہ قدوس سے دعا کریں کہ مجھے، دوزخ سے نجات دے اور جنّت میں داخل فرماوے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (اپنے خادم کی اس عارفانہ اور اتنی اعلیٰ درخواست پر فرحت کے سبب کچھ دیر) سکوت فرمایا۔ پھر دریافت فرمایا کہ اس بات کا تجھے کس نے حکم دیا ہے؟ میں نے عرض کیا: کسی نے بھی نہیں۔ ہاں میں نے خود سمجھا کہ دنیا ختم ہونے والی چیز ہے اور آپ کا اللہ قدوس کے ہاں جو (ارفع و اعلیٰ) مقام ہے وہ صرف آپ کا ہے۔ پس میں نے چاہا کہ آپ سے اپنے لیے دعا کروالوں۔

میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں بڑی عزت والے لوگوں کے پاس گیا، انہوں نے میرا نکاح کیا، میری تکریم کی، مجھ پر بڑی شفقت کی اور مجھ سے گواہوں کا مطالبہ بھی نہ کیا (یعنی انہوں نے میرا اتنا لحاظ کیا) اور میرا حال یہ ہے کہ میرے پاس مہر ادا کرنے کیلئے کوئی شے نہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ کو فرمایا کہ ربیعہ کے لیے ایک گٹھلی کے برابر سونے کا انتظام کرو۔ انہوں نے سونا جمع کر کے مجھے دیا۔ میں وہ لے کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ ان کے پاس لے جاؤ اور انہیں کہو کہ یہ اِس (منکوحہ) کا حق مہر ہے۔ چنانچہ میں وہ لے کر اُن کے پاس گیا اور وہ سونا انہیں بطورِ حق مہر پیش کیا۔ تو انہوں نے اُسے بڑی خوش دلی سے قبول کرتے ہوئے کہا —— یہ بہت اعلیٰ و کثیر ہے۔ ربیعہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں پھر پریشانی کی حالت میں بارگاہِ نبوی میں حاضر ہوا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ربیعہ! اب کیا غم ہے؟

فَقُلْتُ يَارَسُوْلَ اللهِ مَارَاَيْتُ قَوْمًا اَكْرَمَ مِنْهُمْ رَضُوْا بِمَا اٰتَيْتُهُمْ وَاَحْسَنُوْا وَقَالُوْا كَثِيْرًا طَيِّبًا وَلَيْسَ عِنْدِىْ مَا اُوْلِمُ! الخ

میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! میں نے ان لوگوں سے بڑھ کر شریف لوگ نہیں دیکھے —————— جو (بطورِ حق مہر تھوڑا سا سونا) میں اُن کے پاس لے کر گیا، وہ اس سے بہت راضی ہوئے اور بڑی تعریف کی اور اسے اعلیٰ اور طیب قرار دیا۔ (یعنی وہ اِس نکاح پر انتہائی خوشی و مسرت کا اظہار کر رہے ہیں) اور میرا حال یہ ہے کہ میرے پاس ولیمہ کرنے کے لیے کچھ بھی نہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

کے باوجود بار بار شادی کا فرمارہے ہیں) ـــــــ اب کہ، پوچھیں مجھے تو ضرور ہاں کر دوں گا ـــــــ چنانچہ ایک دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر پوچھا اے ربیعہ! تم شادی کیوں نہیں کر لیتے؟ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میں تیار ہوں آپ جیسے چاہتے ہیں حکم فرمائیں؛

آپ نے مجھے فرمایا: انصار کے فلاں قبیلے کے پاس جاؤ؛

فَقُلْ لَهُمْ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَرْسَلَنِيْ اِلَيْكُمْ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تُزَوِّجُوْنِيْ فُلَانَةَ لِامْرَاَةٍ مِّنْهُمْ فَذَهَبْتُ فَقُلْتُ لَهُمْ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَرْسَلَنِيْ اِلَيْكُمْ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تُزَوِّجُوْنِيْ فُلَانَةَ فَقَالُوْا مَرْحَبًا بِرَسُوْلِ اللّٰهِ وَبِرَسُوْلِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاللّٰهِ لَا يَرْجِعُ رَسُوْلُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَّا بِحَاجَتِهٖ۔

اور انہیں کہو کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہارے پاس بھیجا ہے (آپ تمہیں حکم) فرماتے ہیں کہ اپنی فلاں لڑکی کا میرے ساتھ نکاح کر دو۔

پس میں گیا اور انہیں آپ کا حکم اور پیغام پہنچایا۔ انہوں نے (یہ پیغام سن کر) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اور مجھے مرحبا کہا ـــــــ اور ساتھ یہ بھی کہا: خدا کی قسم، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قاصد نامراد نہیں لوٹایا جا سکتا۔

چنانچہ انہوں نے اپنی لڑکی کا میرے ساتھ نکاح کر دیا، اور میرے ساتھ بڑی شفقت سے پیش آئے اور مجھ سے گواہوں کا سوال بھی نہ کیا۔ میں (وہاں سے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس حاضر ہوا، دراں حالیکہ میں غمگین تھا۔ آپ نے فرمایا: ربیعہ کیا بات ہے؟ (یہ غم کیسا؟)

فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اَتَيْتُ قَوْمًا كِرَامًا فَزَوَّجُوْنِيْ وَاَكْرَمُوْنِيْ وَاَلْطَفُوْنِيْ وَمَا سَاَلُوْنِيْ بَيِّنَةً۔ الخ

حضرت سعد الاسود سہمی رضی اللہ عنہ ۔۔ اور اُن کا نکاح :

رحمتِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن چند جاں نثاروں کے حلقے میں تشریف فرما تھے کہ نہایت بے ڈول جسم اور بھدّے چہرے مہرے کے ایک سیاہ فام شخص ڈرتے جھجکتے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) جیسا کہ آپ دیکھ رہے ہیں میں نہایت بدصورت اور سیاہ فام آدمی ہوں، لوگ مجھ کو دیکھ کر نفرت سے منہ پھیر لیتے ہیں۔ کیا مجھ جیسا کریہہ منظر آدمی بھی جنّت میں داخل ہوسکے گا۔ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر لطف و کرم سے بھرپور نظر ڈالی اور فرمایا، اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے۔ تمہیں تمہاری بدصورتی اور سیاہ رنگت جنّت میں داخل ہونے سے ہرگز نہ روکے گی۔ لیکن شرط یہ ہے کہ اللہ سے ڈرو اور میری رسالت پر ایمان لاؤ۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد سُن کر اُن صاحب کا چہرہ فرطِ مسرت سے چمک اٹھا اور اُن کی زبان پر بے اختیار کلمۂ شہادت جاری ہوگیا، سعادت اندوزِ اسلام ہونے کے بعد انہوں نے بارگاہِ رسالت میں عرض کیا: یارسول اللہ! میرے حقوق کیا ہیں؟ فرمایا: تمہارے وہی حقوق ہیں جو دوسرے مسلمانوں کے ہیں اور تم پر وہی فرائض ہیں جو دوسرے مسلمانوں کے ہیں ———— اور تم ان کے بھائی ہو۔ یہ سیاہ فام، کم رُو صاحب، جن کو اسلام لانے کے صِلے میں خود سیّد المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے جنّت کی بشارت دی، سیّدنا حضرت سعد الاسود رضی اللہ عنہ تھے۔

حضرت سعد الاسود رضی اللہ عنہ نے (ایک دن) بارگاہِ رسالت میں عرض کی :۔ یارسول اللہ میں نکاح کرنا چاہتا ہوں لیکن کوئی شخص میری بدصورتی کے سبب مجھ کو رشتہ دینے پر راضی نہیں ہوتا۔ میں نے بہت سے لوگوں کو پیام دیئے لیکن سب نے

کہ ربیعہ کے لیے ایک مینڈھے کی قیمت کا انتظام کرو۔ چنانچہ انہوں نے فوراً ایک موٹے تازے مینڈھے کا انتظام کر دیا۔

ــــــــ پھر رسولِ رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا: عائشہ (رضی اللہ عنہا) کے پاس جاؤ اور انہیں کہو کہ ان کے پاس جو کچھ جَو ہیں، وہ تیرے حوالے کر دیں ــــــ میں گیا ــــــ اور ــــــ آپ کا پیغام پہنچایا تو ــــــ انہوں نے وہ جَو (یا آٹے کی ٹوکری) میرے حوالے کر دی۔ حالانکہ کاشانۂ نبوی میں اس کے سوا کھانے کو کچھ نہ تھا۔

چنانچہ جب مینڈھا اور جَو آ گئے تو میرے سسرال والوں نے کہا کہ جَو (روٹی وغیرہ) تمہیں ہم تیار کر دیتے ہیں اور مینڈھے کے متعلق تم ہمیں کفایت کرو۔ میں نے چند صحابہ سے مل کر مینڈھے کو ذبح کر لیا، اس کی کھال اتاری اور اسے پکایا تو یوں؛ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (اور صحابہ کرام) کے لیے دعوتِ ولیمہ کی۔



کا رسول جل جلالہٗ و صلی اللہ علیہ وسلم راضی ہیں، میں بھی اس پر راضی ہوں۔ اسی اثناء میں حضرت سعد آگے بڑھ چکے تھے، معلوم نہیں انہوں نے لڑکی کی بات سُنی یا نہیں۔ بہر صورت بارگاہِ رسالت میں حاضر ہو کر سارا واقعہ عرض کر دیا، اُدھر اُن کے جانے کے بعد نیک بخت لڑکی نے اپنے والد سے کہا: اَبَّا! قبل اس کے کہ اللہ آپ کو رُسوا کرے، آپ اپنی نجات کی کوشش کیجیئے۔ آپ نے بڑا غضب کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کی پرواہ نہ کی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فرستادہ کے ساتھ درشت سلوک کیا۔

عمرو بن وہب رضی اللہ عنہ نے لڑکی کی بات سُنی تو اپنے انکار پر سخت پشیمان ہوئے اور ڈرتے ہوئے بارگاہِ نبوی میں حاضر ہوئے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں دیکھ کر فرمایا: تم نے ہی میرے بھیجے ہوئے آدمی کو لوٹایا تھا؟ عمرو بن وہب نے عرض کی، یا رسول اللہ! بے شک میں نے اس آدمی کو لوٹایا تھا۔ لیکن یہ غلطی لاعلمی میں سرزد ہوئی۔ میں اس شخص سے واقف نہ تھا۔ اس لیئے اس کی بات کا اعتبار نہ کیا اور اس کا پیام نامنظور کر دیا۔ خدا کیلیئے مجھے معاف فرما دیجئے، مجھے اپنی لڑکی کی شادی اس شخص سے بسر و چشم منظور ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرو بن وہب رضی اللہ عنہ کا عذر قبول فرمایا اور حضرت سعد الاسود رضی اللہ عنہ سے مخاطب ہو کر فرمایا: سعد میں نے تمہارا عقد بنت عمرو بن وہب سے کر دیا۔ اب تم اپنی بیوی کے پاس جاؤ۔ رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد سُن کر حضرت سعد کو بے حد مسرت ہوئی۔ بارگاہِ نبوی سے اُٹھ کر سیدھے بازار گئے اور ارادہ کیا کہ نو بیاہتا بیوی کے لیئے کچھ تحائف خریدیں، ابھی کوئی چیز نہیں خریدی تھی، کہ اُن کے کانوں میں ایک منادی کی آواز پڑی جو پکار رہا تھا: "اے اللہ کے شہسوار و جہاد کے لیئے سوار ہو جاؤ اور جنت کی بشارت لو۔"

رد کر دیئے ان میں سے کچھ یہاں موجود ہیں اور کچھ غیر حاضر ہیں۔

رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم جانتے تھے کہ اس سیاہ فام شخص کو اللہ تعالیٰ نے نورانی جبلت عطا کی ہے اور جوشِ ایمان اور اخلاص فی الدین کے اعتبار سے اس کا مرتبہ بہت بلند ہے۔

حضور سراپا رحمت تھے، بیکسوں اور حاجت مندوں کے ملجا و ماویٰ تھے۔ اپنے ایک جاں نثار کی بیکسیانہ درخواست سُن کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ رحیمی نے گوارا نہ کیا کہ لوگ اس کو محض اِس وجہ سے ٹھکرائیں کہ وہ ظاہری حُسن و جمال سے محروم ہے۔ آپ نے فرمایا: "سعد! گھبراؤ نہیں، مَیں خود تمہاری شادی کا بندوبست کرتا ہوں، تم اسی وقت عمرو بن وہب ثقفی کے گھر جاؤ اور اسلام کے بعد اُن سے کہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کی بیٹی کا رشتہ میرے ساتھ کر دیا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد سُن کر حضرت سعد الاسود رضی اللہ عنہ شاداں و فرحاں حضرت عمرو بن وہب کے گھر کی طرف چل دیئے۔

حضرت عمرو بن وہب ثقفی نئے نئے مسلمان ہوئے تھے اور ابھی اُن کے مزاج میں زمانۂ جاہلیت کی درشتی موجود تھی۔ حضرت سعد نے ان کے گھر پہنچ کر انہیں سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان سے آگاہ کیا تو اُن کو بڑی حیرت ہوئی کہ میری ماہ پیکر، ذہین و فطین لڑکی کی شادی ایسے کریہہ منظر شخص سے کیسے ہو سکتی ہے۔ لہٰذا انہوں نے سوچے سمجھے بغیر حضرت سعد کا پیغام رَد کر دیا اور سختی کے ساتھ انہیں واپس جانے کے لیے کہا، سعادت مند لڑکی نے حضرت سعد اور اپنے باپ کی گفتگو سُن لی تھی۔

جونہی حضرت سعد واپس جانے کیلئے مُڑے وہ لپک کر دروازے پر آئی اور آواز دی: "اللہ کے بندے واپس آؤ، اگر واقعی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہیں بھیجا ہے تو میں بخوشی تمہارے ساتھ شادی کیلئے تیار ہوں۔ جس بات سے اللہ اور اس

حضرت جُلیبیب رضی اللہ عنہ کی شادی

حضرت جُلیبیب رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ کے رہنے والے تھے اور انصار سے تعلق رکھتے تھے۔ اگرچہ پست قد اور کم رُو تھے لیکن پاک باطنی، نیک طینتی، شجاعت، اخلاص فی الدین اور حُبِّ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لحاظ سے اپنی مثال آپ تھے۔ اسی لیے رحمتِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت محبوب تھے۔

ایک دفعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک انصاری سے فرمایا: کہ، "اپنی بیوہ بیٹی کا نکاح مجھے کرنے دو۔" انہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ! یہ تو آپ کا کرم اور انعام ہوگا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، میں خود اِس سے نکاح کا ارادہ نہیں رکھتا۔ انصاری صحابی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! پھر آپ کس کے ساتھ میری بیٹی کا رشتہ کرنا چاہتے ہیں؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جُلیبیب کے ساتھ۔ انصاری نے عرض کیا: یارسول اللہ! میں اپنی بیوی کے ساتھ مشورہ کرلوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں اس میں کوئی حرج نہیں۔

انصاری نے اپنی اہلیہ سے اِس بارے میں مشورہ کیا تو وہ کچھ تو حضرت جُلیبیب کی کم روئی کی وجہ سے اور کچھ اُن کی مزاحیہ طبیعت کی وجہ سے رِشتہ دینے میں متذبذب ہوئیں۔

لڑکی نہایت زیرک اور مخلص مومنہ تھی، اس کو یہ بات معلوم ہوئی تو اس نے والدین کو اللہ کا یہ حکم یاد دلایا کہ "جب اللہ اور رسول (جلّ جلالہ وصلی اللہ علیہ وسلم) کسی بات کا فیصلہ کردیں تو کسی مسلمان کو اِس میں چون وچرا کی گنجائش نہیں۔" پھر کہا: آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کو رَد کرنا چاہتے ہیں؟ ایسا ہرگز نہیں ہوگا۔ آپ مجھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے کردیں، وہ مجھے کبھی ضائع نہ ہونے دیں گے۔ میری مرضی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مرضی کے تابع ہے اور مجھے آپ کا ارشاد بسر وچشم منظور ہے۔

سَعد نوجوان تھے، نئی نئی شادی ہوئی تھی، دِل میں ہزار امنگیں اور ارمان تھے۔ بار بار مایوس ہونے کے بعد شادی کا مُژدہ فردوس گوش ہوا تھا لیکن منادی کی آواز سُن کر تمام جذبات پر جوشِ ایمانی غالب آگیا اور نو عروس کیلئے تحائف خریدنے کا خیال دِل سے یکسر کافور ہو گیا۔ جو رقم اس مقصد کیلئے ساتھ لائے تھے اس سے گھوڑا، تلوار اور نیزہ خریدا اور سَر پر عمامہ باندھ کر سَرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی قیادت میں غزوہ پر جانے والے مجاہدین میں جا شامل ہوئے۔ اِس سے پہلے نہ اُن کے پاس گھوڑا تھا، نہ نیزہ و تلوار اور نہ انہوں نے کبھی عمامہ اِس طرح باندھا تھا ——— اس لیئے کسی کو معلوم نہ ہوا کہ یہ سعد الاسود ہیں۔ میدانِ جہاد میں پہنچ کر حضرت سعد ایسے جوش و شجاعت کے ساتھ لڑے کہ بڑے بڑے بہادروں کو پیچھے چھوڑ دیا۔ ایک موقع پر اُنکا گھوڑا اَڑ گیا تو اس کی پُشت پر سے کود پڑے اور آستینیں چڑھاکر پیادہ پا ہی لڑنا شروع کر دیا۔ اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کے ہاتھوں کی سیاہی دیکھ کر شناخت کر لیا اور آواز دی "سَعد" ! لیکن، سعد اُس وقت دنیا و مافیہا سے بے خبر اس جوش و وارفتگی کے ساتھ لڑ رہے تھے کہ اپنے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز کی بھی خبر نہ ہوئی۔ اس طرح دادِ شجاعت دیتے ہوئے جُرعۂ شہادت نوش کیا۔ اور عروسِ نو کے بجائے حورانِ جنّت کی آغوش میں پہنچ گئے۔

رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت سعد الاسود رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر ہوئی تو آپ اُن کی لاش کے پاس تشریف لائے، ان کا سَر گود میں رکھ کر دعائے مغفرت کی اور پھر فرمایا: میں نے سعد کا عقد عمرو بن وہب کی لڑکی سے کر دیا تھا، اس لیے اس کے متروکہ سامان کی مالک وہی لڑکی ہے۔ سعد کے ہتھیار اور گھوڑا اُسی کے پاس پہنچا دو اور اس کے ماں باپ سے جاکر کہدو، اب خدا نے تمہاری لڑکی سے بہتر لڑکی سَعد کو عطا کر دی ہے اور اس کی جنّت میں شادی ہو گئی ہے۔ (رحمتِ دارین صلی اللہ علیہ وسلم کے سو شیدائی صفحہ ۲۱۴ تا ۲۱۸)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد سن کر آپ کے محبوب خاص حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ نے حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا سے نکاح کر لیا۔ سنہ بعثت میں حضرت ام ایمن کے بطن سے حضرت اسامہ بن زید پیدا ہوئے۔ اپنے جلیل القدر والد کی طرح انہیں بھی حِبّ النبی صلی اللہ علیہ وسلم (نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا محبوب) بننے کا شرف حاصل ہوا۔

ام ایمن رضی اللہ عنہا کی، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کتنی قدر فرماتے تھے، اس کا اندازہ ابن عساکر اور ابن کثیر کی اس روایت سے لگائیے: کہ

ایک مرتبہ حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا نے دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم، پانی نوش فرما رہے ہیں ——— حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا نے کہا: یا رسول اللہ! مجھے بھی پانی پلائیے گا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا جو پاس ہی بیٹھی تھیں، نے کہا، اے ام ایمن! کیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پانی پلانے کو کہہ رہی ہے۔ وہ کہنے لگیں؛ ہاں! میں نے جو آپ کی خدمت کی ہے وہ اس سے کہیں زیادہ ہے۔ (یہ انہوں نے بطور تحدیث نعمت کہا) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ صحیح کہتی ہیں۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم خود پانی لائے اور ام ایمن کو پلایا۔

ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے کسی صحابی کو کسی کو اس طرح عار دلاتے ہوئے سنا: یَا ابْنَ السَّوْدَاءِ ——— اے کالی ماں کے بیٹے!

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انتہائی جوش و جلال سے فرمایا:

لَقَدْ طَفَحَ الْكَيْلُ، لَقَدْ طَفَحَ الْكَيْلُ، لَقَدْ طَفَحَ الْكَيْلُ، لَيْسَ لِابْنِ الْبَيْضَاءِ عَلَى ابْنِ السَّوْدَاءِ فَضْلٌ اِلَّا بِالتَّقْوٰى، فَمُحَمَّدٌ ﷺ اِبْنُ الْبَيْضَاءِ حَضَنَتْهُ السَّوْدَاءُ فَكَانَ اِبْنًا لَهُمَا مَعًا ——— (خاتم النبیین)

بے شک پیمانہ چھلک اٹھا، بے شک پیمانہ چھلک اٹھا، بے شک پیمانہ چھلک اٹھا۔ کسی سفید رنگ والی ماں کے بیٹے کو کسی کالے رنگ والی ماں کے بیٹے

لڑکی کے والد نے بارگاہِ رسالت میں حاضر ہو کر سارا واقعہ عرض کیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم لڑکی کی سعادت مندی پر بہت مسرور ہوئے اور اس کے حق میں یہ دعا مانگی۔

"الٰہی اِس لڑکی پر خیر کی بوچھار کر دے اور اس کی زندگی کو گدلا اور مکدر نہ کر!"

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جلیبیب رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ فلاں لڑکی سے تمہارا نکاح کرتا ہوں۔ انہوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان، آپ مجھے کھوٹا پائیں گے۔ (یعنی میرے پاس مال و جمال نہیں) —— حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں تم خدا کے نزدیک کھوٹے نہیں ہو۔

اِس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جلیبیب رضی اللہ عنہ کا نکاح اس لڑکی سے کر دیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کا یہ اثر ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اِن دونوں کی گھریلو زندگی کو جنت بنا دیا اور وہ نہایت آسودہ حال ہو گئے۔

حضرت اُمِّ ایمن رضی اللہ عنہا کی دلجوئی

حضرت اُمِّ ایمن رضی اللہ عنہا کا اصل نام بَرَکہ تھا۔ اصلاً حبشیہ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے والدِ گرامی حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی کنیز تھیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو باپ سے ورثے میں ملیں۔ بچپن میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نگہداشت یہی کیا کرتی تھیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ازراہِ محبت اور شفقت انہیں "اُمّی بَعْدَ اُمّی" (میری ماں کے بعد میری ماں) فرمایا کرتے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں آزاد کر کے اُن کا نکاح اپنے آزاد کردہ غلام حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ سے کر دیا۔

بلکہ اس سے پہلے صحابہ کے مجمع میں ارشاد فرمایا: "اگر کوئی شخص جنت کی عورت سے عقد کرنا چاہے تو وہ اُمِّ ایمن سے نکاح کر لے۔

ہوئے یہاں تک ارشاد فرمایا :

مَعَکُمُ الْمَحْیَا وَمَعَکُمُ الْمَمَاتُ ۔ میری زندگی اور وفات تمہارے ساتھ ہے ——————— (حلیۃ الاولیاء، ص ۲۴۵)

○ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے، اس حال میں کہ ہم چند غریب مسکین لوگ مل کر بیٹھے ہوئے تھے اور ہمارا ایک ساتھی ہمارے سامنے تلاوتِ قرآن مجید کر رہا تھا اور دعا مانگ رہا تھا۔ (ہم غربت کے سبب) نامکمل لباس کی وجہ سے ایک دوسرے کے پیچھے چھپ رہے تھے کہ کہیں بے پردگی نہ ہو جائے۔

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهٖ فَادَارَهَا شِبْهَ الْحَلْقَةِ فَاسْتَدَارَتْ لَهُ الْحَلْقَةُ فَقَالَ بِمَا كُنْتُمْ تَرَاجَعُوْنَ؟ قَالُوْا هٰذَا رَجُلٌ يَقْرَأُ عَلَيْنَا الْقُرْاٰنَ وَيَدْعُوْلَنَا قَالَ تَعُوْدُوْا لِمَا كُنْتُمْ فِيْهِ ثُمَّ قَالَ: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ جَعَلَ فِيْ اُمَّتِيْ مَنْ اُمِرْتُ اَنْ اَصْبِرَ نَفْسِيْ مَعَهُمْ۔

(حُلیۃ الاولیاء ص ۳۴۲)

حضور سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے دستِ مبارک سے اشارہ فرمایا کہ حلقے کی شکل میں بیٹھ جاؤ، ہم بیٹھ گئے تو دریافت فرمایا کہ تم کیا کر رہے تھے؟ ہم نے عرض کیا کہ یہ شخص (ہمارا ساتھی) ہمیں قرآنِ پاک سنا رہا تھا اور دعا کر رہا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو تم کر رہے تھے وہی کرو اور پھر (ان کے ساتھ بیٹھتے ہوئے) فرمایا: کہ سب تعریفیں اللہ قدوس کیلئے، کہ جس نے میری امت میں ایسے لوگ پیدا فرمائے کہ مجھے ان کی مجلس اختیار کرنے کا حکم فرمایا :۔

○ سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں : وَقَفَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى اَصْحَابِ

پر کوئی برتری نہیں سوائے تقویٰ کے (سُن لو) محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سفید رنگ والی ماں کا فرزند ہے اور اِس کی پرورش کرنے والی (اُمِّ ایمن) کالے رنگ والی ہے۔
پس (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) بیک وقت اِن دونوں ماؤں کا بیٹا ہے۔

دہلیز پہ سرکار کی جو لوگ پڑے ہیں
وہ خود بھی بھلے، اُن کے مقدر بھی بھلے ہیں
اُس دِل کے مقدر میں نہیں کوئی بھی ظلمت
جس دِل میں دیئے آپ کی یادوں کے جلے ہیں

اصحابِ صفّہ کی دلجوئی

اصحابِ صفّہ پر شفقت و محبّت اور اُن کی دلداری سے متعلق گزشتہ صفحات میں مختلف ابواب کے تحت متعدد روایات و واقعات آپ پڑھ چکے ہیں۔ مزید آں یہ کہ اصحابِ صفّہ گو دُنیاوی مال و دولت کے اعتبار سے فقر و فاقہ والی درویشانہ زندگی گزارتے تھے مگر اُن کے باطن نورِ نسبتِ حق سے پُر نور اور جذباتِ ایمانی سے معمور و مسرور تھے۔ ذکر و فکر، طلبِ آخرت، عبادت و ریاضت کے علاوہ کِسی شے میں اِنہیں راحت و سکون نہ ملتا تھا۔

ہادیٔ برحق، سیّدِ دو عالم، رحمتِ دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم بھی اُن سے قلبی تعلق رکھتے اور خصوصی برکتوں، قُربتوں اور رحمتوں سے انہیں نوازتے۔ صرف یہی نہیں تھا کہ ان کے کھانے پینے کا کِسی طرح بندوبست کر دیا اور بس! بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے حلقے میں تشریف فرما ہوتے اور برملا فرماتے کہ مجھے تمہارے ساتھ بیٹھنے کا حکم دیا گیا ہے ——— بلکہ ان کی دلداری کرتے

کھجوروں کا تبرّک عطا ہُوا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اپنا واقعہ خود بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ ایک دن بھوک نے ستایا تو گھر سے مسجدِ نبوی کی طرف نکل کھڑا ہوا۔ راستے میں چند اور صحابہ سے ملاقات ہوئی تو وہ تعجب سے پُوچھنے لگے، اے ابوہریرہ! اس وقت کہاں؟ (غالباً وہ وقت عام لوگوں کے سونے کا ہوگا) مَیں نے دِل کی بات بتاتے ہوئے کہا کہ مجھے اِس وقت گھر سے نکلنے پر بھُوک نے مجبور کیا ہے۔ وہ کہنے لگے: قسم بخدا ہمارا بھی یہی معاملہ ہے؛ ہمیں بھی بھوک ہی نے اس وقت گھروں سے نکالا ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ہم سب مل کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم کی بارگاہِ بےکس پناہ میں حاضر ہوئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلّم نے پوچھا: ارے اِس وقت تم سب کیسے؟

ہم نے صاف عرض کیا: یارسول اللہ! اس وقت بھوک ہمیں آپ کے پاس لائی ہے نبیِّ رحمت صلی اللہ علیہ وسلّم کے نورانی چہرے پر اِن فقیروں کے بے وقت آدھمکنے اور آرام میں مخل ہونے کے کوئی ناگوار اثرات ظاہر نہیں ہوئے بلکہ فوراً کھجوروں کا ایک طبق منگایا اور ہر آدمی کو دو دو کھجوریں عطا فرماتے ہوئے فرمایا: یہ کھالو اور اوپر سے پانی پی لو، یہ آج کے دن تمہارے لیے کافی ہو رہیں گی۔ حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں کہ مَیں نے ایک کھجور کھالی اور دوسری کو بچا کے گود میں رکھ لیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلّم نے پوچھا، ابوہریرہ! تم نے یہ کھجور کیوں بچا رکھی ہے؟ مَیں نے عرض کیا: اپنی اُمّی کے لیے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا: یہ تم کھاؤ، تمہاری ماں کے لیے ہم مزید دو کھجوریں دے دیں گے۔ چنانچہ میں نے وہ کھجور نوش کرلی اور میری والدہ کے لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلّم نے مزید دو کھجوریں عنایت فرمادیں۔

(طبقاتِ ابن سعد ص ۳۲۹ ج ۴، غریبوں کا والی ص ۲۵۱)

الصُّفَّةِ فَرَاٰی فَقْرَهُمْ وَجُهْدَهُمْ وَطِيْبَ قُلُوْبِهِمْ فَقَالَ اَبْشِرُوْا يَا اَصْحَابَ الصُّفَّةِ فَمَنْ بَقِيَ مِنْ اُمَّتِيْ عَلَى النَّعْتِ الَّذِيْ اَنْتُمْ عَلَيْهِ رَاضِيًا بِمَا فِيْهِ فَاِنَّهُمْ مِنْ رُفَقَائِيْ فِي الْجَنَّةِ۔

ایک دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اصحابِ صفہ کے پاس کھڑے ہو کر اُن کے فقر و فاقہ، ان کی مشکلات اور اُن کے دلوں کی پاکیزگی کا ملاحظہ کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے اصحابِ صفہ تمہیں بشارت ہو، میری امت میں سے جو شخص بھی تمہاری صفت پر راضی ہو گا وہ جنّت میں میرے رفیقوں میں سے ہو گا۔ (کشف المحجوب)

○ ایک مرتبہ مالِ غنیمت میں کثیر غلام و کنیزیں آئیں تو شیرِ خدا رضی اللہ عنہ نے سیدۂ خاتونِ جنّت سے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو غلام اور باندیاں عنایت فرما رہے ہیں، تم بھی ایک خادم کا سوال کرو ———— سیدہ نے درخواست پیش کی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایسا نہیں ہو سکتا۔

اُعْطِيْكِ وَاَدَعُ اَهْلَ الصُّفَّةِ تَطْوِيْ بُطُوْنُهُمْ مِنَ الْجُوْعِ[1] کہ میں آپ کو دوں اور اہلِ صفہ کو چھوڑ دوں حالانکہ ان کے پیٹ بھوک سے اکٹھے ہوئے جا رہے ہیں۔

شاعرِ اسلام حفیظ جالندھری رحمۃ اللہ علیہ یوں منظر کشی فرماتے ہیں[2]

؎ بلند اُن کی نگاہ میں فقر تھا، اُن کے شمائل میں
رسول اللہ اکثر بیٹھتے تھے، اُن کی محفل میں
روا رکھا نہ جاتا تھا کوئی بھی امتیاز اُن سے
یہ بندے خاص تھے، مسرور تھا بندہ نواز اُن سے
جب اُن کی صف میں شامل آپ خود بھی کملی والا ہو
جہاں میں رتبۂ اصحابِ صُفّہ کیوں نہ بالا ہو!

---

[1] المواہب اللدنیہ [2] شاہنامۂ اسلام

ساتھ نرمی سے پیش آؤ۔)

○ اَرَاَیْتَ الَّذِیْ یُکَذِّبُ بِالدِّیْنِ ○ فَذٰلِكَ الَّذِیْ یَدُعُّ الْیَتِیْمَ ○ وَلَا یَحُضُّ عَلٰی طَعَامِ الْمِسْكِیْنِ ○ (الماعون۔ ۱تا۴)

بھلا دیکھو تو جو دین کو جھٹلاتا ہے، پھر وہ وہ ہے جو یتیم کو دھکے دیتا ہے اور مسکین کو کھانا دینے کی رغبت نہیں دیتا۔

فرمانِ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ خَیْرُ بَیْتٍ فِی الْمُسْلِمِیْنَ بَیْتٌ فِیْهِ یَتِیْمٌ یُحْسَنُ اِلَیْهِ وَشَرُّ بَیْتٍ فِی الْمُسْلِمِیْنَ بَیْتٌ فِیْهِ یَتِیْمٌ یُسَاءُ اِلَیْهِ۔

مسلمانوں میں بہترین گھر وہ ہے جس میں کوئی یتیم (زیرِ کفالت) ہو، جس کیساتھ اچھا سلوک کیا جاتا ہو اور مسلمانوں کا بدترین گھرانہ وہ ہے جس میں کوئی یتیم (زیرِ کفالت) ہو مگر اس کے ساتھ بُرا سلوک کیا جاتا ہو۔

عَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ مَسَحَ رَأْسَ یَتِیْمٍ لَمْ یَمْسَحْهُ اِلَّا لِلّٰهِ كَانَ لَهٗ بِكُلِّ شَعْرَةٍ یَمُرُّ عَلَیْهَا یَدُهٗ حَسَنَاتٌ وَمَنْ اَحْسَنَ اِلٰی یَتِیْمَةٍ اَوْ یَتِیْمٍ عِنْدَهٗ كُنْتُ اَنَا وَهُوَ فِی الْجَنَّةِ كَهَاتَیْنِ وَقَرَنَ بَیْنَ اِصْبَعَیْهِ۔ مشکوٰۃ ص ۴۲۳

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جو شخص حق تعالیٰ کی رضا جوئی کیلئے کسی یتیم کے سر پر ہاتھ رکھتا ہے تو جتنے بال اس کے ہاتھ کے نیچے آتے ہیں ان کے برابر اُسے نیکیاں عطا کی جاتی ہیں۔

اور جس نے کسی یتیم کے ساتھ نیکی کی وہ یتیم خواہ اس کے خاندان کا ہو یا کسی

یتیموں پر شفقت

بعثت نبوی سے پہلے یتیموں کا طبقہ انتہائی مظلوم تھا۔ جو لوگ یتیموں کے سرپرست یا ولی بنتے وہ ان کا مال کھا جاتے۔ اپنے ناقص مال کو یتیم بچوں کے ستھرے مال سے تبدیل کر لیتے۔ یتیموں کے مال کے نظم و نگہبانی کے معاوضے میں بہت زیادہ مال رکھ لیتے اور انہیں اپنے دیگر بچوں کی طرح نگاہ محبت سے نہ دیکھتے۔ یتیم بچیوں سے اگر نکاح کرتے تو ان کے حقوق پامال کرتے، یتیموں کو نہ خود کھلاتے نہ اوروں کو اس کی ترغیب دلاتے ——— اور ان کے ساتھ ترحم و تکریم سے پیش آنے کی بجائے ان کی توہین کرتے ——— اسلام نے ان حق تلفیوں و زیادتیوں کی مذمت کی ہے اور اس بدسلوکی کی ممانعت کی ہے۔

اللہ قدوس ارشاد فرماتا ہے:

○ وَاٰتُوا الْيَتٰمٰٓى اَمْوَالَهُمْ وَلَا تَتَبَدَّلُوا الْخَبِيْثَ بِالطَّيِّبِ وَلَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَهُمْ اِلٰٓى اَمْوَالِكُمْ ؕ اِنَّهٗ كَانَ حُوْبًا كَبِيْرًا ○ (النساء-۲)

اور یتیموں کو ان کا مال دو اور (اُن کے ستھرے (مال) سے (اپنا) گندا (مال) نہ بدلو اور اُن کے مال کو اپنے مالوں میں ملا کر نہ کھاؤ بے شک یہ بہت بڑا گناہ ہے۔

○ اِنَّ الَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ الْيَتٰمٰى ظُلْمًا اِنَّمَا يَاْكُلُوْنَ فِىْ بُطُوْنِهِمْ نَارًا ؕ وَسَيَصْلَوْنَ سَعِيْرًا ○ (النساء-۱۰)

بے شک وہ جو یتیموں کا مال ناحق کھاتے ہیں وہ تو اپنے پیٹ میں نری آگ بھرتے ہیں اور کوئی دم جاتا ہے کہ بھڑکتے دھڑے میں جائیں گے۔

○ فَاَمَّا الْيَتِيْمَ فَلَا تَقْهَرْ ○ (والضحیٰ) یتیم پر دباؤ نہ ڈالو (یعنی اُس کے

حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا، بے شک اللہ تعالیٰ کے ہاں سب گھروں سے زیادہ پسندیدہ گھر وہ ہے جس میں کوئی یتیم ہو جس کی عزّت کی جاتی ہو۔

○ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَالِكٍ الْقُشَيْرِيِّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ ضَمَّ يَتِيْمًا بَيْنَ اَبَوَيْنِ مُسْلِمَيْنِ اِلٰى طَعَامِهٖ وَشَرَابِهٖ حَتّٰى يُغْنِيَهُ اللّٰهُ وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ۔

(مجمع الزوائد صہ ۲۰۷/۸)

حضرت عمرو بن مالک قشیری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کو فرماتے ہوئے سُنا کہ جس نے کسی یتیم کو مسلمان ماں باپ کے درمیان اپنے کھانے اور پینے میں اپنے ساتھ ملا لیا، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اُسے خود کفیل کر دے اُس کیلئے جنّت لازم ہو جائے گی۔

○ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَا اَوَّلُ مَنْ يَفْتَحُ بَابَ الْجَنَّةِ اِلَّا اَنَّهٗ تَاْتِيْ اِمْرَاَةٌ تُبَادِرُنِیْ فَاَقُوْلُ لَهَا مَالَكِ؟ وَمَنْ اَنْتِ؟ فَتَقُوْلُ اَنَا امْرَاَةٌ قَعَدْتُّ عَلٰى اَيْتَامٍ لِّيْ۔

(مجمع الزوائد صہ ۲۰۸/۸)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا: میں سب سے پہلے جنّت کا دروازہ کھولوں گا مگر یہ کہ ایک عورت میرے ساتھ آگے بڑھنے میں سبقت لے جا رہی ہوگی۔ میں اُس سے دریافت کروں گا کہ تیرا کیا ماجرا ہے اور تو کون ہے؟ وہ عرض کرے گی: یارسول اللہ! میں وہ عورت ہوں جو یتیم بچوں (کی کفالت) کیلئے بیٹھی رہی۔

○ عَنْ بَشِيْرِ بْنِ عَقْرَبَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ لَقِيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

دوسرے خاندان کا، تو میں اور وہ (یتیم سے نیکی کرنے والا) اِن دو انگلیوں کیطرح جنت میں ہوں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انگشتِ شہادت اور درمیانی انگلی کو ملا کر دکھایا۔

○ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَجُلًا شَکَا اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَسْوَةَ قَلْبِهٖ فَقَالَ امْسَحْ رَاْسَ الْیَتِیْمِ وَاَطْعِمِ الْمِسْکِیْنَ

(مجمع الزوائد ص ۸/۲۰۶)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اپنے دِل کی سختی کی شکایت کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یتیم کے سر پہ ہاتھ رکھ اور مسکین کو کھانا کھلا (کہ اس طرح دل میں نرمی پیدا ہوتی ہے)

○ عَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ اَتَی النَّبِیَّ رَجُلٌ یَشْکُوْ قَسْوَةَ قَلْبِهٖ قَالَ اَتُحِبُّ اَنْ یَلِیْنَ قَلْبُکَ وَتُدْرِکَ حَاجَتَکَ؟ اِرْحَمِ الْیَتِیْمَ وَامْسَحْ رَاْسَهٗ وَاَطْعِمْهُ مِنْ طَعَامِکَ یَلِنْ قَلْبُکَ وَتُدْرِکْ حَاجَتَکَ

(مجمع الزوائد ص ۸/۲۰۶)

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا۔ وہ اپنے دل کی سختی کی شکایت کر رہا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تو چاہتا ہے کہ تیرا دِل نرم ہو جائے اور تیری حاجت پوری ہو جائے؟ (تو) یتیم پر رحم کر ، اُس کے سر پہ ہاتھ رکھ اور اُسے اپنے کھانے میں شامل کر (اس طرح) تیرا دل نرم ہو گا اور تو بامراد ہو گا۔

○ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَحَبَّ الْبُیُوْتِ اِلَی اللّٰهِ بَیْتٌ فِیْهِ یَتِیْمٌ مُکْرَمٌ۔ (المعجم الکبیر للطبرانی ص ۱۲/۱۹۶)

گفتگو کی۔ ہمارے گھر جاؤ، وہاں سے کھانے کیلئے جو کچھ ملے ہمارے پاس لے آؤ، چنانچہ وہ لڑکا کاشانۂ نبوی سے اکیس عدد خشک کھجوریں لے آیا اور لاکر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتھیلی مبارک پر رکھ دیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کھجوروں پر دَم فرمایا اور برکت کی دُعا کی۔ پھر فرمایا: بیٹا یہ سات تیرے لیے، سات تیری ماں کیلئے اور سات تیری بہن کے لیے ——— صبح و شام ایک ایک کھجور کھالیا کرو۔

پس جب وہ لڑکا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ سے واپس لوٹا تو حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ اُس کی طرف (جلدی سے) اٹھے اور اس کے سر پر دستِ شفقت پھیرتے ہوئے دُعا دی کہ اللہ کریم تمہارے حالات بہتر فرمائے اور تجھے اپنے باپ کا (اچھا) جانشین بنائے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے معاذ! یتیم بچے کے ساتھ تیرا حسنِ سلوک میں نے دیکھا ہے ——— حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یا رسول اللہ میں نے یتیم بچے پر رحمت کے جذبے سے ایسا کیا ہے ——— اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اُس ذات کی قسم، جس کے قبضۂ قدرت میں محمد کی جان ہے ——— جو مسلمان کسی یتیم بچے کے ساتھ پیار کرتا ہے، اللہ قدوس اُس یتیم کے ہر بال کے بدلے اس کا درجہ بلند کرتا ہے، ہر بال کے عوض اسے ایک نیکی عطا کرتا ہے اور ہر بال کے عوض اس کی ایک خطا معاف فرماتا ہے۔

● نبیِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے اس ذاتِ اقدس کی قسم جس نے مجھے نبی بنا کر مبعوث کیا ہے، روزِ قیامت اس شخص کو وہ قطعاً عذاب نہیں دے گا۔ جس نے یتیم پر رحم کیا اور اس سے نرم نرم باتیں کیں، اس کی غریبی اور یتیمی کو محسوس کیا۔

(زینت المحافل ترجمہ نزہت المجالس ص ۵۵۹)

عَلَيْهِ وَسَلَّم فَقُلْتُ مَا فَعَلَ اَبِیْ؟...... الخ

حضرت بشیر بن عقربہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جنگِ اُحد کے دن، میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملا (جبکہ آپ اُحد سے واپس تشریف لا رہے تھے) میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! میرے باپ کا کیا بنا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ جامِ شہادت نوش کر گئے ہیں، اللہ کریم اُن پر رحمت فرمائے؛

(یہ سُن کر) میں رونے لگا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے پکڑا، میرے سر پر دستِ شفقت پھیرا اور مجھے اپنے ساتھ سوار کر لیا اور فرمایا: (اے بشیر) کیا تو اس بات پر راضی نہیں کہ میں تیرا باپ اور سیدہ عائشہ تیری ماں ہوں۔

جو یتیم بچے سے پیار کرتا ہے:

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِیْ اَوْفٰی رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ بَيْنَا نَحْنُ قُعُوْدٌ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم اَتَاهُ غُلَامٌ فَقَالَ بِاَبِیْ اَنْتَ وَاُمِّیْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ غُلَامٌ يَتِيْمٌ وَاُخْتٌ لَهٗ يَتِيْمَةٌ وَاُمٌّ لَهٗ اَرْمِلَةٌ اَطْعِمْنَا اَطْعَمَكَ اللّٰهُ مِمَّا عِنْدَكَ حَتّٰى تَرْضٰى فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم مَا اَحْسَنَ مَا قُلْتَ يَا غُلَامُ...... الخ

حضرت عبد اللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ایک مرتبہ ہم لوگ حضور رحمتِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بیٹھے تھے کہ ایک لڑکا آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا، یارسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان، میں ایک یتیم لڑکا ہوں، میری ایک یتیم بہن اور بیوہ ماں ہے۔ (ہم کئی دن سے بھوکے ہیں لہٰذا) ہمیں اپنے ہاں سے کھلایئے، اللہ آپ کو کھلائے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (اُس کے حُسنِ تکلم پر خوش ہوتے ہوئے) فرمایا: اے لڑکے تو نے بڑی اچھی

کاشت کرو گے ویسا ہی کاٹو گے ــــــــ (تنبیہ الغافلین)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تربیت اور یتیم پروری

ذیقعدہ ۷ھ میں رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم عمرہ کے لیئے مکہ معظمہ تشریف لے گئے صلح نامہ حدیبیہ کی شرط کے مطابق تین دن کے قیام کے بعد آپ مکہ سے چلنے لگے تو حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی کمسن یتیم بچی اُمامہ رضی اللہ عنہا "یا عم یا عم" کہتی ہوئی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دوڑیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کو گود میں اٹھا لیا اور اپنے ساتھ لے جا کر حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کے سپرد کر دیا کہ یہ تمہاری بنتِ عم ہے، میں اس کو اٹھا لایا ہوں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بھائی حضرت جعفر رضی اللہ عنہ، اور حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ نے حضرت امامہ رضی اللہ عنہا کو اپنی آغوشِ تربیت میں لینے کیلیئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں الگ الگ دعوے پیش کیے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ اُمامہ میرے چچا کی لڑکی ہے اس لیئے میں حقدار ہوں۔ حضرت جعفر رضی اللہ عنہ یہ کہہ کر اپنا استحقاق ظاہر کرتے تھے کہ وہ میری بنتِ عم ہے اور میری زوجہ اسماء بنتِ عمیس رضی اللہ عنہا کی بھانجی ہے۔ حضرت زید رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ وہ میرے (دینی) بھائی کی لڑکی ہے۔

اللہ اللہ یہ ناز و محبت کی لڑائی ایک کمسن یتیم بچی کو پالنے کے حق پر ہو رہی تھی حالانکہ اسلام سے پہلے یہی بے قصور بچیاں زندہ زمین میں گاڑ دی جاتی تھیں۔ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس منازعت کا فیصلہ حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کے حق میں صادر فرمایا کیونکہ اُن کی زوجہ اسماء بنتِ عمیس رضی اللہ عنہا، حضرت امامہ رضی اللہ عنہا کی حقیقی خالہ تھیں اور خالہ بمنزلہ ماں کے ہوتی ہے۔

(خیر البشر صلی اللہ علیہ وسلم کے چالیس جاں نثار)

وہ دیکھو نور برساتا، عرب کا تاجدار آیا
ملی راحت غلاموں کو یتیموں کو قرار آیا

جو یتیم کو خوش کرے گا

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کہ جب کوئی یتیم کو مارتا ہے تو اس کے رونے سے رحمٰن کا عرش ہلنے لگتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میرے فرشتو اس بچے کو کس نے رُلایا ہے؟ جس کے باپ کو میں نے تہہِ زمین میں چھپا دیا ہے۔

(خود جانتے ہوئے بھی جب یہ سوال ہوتا ہے اور) فرشتے عرض کرتے ہیں، یا اللہ! ہمیں کچھ علم نہیں، تو اللہ قدوس فرماتا ہے میں تمہیں گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ میری رضا کیلئے اس یتیم بچے کو جو شخص (چپ کرائے گا اور) خوش کرے گا، میں قیامت کے دن اپنی طرف سے (اُسے) خوش کروں گا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم یتیموں کے سَر پر شفقت سے ہاتھ پھیرتے اور پیار کرتے اور خود حضرت عُمر رضی اللہ عنہ کا بھی یہی معمول تھا۔ (تنبیہ الغافلین)

عرشِ الٰہی کے سائے میں

ابو عمران جونی رحمۃ اللہ، ابو خلیل علیہ الرحمۃ سے نقل کرتے ہیں کہ میں نے حضرت داؤد علیہ السلام کے سوالات میں جو انہوں نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش کئے یہ بھی پڑھا ہے کہ آپ نے پوچھا: یا اللہ! اس شخص کی جزا کیا ہے؟ جو کسی یتیم بچے اور بیوہ عورت کا محض تیری رضا کیلئے سہارا بنتا ہے؛ فرمایا اس کی جزا یہ ہے کہ میں اسے اپنے سایۂ (رحمت) میں اس وقت پناہ دوں گا، جب کہ میرے عرش کے سایہ کے سوا کوئی سایہ نہ ہوگا۔

○ حضرت عبدالرحمٰن روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کو ارشاد فرمایا کہ یتیم کے لیئے مہربان باپ کیطرح بن جاؤ اور یہ بھی یاد رکھو کہ جیسا

اور وہ اسی حالت میں سوکھ کر مرجاتا، ایسے جانور کو بلیہ کہتے تھے۔ اسلام آیا تو اُس نے اس سنگدلی کو مٹا دیا ——— (سیرت النبی)

بعض لوگ زندہ اونٹ کی کوہان اور دُنبے کی چکی وغیرہ کاٹ کر کھالیتے، اور اُسے اسی حالتِ کرب میں چھوڑ دیتے، حضور رحمتِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس اذیت ناک عمل سے سختی کے ساتھ منع فرمایا بلکہ ایسے گوشت کو مردار اور حرام قرار دیا۔

○ عَنْ اَبِیْ وَاقِدِ اللَّیْثِیِّ قَالَ قَدِمَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الْمَدِیْنَۃَ وَھُمْ یَجِبُّوْنَ اَسْنِمَۃَ الْاِبِلِ وَاَلْیَاتَ الْغَنَمِ فَقَالَ مَا یُقْطَعُ مِنَ الْبَھِیْمَۃِ وَھِیَ حَیَّۃٌ فَھُوَ مَیْتَۃٌ۔ (ترمذی شریف ص۲۳۳)

حضرت ابو واقد لیثی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (جب مدینہ طیبہ تشریف لائے تو (بعض لوگوں کو دیکھا کہ) وہ اونٹوں کی کوہانیں اور دُنبوں کی چکیاں کاٹ کر کھاتے ہیں، تب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو گوشت کسی زندہ جانور سے کاٹا جائے وہ مردار ہے۔

○ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا قَالَ لَعَنَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ مَثَّلَ بِالْحَیَوَانِ۔ (بخاری ص۸۲۹ ج۲)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رحمتِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جانوروں کا مُثلہ کرنے یعنی ان کے زندہ ہونے کی حالت میں کسی عضو کے کاٹنے والے پر لعنت کی ہے۔

○ عَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ نَھٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنِ الضَّرْبِ فِی الْوَجْہِ وَعَنِ الْوَسْمِ فِی الْوَجْہِ۔ (مسلم ص۲۰۲ ج۲)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جانوروں کے چہرے پر مارنے اور انہیں داغ دینے سے منع فرمایا ہے۔

جانوروں پر شفقت

اللہ قدوس ارشاد فرماتا ہے :

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ۝ الانبیاء۔۱۰۸

اور ہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر رحمت سارے جہان کے لیے۔

نوعِ انسانی سے رأفت و رحمت، شفقت و محبّت اور دلداری سے پیش آنا حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کا محبوب ترین مشغلہ تھا ـــــ چونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلّم سارے عالمین کے لیے سراپا رحمت ہیں، اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلّم نے جانوروں کے لیے بھی دامانِ رحمت وا فرمایا ہے۔ اور اپنے عملِ مبارک سے اُن کے ساتھ نرمی، پیار اور حددرجہ ان کے آرام و خوراک کو ملحوظ رکھا ہے۔

اور اُن کے ساتھ کی جانے والی ہر قسم کی زیادتی اور بدسلوکی سے منع فرمایا ہے۔ کیونکہ دورِ جاہلیّت میں اس بے زبان اور بے چاری مخلوق (جانوروں) پر طرح طرح کے ظلم وستم کیے جاتے تھے جیسا کہ کتبِ سیرت میں مذکور ہے۔

" اہلِ عرب وحشت اور قساوت کی وجہ سے حیوانات پر طرح طرح کے ظلم کرتے تھے وہ جانوروں کو اندھا دھند مار گراتے تھے اور لوگوں سے کہتے تھے کہ تم ان کو کھاؤ اور اسکو فیاضی سمجھتے تھے۔ دو آدمی شرط باندھ کر کھڑے ہو جاتے تھے اور باری باری اپنے ایک ایک اونٹ ذبح کرتا چلا جاتا تھا۔ جو رُک جاتا وہ ہار جاتا۔ یہ سب جانور دوست و احباب کی دعوت میں نذر ہو جاتے تھے یہ بھی فیاضی سمجھی جاتی تھی۔ ان واقعات کا ذکر اشعارِ عرب میں موجود ہے ـــــ ایک دستور یہ بھی تھا کہ جب کوئی مرجاتا تو اس کی سواری کے جانور کو اس کی قبر پر باندھ دیتے اور اس کو دانہ گھاس اور پانی نہیں دیتے تھے

اَخَذْتُهُنَّ وَاُمُّهُنَّ مَعَهُنَّ فَرَجَعَ بِهِنَّ۔ رواہ ابوداود ، مشکوٰۃ صـ۲۰۸

حضرت عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت عالیہ میں حاضر تھے کہ ایک شخص آیا جس نے اوپر چادر لے رکھی تھی اور اس کے ہاتھ میں کوئی شے تھی جسے اس نے لپیٹ رکھا تھا۔ اس نے عرض کیا ، یا رسول اللہ! میں درختوں کے ایک جھنڈ کے پاس سے گزرا تو اس جھنڈ میں میں نے ایک پرندے کے بچوں کی آوازیں سنیں۔ میں نے ان بچوں کو پکڑ کر اپنی چادر میں ڈال لیا۔ اتنے میں ان کی ماں بھی آ گئی اور وہ میرے سر پر منڈلانے لگی ، میں نے اس کے بچوں سے کپڑا ہٹایا تو وہ ان کے اوپر آ کر بیٹھ گئی۔

چنانچہ میں نے ان بچوں کو ان کی ماں سمیت لپیٹ لیا اور وہ سب یہ میرے پاس ہیں ——— رسولِ رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : ان کو نیچے رکھ دے اس نے انہیں زمین پر رکھ دیا ، مگر ان بچوں کی ماں نے اڑنے کا نام تک نہ لیا۔ (صحابہ کرام ماں کی ماتا کا یہ منظر دیکھ کر تعجب کرنے لگے) تب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : کیا تم ان بچوں کی ماں کا اپنے بچوں پر یہ جذبۂ محبت دیکھ کر متعجب ہو۔ اس ذات پاک کی قسم جس نے مجھے حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے ، جتنی محبت اس ماں کو اپنے بچوں کے ساتھ ہے اس سے کہیں زیادہ اللہ اپنے بندوں پر مہربان ہے پھر اس آدمی سے فرمایا : ان بچوں کو اور ان کی ماں کو اسی جگہ جا کر رکھ دے جہاں سے ان کو تو نے اٹھایا تھا۔ چنانچہ وہ شخص انہیں (ان کے گھونسلے میں) چھوڑنے کے لیے واپس پلٹا۔

○ اسی طرح کا ایک اور واقعہ بھی ملتا ہے۔ ایک صحابی فرماتے ہیں :

" ہم ایک سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم قضائے حاجت کے لیے تشریف لے گئے۔ ہم نے چڑیا کی قسم

کوئی ان سے تعرض نہ کرے

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِیْ بَکْرِ بْنِ حَزْمٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا سَارَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْعَرْجِ فِیْ فَتْحِ مَکَّةَ رَاٰی کَلْبَةً تَهِرُّ عَلٰی اَوْلَادِهَا وَهُنَّ یَرْضَعْنَهَا فَاَمَرَ رَجُلًا مِّنْ اَصْحَابِهٖ یُقَالُ لَهٗ جُعَیْلُ بْنُ سُرَاقَةَ اَنْ یَّقُوْمَ حِذَاءَهَا لَا یَعْرِضُ اَحَدٌ مِّنَ الْجَیْشِ لَهَا وَلَا لِاَوْلَادِهَا۔ (سُبُلُ الهدٰی ص۲۹)

جناب عبداللہ بن ابی بکر بن حزم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے موقع پر مقام عرج سے روانہ ہوئے تو آپ نے ایک کتیا کو دیکھا کہ وہ اپنے بچوں کیلئے غرا رہی تھی اور اس کے (چھوٹے چھوٹے) بچے اس کا دودھ پی رہے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جعیل بن سراقہ نامی ایک شخص کو حکم دیا کہ وہ ان کی حفاظت کے لیے کھڑا ہو جائے تاکہ کوئی لشکری انہیں تکلیف نہ پہنچائے۔

چڑیا اور اس کے بچے

عَنْ عَامِرِ الرَّامِ قَالَ بَیْنَا نَحْنُ عِنْدَهٗ یَعْنِیْ عِنْدَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذْ اَقْبَلَ رَجُلٌ عَلَیْهِ کِسَاءٌ وَّفِیْ یَدِهٖ شَیْءٌ قَدِ الْتَفَّ عَلَیْهِ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَرَرْتُ بِغَیْضَةِ شَجَرٍ فَسَمِعْتُ فِیْهَا اَصْوَاتَ فِرَاخِ طَائِرٍ فَاَخَذْتُهُنَّ فَوَضَعْتُهُنَّ فِیْ کِسَائِیْ فَجَاءَتْ اُمُّهُنَّ فَاسْتَدَارَتْ عَلٰی رَاْسِیْ فَکَشَفْتُ لَهَا عَنْهُنَّ فَوَقَعَتْ عَلَیْهِنَّ فَلَفَفْتُهُنَّ بِکِسَائِیْ فَهُنَّ اُولَاءِ مَعِیْ قَالَ ضَعْهُنَّ فَوَضَعْهُنَّ وَاَبَتْ اُمُّهُنَّ اِلَّا لُزُوْمَهُنَّ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَتَعْجَبُوْنَ لِرُحْمِ اُمِّ الْاَفْرَاخِ فِرَاخَهَا فَوَالَّذِیْ بَعَثَنِیْ بِالْحَقِّ لَلّٰهُ اَرْحَمُ بِعِبَادِهٖ مِنْ اُمِّ الْاَفْرَاخِ بِفِرَاخِهَا اِرْجِعْ بِهِنَّ حَتّٰی تَضَعَهُنَّ مِنْ حَیْثُ

کے انڈے اس کے گھونسلے میں رکھ دو۔

○ فسطاط دریائے نیل اور جبلِ مقطم کے درمیان ایک کف دست میدان تھا۔ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ فاتح مصر نے اثنائے جنگ میں یہاں پڑاؤ کیا۔ اتفاق سے ایک کبوتر نے ان کے خیمہ میں گھونسلا بنا لیا۔ عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے کوچ کے وقت قصداً اس خیمہ کو چھوڑ دیا کہ اس مہمان کو تکلیف نہ ہو۔
مصر کی تسخیر کے بعد انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے حکم سے اسی میدان میں ایک شہر آباد کیا، چونکہ خیمہ کو عربی میں فسطاط کہتے ہیں اس لیے اس شہر کا نام ہی فسطاط قرار دیا۔ (خلفائے راشدین صہ ۱۳۲)

جانوروں کو باندھ کر نشانہ بازی کرنا

عَنْ هِشَامِ بْنِ زَيْدٍ قَالَ دَخَلْتُ مَعَ اَنَسٍ عَلَى الْحَكَمِ بْنِ اَيُّوْبَ فَرَاٰى غِلْمَانًا اَوْ فِتْيَانًا نَصَبُوْا دَجَاجَةً يَرْمُوْنَهَا فَقَالَ اَنَسٌ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ تُصْبَرَ الْبَهَائِمُ۔ (بخاری صہ ۸۲۸/۲)

جناب ہشام بن زید کا بیان ہے کہ میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کے ساتھ حضرت حکم بن ایوب کے ہاں گیا۔ وہاں چند لڑکوں یا نوجوانوں کو دیکھا کہ ایک مرغی کو باندھ کر اس پر تیر چلا رہے ہیں۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جانوروں کو باندھ کر مارنے سے منع فرمایا ہے۔

○ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما حضرت یحییٰ بن سعید کے پاس گئے تو یحییٰ کی اولاد میں سے ایک لڑکے کو دیکھا کہ مرغی کو باندھ کر اس پر نشانہ بازی کر رہا ہے حضرت ابن عمر اس کے پاس تشریف لے گئے، یہاں تک کہ اسے کھول دیا۔ پھر مرغی اور اس لڑکے کو ساتھ لے کر حضرت یحییٰ بن سعید کے پاس گئے اور کہا کہ

کا ایک پرندہ دیکھا، اس کے ساتھ اس کے دو بچے بھی تھے۔ ہم نے اس کے بچوں کو پکڑ لیا تو وہ چڑیا فرطِ محبت میں ہمارے سروں پر منڈلانے لگی۔ اتنے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی تشریف لے آئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چڑیا کو پریشانی کے عالم میں منڈلاتے دیکھا تو فرمایا: کس نے اس کو اس کے بچوں کی وجہ سے تکلیف دی۔ اس کے بچوں کو اس کی طرف واپس لوٹا دو۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چیونٹیوں کی ایک بستی (بل/سوراخ) کو دیکھا جسے ہم نے جلا دیا تھا تو پوچھا، کس نے ان چیونٹیوں کو جلایا۔ ہم نے عرض کیا: "ہم نے" فرمایا: آگ کی سزا دینا صرف آگ کے پروردگار کیلئے سزاوار ہے۔

("غریبوں کا والی" بحوالہ ابوداؤد)

چڑیا کے انڈے کس نے اٹھائے ہیں؟

رَوَی الْبُخَارِی فِی الْاَدَبِ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نَزَلَ مَنْزِلاً فَاَخَذَ رَجُلٌ بَیْضَ حُمَّرَۃٍ فَجَاءَتْ تَرِفُّ عَلٰی رَاْسِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم فَقَالَ اَیُّکُمْ فَجَعَ ھٰذِہٖ فِیْ بَیْضِھَا؟ فَقَالَ رَجُلٌ اَنَا یَارَسُوْلَ اللّٰہِ! اَخَذْتُ بَیْضَھَا فَقَالَ اُرْدُدْہُ رَحْمَۃً لَّھَا۔ (سُبل الہدیٰ ص۴۸)

امام بخاری نے الادب المفرد میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جگہ قیام فرمایا۔ (وہاں ایک چڑیا کا گھونسلا تھا) ایک شخص نے (گھونسلے سے) چڑیا کے انڈے اٹھا لیے۔ وہ چڑیا آئی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سرِ انور پر منڈلانے لگی، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کس نے اس کے انڈے اٹھا کر اسے تکلیف پہنچائی ہے؟ ایک شخص نے عرض کی: یارسول اللہ! میں نے اس کے انڈے اٹھائے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جاؤ اور اس

علیہ وسلم ایک انصاری کے باغ میں داخل ہوئے تو وہاں ایک اونٹ تھا، جب اُس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو رونے لگا اور اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پاس تشریف لے گئے اور اُس کے سر پر دستِ شفقت پھیرا تو وہ خاموش ہو گیا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس اونٹ کا مالک کون ہے اور یہ کس کا ہے؟ انصار میں سے ایک نوجوان آکر عرض گزار ہوا یا رسول اللہ! میرا ہے، فرمایا: کہ تم اس بے زبان جانور کے بارے میں اللہ سے نہیں ڈرتے، جس کا خدا نے تمہیں مالک بنایا ہے؟ اس اونٹ نے مجھ سے شکایت کی ہے کہ تم اسے بھوکا رکھتے اور بہت زیادہ کام لیتے ہو۔

ہر چیز جانتی ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں:

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے "کہتے ہیں کہ ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر پر تھے، جب ہم واپس آئے اور بنی نجار کے ایک باغ تک پہنچے تو معلوم ہوا کہ باغ میں ایک طاقتور اور غصہ سے بھرا ہوا اونٹ ہے جو باغ میں کسی کو داخل نہیں ہونے دیتا۔ جو بھی داخل ہونا چاہے اس پر حملہ آور ہو جاتا ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم (بلا ردّ و کد) باغ میں تشریف لے گئے اور اُونٹ کو آواز دی تو وہ گردن جھکا کر چلا آیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بیٹھ گیا۔ آپ نے فرمایا: اس کی لگام (مہار) حاضر کرو، پھر آپ نے اس کے منہ میں لگام دے کر اسے اس کے مالک کے حوالے کر دیا اور لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا: بے شک زمین و آسمان میں کوئی چیز ایسی نہیں ہے جو یہ نہ جانتی ہو کہ میں اللہ کا رسول ہوں سوائے سرکش جنوں اور انسانوں کے۔ (دلائل النبوۃ)

اپنے لڑکے کو منع کیجیے کہ پرندے کو اس طرح بے بس نہ کیا کرے۔

فَاِنِّیْ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَھٰی اَنْ تُصْبَرَ بَھِیْمَۃٌ اَوْ غَیْرُھَا لِلْقَتْلِ۔ (بخاری صہ ۸۲۹ ۲)

میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ نے (جانوروں) مویشیوں وغیرہ کو باندھ کر مارنے سے منع فرمایا ہے۔

اس اونٹ کا مالک کون ہے؟

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ جَعْفَرٍ قَالَ اَرْدَفَنِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَلْفَہٗ ذَاتَ یَوْمٍ فَاَسَرَّ اِلَیَّ حَدِیْثًا لَا اُحَدِّثُہٗ بِہٖ اَحَدًا مِّنَ النَّاسِ وَکَانَ اَحَبُّ مَا اسْتَتَرَ بِہٖ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِحَاجَتِہٖ ھَدَفًا اَوْحَائِشَ نَخْلٍ قَالَ فَدَخَلَ حَائِطًا مِّنَ الْاَنْصَارِ فَاِذَا جَمَلٌ فَلَمَّا رَأَی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَنَّ وَذَرَفَتْ عَیْنَاہُ فَاَتَاہُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَمَسَحَ ذِفْرَاہُ فَسَکَتَ فَقَالَ مَنْ رَبُّ ھٰذَا الْجَمَلِ لِمَنْ ھٰذَا الْجَمَلُ فَجَاءَ فَتًی مِّنَ الْاَنْصَارِ فَقَالَ لِیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ اَفَلَا تَتَّقِی اللّٰہَ فِیْ ھٰذِہِ الْبَھِیْمَۃِ الَّتِیْ مَلَّکَکَ اللّٰہُ اِیَّاھَا فَاِنَّہٗ شَکَا اِلَیَّ اَنَّکَ تُجِیْعُہٗ وَتُدْئِبُہٗ۔ (ابوداؤد صہ ۳۴۵ ۱)

حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ایک روز رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اپنے پیچھے سواری پر بٹھایا اور آہستہ سے مجھ سے ایک بات کہی، اور فرمایا کہ لوگوں میں سے یہ کسی کو نہ بتانا ــــــ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قضائے حاجت کے وقت پردے کی غرض سے دو جگہیں پسند تھیں، اونچی جگہ کی آڑ یا درختوں کا جھنڈ۔ حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ

آجاتے۔ انصاری نوجوانوں نے عرض کی: یا رسول اللہ (اس اونٹ نے آپ کو سجدہ کیا ہے) ہم چوپایوں سے زیادہ حقدار ہیں کہ آپ کو سجدہ کریں۔ مُرشدِ جنّ وانس نے فرمایا: کسی انسان کیلئے یہ جائز نہیں کہ وہ کسی انسان کو سجدہ کرے۔ اگر اللہ کے علاوہ کسی کو سجدہ روا ہوتا تو عورتوں کو حکم ہوتا کہ اپنے شوہروں کو سجدہ کریں۔

اس کے مالکوں کو بلوالیا

حضرت یعلیٰ بن مرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کہیں تشریف لے چلے، اتنے میں ایک اونٹ بلبلاتا ہوا آیا اور آپ کے آگے سربسجود ہو گیا۔ صحابہ کرام نے یہ دیکھ کر کہا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سجدہ کرنے کے لیے ہم زیادہ حقدار ہیں۔ آپ نے فرمایا: اگر میں غیرِ خدا کیلئے سجدہ کی اجازت دیتا تو عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے۔ تم جانتے ہو، یہ اونٹ کیا کہہ رہا تھا۔؟ کہتا تھا، اس نے اپنے مالکوں کی چالیس سال خدمت کی ہے۔ اب جبکہ وہ بوڑھا ہو گیا ہے تو اس سے مشقت زیادہ لیتے ہیں اور چارہ کم ڈالتے ہیں تاآنکہ ان کے ہاں شادی تھی، انہوں نے چھری اٹھائی تاکہ اُسے ذبح کریں۔ (تو وہ دوڑ کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آگیا۔)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے مالکوں کو بلوالیا اور انہیں ساری بات سنائی۔ وہ کہنے لگے، یا رسول اللہ! اس نے سچ کہا ہے۔ آپ نے فرمایا: میں چاہتا ہوں کہ تم اسے میرے پاس رہنے دو۔ چنانچہ وہ اسے آپ کے پاس چھوڑ گئے۔ (دلائل النبوۃ لابی نعیم)

تم اس سے اچھا برتاؤ کرو

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں: میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر پر نکلا، جب ہم واپس ہوئے تو دورانِ واپسی میں نے محسوس کیا جیسے کچھ پرندے ہمارے اوپر سایہ کرتے ہیں، اسی دوران ایک سرکش اونٹ آیا۔ جب وہ راستے کے دونوں کناروں کے درمیان (آپ کے سامنے) آیا تو سجدے میں گر گیا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پاس بیٹھ گئے۔ پھر آپ کھڑے ہوئے اور فرمایا: اس اونٹ کا مالک کون ہے؟ تو انصار کے کچھ نوجوانوں نے کہا: یارسول اللہ! یہ ہمارا ہے، آپ نے فرمایا: اس کا کیا ماجرا ہے؟

انہوں نے عرض کی: یارسول اللہ! ہم نے اپنے باغ کو پانی دینے کے لئے اس سے بیس سال مشقت لی ہے، اس کا جسم خوب چربی دار ہے، ہم نے اس کے بوڑھا ہو جانے کے سبب ارادہ کیا ہے کہ اسے ذبح کرکے اپنے غلاموں میں تقسیم کردیں۔

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تَبِیْعُوْنِیْہِ؟ قَالُوْا یَارَسُوْلَ اللّٰہِ! ھُوَ لَکَ، قَالَ فَاَحْسِنُوْا اِلَیْہِ حَتّٰی یَاتِیَہٗ اَجَلُہٗ قَالُوْا، یَارَسُوْلَ اللّٰہِ نَحْنُ اَحَقُّ اَنْ نَّسْجُدَ لَکَ مِنَ الْبَھَائِمِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یَنْبَغِیْ لِبَشَرٍ اَنْ یَّسْجُدَ لِبَشَرٍ وَلَوْ کَانَ ذَالِکَ کَانَ النِّسَاءُ لِاَزْوَاجِھِنَّ۔

(دلائل النبوۃ للبیہقی ص ۱۹/۶)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا اسے میرے ہاتھ فروخت کرتے ہو؟ انہوں نے عرض کی یارسول اللہ! یہ اونٹ حضور کا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس کے ساتھ اچھا برتاؤ کرو۔ یہاں تک کہ اس کا مقررہ وقت (موت)

(وہاں پہنچ کر) ہم نے عرض کیا: یارسول اللہ! اونٹ کے قریب نہ جائیں، وہ آپ کو کہیں نقصان نہ دے۔ مگر نبئ کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس کے قریب تشریف لے گئے۔ اونٹ نے آپ کو دیکھتے ہی سجدہ کر دیا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے سر پہ ہاتھ رکھا اور فرمایا، رسّی لاؤ، رسّی لائی گئی تو آپ نے اُسے ڈال دی اور فرمایا: اس کے مالک کو میرے پاس بلاؤ۔ اُسے بلایا گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسے فرمایا: کیا یہ اونٹ تیرا ہے؟ اس نے عرض کیا! جی ہاں! فرمایا: اِسے اچھا چارہ ڈالا کرو اور اِس کی ہمت سے زیادہ کام نہ لیا کرو۔ اُس نے کہا: ایسے ہی کروں گا۔

(دلائل النبوۃ للبیہقی ص ۲۹ / ۶)

ان سے کام بھی لو اور چارہ بھی اچھا ڈالو:

حضرت غیلان بن سلمہ ثقفی رضی اللہ عنہ سے رَوایت ہے، کہتے ہیں کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کسی سفر میں تھے۔ ہم نے دورانِ سفر آپ سے نہایت تعجب خیز کام (معجزہ) دیکھا۔ ہم چلتے ہوئے ایک منزل پر اُترے۔ وہاں ایک آدمی آیا اور عرض کرنے لگا: یارسُول اللہ! میرا ایک باغ ہے جو میری اور میرے اہل وعیال کی کل معیشت ہے اور باغ میں میرے دو اونٹ بھی ہیں جو اس باغ کو پانی دینے کے لیئے ہیں۔ وہ دونوں مجھ سے سرکش ہوگئے ہیں اور مجھے اپنے یا باغ کے نزدیک تک نہیں آنے دے رہے اور نہ کوئی دوسرا شخص ان کے قریب جا سکتا ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ سمیت کھڑے ہوگئے اور اس باغ کی طرف چل دیئے۔ آپ نے باغ کے مالک کو فرمایا: دروازہ کھول دو۔ وہ عرض کرنے لگا: یارسول اللہ وہ نہایت سرکش ہیں اور یوں قابو میں آنے والے نہیں۔ آپ نے فرمایا: تم دروازہ کھول دو۔ جب دروازے کو حرکت ہوئی تو وہ طوفان کے سے

اِس اُونٹ نے تمہاری شکایت کی ہے:

حضرت یعلیٰ بن مرہ ثقفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ شریک سفر تھے ہمارا گزر ایک اونٹ کے پاس سے ہوا جس پر اس کے مالک پانی کے مشکیزے لاد کر لایا کرتے تھے۔ جب اُس اُونٹ نے نبیِّ رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا، بڑبڑایا اور اپنی گردن کا اگلا حصّہ زمین پر رکھ دیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم رُک گئے اور فرمایا: اس کا مالک کہاں ہے؟ وہ حاضر ہو گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ اونٹ مجھے فروخت کر دو، اس نے عرض کی: یا رسول اللہ! میں بطور ہدیہ آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: یہ مجھے فروخت کر دو، اُس نے (پھر) عرض کی: یا رسول اللہ! میں یہ اونٹ خدمتِ اقدس میں بطورِ ہدیہ پیش کرتا ہوں —— یہ اس خاندان کا اونٹ ہے جن کے پاس اِس کے علاوہ کسبِ معاش کا کوئی اور ذریعہ نہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر یہ بات ہے تو سُنیئے:

فَاِنَّهٗ قَدْ شَكٰى كَثْرَةَ الْعَمَلِ وَ قِلَّةَ الْعَلَفِ فَاَحْسِنُوْا اِلَيْهِ۔ (دلائل النبوۃ للبیہقی ص۲۳ ج۶)

اِس نے تمہاری شکایت کی ہے کہ تم اِس سے کام زیادہ لیتے ہو اور چارہ کم کھلاتے ہو۔ (آئندہ) اِس کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔

اس سے زیادہ مشقت نہ لیا کرو

حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، ایسے میں ایک آدمی آیا اور عرض گزار ہوا، یا رسول اللہ! فلاں خاندان کا پانی لانے والا اونٹ سرکش ہو گیا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُٹھ کھڑے ہوئے۔ ہم بھی ساتھ ہو لیے

رسی لے آؤ تاکہ میں اس کا سر باندھ دوں اور اس کو تیرے حوالے کر دوں۔ وہ جلدی سے رسی لے آیا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو باندھا، فرمایا: لے لو، پھر حویلی کے آخری کنارہ پر دوسرا اونٹ کھڑا تھا، اس نے جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو وہ بے چون و چرا سجدہ میں گر گیا، اس کے لیے بھی اس کے مالک کو رسّی لانے کا حکم دیا، وہ لے آیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم اسی طرح اس اونٹ کا سر باندھ دیا اور اس کی نکیل اس کے مالک کے حوالے کر دی۔ آخر میں فرمایا: اِذْهَبْ فَاِنَّهُمَا لَا يَعْصِيَانِكَ۔ لے جاؤ، اب یہ تیری نافرمانی نہیں کریں گے۔

وہ اونٹ آپ نے خرید لیا

محمد بن موسیٰ الدمیری نے طبرانی کے حوالے سے بارگاہِ نبوی میں ایک اونٹ کے استغاثے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی فریاد رسی کا بڑا پیارا واقعہ لکھا ہے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ غزوۂ ذات الرقاع میں ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلے، ایک میدان میں ہم رُکے تو ہم نے دیکھا کہ ایک اونٹ بڑے ناز سے چلتا ہوا آرہا ہے۔ اس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب آکر آپ کے سرِ انور پر منہ رکھ کر بلبلانا اور رونا شروع کر دیا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، یہ اونٹ مجھ سے اپنے مالک کے خلاف مدد طلب کر رہا ہے۔ یہ کہتا ہے کہ اس کے مالک نے اتنے سال اس سے ہل چلائے حتیٰ کہ اس کو عاجز اور کمزور کر دیا اور اب اس کی عمر بھی زیادہ ہو گئی ہے، تو اس کو ذبح کرنے کا ارادہ رکھتا ہے۔ (اونٹ کی فریاد سن کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا):

اِذْهَبْ يَا جَابِرُ اِلٰى صَاحِبِهٖ فَأْتِ بِهٖ قُلْتُ مَا اَعْرِفُهٗ فَقَالَ اِنَّهٗ سَيَدُلُّكَ عَلَيْهِ۔

اے جابر! جاؤ اور اس کے مالک کو میرے پاس لے کر آؤ۔ (حضرت جابر رضی اللہ عنہ

شور و غوغا کے ساتھ دروازے کی طرف لپک کر آئے، مگر جب دروازہ کھلا اور اونٹوں کی نظر رُخِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر پڑ گئی تو فوراً آپ کے سامنے بیٹھ گئے اور سر سجدے میں رکھ دیئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں سروں سے پکڑ کر ان کے مالک کے حوالے کر دیا اور فرمایا: اِن سے کام بھی لو اور چارہ بھی اچھا ڈالو۔

(دلائل النبوۃ لابی نعیم ج)

اسی قسم کا ایک واقعہ طبرانی میں بھی ملتا ہے:۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انصار میں سے ایک شخص کے دو اونٹ تھے، دونوں بدمست ہو گئے۔ انہیں اس نے ایک چار دیواری میں داخل کر کے دَروازہ بند کر دیا۔ پھر وہ اللہ کے پیارے رسُول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، اُس نے ارادہ کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بلائے۔ نبیؐ کریم صلی اللہ علیہ وسلم چند انصار کے ساتھ بیٹھے تھے۔ اس نے عرض کی: یا رسول اللہ! میں ایک ضروری کام کے لیئے حاضرِ خدمت ہوا ہوں۔ میرے دو اونٹ تھے وہ بدمست ہو گئے ہیں۔ میں نے ان کو ایک حویلی میں داخل کر کے دُروازہ بند کر دیا ہے۔ میری خواہش ہے کہ حضور، میرے لیئے دُعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اُن کو میرا فرماں بردار بنا دے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو فرمایا: اٹھو، میرے ساتھ چلو۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے۔ جب دروازہ پر پہنچے تو مالک کو حکم دیا کہ دروازہ کھولو وہ دروازہ کھولنے سے جھجکا، مبادا کہ اونٹ، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف پہنچائیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سختی سے حکم دیا کہ دروازہ کھولو! اس نے دَروازہ کھولا، ایک اونٹ دروازہ کے پاس بیٹھا تھا اس نے جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو فوراً سجدہ میں گر گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے مالک کو کہا جاؤ،

اُونٹ چلتا ہوا آیا اور سجدہ ریز ہو گیا :

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ، سے روایت ہے کہ مدینہ طیبہ میں انصار کا ایک گھرانہ تھا جو اپنے اونٹ پر پانی لایا کرتے اور اپنے باغ کو سیراب کیا کرتے تھے ایک بار اونٹ سرکش ہو گیا اور اپنی پُشت کو کسی کے کام آنے سے روک لیا۔ انصار نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ ہم اپنے اونٹ پر پانی لایا کرتے ہیں مگر اَب وہ ہم پر برانگیختہ ہو گیا ہے اور ہمارے استعمال کا نہیں رہا۔ جبکہ کھجوریں اور کھیتی سوکھتی جا رہی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلّم نے صحابہ سے فرمایا: اُٹھو وہاں چلیں، صحابہ آپکے ساتھ چل پڑے۔ آپ باغ پر تشریف لائے۔ اونٹ ہنُوز باغ کے کونے میں موجود تھا۔ آپ اس کی طرف بڑھے۔ لوگوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! یہ کتے کی طرح خوفناک ہو چکا ہے۔ ہمیں ڈر ہے یہ کہیں آپ کو تکلیف نہ پہنچائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا: مجھے اِسکی طرف سے کوئی خطرہ نہیں۔ چنانچہ وہ اونٹ چلتا ہوا آیا اور آپ کے آگے سجدہ ریز ہو گیا۔ صحابہ نے عرض کیا، یہ بے عقل جانور ہے اور ہم صاحبِ عقل ہیں۔ ہم آپ کو سجدہ کرنے کے زیادہ حقدار ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا: کسی انسان کو جائز نہیں کہ دوسرے انسان کو سجدے کرے۔ اگر ایسا کرنا جائز ہوتا تو میں عورت کو حکم دیتا کہ شوہر کو سجدہ کرے۔ (دلائل النبوۃ لابی نعیم)

اِس اونٹنی کا مالک کون ہے

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نمازِ ظہر پڑھنے کیلئے تشریف لائے۔ آپ نے دیکھا کہ مسجد کے باہر ایک

کہتے ہیں) میں نے عرض کیا: میں اس کو نہیں پہچانتا۔ فرمایا: یہ اونٹ تیری رہنمائی کرے گا۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ وہ اونٹ میرے آگے آگے چلا، یہاں تک کہ مجھے بنی خطمہ کی ایک مجلس کے پاس لا کھڑا کیا۔ میں نے مجلس میں موجود لوگوں سے پوچھا، اس اونٹ کا مالک کہاں ہے؟ انہوں نے کہا یہ فلاں بن فلاں کا ہے۔ میں اُس کے پاس آیا اور اس سے کہا: تجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یاد فرما رہے ہیں۔ وہ میرے ساتھ خدمتِ نبوی میں حاضر ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تیرا یہ اونٹ کہتا ہے کہ تو نے اِتنے سال اِس سے ہل چلائے حتیٰ کہ جب تو نے اس کو کمزور اور عاجز کر دیا اور یہ بوڑھا ہو گیا تو اب تو اس کو ذبح کرنا چاہتا ہے۔

فَقَالَ وَالَّذِیْ بَعَثَکَ بِالْحَقِّ اِنَّ ذٰالِکَ لَکَذَالِکَ فَقَالَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم مَاھٰکَذَا جَزَاءُ الْمَمْلُوْکِ الصَّالِحِ:

اس نے عرض کیا: اُس ذات کی قسم! جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا۔ بات واقعتاً اسی طرح ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نیک مملوک کا صلہ یہ نہیں ہے۔

پھر فرمایا: کیا اسے بیچتے ہو؟ اُس نے کہا، ہاں! آپ نے اونٹ کو اس سے خرید لیا، پھر اس کو درختوں میں چرنے کے لیئے چھوڑ دیا۔ یہاں تک کہ اُس کی کوہان کھڑی ہو گئی یعنی موٹا تازہ ہو گیا۔ جب کسی مہاجر یا انصاری کا اونٹ بیمار ہو جاتا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس کو یہ اونٹ استعمال کے لیے دے دیتے۔ ایک مدت وہ اونٹ اسی طرح رہا۔ (حیوٰۃ الحیوان صہ ۲۸۴/۲۸۵)

آؤں تو اللہ تعالیٰ مجھے اس عذاب سے دوچار کرے جو (ناحق) لگان وصول کرنے والوں کے لیئے مقرر ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے کھول دیا۔ وہ ہرنی گئی اور اس نے اپنے بچوں کو دودھ پلایا اور واپس آ گئی۔ آپ نے اسے (اُسی طرح) باندھ دیا۔ (ہرنی کو پکڑ کر باندھنے والا اعرابی قریب ہی چادر تان کر دھوپ میں سویا ہوا تھا) اس نے بیدار ہو کر پوچھا یا رسول اللہ! میرے لائق کیا حکم ہے؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اِس ہرنی کو آزاد کر دو:-

فَاَطْلَقَهَا فَخَرَجَتْ تَعْدُوْ وَهِيَ تَقُوْلُ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ۔

پس اس نے اُسے (آپ کے حکم کی تعمیل میں) آزاد کر دیا۔ وہ ہرنی دوڑتی ہوئی جاتی تھی اور کہتی جاتی تھی یہ میں گواہی دیتی ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور بے شک آپ اللہ کے رسول ہیں۔

(خصائص کبریٰ ص۶۱)

ہرنی زبان چاٹتی ہوئی واپس آ گئی

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں مَیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مدینہ طیبہ کی کسی گلی میں جا رہا تھا۔ ہم ایک اعرابی کے خیمہ پر سے گزرے، وہاں خیمہ میں ایک ہرنی بندھی ہوئی تھی۔ وہ کہنے لگی یا رسول اللہ! اس اعرابی نے کچھ دیر پہلے مجھے شکار کیا (اور یہاں لاکر باندھ دیا) جنگل میں میرے دو بچے ہیں، میرے تھنوں میں دودھ اکٹھا ہو چکا ہے اب یہ نہ مجھے ذبح کرتا ہے کہ مجھے استراحت مل جائے اور نہ ہی چھوڑتا ہے کہ میں بچوں کے پاس چلی جاؤں۔

حضور نبیِ رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر میں تجھے چھوڑ دوں تو، تو واپس آجائے گی؟ اس نے کہا: ہاں میں واپس آجاؤں گی، ورنہ مجھے اللہ تعالیٰ

اونٹنی بندھی ہوئی ہے۔ آپ نے پوچھا، اِس اونٹنی کا مالک کون ہے؟ مگر کوئی آدمی نہ بولا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں داخل ہوئے، نماز سے فارغ ہو کر باہر تشریف لائے تو اونٹنی بدستور بندھی ہوئی تھی۔ آپ نے پھر پوچھا، اس اونٹنی کا مالک کہاں ہے؟ ایک صاحب نے عرض کیا: میں ہوں؛ فرمایا: کیا تو اس اونٹنی کے معاملے میں اللہ سے نہیں ڈرتا۔ یا تو اس کو چارہ ڈال یا اس کو چھوڑ دے کہ یہ خود اپنے لیے کھانے کی کوئی چیز تلاش کرے۔ (مسلم)

(غریبوں کا والی صفحہ ۲۰۶)

ھرنی فریاد کرتی ہے

عَنْ اُمِّ سَلَمَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا قَالَتْ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم فِی الصَّحْرَاءِ فَاِذَا مُنَادٍ یُّنَادِیْہِ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ، فَالْتَفَتَ فَلَمْ یَرَ اَحَدًا ثُمَّ الْتَفَتَ فَاِذَا ظَبْیَۃٌ مُّوْثَقَۃٌ فَقَالَتْ اُدْنُ مِنِّیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ فَدَنَا مِنْھَا فَقَالَ مَا حَاجَتُکِ؟ فَقَالَتْ اِنَّ لِیْ خِشْفَیْنِ فِیْ ھٰذَا الْجَبَلِ الخ

اُمّ المومنین اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں: ایک مرتبہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم صحراء میں تشریف لے گئے، وہاں آپ کو آواز آئی کہ کسی نے یارسول اللہ! پکارا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پلٹ کر دیکھا تو کوئی شخص نظر نہ آیا۔ دوسری بار دیکھا تو ایک ہرنی بندھی ہوئی تھی۔ اور کہہ رہی تھی؛ یارسول اللہ! میرے پاس تشریف لایئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے قریب تشریف لے گئے اور پوچھا کہ تیری کیا حاجت ہے؟ اُس نے کہا پہاڑ کے دامن میں میرے دو بچے ہیں، آپ مجھے کھول دیں تاکہ میں جا کر انہیں دودھ پلاؤں۔ پھر آپ کے پاس لوٹ آؤں گی۔ آپ نے فرمایا: کیا تو واپس آئے گی؟ اس نے کہا: اگر لوٹ کر نہ

آزاد کر دیا۔

اعلیحضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ اس حقیقت کی یوں ترجمانی کرتے ہیں۔

؎ اپنے مولیٰ کی ہے بس شان عظیم، جانور بھی کریں جن کی تعظیم
سنگ کرتے ہیں ادب سے تسلیم، پیڑ سجدے میں گرا کرتے ہیں
انگلیاں پائیں وہ پیاری پیاری، جن سے دریائے کرم ہیں جاری
جوش پر آتی ہے جب غمخواری، تشنے سیراب ہوا کرتے ہیں

؎ ہاں یہیں کرتی ہیں چڑیاں فریاد، ہاں یہیں چاہتی ہے ہرنی داد
اسی در پہ شترانِ ناشاد، گلہ رنج و عنا کرتے ہیں
ٹوٹ پڑتی ہیں بلائیں جن پر، جن کو ملتا نہیں کوئی یاور!
ہر طرف سے وہ پُر ارماں پھر کر، اُن کے دامن میں چھپا کرتے ہیں
کیوں نہ زیبا ہو تجھے تاجوری، تیرے ہی دم کی ہے سب جلوہ گری
ملک و جن و بشر حور و پری، جان سب تجھ پہ فدا کرتے ہیں



عذابِ عشار (سخت عذاب) دے۔

تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے چھوڑ دیا۔ وہ تھوڑی دیر بعد واپس آگئی۔ وہ اپنے ہونٹوں کو زبان سے صاف کر رہی تھی (کیونکہ کچھ کھا پی کر آئی تھی) نبی کریم صلی اللہ علیہ السلام نے اُسے حسبِ سابق خیمے میں باندھ دیا۔ اتنے میں وہ اعرابی ہاتھ میں مشکیزہ لیئے آپہنچا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم اِسے میرے ہاتھ بیچو گے؟ وہ عرض کرنے لگا، یارسول اللہ! یہ آپ کے لیے ھدیہ ہے۔ فَاَطْلَقَهَا قَالَ زَیْدُ بْنُ اَرْقَمَ فَاَنَا وَاللّٰہِ رَاَیْتُهَا تَسِیْحُ فِی الْبَرِیَّه وَتَقُوْلُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ[1]

.... اور وہ اپنے بچوں کے پاس چلی گئی:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک قوم پر گزر ہوا، جنہوں نے ایک ہرنی شکار کر کے خیمے کے بانس سے باندھ رکھی تھی، وہ عرض کرنے لگی یارسول اللہ! مجھے شکار کر لیا گیا ہے جبکہ میرے دو بچے ہیں ——— آپ اجازت دیں تاکہ میں جا کر انہیں دودھ پلاؤں اور پھر لوٹ آؤں گی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں سے فرمایا: اسے چھوڑ دو، یہ اپنے بچوں کو دودھ پلا کر تمہارے پاس آجائے گی۔ انہوں نے کہا، اس کی واپسی کا ضامن کون ہوگا؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں ضامن ہوں۔ انہوں نے ہرنی کو چھوڑ دیا۔ وہ بچوں کو دودھ پلا کر واپس آگئی انہوں نے پھر اس کو باندھ لیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں سے فرمایا، کیا تم اِس ہرنی کو بیچتے ہو؟ انہوں نے کہا: آپ ہی کی ہے۔ چنانچہ انہوں نے (آپ کی رضا کی خاطر اُسے

---

[1] ترجمہ: پس آپ نے اُسے چھوڑ دیا۔ زید بن ارقم فرماتے ہیں خدا کی قسم میں نے دیکھا کہ وہ ہرنی جنگل کی طرف دوڑتے ہوئے یہ پڑھتی جا رہی ہے اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔ (خصائص کبریٰ ص ۱۰۲ ج ۲)

سفر کرکے اُس محدث کے پاس پہنچے۔ دیکھا کہ وہ شیخ ایک کتے کو کچھ کھلا رہے ہیں امام احمد نے انہیں سلام کیا۔ شیخ سلام کا جواب دے کر پھر کتے کو کھلانے کیطرف مشغول ہو گئے۔ شیخ نے جب امام احمد کیطرف توجہ نہ دی تو امام نے اس چیز کو بُرا محسوس کیا۔ کتے کو کھلانے سے جب شیخ فارغ ہوئے تو امام احمد کی طرف متوجہ ہو کر کہا، جب میں آپ کی بجائے کتّے کی طرف متوجہ ہوا تو شاید آپ نے اس چیز کو اچھا محسوس نہ کیا ہو —— امام احمد نے کہا: ہاں! شیخ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی یہ روایت سُنائی کہ "حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس آدمی کے پاس کوئی کسی قسم کی امید لے کر آئے اور وہ اس کی اُمید کو توڑ دے تو قیامت کے دن اللہ اس کی امیدوں پر پانی پھیر دے گا اور وہ جنت میں داخل نہ ہو گا" ہمارا یہ علاقہ کتوں کی سرزمین نہیں ہے۔ یہ کتا یقیناً میرے پاس کھانے پینے کی امید لے کر آیا ہے۔ میں اس بات سے ڈرا کہ میں نے اس کی امید توڑ دی تو کہیں بروز قیامت اللہ تعالیٰ میری امید کو بھی نہ توڑ دے —— حضرت امام احمد قدس سرہٗ نے کہا: میرے لیے یہی حدیث کافی ہے اور پھر واپس آ گئے۔

(حیوٰۃ الحیوان للدمیری (غریبوں کا والی)

ایک ضروری وضاحت: مذکورہ احادیث و واقعات سے یہ نہ سمجھ لیا جائے کہ شاید کتوں کو رکھنا اور پالنا بھی کارِ ثواب اور جائز ہو۔ کیونکہ کتوں کو شوقیہ اور فخریہ رکھنا اور چیز ہے اور کسی راہ گیر کتے پر اللہ کی مخلوق سمجھتے ہوئے ترس کھانا اور چیز ہے۔ اسلام نے صرف کسی واقعی ضرورت مثلاً شکار یا فصل یا مویشیوں کی حفاظت و نگرانی وغیرہ کیلئے کتا رکھنے کی اجازت دی ہے مگر شوقیہ کتے پالنے کو آدمی کے اجر و ثواب میں کمی کا باعث قرار دیا ہے۔ کیونکہ کتا

کتے کو پانی پلانے پر بخشش

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَیْنَمَا رَجُلٌ یَمْشِیْ فَاشْتَدَّ عَلَیْهِ الْعَطَشُ فَنَزَلَ بِئْرًا فَشَرِبَ مِنْهَا ثُمَّ خَرَجَ فَاِذَا هُوَ بِكَلْبٍ یَلْهَثُ یَاْكُلُ الثَّرٰی مِنَ الْعَطَشِ فَقَالَ لَقَدْ بَلَغَ هٰذَا مِثْلُ الَّذِیْ بَلَغَ بِیْ فَنَزَلَ بِئْرًا فَمَلَاَ خُفَّهٗ ثُمَّ اَمْسَكَهٗ بِفِیْهِ ثُمَّ رَقٰی فَسَقَی الْكَلْبَ فَشَكَرَ اللّٰهُ لَهٗ فَغَفَرَ لَهٗ۔

قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَاِنَّ لَنَا فِی الْبَهَائِمِ اَجْرًا قَالَ فِیْ كُلِّ كَبِدٍ رَطْبَةٍ اَجْرٌ ——— (بخاری ص ۳۱۸ ج۱)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک آدمی جا رہا تھا (دورانِ سفر) اُسے پیاس کی شدت نے ستایا، چنانچہ وہ ایک کنویں میں اُترا اور پانی پیا، کنویں سے باہر نکلا تو دیکھا کہ ایک کتا ہانپ رہا ہے اور پیاس کی وجہ سے گیلی مٹی چاٹ رہا ہے۔ اس آدمی نے سوچا؛ اسے بھی ویسی ہی پیاس لگی ہوگی جیسے مجھے لگی تھی ——— چنانچہ وہ پھر کنویں میں اُترا اور اپنا موزہ پانی سے بھرا اور اسے اپنے منہ میں لے کر اوپر چڑھا اور کتے کو پلایا، اللہ تعالیٰ نے اس کی قدر افزائی کی اور اسے بخش دیا۔ لوگوں نے عرض کیا: یارسول اللہ! کیا جانوروں میں بھی ہمارے لیے اجر ہے، فرمایا: ہر جاندار میں ثواب ہے۔

ایک محدث کا عجیب واقعہ

حضرت امام احمد بن حنبل کو معلوم ہوا کہ وراء النہر کے علاقے میں ایک محدث کے پاس حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کچھ ثلاثی احادیث ہیں۔ امام احمد دور دراز کا

● یہ حدیث بخاری و مسلم وغیرہ میں متعدد روایتوں اور مختلف لفظوں کے ساتھ بہت جگہ آئی ہے۔ ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے جہنم میں دیکھا کہ وہ بلی اس عورت کو نوچ رہی ہے۔ (بخاری صفحہ ۲۱۸/۱)

● جس طرح اس سے پہلے والی حدیث (جس میں کتے کو پانی پلانے کا ذکر ہے) میں جانوروں پر رحم کرنے اور احسان کرنے کی اہمیت کو ظاہر کیا گیا ہے۔ اسی طرح اس حدیث میں جانوروں پر ظلم کرنے کی برائی اور اس کے برے انجام کا ذکر کیا گیا ہے کہ یہ عورت ایک بلی کو ظلم سے مار ڈالنے کی وجہ سے جہنم میں گئی۔

● امام نووی نے فرمایا: کہ اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ بلی یا کسی بھی جانور کو بھوکا پیاسا باندھنا یا قید میں رکھنا حرام ہے کیونکہ یہ عورت باوجود مسلمان ہونے کے اسی گناہ کی وجہ سے جہنم میں داخل کی گئی اور اس حدیث سے یہ مسئلہ نکلتا ہے کہ جانوروں کا چارہ پانی مالک کے اوپر واجب ہے اگر مالک اپنے جانوروں کو بھوکا پیاسا رکھے گا تو گنہگار ہوگا۔ (نووی علی المسلم صفحہ ۲۳۶/۲)

● غیر موذی جانوروں پر کسی قسم کا ظلم حرام ہے۔ جو لوگ گھوڑوں، گدھوں پر ان کی طاقت سے زیادہ بوجھ لادتے ہیں یا بلا وجہ مارتے پیٹتے ہیں یا تفریح کے طور پر بلا ضرورت جانوروں کو زدوکوب کرتے رہتے ہیں، ان لوگوں کے لیے اس حدیث میں لرزہ بر اندام کرنے والی اور عبرت خیز وعید ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو ظلم کے گناہ سے محفوظ رکھے۔ (آمین)

● حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ ظالم اپنی ہی ذات کو نقصان پہنچاتا ہے ـــــ تو ـــــ حضرۃ ابو ہریرۃ نے فرمایا: کہ، کیوں نہیں! ظالم کے ظلم کی نحوست سے باری تعالیٰ بارش بند فرما دیتا ہے تو حباری (ایک پرند) اپنے گھونسلے میں لاغر

گھر میں ہونے سے ایک تو رحمت کے فرشتے گھر میں داخل نہیں ہوتے، دوسرے کُتّے کے بھونکنے سے راہ گیر لوگ پریشان ہوتے ہیں اور بعض اوقات اس کے کاٹنے سے زخمی بھی ہو سکتے ہیں۔ جس گھر میں کُتّا یا تصویر ہو اس میں رحمت کے فرشتوں کے داخل نہ ہونے کے بہت سے اسباب علماء نے لکھے ہیں۔ شوقیہ کُتّا رکھنا ایک نجس و ناپاک جانور کے ساتھ کھیلنا کودنا، اس کا ہر وقت گھر میں رہنا پھر اس پر مستزاد یہ کہ اللہ کے مفلوک الحال بندوں کی بجائے ان کُتّوں پر بے تحاشا خرچ کرنا، ان کو دیسی گھی اور گوشت کھلانا، دودھ پلانا، بادام روغن کی مالش کرنا، ریشمی رضائیوں میں سُلانا وغیرہ، اسلام کی رُوح اور مزاج کے خلاف ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ناجائز ذرائع سے اکٹھی کی ہوئی دولت کا ایک ناجائز مصرف ہے۔

(غریبوں کا والی صہ ۲۱۷/۲۱۸)

بِلّی کو بھوکا رکھنے پر عذاب

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ عُذِّبَتْ اِمْرَاَةٌ فِيْ هِرَّةٍ رَبَطَتْهَا حَتّٰى مَاتَتْ فَدَخَلَتْ فِيْهَا النَّارَ لَا هِيَ اَطْعَمَتْهَا وَلَا سَقَتْهَا اِذْ حَبَسَتْهَا وَلَا هِيَ تَرَكَتْهَا تَاْكُلُ مِنْ خَشَاشِ الْاَرْضِ ——— (بخاری صہ ۴۹۵)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک عورت کو صرف اس لیے عذاب ہوا کہ اس نے ایک بلّی کو باندھ دیا۔ یہاں تک کہ وہ مر گئی۔ وہ (عورت) اس بلّی کی وجہ سے دوزخ میں داخل ہوئی کیونکہ جب اُس نے بلّی کو باندھ دیا تو نہ اُسے خود کچھ کھلایا پلایا اور نہ اُسے آزاد کیا کہ وہ زمین سے حشرات الارض وغیرہ کھا لیتی۔

چند متفرق معمولاتِ مبارکہ

آدابِ سفر

اللہ قدوس ارشاد فرماتا ہے: وَالَّذِیْنَ جَاھَدُوْا فِیْنَا لَنَھْدِیَنَّھُمْ سُبُلَنَا وَاِنَّ اللّٰہَ لَمَعَ الْمُحْسِنِیْنَ○ (العنکبوت-۶۹)

ترجمہ: اور جنہوں نے ہماری راہ میں کوشش کی، ضرور ہم انہیں اپنے راستے دکھا دیں گے اور بے شک اللہ نیکوں کے ساتھ ہے۔

چونکہ زندگی سراپا سفر ہے اور بندے کو زندگی میں درپیش اسفار، سفرِ آخرت کی یاد دلاتے ہیں ——— حضور مرشدِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم راہِ حق کے سب سے بڑے مسافر و رہنما ہیں۔ اس لیے آپ کے انداز و آدابِ سفر سیکھنا، سکھانا اور اپنانا حصولِ منزلِ مقصود کے لیے انتہائی ضروری ہیں۔

سفر پر روانہ ہونے کیلئے پسندیدہ دن:

رَوَی الْبُخَارِیْ وَالطَّبْرَانِیْ وَاَبُوْدَاوٗد وَالْخَرَائِطِیْ عَنْ کَعْبِ بْنِ مَالِکٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَوْمَ الْخَمِیْسِ فِیْ غَزْوَۃِ تَبُوْکٍ وَکَانَ یُحِبُّ اَنْ یَّخْرُجَ یَوْمَ الْخَمِیْسِ ——— وَفِیْ رِوَایَۃٍ عَنْہُ قَالَ فَمَا کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَخْرُجُ فِیْ سَفَرٍ اِلَّا یَوْمَ الْخَمِیْسِ ——— (سُبُل الہدیٰ والرشاد فی سیرۃ خیر العباد ص ۳۱۹)

بخاری، طبرانی، ابوداؤد اور خرائطی نے حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ تبوک کے سفر پر جمعرات کے روز

ہو کر ظالم کے ظلم کی وجہ سے مرجاتی ہے۔

مشکوٰۃ باب الظلم، منتخب حدیثیں (علامہ اعظمی رحمۃ اللہ علیہ)

بالیقیں رحمتِ دوجہان آپ ہیں
زینتِ ہر مکین و مکان آپ ہیں
غمزدوں، بےکسوں، بےبسوں کیلئے
خیر و خوشحالیوں کا سامان آپ ہیں
دَم ہے بےدم کو جس کے سبب سے مِلا
دَم بدم برکتوں کی وہ جان آپ ہیں
منہ سے جو بھی کہا! پھر وہ ہو کے رہا
قدرتِ حق کی گویا، زبان آپ ہیں

(فقیر عثمانی)

صلی اللہ علیہ وسلم

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ

اَللّٰهُمَّ اِنِّیۡ اَعُوۡذُ بِكَ مِنۡ وَّعۡثَاۤءِ السَّفَرِ وَكَاٰبَةِ الۡمَنۡظَرِ وَسُوۡءِ الۡمُنۡقَلَبِ فِی الۡمَالِ وَالۡاَهۡلِ وَالۡوَلَدِ۔

اے اللہ ہم تیری بارگاہِ عظمت سے اپنے اس سفر میں نیکی، پرہیزگاری اور تیرے پسندیدہ عمل کا سوال کرتے ہیں۔ اے اللہ! تو ہمارا یہ سفر ہم پر آسان کر دے اور اس کی لمبی مسافتوں کو ہمارے لیے سمیٹ دے۔

اے اللہ! تو ہی سفر میں ہمارا رفیق ہے اور گھر بار میں ہمارا قائم مقام ہے۔

اے اللہ! میں سفر کی سختیوں سے سفر کے تکلیف دہ منظر سے اور بیوی بچوں اور مال و متاع میں تکلیف دہ واپسی سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔

اور جب سفر سے واپس تشریف لاتے تو مذکورہ دعا کے ساتھ ان الفاظ کا اضافہ فرماتے:

اٰئِبُوۡنَ تَاۤئِبُوۡنَ عَابِدُوۡنَ لِرَبِّنَا سَاجِدُوۡنَ [1]

(ہم) سفر سے لوٹنے والے ہیں۔ اللہ قدوس کی طرف رجوع کرنے والے ہیں، اس کی عبادت کرنے والے ہیں، اس کو سجدہ کرنے والے ہیں، اپنے پروردگار کی تعریف کرنے والے ہیں۔

جیسے آپ کو کرتے دیکھا میں نے اسی طرح کیا:

عَنۡ عَلِیِّ ابۡنِ رَبِیۡعَةَ قَالَ شَهِدۡتُّ عَلِیَّ بۡنَ اَبِیۡ طَالِبٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنۡهُ اُتِیَ بِدَابَّةٍ لِیَرۡكَبَهَا فَلَمَّا وَضَعَ رِجۡلَهٗ فِی الرِّكَابِ قَالَ بِسۡمِ اللّٰهِ فَلَمَّا اسۡتَوٰی عَلٰی ظَهۡرِهَا، قَالَ الۡحَمۡدُ لِلّٰهِ الَّذِیۡ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقۡرِنِیۡنَ وَاِنَّاۤ اِلٰی رَبِّنَا لَمُنۡقَلِبُوۡنَ، ثُمَّ قَالَ الۡحَمۡدُ لِلّٰهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ قَالَ

---

[1] ریاض الصالحین صہ ۳۲۱، سبل الہدیٰ صہ ۳۱۹ بحوالہ بخاری و مسلم

نکلے تھے اور جمعرات کے روز سفر پر نکلنا آپ کو پسند تھا۔

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بھی مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (عموماً) جمعرات کے روز ہی سفر پر نکلتے تھے۔

○ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَحِبُّ اَنْ يُّسَافِرَ يَوْمَ الْخَمِيْسِ ——— (طبرانی، سبل الہدیٰ ص۴۱۹)

ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جمعرات کے دن سفر کرنا پسند فرماتے تھے۔

دعائے سفر

رَوَى الْاِمَامُ اَحْمَدُ وَالشَّيْخَانِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا اسْتَوٰى عَلٰى بَعِيْرِهٖ خَارِجًا اِلٰى سَفَرٍ حَمِدَ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ وَسَبَّحَ وَكَبَّرَ ثَلَاثًا۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم، جب سفر پر روانہ ہونے کے لیے اونٹ پر سوار ہوتے تو اللہ تعالیٰ کی تعریف کرتے اس کی پاکی بیان کرتے اور تکبیر کہتے، تین تین بار اور پھر یہ آیت مبارکہ تلاوت فرماتے:

سُبْحٰنَ الَّذِيْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِيْنَ ○ وَاِنَّآ اِلٰى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ ○ (الزخرف) پاکی ہے اُسے جس نے اس سواری کو ہمارے بس میں کر دیا اور ہم اسے قابو میں لانے والے نہیں تھے اور بے شک ہمیں اپنے رب کی طرف پلٹنا ہے۔

پھر اللہ کریم کی بارگاہ میں یہ دعا کرتے:

اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْئَلُكَ فِيْ سَفَرِنَا هٰذَا الْبِرَّ وَالتَّقْوٰى وَمِنَ الْعَمَلِ مَا تَرْضٰى، اَللّٰهُمَّ هَوِّنْ عَلَيْنَا سَفَرَنَا هٰذَا وَاطْوِ عَنَّا بُعْدَ الْاَرْضِ۔ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ الصَّاحِبُ فِي السَّفَرِ وَالْخَلِيْفَةُ فِي الْاَهْلِ وَالْمَالِ۔

اَللّٰہُ اَکْبَرُ اور سُبْحَانَ اللّٰہِ

● عَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ کُنَّا اِذَا صَعِدْنَا کَبَّرْنَا وَاِذَا نَزَلْنَا سَبَّحْنَا۔

(رواہ البخاری، ریاض الصالحین ص۳۲۲)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب ہم بلندی پر چڑھتے تو اللہ اکبر کہتے اور جب اُترتے تو سبحان اللہ کہتے۔

● وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا قَالَ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَ جُیُوْشُہٗ اِذَا عَلَوُا الثَّنَایَا کَبَّرُوْا وَاِذَا ھَبَطُوْا سَبَّحُوْا۔ (رواہ ابوداؤد/ ریاض الصالحین)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے لشکر جب بلندی پر چڑھتے تو اللہ اکبر کہتے اور جب اُترتے تو سبحان اللہ کہتے۔

● حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حج یا عمرہ (یا کسی غزوے) سے واپسی پر جب کسی بلندی پر چڑھتے تو تین مرتبہ اللہ اکبر کہتے پھر یہ دعا مانگتے۔

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ، اٰیِبُوْنَ تَائِبُوْنَ عَابِدُوْنَ سَاجِدُوْنَ لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ صَدَقَ اللّٰہُ وَعْدَہٗ وَنَصَرَ عَبْدَہٗ وَھَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَہٗ۔ (بخاری ومسلم)

اللہ تعالےٰ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ یکتا ہے۔ اللہ کا کوئی شریک نہیں، سارے ملکوں کا مالک ہے، تمام تعریفوں کا مستحق ہے۔ وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ ہم سفر سے لوٹ کر آنے والے ہیں۔ اللہ کی طرف رجوع کرنے والے ہیں اللہ کی بندگی کرنے والے ہیں اس کو سجدہ کرنے والے ہیں۔ اپنے پروردگار کی حمد کرنے والے ہیں۔ اللہ نے اپنا وعدہ سچا کر دکھایا اور اپنے بندے کی مدد فرمائی اور تمام (باطل) گروہوں کو خود شکست دی۔

اَللّٰہُ اَکْبَرُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ قَالَ سُبْحَانَکَ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ فَاغْفِرْلِیْ اِنَّہٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّآ اَنْتَ ثُمَّ ضَحِکَ فَقِیْلَ یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَیِّ شَیْءٍ ضَحِکْتَ؟ قَالَ رَاَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم فَعَلَ کَمَا فَعَلْتُ ثُمَّ ضَحِکَ فَقُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ مِنْ اَیِّ شَیْءٍ ضَحِکْتَ؟ قَالَ اِنَّ رَبَّکَ سُبْحَانَہٗ یَعْجَبُ مِنْ عَبْدِہٖ اِذَا قَالَ: اغْفِرْلِیْ ذُنُوْبِیْ یَعْلَمُ اَنَّہٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ غَیْرِیْ۔

(رواہ ابوداؤد والترمذی، ریاض الصالحین ص۳۲۲)

جناب علی بن ربیعہ کہتے ہیں کہ میں امیرالمومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر تھا کہ آپ کی سواری کے لیئے ایک جانور لایا گیا تو آپ نے رکاب میں پاؤں رکھتے وقت بسم اللہ کہا اور سواری کی پیٹھ پر بیٹھ کر یہ فرمایا: اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ سَخَّرَلَنَا ھٰذَا ؕ یعنی دعائے سفر والی آیتِ مبارکہ تلاوت فرمائی پھر تین مرتبہ الحمد للہ کہا پھر تین مرتبہ اللہ اکبر کہا پھر یہ دُعا کی: سُبْحَانَکَ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ فَاغْفِرْلِیْ اِنَّہٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّآ اَنْتَ۔

یہ کلمات کہہ کر آپ ہنسے تو آپ سے کہا گیا، امیرالمومنین آپ کو کس بات پر ہنسی آئی۔ فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو (سواری پر سوار ہوتے وقت) ایسا ہی کرتے دیکھا جیسے میں نے کیا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہنسے تو آپ سے میں نے بھی اِسی طرح پوچھا تھا کہ آپ کس بات پر ہنسے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا: تیرا رَبّ جو پاک ہے فرماتا ہے کہ مجھے اِس بندہ کا یہ کہنا اچھا لگا جو کہتا ہے کہ (اے میرے ربّ) میرے گناہ معاف کر دے، وہ جانتا ہے کہ میرے سوا کوئی اور گناہ معاف نہیں کر سکتا۔

وَالِدٍ وَمَا وَلَدَ ۔ (رواہ ابو داؤد۔ ریاض الصالحین صہ ۳۲۴)

اے زمین! میرا اور تیرا رب اللہ تعالیٰ ہے۔ میں تیرے شر، اور تجھ میں موجود شر اور تیرے اندر پیدا کردہ شر سے اور تجھ پر چلنے والوں کے شر سے، اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرتا ہوں اور ہر شیر سے، ہر سیاہ رنگ والی چیز سے، سانپ سے اور بچھو سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتا ہوں۔ اور اس شہر کے باشندوں کے شر سے اور ہر والد اور اس کی اولاد کے شر سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں۔

● حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی گاؤں کو دیکھتے جس میں داخل ہونے کا ارادہ ہوتا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم، تین بار یہ فرماتے؛

اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْهَا اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنَا جَنَاهَا وَحَبِّبْنَا اِلٰى اَهْلِهَا وَحَبِّبْ صَالِحِيْ اَهْلِهَا اِلَيْنَا۔ (سبل الهدیٰ صہ ۴۲۲)

اے اللہ! اس بستی میں ہمیں برکت عطا فرما۔ اے اللہ! ہمیں اس کے باغوں کے چنے ہوئے پھل عطا فرما۔ یہاں کے باشندوں کے دلوں میں ہماری محبت پیدا فرما اور ان کے نیک لوگوں کی محبت ہمارے دلوں میں پیدا فرما؛



○ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّم ثَلَاثُ دَعْوَاتٍ مُسْتَجَابَاتٌ لَا شَكَّ فِیْهِنَّ دَعْوَةُ الْمَظْلُوْمِ، وَدَعْوَةُ الْمُسَافِرِ وَدَعْوَةُ الْوَالِدِ عَلٰی وَلَدِہٖ۔ رواہ ابو داؤد والترمذی، ریاض الصالحین ص۳۱۳

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تین دعاؤں کی مقبولیت یقینی ہے۔

۱۔ مظلوم کی دعا ۲۔ مسافر کی دعا ۳۔ باپ کی دعا بیٹے پر

پڑاؤ کرتے وقت کی دعا

خولہ بنت حکیم رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ کوئی شخص کہیں پڑاؤ کرتے وقت یہ دعائیہ کلمات پڑھ لے تو اسے وہاں سے روانگی تک کوئی چیز نقصان نہ پہنچائے گی۔

"اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ۔ (مسلم)

میں اللہ تعالیٰ کے مکمل کلمات کے ساتھ ہر پیدا شدہ شر اور آفت سے پناہ مانگتا ہوں۔

دورانِ سفر سرِ شام کی دعا:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دورانِ سفر جب رات آتی تو آپ یہ کلمات ارشاد فرماتے:

یَا اَرْضُ: رَبِّیْ وَرَبُّكِ اللّٰهُ، اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شَرِّكِ وَشَرِّ مَا فِیْكِ وَشَرِّ مَا خُلِقَ فِیْكِ وَشَرِّ مَا یَدِبُّ عَلَیْكِ وَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شَرِّ اَسَدٍ وَّاَسْوَدٍ وَمِنَ الْحَیَّةِ وَالْعَقْرَبِ وَمِنْ سَاكِنِ الْبَلَدِ وَمِنْ

○ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ وَاَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا خَرَجَ ثَلَاثَةٌ فِیْ سَفَرٍ فَلْیُؤَمِّرُوْا اَحَدَهُمْ۔

(ابوداؤد، ریاض الصالحین)

جناب ابوسعید خدری اور جناب ابوہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جب تین آدمی شریکِ سفر ہوں تو انہیں چاہیئے کہ اپنے میں سے کسی کو اپنا امیر بنالیں۔

چار ہم سفروں کی رفاقت:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خَیْرُ الصِّحَابَةِ اَرْبَعَةٌ وَخَیْرُ السَّرَایَا اَرْبَعُمِائَةٍ وَخَیْرُ الْجُیُوْشِ اَرْبَعَةُ اٰلَافٍ وَلَنْ یُّغْلَبَ اثْنَا عَشَرَ اَلْفًا عَنْ قِلَّةٍ۔ (ابوداؤد، ریاض الصالحین ص۳۱۷)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: چار ساتھیوں کی رفاقت بہترین رفاقت ہے اور چار سو افراد کا دستہ بہترین سریہ اور چار ہزار افراد کا لشکر بہترین لشکر ہوتا ہے اور بارہ ہزار نفر کی فوج بلحاظِ قلت کبھی مغلوب نہیں ہوتی۔

مقصدِ سفر پورا ہونے پر جلدی لوٹنا:

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلسَّفَرُ قِطْعَةٌ مِّنَ الْعَذَابِ یَمْنَعُ اَحَدَکُمْ طَعَامَهٗ وَشَرَابَهٗ وَنَوْمَهٗ فَاِذَا قَضٰی اَحَدُکُمْ نَهْمَتَهٗ مِنْ سَفَرِهٖ فَلْیُعَجِّلْ اِلٰی اَهْلِهٖ۔

(بخاری و مسلم، ریاض الصالحین ص۳۲۵)

حضرت صہیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی بستی میں داخل ہوتے تو یہ دُعا ضرور پڑھتے:
اَللّٰھُمَّ رَبَّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَمَا اَظْلَلْنَ وَرَبَّ الْاَرَضِیْنَ السَّبْعِ وَمَا اَقْلَلْنَ وَرَبَّ الشَّیَاطِیْنَ وَمَا اَضْلَلْنَ وَرَبَّ الرِّیَاحِ وَمَا اَذْرَیْنَ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ خَیْرَ ھٰذِہِ الْقَرْیَۃِ وَخَیْرَ اَھْلِھَا وَخَیْرَ مَا فِیْھَا وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ شَرِّھَا وَشَرِّ اَھْلِھَا وَشَرِّ مَا فِیْھَا۔
(طبرانی ۔ سُبل الھدٰی)

اے سات آسمانوں کے رب اور جن پر یہ آسمان سایہ فگن ہیں، اِن کے پروردگار اے سات زمینوں کے اور جو کچھ زمینوں نے اٹھا رکھا ہے ان کے پروردگار، اے شیاطین کے رب اور جن کو وہ گمراہ کرتے ہیں ان کے پروردگار اور ہواؤں کے اور جن کو وہ اڑاتی ہیں اُن کے پروردگار میں تجھ سے اِس بستی کی اور بستی والوں اور جو کچھ اس میں ہے ان سب کی خیر طلب کرتا ہوں اور (اسی طرح) اِس بستی اور اہلِ بستی اور جو کچھ اس میں ہے سب کے شر سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔

رات کو تنہا سفر کرنے سے منع فرمایا:

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَوْ اَنَّ النَّاسَ یَعْلَمُوْنَ مِنَ الْوَحْدَۃِ مَا اَعْلَمُ مَا سَارَ رَاکِبٌ بِلَیْلٍ وَحْدَہٗ۔
(بخاری ۔ ریاض الصالحین صہ ۳۱۷)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر لوگوں کو ان نقصانات کا علم ہو جائے جو میں جانتا ہوں کہ تنہا سفر میں ہوتے ہیں تو کوئی سوار رات کو تنہا سفر نہ کرے۔

وَوَضَعَ رَأْسَهٗ عَلٰی کَفِّہٖ ۔ (رواہ مسلم، ریاض الصالحین صہ ۳۱۸)

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سفر میں جب رات کو (کسی جگہ) ٹھہرتے تو دائیں پہلو لیٹ کر آرام فرماتے اور اگر یہ ٹھہرنا رات کے آخری پہر ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم دائیں کروٹ لیٹ کر دایاں بازو کھڑا کر کے ہتھیلی پر سرانور رکھ کر آرام فرماتے۔

یعنی تعلیم امت کیلئے ایسا کرتے کہ صبح ہونے والی ہے۔ سر زمین پر رکھ کر سونے سے گہری نیند کے سبب کہیں نماز فجر کا وقت نہ نکل جائے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا سفر سے واپس آنا:

عَنْ کَعْبِ بْنِ مَالِکٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ اِذَا قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ بَدَأَ بِالْمَسْجِدِ فَرَکَعَ فِیْہِ رَکْعَتَیْنِ۔

(بخاری و مسلم، ریاض الصالحین صہ ۳۲۶)

جناب کعب بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر واپس تشریف لاتے تو پہلے مسجد میں تشریف لے جاتے اور وہاں دو رکعت نماز ادا فرماتے۔

ضیاء النبی میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مراجعت فرمائی سفر کی شان کا ذکر جمیل ان الفاظ میں منقول ہے:۔

حضرت عبداللہ بن جعفر سے مروی ہے کہ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر سے واپس تشریف لاتے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان کے بچے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے استقبال کے لیے جمع ہو جاتے ——— ایک سفر سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم واپس تشریف لائے تو میں سب سے پہلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچ گیا۔ حضور

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سفر ایک قسم کا عذاب ہے اس سے کھانے پینے اور سونے کے نظام میں خلل پڑتا ہے۔ اس لیے جس مقصد کے لیے سفر کیا جائے اس کے پورا ہو جانے پر اپنے گھر جلدی آجانا چاہیئے۔

دو رکعتیں ادا فرماتے

عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا نَزَلَ مَنْزِلًا لَمْ یَرْتَحِلْ مِنْہُ حَتّٰی یُوَدِّعَہٗ بِرَکْعَتَیْنِ۔

(ابو یعلی، ابن ابی شیبہ، سبل الہدٰی صہ ۴۲۲)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (دوران سفر) جب کسی جگہ قیام فرماتے تو وہاں دو رکعت (نماز نفل) پڑھے بغیر اُس جگہ سے کوچ نہ فرماتے۔

○ عَنْ فَضَالَۃَ بْنِ عُبَیْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا نَزَلَ مَنْزِلًا فِیْ سَفَرٍ اَوْ دَخَلَ بَیْتَہٗ لَمْ یَجْلِسْ حَتّٰی یَرْکَعَ رَکْعَتَیْنِ۔

(طبرانی، سبل الہدٰی صہ ۴۲۳)

حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (دوران سفر) جب کسی جگہ نزول فرماتے یا (سفر سے واپسی) اپنے گھر میں داخل ہوتے تو دو رکعت (نماز نفل) پڑھے بغیر نہ بیٹھتے۔

دوران سفر آرام فرما ہونے کے انداز

عَنْ اَبِیْ قَتَادَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا کَانَ فِیْ سَفَرٍ فَعَرَّسَ بِلَیْلٍ اضْطَجَعَ عَلٰی یَمِیْنِہٖ وَاِذَا عَرَّسَ قُبَیْلَ الصُّبْحِ نَصَبَ ذِرَاعَہٗ

ذوالحلیفہ ایک آبادی ہے جو مدینہ طیبہ سے چھ میل کے فاصلہ پر ہے اور وہاں جو مسجد ہے اس کا نام مُعَرَّس ہے۔ (ضیاء النبی ص ۶۱۳/۶۱۴، ۵)

○ عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ اَقْبَلْنَا مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَتّٰی اِذَا کُنَّا بِظَهْرِ الْمَدِیْنَةِ قَالَ اٰئِبُوْنَ تَائِبُوْنَ عَابِدُوْنَ لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ، فَلَمْ یَزَلْ یَقُوْلُ ذَالِكَ حَتّٰی قَدِمْنَا الْمَدِیْنَةَ۔ (رواہ مسلم)

جناب انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ سفر سے واپس آ رہے تھے جب مدینہ طیبہ پر ہماری نظر پڑی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ الفاظ فرمائے: ہم سفر سے واپس آنے والے ہیں، توبہ کرنے والے ہیں، عبادت کرنے والے اور رب کی حمد کرنے والے ہیں اور مدینہ طیبہ میں داخل ہونے تک یہی کلمات فرماتے رہتے۔

اندازِ الوداع اور دعا

وَرَوَی التِّرْمِذِیُّ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اُرِیْدُ سَفَرًا فَزَوِّدْنِیْ قَالَ: زَوَّدَكَ اللّٰہُ التَّقْوٰی، قَالَ زِدْنِیْ قَالَ وَغَفَرَ ذَنْبَكَ قَالَ زِدْنِیْ بِاَبِیْ اَنْتَ وَاُمِّیْ قَالَ: وَیَسَّرَ لَكَ الْخَیْرَ حَیْثُ مَا كُنْتَ۔

ترمذی نے روایت کی ہے کہ ایک شخص بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوا اور عرض کی یا رسول اللہ! میں سفر کا ارادہ رکھتا ہوں، مجھے زادِ راہ سے نوازیں۔ فرمایا: اللہ تعالیٰ تقویٰ کو تیرا زادِ راہ بنائے۔ تیرے گناہوں کو معاف فرمائے اور تم جہاں کہیں بھی ہو اللہ تعالیٰ تمہارے لیے حصولِ خیر کو آسان کر دے۔

صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اٹھایا اور اپنے آگے سامنے بٹھا لیا اور پھر حسنین کریمین میں سے ایک صاحبزادے تشریف لائے، اِن کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پیچھے بٹھا لیا۔ اس طرح ہم تین سوار ایک جانور پر اکٹھے مدینہ طیبہ میں داخل ہوئے۔

اس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک سفر سے واپس آئے تو عبداللہ بن جعفر اور سیدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہم نے آپ کا استقبال کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں میں سے عمر میں جو بڑا تھا اس کو پیچھے بٹھایا اور جو چھوٹا تھا اس کو سامنے بٹھایا۔ اِس طرح حضرت عباس کے دونوں صاحبزادوں میں سے قثم کو اپنے سامنے بٹھایا اور فضل بن عباس کو اپنے پیچھے بٹھایا۔

وہ خوش قسمت بچے جن کو سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سواری کی سعادت میسر آئی، ان کی تعداد پچاس ہے اور اُن سب کے اسماء سُبل الہدیٰ اور دیگر کتبِ سیرت میں موجود ہیں ———— حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم رات کے وقت اچانک کاشانہ اقدس میں تشریف نہیں لے جاتے تھے اور اُمتیوں کو بھی فرمایا: اچانک گھر نہ جایا کرو بلکہ اپنی آمد سے اہلِ خانہ کو آگاہ کرو تاکہ وہ تمہارے استقبال کیلئے تیار ہو جائیں۔ اس میں حکمت یہ ہے کہ خاوند جب سفر پر ہوتا ہے تو بیوی اپنی آرائش کیطرف سے بے پرواہ ہو جاتی ہے۔ اگر تم اچانک گھر جاؤ گے تو عین ممکن ہے کہ تمہاری، اس کی ملاقات اس حالت میں ہو جبکہ اس کے بال بکھرے ہوں۔ اس نے مسواک نہ کیا ہو۔ کپڑے میلے کچیلے ہوں۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ اس کو ایسی حالت میں دیکھ کر تم اس سے متنفر ہو جاؤ۔

اِنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم اِذَا قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ بَاتَ بِالْمُعَرَّسِ حَتّٰى يَتَغَدّٰى۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم سفر سے واپس تشریف لاتے تو ذوالحلیفہ کی مسجد میں رات قیام فرماتے یہاں تک کہ صبح ہو جاتی۔

ترجمہ:-

اللہ قدوس تقویٰ کو تمہاری چادر بنائے، تمہارے گناہوں کو معاف فرمائے۔ اور جدھر بھی تم منہ کرو وہاں خیر ہی خیر ہو۔

آپ کچھ قدم اس کے ساتھ چلے

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ جَاءَ غُلَامٌ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنِّیْ اُرِیْدُ هٰذِهِ النَّاحِیَةَ لِلْحَجِّ قَالَ فَمَشٰی مَعَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَرَفَعَ رَاْسَهٗ اِلَیْهِ فَقَالَ: یَا غُلَامُ! زَوَّدَكَ اللّٰهُ التَّقْوٰی وَوَجَّهَكَ فِی الْخَیْرِ وَفِیْ رِوَایَةٍ لِلْخَیْرِ وَکَفَاكَ الْهَمَّ۔ (سبل الہدیٰ ص ۴۲۶)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک نوجوان بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوا اور عرض کی، یا رسول اللہ! میں حج کے ارادے سے اس سمت میں جا رہا ہوں۔ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس نوجوان کے ساتھ کچھ قدم چلے، پھر اپنا سر مبارک اس کی طرف اٹھایا اور اس دعا سے نوازا "اے نوجوان اللہ تعالیٰ تقویٰ کو تیرا زادِ سفر بنائے اور تجھے ہمیشہ خیر کی طرف لے جائے اور ہر غم و پریشانی سے تمہیں بچائے۔

سفر سے واپس آنے والوں کو خوش آمدید کہنا:

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ غُلَامًا حَجَّ فَلَمَّا قَدِمَ سَلَّمَ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَرَفَعَ رَاْسَهٗ وَقَالَ یَا غُلَامُ تَقَبَّلَ اللّٰهُ حَجَّكَ وَغَفَرَ ذَنْبَكَ وَاَخْلَفَ نَفَقَتَكَ۔ (طبرانی، سبل الہدیٰ ص ۴۲۷)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک نوجوان حج کر کے واپس لوٹا تو اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر سلام عرض کیا تو رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سرِ انور اٹھا کر اس کی طرف دیکھا اور ان پیاری دعاؤں سے نوازا۔

صحابہ کو کیسے الوداع فرماتے؟

عَنْ ابنِ عُمَرَ رَضِیَ اللہ عَنہُمَا قَالَ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم یُوَدِّعُنَا وَفِی رِوَایَۃٍ عنہ ۔ اَرْسَلَنِیْ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم فِیْ حَاجَۃٍ لِی فَاَخَذَ بِیَدِیْ وَقَالَ " اَسْتَوْدِعُ اللہَ دِیْنَکَ وَاَمَانَتَکَ وَخَوَاتِیْمَ عَمَلِکَ ۔ (مسند احمد، ابوداؤد، ترمذی، سُبل الہُدیٰ ص ۴۲۶)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں الوداع فرماتے اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں کسی کام کے لیے روانہ کیا اور ان کا ہاتھ اپنے دستِ مبارک میں دیا اور یوں دُعا دی:

" اَسْتَوْدِعُ اللہَ دِیْنَکَ وَاَمَانَتَکَ وَخَوَاتِیْمَ عَمَلِکَ "

مَیں تیرے دین کو اللہ کی سپرد کرتا ہوں، تیری امانت کو اور تیرے اعمال کے انجام کو اللہ کی امان میں دیتا ہوں۔

○ عَنْ قَتَادَۃَ الرَّھَاوِیْ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ قَالَ لَمَّا عَقَدَ لِیْ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم عَلٰی قَوْمِیْ اَخَذْتُ بِیَدِہٖ فَوَدَّعْتُہٗ فَقَالَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم ۔ جَعَلَ اللہُ التَّقْوٰی زَادَکَ وَغَفَرَ ذَنْبَکَ وَوَجَّھَکَ لِلْخَیْرِ حَیْثُ مَا تَوَجَّھْتَ ۔ (طبرانی، سُبل الہُدیٰ ص ۴۲۶)

حضرت قتادہ رہاوی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے میری قوم پر (سردار) مقرر فرمایا تو میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا دستِ اقدس تھام کر آپ سے الوداع ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے کلماتِ وداع کے جواب میں مجھے ان عظیم عطاؤں و دعاؤں سے نوازا:

" جَعَلَ اللہُ التَّقْوٰی زَادَکَ وَغَفَرَ ذَنْبَکَ وَوَجَّھَکَ لِلْخَیْرِ حَیْثُمَا

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے آدابِ خور و نوش

حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے فقر و فاقہ اور آدابِ اکل و شرب سے متعلق کثیر روایات و واقعات "شکمِ اطہر" کے بیان کے ضمن میں آپ ملاحظہ کر چکے ہیں۔ یہاں چند مزید آدابِ خور و نوش کا بیان احاطۂ تحریر میں لایا جائے گا۔ قبل ازیں ایک ضروری وضاحت ملاحظہ فرمائیں :

کھانا یعنی غذا اللہ تعالیٰ کی عظیم نعمتوں میں سے ہے کیونکہ اس سے انسانی زندگی کی بقا وابستہ ہے۔ اس لیے اس کے بغیر چارہ نہیں۔ لہٰذا اسے ادب و احترام سے استعمال میں لانا انسانی فرض ہے جو شخص کھانے کی قدر کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے رزق میں اضافہ فرما دیتا ہے۔ غذا تو ہر صورت میں کھانی ہے اگر اسے اس نیت سے کھایا جائے کہ اس کے کھانے سے جسمانی قوت پیدا ہو گی۔ توانائی بحال رہے گی جس سے انسان بخوبی اللہ کی عبادت سرانجام دے سکے گا تو اس وقت انسان کا کھانا بھی عبادت بن جائے گا۔

امام غزالی علیہ الرحمۃ نے اسی بات کو یوں بیان فرمایا ہے کہ راہِ عبادت بھی خود عبادت کا ایک حصہ ہے اور سامانِ سفر بھی سفر ہی کہلاتا ہے ——— پس ہر وہ چیز جس کا تعلق راہِ دین سے ہو یعنی دین کو جس چیز کی حاجت ہو وہ بجائے خود دین کا ایک جزو ہے ——— اور ظاہر ہے کہ دین، کھانے کی حاجت سے بے نیاز نہیں۔ کیونکہ راہِ دین پر چلنے والوں کا اصل مقصد دیدارِ الٰہی حاصل کرنا ہے اور اس کا تخم علم و عمل ہے اور علم و عمل کی مواظبت جسم کی سلامتی کے بغیر ممکن نہیں اور جسم کی سلامتی کھانے پینے کے بغیر ممکن نہیں۔ پس کھانا پینا راہِ دین کی ضرورت میں شامل ہے (یعنی کھائے گا تو جسم سلامت رہے گا، جسم سلامت ہو گا تو علم و عمل ممکن ہو سکے گا

"اے نوجوان! اللہ تعالیٰ تیرے حج کو قبول فرمائے، تیرے گناہوں کو بخش دے اور تم نے جو سفرِ حج میں خرچ کیا ہے اس کا بدل تمہیں عطا فرمائے۔

○ عَنْ اَنَسٍ وَابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا اَنَّ عُمَرَ اسْتَاْذَنَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِی الْعُمْرَۃِ فَاَذِنَ لَہٗ وَقَالَ یَا اُخَیَّ، اَشْرِکْنَا فِیْ صَالِحِ دُعَائِکَ وَلَا تَنْسَنَا۔ (احمد، ابوداؤد، ترمذی، سبل الہدیٰ ص ۴۲۷)

حضرت انس اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہم روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عمرہ کی اجازت طلب کی، آپ نے انہیں اجازت عطا فرمائی اور ساتھ ہی فرمایا:

"یَا اُخَیَّ اَشْرِکْنَا فِیْ صَالِحِ دُعَائِکَ وَلَا تَنْسَنَا":

اے بھائی! اپنی نیک دعاؤں میں ہمیں شامل رکھنا اور ہمیں بھول نہ جانا۔

؎ درِ محبوب سے ہٹ کر گزارا ہو نہیں سکتا
یہ وہ در ہے کہ اس در سے کنارہ ہو نہیں سکتا
وہ دُنیا کے حوادث ہوں یا میدانِ قیامت ہو
بغیرِ مصطفٰے کوئی سہارا، ہو نہیں سکتا
(صلی اللہ علیہ وسلم)

اس کا ذکر کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کھانے کی برکت کا باعث اس سے پہلے اور اس کے بعد ہاتھوں کے دھونے میں ہے

○ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو کوئی یہ پسند کرے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ اس کے گھر میں خیر و برکت زیادہ کرے، اُسے چاہیے کہ جب کھانا حاضر کیا جائے تب بھی اور جب کھانا اٹھایا جائے تب بھی وضو کرے، (یعنی ہاتھ دھوئے اور کلی کرے) (ابن ماجہ)

کھانے سے پہلے بسم اللہ پڑھنا:

عَنْ عُمَرَ بْنِ اَبِیْ سَلَمَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا قَالَ قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سَمِّ اللّٰہَ وَکُلْ بِیَمِیْنِکَ وَکُلْ مِمَّا یَلِیْکَ ۔ (بخاری و مسلم)

جناب عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہدایت فرمائی کہ بسم اللہ پڑھ کر دائیں ہاتھ سے کھانا کھاؤ اور اپنے سامنے سے کھاؤ۔

عَنْ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا اَکَلَ اَحَدُکُمْ فَلْیَذْکُرِ اسْمَ اللّٰہِ تَعَالٰی فَاِنْ نَسِیَ اَنْ یَّذْکُرَ اسْمَ اللّٰہِ تَعَالٰی فِیْ اَوَّلِہٖ فَلْیَقُلْ بِسْمِ اللّٰہِ اَوَّلَہٗ وَاٰخِرَہٗ ۔

(ابو داؤد، ترمذی، ریاض الصالحین)

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تم میں سے جب کوئی کھانا کھائے تو اسے چاہیئے کہ بسم اللہ سے شروع کرے اور اگر ابتدا میں بسم اللہ بھول جائے تو جب یاد آئے یوں کہے!

بِسْمِ اللّٰہِ اَوَّلَہٗ وَاٰخِرَہٗ : (یعنی اللہ کے نام کے ساتھ ابتدا بھی اور انتہا بھی)

اور یہی راہِ دین ہے اور راہِ دین، خود دین ہے) پس معلوم ہوا کہ کھانا پینا منجملہ دین سے ہے اور اسی لیے حق تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ "نفیس چیزیں کھاؤ اور نیک عمل (یعنی عبادت) کرو۔ گویا عملِ صالح اور کھانا کھانے کا ذکر یکجا کر دیا گیا ہے۔ پس جو شخص کھانا اس ارادے سے کھاتا ہے کہ اسے علم و عمل کی قوت اور راہِ آخرت پر گامزن ہونے کے لیے طاقت حاصل ہو جائے، اس کا کھانا بھی عبادت ہی ہے اور اسی لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مومن کی ہر چیز پر ثواب ہی ثواب ملتا ہے۔ یہاں تک کہ اس کا اپنے منہ میں یا اپنے بال بچوں کے منہ میں نوالہ ڈالنا بھی ثواب میں شامل ہے اور اس ارشاد سے مراد یہ ہے کہ مومن کا مقصد ہر چیز سے راہِ آخرت پر چلنا ہوتا ہے اور راہِ دین پر گامزن ہونے کی خاطر کھانا کھانے کی نشانی یہ ہے کہ (اس نیت سے کھانے والا) حریص ہو کر نہیں کھاتا اور حلال کھاتا ہے اور بقدرِ حاجت کھاتا ہے۔

(کیمیائے سعادت، آدابِ سنت)

کھانے سے پہلے ہاتھوں کو دھونا

عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا اَرَادَ اَنْ یَّاْكُلَ غَسَلَ یَدَیْهِ :۔

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور سیدِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم جب کھانا کھانے کا ارادہ فرماتے تو اپنے دونوں مبارک ہاتھوں کو دھوتے۔

○ عَنْ سَلْمَانَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَرَأْتُ فِی التَّوْرَاةِ اِنَّ بَرَكَةَ الطَّعَامِ الْوُضُوْءُ بَعْدَهٗ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بَرَكَةُ الطَّعَامِ الْوُضُوْءُ قَبْلَهٗ وَالْوُضُوْءُ بَعْدَهٗ ۔ (ترمذی، ابوداؤد)

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے توریت میں پڑھا تھا کہ کھانے کی برکت کا باعث اس کے بعد ہاتھ دھونا ہے۔ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے

بِيَدِهٖ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الشَّيْطَانَ يَسْتَحِلُّ الطَّعَامَ اَنْ لَّا يُذْكَرَ اسْمُ اللّٰهِ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاِنَّهٗ جَاءَ بِهٰذِهِ الْجَارِيَةِ لِيَسْتَحِلَّ بِهَا فَاَخَذْتُ بِيَدِهَا فَجَاءَ بِهٰذَا الْاَعْرَابِيِّ لِيَسْتَحِلَّ بِهٖ فَاَخَذْتُ بِيَدِهٖ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ اِنَّ يَدَهٗ فِيْ يَدِيْ مَعَ يَدَيْهِمَا ثُمَّ ذَكَرَ اسْمَ اللّٰهِ تَعَالٰى وَاَكَلَ۔

(رواہ مسلم، ریاض الصالحین ص۲۶۲)

جناب حذیفہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ جب کبھی ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ کھانے کا موقع ملتا تو ہم میں سے اس وقت تک کھانے کی طرف کوئی بھی ہاتھ نہ بڑھاتا جب تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابتداء نہ فرماتے۔

ایک مرتبہ ایسا ہی موقع تھا کہ ایک لڑکی کھانے پر اس طرح امڈ کر آئی کہ گویا کوئی اسے دھکیل رہا ہو اور کھانے پر ہاتھ ڈالنے لگی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا ہاتھ پکڑلیا۔ لڑکی کے بعد ایک دیہاتی بھی کھانے پر اسی طرح ٹوٹ پڑا کہ گویا کہ کوئی اسے دھکیل رہا ہے اور کھانے پر ہاتھ ڈالنا ہی چاہتا تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا ہاتھ بھی پکڑلیا اور فرمایا کہ وہ کھانا جس پر اللہ کا نام نہ لیا جائے شیطان اپنے لیے حلال سمجھتا ہے۔

اور اس لڑکی کو وہی پکڑ کر لایا تھا اور اس کے ذریعے یہ کھانا اپنے لیے حلال کرنا چاہتا تھا۔ کہ میں نے لڑکی کا ہاتھ پکڑلیا (یہ دیکھ کر) وہ ایک دیہاتی کو گھیر لایا میں نے اس کا بھی ہاتھ پکڑلیا اور اللہ کی قسم! ان دونوں کے ہاتھوں کے ساتھ شیطان کا ہاتھ بھی میری گرفت میں ہے۔

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بسم اللہ کہہ کر کھانا شروع فرمایا۔

کھانے پر بسم اللہ کی برکتیں

عَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اِذَا دَخَلَ الرَّجُلُ بَیْتَہٗ فَذَکَرَ اللّٰہَ عِنْدَ دُخُوْلِہٖ وَعِنْدَ طَعَامِہٖ قَالَ الشَّیْطَانُ لِاَصْحَابِہٖ لَا مَبِیْتَ لَکُمْ وَلَا عَشَاءَ وَاِذَا دَخَلَ فَلَمْ یَذْکُرِ اللّٰہَ تَعَالٰی عِنْدَ دُخُوْلِہٖ قَالَ اَدْرَکْتُمُ الْمَبِیْتَ وَاِذَا لَمْ یَذْکُرِ اللّٰہَ تَعَالٰی عِنْدَ طَعَامِہٖ قَالَ اَدْرَکْتُمُ الْمَبِیْتَ وَالْعَشَاءَ۔ (رواہ مسلم، ریاض الصالحین ص۲۴۳)

جناب جابر رضی اللہ عنہٗ راوی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ جب آدمی اپنے گھر میں داخل ہوتے وقت، نیز کھانا شروع کرتے وقت اللہ کو یاد کر لیتا ہے (یعنی بسم اللہ شریف پڑھ لیتا ہے) تو شیطان اپنے چیلوں سے کہتا ہے (یہاں سے نکلو) کہ یہاں نہ تو تمہاری شب بسری کی گنجائش ہے اور نہ کھانے کے لیے کچھ ہے اور جب وہ آدمی گھر میں داخل ہوتے وقت بسم اللہ نہیں پڑھتا تو شیطان کہتا ہے، چلو رات گزارنے کا تو انتظام ہو گیا اور جب وہ (آدمی) کھانے پر بسم اللہ نہیں پڑھتا تو شیطان (اپنے چیلوں سے) کہتا ہے لو بھئی تمہارا (یہاں) شب بسری کے ساتھ کھانے کا بھی انتظام ہو گیا۔

خدا کی قسم اُس کا ہاتھ بھی میری گرفت میں ہے:

عَنْ حُذَیْفَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ کُنَّا اِذَا حَضَرْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ طَعَامًا لَمْ نَضَعْ اَیْدِیَنَا حَتّٰی یَبْدَاَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَیَضَعُ یَدَہٗ وَاِنَّا حَضَرْنَا مَعَہٗ مَرَّۃً طَعَامًا فَجَاءَتْ جَارِیَۃٌ کَاَنَّہَا تُدْفَعُ فَذَہَبَتْ لِتَضَعَ یَدَہَا فِی الطَّعَامِ فَاَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِیَدِہَا ثُمَّ جَاءَ اَعْرَابِیٌّ کَاَنَّمَا یُدْفَعُ فَاَخَذَ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر بسم اللہ پڑھ کے شریک ہوتا تو یہ کھانا سب کیلئے کافی ہو جاتا۔

کھانا پینا، لینا دینا دائیں ہاتھ سے

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لِیَاْکُلْ اَحَدُکُمْ بِیَمِیْنِهٖ وَلْیَشْرَبْ بِیَمِیْنِهٖ وَلْیَاْخُذْ بِیَمِیْنِهٖ وَلْیُعْطِ بِیَمِیْنِهٖ فَاِنَّ الشَّیْطَانَ یَاْکُلُ بِشِمَالِهٖ وَیَشْرَبُ بِشِمَالِهٖ وَیَاْخُذُ بِشِمَالِهٖ وَیُعْطِیْ بِشِمَالِهٖ۔ (ابن ماجہ، مسند احمد، سبل الہدیٰ ص ۱۶۳)

جناب ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رحمتِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کھاؤ تو دائیں ہاتھ سے پیو تو دائیں ہاتھ سے اور کوئی چیز پکڑو تو دائیں ہاتھ سے، لو اور دو تو دائیں ہاتھ سے کیونکہ شیطان کا طریقہ ہے کہ وہ اپنے بائیں ہاتھ سے کھاتا، پیتا ہے۔ بائیں ہاتھ سے پکڑتا ہے اور بائیں ہاتھ سے ہی لیتا دیتا ہے۔

○ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْاَکْوَعِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهُ اَنَّ رَجُلًا یُسَمّٰی بُسْرُ بْنُ رَاعِی الْعَیْرِ اَکَلَ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِشِمَالِهٖ فَقَالَ کُلْ بِیَمِیْنِكَ قَالَ: لَا اَسْتَطِیْعُ قَالَ لَا اسْتَطَعْتَ مَا مَنَعَهٗ اِلَّا الْکِبْرُ فَمَا رَفَعَهَا اِلٰی فِیْهِ۔ (مسلم، سبل الہدیٰ ص ۱۶۳)

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے جسے بُسر بن راعی العیر کہا جاتا تھا۔ رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھ کر بائیں ہاتھ سے کھانا کھایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فرمایا: اپنے دائیں ہاتھ سے کھاؤ تو اس نے ازراہِ تکبر جواب دیا۔ میں دائیں (ہاتھ) سے نہیں کھا سکتا۔ آپ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسکرا پڑے:

عَنْ اُمَیَّۃَ بْنِ مَخْشِیِّ الصَّحَابِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ جَالِسًا وَرَجُلٌ یَاْکُلُ فَلَمْ یُسَمِّ اللّٰہَ حَتّٰی لَمْ یَبْقَ مِنْ طَعَامِہٖ اِلَّا لُقْمَۃٌ فَلَمَّا رَفَعَھَا اِلٰی فِیْہِ قَالَ بِسْمِ اللّٰہِ اَوَّلَہٗ وَاٰخِرَہٗ فَضَحِکَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ مَازَالَ الشَّیْطَانُ یَاْکُلُ مَعَہٗ فَلَمَّا ذَکَرَ اسْمَ اللّٰہِ اسْتَقَاءَ مَا فِیْ بَطْنِہٖ۔ ابوداؤد، نسائی، ریاض الصالحین ص ۲۹۳

جناب امیہ بن مخشی صحابی رضی اللہ عنہ، راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں ایک صاحب کھانا کھا رہے تھے اور بسم اللہ نہیں پڑھی تھی، سارا کھانا کھا لیا صرف ایک لقمہ باقی تھا کہ اس کو کھانے لگے تو "بسم اللہ اوّلہٗ وآخرہٗ" کہہ دیا۔ اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسکرا پڑے اور فرمایا کہ اس کے ساتھ شروع ہی سے کھانا کھا رہا تھا۔ آخری لقمہ پر جب انہوں نے اللہ کا نام لیا تو جو کچھ شیطان نے کھایا تھا قے کرکے سارا نکال دیا۔

اگر بسم اللہ پڑھ کر شریک طعام ہوتا:

عَنْ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا قَالَتْ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَاْکُلُ طَعَامًا فِیْ سِتَّۃٍ مِّنْ اَصْحَابِہٖ فَجَاءَ اَعْرَابِیٌّ فَاَکَلَہٗ بِلُقْمَتَیْنِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَمَا اِنَّہٗ لَوْ سَمّٰی لَکَفَاکُمْ۔ (رواہ الترمذی)

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے چھ اصحاب کے ساتھ کھانا تناول فرما رہے تھے کہ اسی دوران ایک دیہاتی بھی شریک طعام ہوگیا اور دو ہی نوالوں میں سارا کھانا کھا گیا۔ تب

کا سنت طریقہ یہ ہے کہ دایاں گھٹنا کھڑا کریں اور بائیں پاؤں پر بیٹھ جائیں اور جسم کا وزن اسی پر ڈال لیں، کسی چیز سے ٹیک لگا کر کھانا اچھا نہیں۔

بیٹھنے کا ایک اور مسنون طریقہ یہ ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کھجور کھاتے دیکھا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم زمین سے لگ کر اس طرح بیٹھے تھے کہ دونوں گھٹنے کھڑے تھے۔

جوتے اُتار کر بیٹھنا

جب کھانا کھانے کیلئے بیٹھا جائے تو اس وقت جوتا اتار دینا چاہیئے کیونکہ دستر خوان پر جوتے سمیت بیٹھنا خلافِ سنت ہے۔ اکثر بزرگانِ دین کا یہ معمول رہا ہے کہ کھانے سے پہلے زمین پر چٹائی بچھاتے اور جوتے اتار کر قبلہ رو ہو کر سنت کے مطابق بیٹھ کر کھانا تناول فرماتے ——— جوتے اتار کر کھانا کھانے سے اللہ سے قربت کو ملحوظ رکھنا مراد ہے اور جوتے اتار کر کھانے سے سکون میسر آتا ہے۔

○ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا وُضِعَ الطَّعَامُ فَاخْلَعُوْا نِعَالَكُمْ فَاِنَّهٗ اَرْوَحُ لِاَقْدَامِكُمْ۔ (مشکوٰۃ)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب کھانا سامنے رکھ دیا جائے تو اپنے جوتے اتار لیا کرو کیونکہ یہ تمہارے پیروں کے لیے راحت بخش ہے۔

جوتے پہن کر میز کرسی پر کھانا:

اعلیحضرت مولانا شاہ احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جوتا پہنے کھانا اگر اس عذر سے ہو کہ زمین پر بیٹھا ہے اور فرش (یعنی دری وغیرہ) نہیں جب

نے فرمایا: تو کبھی نہ کھا سکے۔ اس کے بعد (اس کا دایاں ہاتھ ناکارہ ہوگیا) وہ اسے کبھی اپنے منہ تک نہ اٹھا سکا۔

کھانے میں عیب جوئی نہ کی جائے:

عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ مَا عَابَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ طَعَامًا قَطُّ اِنِ اشْتَهَاهُ اَکَلَهُ وَاِنْ کَرِهَهُ تَرَکَهُ۔ (بخاری ومسلم)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھانے میں کبھی عیب نہیں نکالا۔ طلب ہوتی تو تناول فرما لیتے اور رغبت نہ ہوتی تو چھوڑ دیتے۔

سرکہ بہترین سالن ہے:

عَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّم سَاَلَ اَهْلَهُ الْاُدُمَ فَقَالُوْا مَا عِنْدَنَا اِلَّا خَلٌّ فَدَعَا بِهٖ فَجَعَلَ یَاْکُلُ وَیَقُوْلُ نِعْمَ الْاُدُمُ الْخَلُّ نِعْمَ الْاُدُمُ الْخَلُّ۔ (رواہ مسلم)

جناب جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل خانہ سے سالن طلب فرمایا تو انہوں نے کہا: سالن تو نہیں ——— (البتہ) سرکہ موجود ہے۔ آپ نے سرکہ طلب فرمایا اور اسی سے کھانا تناول فرمایا اور یہ ارشاد فرمایا کہ سرکہ کیسا اچھا سالن ہے، سرکہ کیسا اچھا سالن ہے۔

کھانا بیٹھ کر کھانا چاہیئے

کھانا بیٹھ کر کھانا چاہیئے کھڑے ہو کر کھانا اسلامی آداب کے خلاف ہے۔ راستہ اور بازار میں کھانا مکروہ ہے۔ کھانے کے لیے اچھے انداز سے بیٹھنا چاہیئے ——— کھاتے وقت بیٹھنے

عرض کیا، جی ہاں! فرمایا:

فَاجْتَمِعُوْا عَلٰی طَعَامِکُمْ وَاذْکُرُوا اسْمَ اللّٰہِ یُبَارَکْ لَکُمْ فِیْہِ۔

یعنی اپنے کھانوں کو مل کر کھاؤ اور اللہ کا نام لو، اس میں تمہارے لیے برکت ہے۔

○ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے کہ اکٹھے ہو کر کھاؤ، الگ الگ نہ کھاؤ کہ برکت جماعت کے ساتھ ہے۔ (ابنِ ماجہ)

جدا ہونے سے پہلے بخشش ہو جاتی ہے

ایک ہی دسترخوان پر مل کر کھانے والوں کو مبارک ہو کہ تاجدارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ کو یہ بات سب سے زیادہ پسند ہے کہ وہ اپنے کسی ایماندار بندہ کو بیوی بچوں کے ساتھ دسترخوان پر بیٹھا دیکھے اور سب کھاتے ہوں کیونکہ جب دسترخوان پر جمع ہوتے ہیں تو اللہ قدوس اُن کو رحمت کی نگاہ سے دیکھتا ہے اور قبل از جدا ہونے کے اُن کو بخشش دیتا ہے۔ (نزہۃ المجالس)

گرے ہوئے لقمے کا حکم

کھانا کھاتے وقت دسترخوان پر روٹی کے چھوٹے ٹکڑے از خود گر کر پھیل جاتے ہیں۔ کھانا ختم کرتے وقت انہیں چن کر کھالیں۔ اگر ایسا نہیں تو انہیں اٹھا کر کہیں رکھ دیں جہاں سے مرغی یا کوئی پرندہ وغیرہ کھالے راستے میں پھینکنے سے پرہیز کرنا چاہیئے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے: کہ جو شخص روٹی کے ٹکڑوں کو چنے تو اس شخص کی روزی میں اضافہ ہو جائے گا۔ اس کے بچے صحیح سلامت اور بے عیب ہوں گے۔ اس سے معلوم ہوا کہ غذا کی قدر کرنی چاہیئے تاکہ اللہ

تو صرف ایک سنتِ مستحبہ کا ترک ہے اس لیے بہتر یہی تھا کہ جوتا اتار لیتا اور اگر میز پر کھانا ہے اور یہ کرسی پر جوتا پہنے (بیٹھا ہو) تو (یہ) وضع خاص نصاریٰ کی ہے۔ اس سے دور بھاگے اور سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ فرمانِ عالی شان یاد کرلے کہ سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ۔ (ابوداؤد)

جو کسی قوم سے مشابہت پیدا کرے وہ انہیں میں سے ہے۔

نمکین کھانے سے شروع کرنا

کھانا کھانے کے آداب میں سے ہے کہ کھانے کا آغاز نمک (نمکین چیز) سے کیا جائے اور نمک پر ہی ختم کیا جائے۔ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اے علی! اپنے کھانے کا آغاز نمک سے کرو اور نمک ہی پر اس کو ختم کرو کیونکہ نمک ستر بیماریوں کیلئے شفا ہے۔ ان امراض میں جنون، جذام، درد شکم اور داڑھ کا درد بھی شامل ہے۔

○ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ ایک شخص کو نصیحت فرمائی کہ کھانا نمکین سے شروع کرو کیونکہ اس کے بہت فوائد ہیں اور ایک اچھا تریاق ہے۔

○ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَيِّدُ اِدَامِكُمُ الْمِلْحُ۔ (ابنِ ماجہ)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہارے سالنوں کا سردار نمک ہے۔

مل کر کھایا کرو

حضرت وحشی بن حرب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ صحابہ نے عرض کیا، یارسول اللہ! ہم کھانا کھاتے ہیں لیکن سیر نہیں ہوتے، فرمایا: شاید تم علیحدہ علیحدہ کھاتے ہو

اور صاف کرکے کھالیا۔ یہ دیکھ کر گنواروں نے آنکھوں سے اشارہ کیا (کہ کتنی کمتر و حقیر بات ہے کہ گرے ہوئے لقمہ کو انہوں نے کھالیا) کسی نے اُن سے کہا۔ خدا امیر کا بھلا کرے۔ (معقل بن یسار رضی اللہ عنہ وہاں امیر و سردار کی حیثیت سے تھے) یہ گنوار کنکھیوں سے اشارہ کرتے ہیں کہ آپ نے گرا ہوا لقمہ کھالیا اور آپ کے سامنے یہ کھانا موجود ہے۔ انہوں نے فرمایا: ان عجمیوں کی وجہ سے میں اُس چیز کو نہیں چھوڑ سکتا ہوں جسے میں نے سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے ہم کو حکم ہوا تھا کہ جب لقمہ گر جائے تو اُسے صاف کرکے کھالیا جائے، شیطان کے لیے نہ چھوڑا جائے۔

ے رُوحِ ایماں مغزِ قرآں جانِ دیں ● ہست حُبِّ رحمۃٌ للعالمین

حضرت عبداللہ بن حرام رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے کہ روٹی کا احترام کرو کہ وہ آسمان و زمین کی برکات سے ہے۔ جو شخص دسترخوان سے گری ہوئی روٹی کو کھالے گا اس کی مغفرت ہو جائے گی۔ (طبرانی)

ایمان افروز حکایت

ایک مرتبہ سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے روٹی کا ٹکڑا پڑا دیکھا تو غلام سے فرمایا اسے صاف کرکے رکھ دے شام کو افطار کے وقت غلام سے وہ ٹکڑا مانگا۔ تو اس نے کہا وہ تو میں نے کھالیا۔ فرمایا: جا تُو آزاد ہے!

میں نے تاجدارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے کہ جو روٹی کا پڑا ہوا ٹکڑا اٹھا کر کھالیتا ہے تو اس کے پیٹ میں پہنچنے سے پہلے ہی اللہ عزوجل اس کی مغفرت فرما دیتا ہے۔ اَب جس کی مغفرت ہوگئی، مَیں اس کو غلام کس طرح بنائے رکھوں؟

(تنبیہ الغافلین بحوالہ فیضانِ سنّت)

تعالیٰ اپنی نعمتیں عطا کرنے میں مزید اضافہ کرے۔

ایسے ہی کھانا کھاتے وقت اگر کوئی روٹی کا لقمہ یا نوالہ ہاتھ سے دسترخوان پر گر جائے تو اسے اٹھا کر صاف کر کے کھا لینا چاہیئے۔ اگر وہ زیادہ خاک آلودہ ہو جائے اور کھانے میں کراہت آئے تو پھر نہ کھائیں۔

گرے ہوئے نوالے کو اٹھا کر صاف کر کے کھا لینے کا حکم اس لیے ہے تاکہ خوراک ضائع نہ ہو۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تاکید یوں فرمائی ہے۔

عَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا وَقَعَتْ لُقْمَۃُ اَحَدِکُمْ فَلْیَاْخُذْھَا فَلْیُمِطْ مَا کَانَ بِھَا مِنْ اَذًی وَلْیَاْکُلْھَا وَلَا یَدَعْھَا لِلشَّیْطٰنِ وَلَا یَمْسَحُ یَدَہٗ بِالْمِنْدِیْلِ حَتّٰی یَلْعَقَ اَصَابِعَہٗ فَاِنَّہٗ لَا یَدْرِیْ فِیْ اَیِّ طَعَامِہِ الْبَرَکَۃُ۔ (مسلم شریف)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم میں سے کسی کا لقمہ گر جائے تو چاہیئے کہ اُسے اٹھا لے اور جو گرد و غبار لگی ہو صاف کر کے کھا لے اور شیطان کیلئے نہ چھوڑے۔ انگلیاں چاٹنے سے پہلے رومال سے صاف نہ کرے کیونکہ وہ نہیں جانتا کہ کھانے کے کس حصے میں برکت ہے۔

(آدابِ سنت از علامہ فقری)

لوگوں سے شرما کر سنت کو نہ چھوڑنا

ہمارے اسلاف آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں گم رہا کرتے تھے۔ دُنیا کی کوئی کشش اور بے وقعت معاشرے کی کوئی جھوٹی مروت اُن سے سنت نہ چھڑا سکتی تھی۔ چنانچہ حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ معقل بن یسار رضی اللہ عنہ کھانا کھا رہے تھے کہ اُن کے ہاتھ سے لقمہ گر گیا۔ انہوں نے اُٹھا لیا

سے بچے۔ قیامت کی بھوک سے محفوظ رہے، دوزخ سے پناہ دیا جائے کہ دوزخ میں کسی کا پیٹ نہ بھرے گا۔

بھوک اور جھوٹ کو جمع نہ کرو

جب کسی شخص کے سامنے کھانا پیش کیا جائے اور اسے بھوک ہو تو اُسے کھا لینا چاہیئے، اس وقت یہ جھوٹ نہیں بولنا چاہیئے کہ مجھے ضرورت نہیں یا میں کھا کر آیا ہوں۔

عَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيْدَ قَالَتْ اُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِطَعَامٍ فَعُرِضَ عَلَيْنَا فَقُلْنَا لَا نَشْتَهِيْهِ قَالَ لَا تَجْتَمِعْنَ جُوْعًا وَ كَذِبًا۔

○ حضرت اسماء بنتِ یزید رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور کھانا پیش کیا گیا، آپ نے ہمارے سامنے رکھ دیا۔ ہم عرض گزار ہوئے کہ ہمیں تو خواہش نہیں ہے۔ فرمایا: بھوک اور جھوٹ کو جمع نہ کرو۔

اکٹھے کھانے کا ایک ادب

جب چند حضرات مل کر اکٹھے کھا رہے ہوں تو اس وقت آہستہ آہستہ ان کا ساتھ دیں تاکہ سارے آدمی کھانے سے فارغ ہو جائیں، اس لیے کہ کھانے سے پہلے ہاتھ نہیں کھینچنا چاہیئے۔

○ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا وُضِعَتِ الْمَائِدَةُ فَلَا يَقُوْمُ رَجُلٌ حَتّٰى يُرْفَعَ الْمَائِدَةُ وَلَا يَرْفَعُ يَدَهٗ وَاِنْ شَبِعَ حَتّٰى يَفْرُغَ الْقَوْمُ۔ الخ (ابن ماجہ)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب دسترخوان بچھا دیا جائے تو دسترخوان اٹھانے تک کوئی آدمی

انگلیاں اور برتن چاٹنا

کھانا ختم کرنے پر برتن کو انگلی سے صاف کر کے انگلی کو چاٹ لینا چاہیئے۔ اگر دوسری انگلیوں پر بھی سالن وغیرہ لگا ہو تو انہیں بھی چاٹ لے، اگر کھانا ختم کرنے پر بچا ہوا سالن زیادہ ہو تو اسے محفوظ طریقہ سے رکھ لینا چاہیئے اور اگر گرا ہی ہو تو ایسی جگہ پر رکھ دیں جہاں سے جانور یا پرندے وغیرہ کھا جائیں۔

○ حضرت نبیشہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کھانے کے بعد برتن کو چاٹ لے برتن اس کے حق میں دعا کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ تجھے دوزخ کی آگ سے محفوظ کرے جس طرح تو نے مجھے شیطان سے نجات دی۔

○ عَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَمَرَ بِلَعْقِ الْاَصَابِعِ وَالصَّحْفَۃِ وَقَالَ اِنَّکُمْ لَا تَدْرُوْنَ فِیْ اَیِّ طَعَامِکُمُ الْبَرَکَۃُ۔ (مسلم)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انگلیاں اور پیالہ (کھانے کا برتن) چاٹنے کا حکم فرمایا اور فرمایا تم نہیں جانتے کہ کھانے کے کس حصے میں برکت ہے۔

○ سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پیالہ چاٹ لینا مجھے اس سے زیادہ محبوب ہے کہ اس پیالہ بھر کھانا تصدق کروں، یعنی چاٹنے میں جو تواضع (انکساری) ہے اس کا ثواب اس صدقہ کے ثواب سے زیادہ ہے۔

(مسند حسن بن سفیان)

○ پیارے مدنی آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو رکابی اور اپنی انگلیاں چاٹے، اللہ عزوجل دنیا و آخرت میں اس کا پیٹ بھرے یعنی دنیا میں فقر و فاقہ

مَكْفِيٍّ وَّلَا مُوَدَّعٍ وَّلَا مُسْتَغْنًى عَنْهُ رَبَّنَا۔ (بخاری)

جا سکتی ہے اور نہ اُس سے استغنا کیا جا سکتا ہے۔

● اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَطْعَمَ وَسَقٰی وَ سَوَّغَهٗ وَجَعَلَ لَهٗ مَخْرَجًا۔ (ابوداؤد)

اللہ کریم کا شکر ہے جس نے (ہمیں) کھلایا پلایا اور اس (غذا) کو حلق سے اتارا۔ اور اس کے نکلنے کا راستہ بنایا۔

● اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَطْعَمَنِیْ هٰذَا الطَّعَامَ وَرَزَقَنِیْهِ مِنْ غَیْرِ حَوْلٍ مِّنِّیْ وَلَا قُوَّةٍ۔ (ابوداؤد)

تمام تعریف اللہ کے لیے ہے جس نے مجھ کو یہ کھانا کھلایا اور مجھ کو یہ رزق نصیب فرمایا۔ بغیر میری کسی طاقت اور قوت کے۔

میزبان کے لیئے دُعا کرنا

حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم میرے والد کے ہاں بحیثیتِ مہمان تشریف لائے۔ انہوں نے آپ کی خدمت کی۔ جب آپ اُن سے رخصت ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لیے یوں دعا فرمائی۔

● اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَهُمْ فِیْمَا رَزَقْتَهُمْ وَاغْفِرْ لَهُمْ وَارْحَمْهُمْ۔ (مسلم)

اے اللہ انہیں جو تو نے رزق دیا اُس میں برکت فرما اور ان کو بخش دے

نیک لوگ تمہارا کھانا کھائیں:

حضور سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کے ہاں تشریف لے گئے۔ انہوں نے روٹی اور زیتون پیش کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اِسے

کھڑا نہ ہو اور نہ اپنا ہاتھ (کھانے سے) اٹھائے اگرچہ شکم سیر ہو گیا، یہاں تک کہ سب فارغ ہو جائیں یا عذر بیان کرے ورنہ اس کا ساتھی شرمسار ہوگا۔ اور اپنا ہاتھ روک لے گا اور ہو سکتا ہے کہ اسے ابھی کھانے کی ضرورت ہو۔

حضرت جعفر بن محمد اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب لوگوں کے ساتھ کھانا کھاتے تو ان سے آخر میں کھانا بند کرتے۔

(بیہقی فی شعب الایمان)

کھانے کے بعد کی مسنون دعائیں

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کھانے پینے سے فارغ ہوتے تو یوں اللہ تعالیٰ کی حمد کرتے:

- اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَجَعَلَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ۔ (ترمذی)
  تمام تعریفیں اللہ قدوس کے لیے جس نے ہمیں کھلایا، پلایا اور مسلمان بنایا۔

دعائے مذکورہ کے علاوہ درج ذیل دعائیں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہیں:

- اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ کَفَانَا وَ اَرْوَانَا غَیْرَ مَکْفِیٍّ وَ لَا مَکْفُوْرٍ۔ (بخاری)
  خدا کا شکر ہے جس نے ہماری کفایت کی اور ہمیں سیراب کیا۔ حالانکہ اس کی پوری تعریف نہیں ہو سکتی اور اس کی ناشکری نہیں کرنی چاہیے۔

- اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ حَمْدًا کَثِیْرًا طَیِّبًا مُّبَارَکًا فِیْہِ غَیْرَ
  سب تعریف اور بابرکت حمد اللہ تعالیٰ کے لیے ہے (ایسی تعریف) جو نہ چھوڑی

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تین سانسوں میں پیتے تھے۔

● وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَشْرَبُوْا وَاحِدًا كَشُرْبِ الْبَعِيْرِ وَلٰكِنِ اشْرَبُوْا مَثْنٰى وَثُلَاثَ وَسَمُّوْا اِذَا اَنْتُمْ شَرِبْتُمْ وَاحْمَدُوْا اِذَا اَنْتُمْ رَفَعْتُمْ۔

(ترمذی)

جناب عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اونٹ کی طرح ایک ہی سانس میں مت پیا کرو (ٹھہر ٹھہر کر) دو تین سانسوں میں پیا کرو۔ جب پینے لگو، بسم اللہ پڑھ کر پیو اور فارغ ہو کر الحمد للہ کہو۔

● عَنْ اَبِيْ قَتَادَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى اَنْ يَّتَنَفَّسَ فِي الْاِنَاءِ۔ (بخاری ومسلم)

جناب ابو قتادہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے (پانی پینے کے دوران) برتن کے اندر سانس لینے سے منع فرمایا ہے۔

دایاں بہر حال دایاں ہے:

● عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُتِيَ بِلَبَنٍ قَدْ شِيْبَ بِمَاءٍ وَعَنْ يَّمِيْنِهٖ اَعْرَابِيٌّ وَعَنْ يَّسَارِهٖ اَبُوْبَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَشَرِبَ ثُمَّ اَعْطَى الْاَعْرَابِيَّ وَقَالَ: اَلْاَيْمَنَ فَالْاَيْمَنَ۔ (بخاری ومسلم)

حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں دودھ کا پیالہ پیش کیا گیا۔ اس میں کچھ پانی بھی ڈالا گیا تھا۔ اُس

تناول فرمایا اور اُن کے لیے بایں الفاظِ مبارکہ دُعا فرمائی۔

اَفْطَرَ عِنْدَکُمُ الصَّائِمُوْنَ وَاَکَلَ طَعَامَکُمُ الْاَبْرَارُ وَصَلَّتْ عَلَیْکُمُ الْمَلٰٓئِکَۃُ۔

تمہارے ہاں روزے دار روزہ افطار کریں، نیک لوگ تمہارا کھانا کھائیں اور فرشتے تمہارے لیے دُعا کریں۔

پینے کے آداب

پانی یا کوئی اور چیز (دُودھ، لسّی، چائے اور شربت وغیرہ) پینے کا سنّت اور اسلامی طریقہ یہ ہے کہ سب سے پہلے بیٹھ جائیں پھر پینے والی چیز کے گلاس یا برتن کو دائیں ہاتھ میں پکڑیں پھر اسے منہ کے قریب لاکر بسم اللہ شریف پڑھیں پھر برتن کو منہ لگاکر چُسکی سے پینا شروع کردیں۔ پینے کے دوران تین مرتبہ برتن کو اپنے مُنہ سے ہٹاکر سانس لیں اور پینے کے اِختتام پر اللہ کا شکرادا کریں اور الحمدللہ کہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم اسی طریقہ سے پیتے تھے لہٰذا ہمیں بھی پانی پیتے وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اسی سنّت طریقہ سے پینا چاہیے۔ کیونکہ اس کا بے حد ثواب ہے۔

چند احادیث مبارکہ ملاحظہ ہوں:

● عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یَتَنَفَّسُ فِی الشَّرَابِ ثَلَاثًا۔ (بخاری ومسلم)

خالی برتن رکھنے کا طریقہ

○ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ، کہ ہمیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے برتن ڈھانپنے ، مشک کا منہ بند کرنے اور (خالی) برتن اُلٹنے کا حکم دیا ہے۔ (ابن ماجہ)

○ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا رات کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تین برتن ڈھانپ کر رکھتیں۔ ایک وضو کا ، ایک مسواک کا اور ایک پینے کا۔ (ابن ماجہ)

○ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے ، فرمایا کہ ابو حُمید نقیع سے دودھ کا ایک پیالہ لے کر آئے تو حضور نبی کریم شافع محشر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو ڈھانپ کر کیوں نہیں لائے؟ اگرچہ ایک ہی لکڑی ہوتی ، اِسے ڈھک لینا چاہیئے تھا۔ (بخاری) فیضانِ سنت :

پیالے میں پینا مسنون ہے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم پانی پینے کے لیے پیالہ استعمال کرتے تھے۔ اس لیے پیالہ میں پینا (پسندیدہ) سنّت ہے۔ آپ کے ظاہری زمانۂ اقدس میں کھانے پینے میں پیالے کثرت سے استعمال کیئے جاتے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا پیالہ موٹی لکڑی کا بنا ہوا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد یہ پیالہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کے پاس تھا۔ حضرت ابو بُردہ سے ایک مرتبہ حضرت عبد اللہ بن سلام نے فرمایا : کیا میں آپ کو اس پیالے میں پانی نہ پلاؤں جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم پیا کرتے تھے۔

○ حضرت عاصم احول کا بیان ہے کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مبارک پیالہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کے پاس دیکھا جو پھٹ گیا تھا اور چاندی کے تاروں سے گانٹھا ہوا تھا۔ ان کا بیان ہے کہ وہ پیالہ نہایت عمدہ ، عریض اور بہترین

وقت آپ کے دائیں ہاتھ، ایک اعرابی بیٹھے ہوئے تھے اور بائیں ہاتھ جناب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلّم نے کچھ نوش فرمایا اور پیالہ اعرابی کی طرف بڑھا دیا اور ساتھ ہی یہ ارشاد بھی فرمایا: دایاں بہرحال دایاں ہے۔

جناب سہل بن سعد رضی اللہ عنہ، راوی ہیں کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں کوئی مشروب پیش کیا گیا، اس وقت آپ کے دائیں ہاتھ ایک نوعمر بچہ بیٹھا ہوا تھا اور بائیں ہاتھ معمر اصحاب بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ نے اُس مشروب میں سے کچھ نوش فرمایا اور پھر اس بچّہ سے فرمایا: تم اجازت دو تو بقیہ اِن حضرات کو دے دوں؟ وہ کہنے لگا، اللہ کی قسم! نہیں! آپ سے ملنے والے حصّہ میں مَیں اپنے اوپر کسی کو ترجیح نہیں دے سکتا۔ چنانچہ وہ پیالہ آپ صلی اللہ علیہ وسلّم نے اُس بچّے کے ہاتھ پر رکھ دیا۔ (بخاری ومسلم)

عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یَشْرَبَنَّ اَحَدٌ مِّنْکُمْ قَائِمًا فَمَنْ نَسِیَ فَلْیَسْتَقِئْ۔ (مسلم)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا: کہ تم میں کوئی ہرگز کھڑے ہوکر پانی نہ پیئے۔ اگر کسی نے بھول کر پی لیا ہو تو اسے چاہیئے کہ قے کرڈالے۔

آدابِ سلام

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

○ یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُیُوْتًا غَیْرَ بُیُوْتِکُمْ حَتّٰی تَسْتَاْنِسُوْا وَتُسَلِّمُوْا عَلٰٓی اَھْلِھَا۔ (النور-۲۷)

اے ایمان والو! اپنے گھروں کے سوا اور گھروں میں نہ جاؤ، جب تک اجازت نہ لے لو، اور ان کے ساکنوں پر سلام نہ کرو۔

○ فَاِذَا دَخَلْتُمْ بُیُوْتًا فَسَلِّمُوْا عَلٰٓی اَنْفُسِکُمْ تَحِیَّۃً مِّنْ عِنْدِ اللّٰہِ مُبٰرَکَۃً طَیِّبَۃً۔ (النور-۶۱)

پھر جب کسی گھر میں جاؤ تو اپنوں کو سلام کرو، ملتے وقت کی اچھی دعا، اللہ کے پاس سے، مبارک پاکیزہ۔

○ وَاِذَا حُیِّیْتُمْ بِتَحِیَّۃٍ فَحَیُّوْا بِاَحْسَنَ مِنْھَآ اَوْ رُدُّوْھَا۔ (النساء-۸۶)

اور جب تمہیں کوئی کسی لفظ سے سلام کرے تو تم اس سے بہتر لفظ جواب میں کہو یا وہی کہدو۔

○ ھَلْ اَتٰکَ حَدِیْثُ ضَیْفِ اِبْرٰھِیْمَ الْمُکْرَمِیْنَ اِذْ دَخَلُوْا عَلَیْہِ فَقَالُوْا سَلٰمًا قَالَ سَلٰمٌ۔ (الذاریت ۲۴-۲۵)

اے محبوب! کیا تمہارے پاس ابراہیم کے معزز مہمانوں کی خبر آئی۔ جب وہ اس کے پاس آکر بولے، سلام کہا —— سلام

○ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا اَنَّ رَجُلًا سَاَلَ

لکڑی کا تھا۔ ان کا بیان ہے کہ حضرت انس نے فرمایا کہ میں نے اِس پیالے میں بے شمار مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پلایا۔ اُن کا بیان ہے کہ ابنِ سیرین نے کہا کہ اِس کے گرد لوہے کا ایک حلقہ تھا پس حضرت انس کا ارادہ ہوا کہ اس کے گرد سونے یا چاندی کا حلقہ لگوائیں تو حضرت ابو طلحہ نے ان سے فرمایا کہ جس چیز کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنایا ہے اس کو تبدیل کرنے کی ذرا بھی کوشش نہ کرو چنانچہ انہوں نے ارادہ ترک کر دیا۔ بخاری : (آدابِ سنت)

گلاس میں پینا بھی سنت ہے

پیالے کے علاوہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی پینے کے لیے گلاس بھی استعمال کیا ہے۔ اس لیے گلاس کا استعمال بھی سنت کے مطابق ہے۔

اُس زمانے میں گلاس کم ہوتے تھے جبکہ آج کل گلاس کا استعمال عام ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سکندریہ کے بادشاہ نے ایک شیشے کا گلاس تحفے میں بھیجا تھا۔ جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم مشروب پیا کرتے تھے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا قَالَ کَانَ لِرَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَدَحٌ قَوَارِیْرَ یَشْرَبُ فِیْہِ۔ (ابن ماجہ)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس شیشے کا گلاس تھا جس میں آپ پانی پیا کرتے تھے۔

؎ مدینے والے کا جو بھی غلام ہو جائے
قسم خدا کی وہ عالی مقام ہو جائے
جھکانا چاہے جو قدموں میں بادشاہی کو
گدائے کوچۂ خیر الانام ہو جائے
ملی ہے مجھ کو حیاتِ دوام سمجھوں گا
جو صبحِ زیست کی طیبہ میں شام ہو جائے

علیہ وسلم نے ہمیں سات باتوں کا حکم فرمایا: ۱۔ مریض کی عیادت کرنا ۲۔ جنازے کے ساتھ چلنا ۳۔ چھینک کا جواب دینا ۴۔ کمزور کی مدد کرنا ۵۔ مظلوم کی حمایت و اعانت کرنا ۶۔ (آپس میں) سلام کو رواج دینا ۷۔ قسم پوری کرنا۔

اِفشاءِ سلام اور جنّت میں داخلہ

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ حَتّٰی تُؤْمِنُوْا وَلَا تُؤْمِنُوْا حَتّٰی تَحَابُّوْا اَوَلَا اَدُلُّكُمْ عَلٰی شَیْءٍ اِذَا فَعَلْتُمُوْهُ تَحَابَبْتُمْ؟ اَفْشُوا السَّلَامَ بَیْنَكُمْ۔ (مسلم)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تک مومن نہ ہوگے جنّت میں داخل نہ ہوگے اور مومن اس وقت تک نہ ہوگے جب تک باہم محبّت نہ کروگے۔ کیا میں تمہیں ایسی بات نہ بتا دوں کہ اسے کرنے لگو تو باہم محبّت پیدا ہو جائے تو سُنو! باہم سلام کو رواج دو، یعنی اسے پھیلاؤ۔

عَنْ اَبِیْ یُوْسُفَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَلَامٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ یَا اَیُّهَا النَّاسُ اَفْشُوا السَّلَامَ وَاَطْعِمُوا الطَّعَامَ وَصِلُوا الْاَرْحَامَ وَصَلُّوْا وَالنَّاسُ نِیَامٌ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ بِسَلَامٍ۔

(ترمذی، ریاض الصالحین)

جناب ابو یوسف عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ، لوگو! سلام کو پھیلاؤ، بھوکوں کو کھانا کھلاؤ، صلہ رحمی کرو اور لوگ جب سوئے پڑے ہوں تو تم نماز پڑھو، سلامتی کے ساتھ جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔

رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَیُّ الْاِسْلَامِ خَیْرٌ قَالَ تُطْعِمُ الطَّعَامَ وَ تَقْرَءُ السَّلَامَ عَلٰی مَنْ عَرَفْتَ وَمَنْ لَّمْ تَعْرِفْ ۔ (بخاری و مسلم، ریاض الصالحین ص ۲۸۹)

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ اسلام کا بہترین عمل کون سا ہے؟ آپ نے فرمایا (بھوکوں کو) کھانا کھلانا اور واقف نا واقف کو سلام کرنا۔

○ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَمَّا خَلَقَ اللّٰہُ تَعَالٰی اٰدَمَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اذْھَبْ فَسَلِّمْ عَلٰی اُولٰٓئِكَ نَفَرٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَۃِ جُلُوْسٌ فَاسْتَمِعْ مَا یُحَیُّوْنَكَ فَاِنَّھَا تَحِیَّتُكَ وَتَحِیَّۃُ ذُرِّیَّتِكَ فَقَالَ، اَلسَّلَامُ عَلَیْكُمْ، فَقَالُوا اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ فَزَادُوْہُ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ ۔ (بخاری و مسلم)

جناب ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق فرمائی تو انہیں فرمایا کہ فرشتوں کی اس جماعت کے پاس تشریف لے جاکر انہیں سلام کہیے اور غور سے سنیے کہ وہ جواب میں کیا کہتے ہیں۔ جو ان کا جواب ہوگا وہی تمہارے اور تمہاری اولاد کیلئے جوابِ سلام ہوگا۔ چنانچہ آدم علیہ السلام ان کے پاس گئے اور "اَلسَّلَامُ عَلَیْكُمْ" کہا۔ فرشتوں نے جواباً سلام میں "وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ" کا اضافہ کیا۔

○ عَنْ اَبِیْ عَمَارَۃَ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا قَالَ اَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِسَبْعٍ : بِعِیَادَۃِ الْمَرِیْضِ وَاتِّبَاعِ الْجَنَازَۃِ وَتَشْمِیْتِ الْعَاطِسِ وَنَصْرِ الضَّعِیْفِ وَعَوْنِ الْمَظْلُوْمِ وَاِفْشَاءِ السَّلَامِ وَ اِبْرَارِ الْمُقْسِمِ ۔ (بخاری و مسلم، ریاض الصالحین)

جناب ابوعمارہ براء بن عازب رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ

دس بیس اور تیس نیکیاں

عَنْ عمران بْنِ الْحُصَیْن رَضِیَ اللہ عَنْہُمَا قَالَ جَاءَ رَجُلٌ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم فَقَالَ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ فَرَدَّ عَلَیْہِ ثُمَّ جَلَسَ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَشْرٌ ثُمَّ جَاءَ اٰخَرُ فَقَالَ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللہِ فَرَدَّ عَلَیْہِ فَجَلَسَ فَقَالَ عِشْرُوْنَ ثُمَّ جَاءَ اٰخَرُ فَقَالَ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللہِ وَبَرَکَاتُہٗ فَرَدَّ عَلَیْہِ فَجَلَسَ فَقَالَ ثَلَاثُوْنَ۔ (ابوداؤد، ریاض الصالحین)

جناب عمران بن حصین رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا "السلام علیکم" آپ نے جواب مرحمت فرمایا۔ پھر وہ صاحب بیٹھ گئے تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کے لیے دس نیکیاں لکھی گئیں پھر ایک اور شخص آیا اور اس نے کہا "السلام علیکم ورحمۃ اللہ" اسے بھی آپ نے جواب دیا اور وہ بیٹھ گیا۔ آپ نے فرمایا: اس کے لیے بیس نیکیاں لکھی گئیں، اتنے میں ایک اور شخص آیا، اس نے کہا۔ "اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ ورحمۃ اللہ وبرکاتہ" آپ نے اسے بھی ویسا ہی جواب دیا۔ وہ بیٹھ گیا۔ تب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس کے لیے تیس نیکیاں لکھی گئیں۔

جبریل تمہیں سلام کر رہے ہیں

عَنْ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللہُ عَنْہَا قَالَتْ قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم ھٰذَا جِبْرِیْلُ یَقْرَأُ عَلَیْکِ السَّلَامَ قَالَتْ قُلْتُ وَعَلَیْہِ السَّلَامُ وَرَحْمَۃُ اللہِ وَبَرَکَاتُہٗ۔ (بخاری ومسلم، ریاض الصالحین)

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ مجھ سے رسول اللہ

ہم اس لیے بازار آتے ہیں:

عَنِ الطُّفَیلِ بنِ اُبَیِّ بنِ کَعبٍ اَنَّهٗ کَانَ یَاْتِیْ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فَیَغْدُوْ مَعَهٗ اِلَی السُّوْقِ قَالَ فَاِذَا غَدَوْنَا اِلَی السُّوْقِ لَمْ یَمُرَّ عَبْدُ اللّٰهِ عَلٰی سَقَّاطٍ وَلَا صَاحِبِ بَیْعَةٍ وَلَا مِسْکِیْنٍ وَلَا اَحَدٍ اِلَّا سَلَّمَ عَلَیْهِ قَالَ الطُّفَیْلُ فَجِئْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا یَوْمًا فَاسْتَتْبَعَنِیْ اِلَی السُّوْقِ فَقُلْتُ لَهٗ مَا تَصْنَعُ بِالسُّوْقِ وَاَنْتَ لَا تَقِفُ عَلَی الْبَیْعِ وَلَا تَسْئَلُ عَنِ السِّلَعِ وَلَا تَسُوْمُ بِهَا وَلَا تَجْلِسُ فِیْ مَجَالِسِ السُّوْقِ ؟ وَاَقُوْلُ: اِجْلِسْ بِنَا هٰهُنَا نَتَحَدَّثُ فَقَالَ یَا اَبَا بَطْنٍ وَکَانَ الطُّفَیْلُ ذَا بَطْنٍ اِنَّمَا نَغْدُوْ مِنْ اَجْلِ السَّلَامِ نُسَلِّمُ عَلٰی مَنْ لَقِیْنَاہُ۔ (موطأ امام مالک)

جناب طفیل بن اُبی بن کعب رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ وہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی خدمت میں حاضر ہوا کرتے تھے اور ان کے ساتھ صبح بازار جاتے تھے جب ہم بازار جاتے تو جناب ابن عمر رضی اللہ عنہما چاہے کسی کباڑی کے پاس گزریں یا تاجر اور غریب مسکین کے پاس سے ہر ایک کو سلام کرتے تھے۔ ایک دن میں حاضر ہوا اور حسب دستور وہ مجھے بازار لے جانے لگے۔ میں نے عرض کیا: کہ آپ بازار جا کر کیا کرتے ہیں؟ نہ کچھ خرید و فروخت کرتے ہیں نہ کسی سے بھاؤ تاؤ پوچھتے ہیں۔ نہ اہل بازار کی کسی مجلس میں بیٹھتے ہیں۔ میں کہتا بھی ہوں کہ آیئے کچھ دیر بیٹھ کر کچھ باتیں ہی کر لیں (مگر آپ جاتے ہیں، چکر لگا کر واپس آجاتے ہیں۔) آپ نے فرمایا: سنو! اے پیٹ والے (طفیل کا پیٹ قدرے بڑھا ہوا تھا) ہم صرف اس لیے بازار آتے ہیں کہ (بازار میں) جن سے سامنا ہو انہیں سلام کریں۔

سلام میں پہل کرنا

عَنْ اَبِیْ اُمَامَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَوْلَی النَّاسِ بِاللّٰہِ مَنْ بَدَأَھُمْ بِالسَّلَامِ۔ (ابوداؤد)

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ کے نزدیک تر وہ شخص ہے جو سلام میں پہل کرتا ہے۔

کون کس کو سلام کرے

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ یُسَلِّمُ الرَّاکِبُ عَلَی الْمَاشِیْ وَالْمَاشِیْ عَلَی الْقَاعِدِ وَالْقَلِیْلُ عَلَی الْکَثِیْرِ۔ (بخاری ومسلم)

جناب ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سوار پیدل کو، پیدل بیٹھے ہوئے کو اور تھوڑے لوگ زیادہ مجمع کو سلام کیا کریں۔

○ جناب ابوامامہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جب یہ پوچھا گیا کہ دو آدمی جب باہم ملیں تو کون سلام میں پہل کرے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دونوں میں جو اللہ تعالیٰ کے قریب تر ہونا چاہے وہ ابتدا کرے۔

جب بھی ملو سلام کرو

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا لَقِیَ اَحَدُکُمْ اَخَاہُ فَلْیُسَلِّمْ عَلَیْہِ فَاِنْ حَالَتْ بَیْنَھُمَا شَجَرَۃٌ اَوْ جِدَارٌ اَوْ حَجَرٌ ثُمَّ لَقِیَہٗ فَلْیُسَلِّمْ عَلَیْہِ۔ (ابوداؤد)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اپنے بھائی سے جب بھی ملو سلام کرو اگرچہ وقفہ اتنا کم ہو جتنا درخت، دیوار اور

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ جبریل علیہ السلام ہیں، تم کو سلام کر رہے ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں، میں نے جواب میں کہا: "وعلیہ السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ"

○ عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ اِذَا تَکَلَّمَ بِکَلِمَۃٍ اَعَادَھَا ثَلَاثًا حَتّٰی تُفْھَمَ عَنْہُ وَاِذَا اَتٰی عَلٰی قَوْمٍ فَسَلَّمَ عَلَیْھِمْ سَلَّمَ عَلَیْھِمْ ثَلَاثًا۔ (بخاری)

جناب انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کوئی بات فرماتے تو اسے تین مرتبہ دہراتے تاکہ مخاطب اچھی طرح سمجھ لے اور جب آپ کسی قوم کے پاس تشریف لے جاتے تو ان کو تین مرتبہ سلام کرتے۔

"بقول امام نووی علیہ الرحمۃ یہ تین مرتبہ سلام مجمع کثیر پر محمول ہے"

جناب مقداد رضی اللہ عنہ نے اپنی ایک طویل روایت کے ضمن میں کہا ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حصّہ کا دودھ رکھ لیا کرتے تھے۔ آپ جب بوقت شب تشریف لاتے تو اس انداز سے سلام فرماتے کہ سونے والے بیدار نہ ہوتے اور جاگنے والے آپ کی آواز سن لیتے، چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور حسب دستور سلام فرمایا۔ (مسلم)

○ محترمہ اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک روز مسجد میں سے گزر رہے تھے اور ایک طرف عورتوں کی ایک جماعت بیٹھی ہوئی تھی آپ نے اشارہ سے ان کو سلام کیا۔ (ترمذی)

— امام نووی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ اشارہ اس امر پر محمول ہے کہ آپ نے زبان سے سلام بھی فرمایا اور اشارہ بھی۔

اور اس کی تائید ابوداؤد کی ایک روایت سے بھی ہوتی ہے۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے کہا کہ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں سلام کیا۔

اجازت طلب کرنا

عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی الْاَشْعَرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلْاِسْتِیْذَانُ ثَلَاثٌ فَاِنْ اُذِنَ لَکَ وَاِلَّا فَارْجِعْ ۔ (بخاری و مسلم)

جناب ابو موسٰی الاشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : تین مرتبہ اجازت طلب کرنا چاہیئے ۔ اجازت مل جائے تو اندر چلے جاؤ ورنہ لوٹ جاؤ ۔

○ جناب ربعی بن حراش کہتے ہیں کہ بنی عامر کے ایک شخص نے ہم سے یہ حدیث بیان کی کہ اُس نے جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ، مکان میں تشریف رکھتے تھے اندر آنے کی اجازت طلب کرنے کیلیئے کہا : ا اَلِجُ ؟ کیا میں اندر آسکتا ہوں ؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے خادم سے فرمایا : کہ جاؤ ! اِسے جا کر اجازت طلب کرنے کا طریقہ بتاؤ اِسے کہو ، پہلے " السّلام علیکم " کہے پھر اجازت طلب کرے ــــــــــــ یہ کلمات اس نے بھی سن لیئے اور " السّلام علیکم " کہہ کر اجازت طلب کی ، تب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت دی تو وہ حاضرِ خدمت ہوا ۔

○ حضرت عبد اللہ بن بسر مازنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی گھر میں قدم رنجہ فرمانے کا ارادہ فرماتے تو دروازہ کے سامنے نہ آتے بلکہ اس کے دائیں یا بائیں جانب سے دیوار کے ساتھ آگے بڑھتے اور نزدیک ہو کر گھر والوں کو سلام فرماتے ، اگر صاحبِ خانہ اندر آنے کی اجازت دیتے تو اندر تشریف لاتے ورنہ واپس تشریف لے جاتے ۔

والسلام

پتھر کی اوٹ سے نکلنے میں ہوتا ہے۔ اتنے کم وقفہ کے بعد بھی ملو تب بھی سلام کرو۔

○ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا انْتَهٰى اَحَدُكُمْ اِلَى الْمَجْلِسِ فَلْیُسَلِّمْ فَلَیْسَتِ الْاُوْلٰى بِاَحَقَّ مِنَ الْاٰخِرَةِ۔ (ابوداؤد)

جناب ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں کوئی اگر کسی مجلس میں آئے تو سلام کرے اور جب مجلس سے جانے لگے تو بھی سلام کرے کیونکہ پہلا سلام، آخری سلام سے زیادہ استحقاق نہیں رکھتا کہ اول و آخر کے لیے کافی ہو۔

سلام کرنے میں برکتیں ہیں

عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَا بُنَیَّ اِذَا دَخَلْتَ عَلٰى اَهْلِكَ فَسَلِّمْ یَكُنْ بَرَكَةً عَلَیْكَ وَعَلٰى اَهْلِ بَیْتِكَ۔ (ترمذی)

جناب انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے بیٹے جب تم اپنے اہلِ خانہ کے پاس جاؤ تو انہیں سلام کرو یہ تمہارے اور تمہارے اہلِ خانہ کے لیے باعثِ برکت ہے۔

○ عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهٗ مَرَّ عَلٰى صِبْیَانٍ فَسَلَّمَ عَلَیْهِمْ وَقَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَفْعَلُهٗ۔ (بخاری ومسلم)

جناب انس رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ بچوں کے پاس سے گزرے تو ان کو سلام کیا اور کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی اسی طرح فرمایا کرتے تھے۔

○ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّم یَقُوْلُ مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ صَلٰوۃً صَلَّی اللّٰهُ بِهَا عَشْرًا لہ

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سُنا کہ جو مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجے گا، اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل فرمائے گا۔

زیادہ قریبی کون؟

عَنْ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّم قَالَ اَوْلَی النَّاسِ بِیْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ اَکْثَرُهُمْ عَلَیَّ صَلٰوۃً۔ (ترمذی)

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، قیامت کے دن تم میں سے میرے نزدیک تر وہ ہوگا جو کثرت سے مجھ پر درود بھیجتا ہوگا۔

○ عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّم مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ صَلٰوۃً وَّاحِدَۃً صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ عَشْرَ صَلَوٰتٍ وَّحُطَّتْ عَنْهُ عَشْرُ خَطِیْئَاتٍ وَّرُفِعَتْ لَهٗ عَشْرُ دَرَجٰتٍ۔ (مشکوٰۃ)

حضرت انس رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو مجھ پر ایک بار درود پاک پڑھے، اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں بھیجتا ہے اور اس کے دس گناہ مٹا دیئے جاتے ہیں اور اس کے دس درجے بلند کر دیئے جاتے ہیں۔

○ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّم، رَغِمَ اَنْفُ رَجُلٍ ذُکِرْتُ عِنْدَهٗ فَلَمْ یُصَلِّ عَلَیَّ۔ ٢ـہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

١ـہ مسلم ٢ـہ ترمذی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سلام پڑھنا

فضائلِ درود وسلام

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے : اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ۝ (الاحزاب)

بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں اس غیب بتانے والے (نبی) پر، اے ایمان والو! ان پر درود اور خوب سلام بھیجو۔

حق تعالیٰ نے قرآن پاک میں بہت سے احکامات ارشاد فرمائے نماز، روزہ، حج وغیرہ اور بہت سے انبیاء کرام کی توصیفیں اور تعریفیں بھی فرمائیں۔ ان کے بہت سے اعزاز و اکرام بھی فرمائے۔ حضرت آدم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کو پیدا فرمایا تو فرشتوں کو حکم فرمایا کہ ان کو سجدہ کیا جائے ـــــــ لیکن کسی حکم یا کسی اعزاز و اکرام میں یہ نہیں فرمایا کہ میں بھی یہ کام کرتا ہوں تم بھی کرو۔

یہ اعزاز و اکرام صرف سیّد الکونین، فخرِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہی کیلئے ہے کہ، اللہ جل شانہٗ نے صلوٰۃ کی نسبت اوّلاً اپنی طرف اس کے بعد اپنے پاک فرشتوں کی طرف کرنے کے بعد ـــــ مسلمانوں کو حکم فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں۔ اے مومنو! تم بھی درود بھیجو ـــــــــ اس سے بڑھ کر اور کیا فضیلت ہوگی کہ اس عمل میں اللہ اور اس کے فرشتوں کی مومنین کے ساتھ شرکت ہے۔

(فضائل درود)

تشریف فرما تھے کہ ایک نمازی آیا، اُس نے نماز سے فارغ ہوتے ہی یوں دُعا مانگنا شروع کی۔ اے اللہ! مجھے بخش دے اور مجھ پر رحم فرما۔ یہ سُن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے نمازی تُو نے جلد بازی کی ہے جب تو نماز پڑھ لے تو بیٹھ کر اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کر، جو اس کی شان کے لائق ہے اور مجھ پر دُرود پڑھ پھر اللہ قدوس کی بارگاہ میں دعا کر ــــ اس کے بعد ایک اور نمازی آیا۔ اس نے نماز پڑھ کر اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کی اور پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درُود پڑھا تب سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے نمازی تو دُعا کر تیری دُعا قبول ہوگی۔

○ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ كُنْتُ اُصَلِّيْ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَبُوْبَكْرٍ وَعُمَرُ مَعَهٗ فَلَمَّا جَلَسْتُ بَدَأْتُ بِالثَّنَاءِ عَلَى اللّٰهِ تَعَالٰى ثُمَّ الصَّلٰوةَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ دَعَوْتُ لِنَفْسِيْ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَلْ تُعْطَهْ سَلْ تُعْطَهْ ۔ (مشکوٰۃ ص۸۶، ص۸۷)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے نماز پڑھی، دراں حالیکہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت صدیق اکبر اور فاروق اعظم رضی اللہ عنہما تشریف فرما تھے جب میں نماز پڑھ کر بیٹھا اور اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کی پھر میں نبیٔ محترم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھ کر دُعا مانگنے لگا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو مانگ تجھے عطا کیا جائے گا، تو مانگ تجھے عطا کیا جائے گا۔

غم دُور گناہ معفور

عَنْ اُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ قَالَ قُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ اُكْثِرُ الصَّلٰوةَ عَلَيْكَ فَكَمْ اَجْعَلُ لَكَ مِنْ صَلٰوتِيْ؟ فَقَالَ مَا شِئْتَ قُلْتُ الرُّبُعَ قَالَ مَا شِئْتَ وَاِنْ زِدْتَّ فَهُوَ خَيْرٌ لَكَ قُلْتُ النِّصْفَ قَالَ مَا شِئْتَ فَاِنْ زِدْتَّ فَهُوَ خَيْرٌ لَكَ قُلْتُ

فرمایا: اس شخص کی ناک خاک آلودہ ہو جس کے سامنے میرا ذکر ہوا اور اس نے مجھ پر درود شریف نہ پڑھا۔

بخیل کون ہے؟

عَنْ اَبِیْ طَلْحَۃَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ جَاءَ ذَاتَ یَوْمٍ وَالْبُشْرُ فِیْ وَجْھِہٖ فَقَالَ اِنَّہٗ جَاءَنِیْ جِبْرَئِیْلُ فَقَالَ اِنَّ رَبَّکَ یَقُوْلُ اَمَا یُرْضِیْکَ یَا مُحَمَّدُ اَنْ لَّا یُصَلِّیَ عَلَیْکَ اَحَدٌ مِّنْ اُمَّتِکَ اِلَّا صَلَّیْتُ عَلَیْہِ عَشْرًا وَلَا یُسَلِّمُ عَلَیْکَ اَحَدٌ مِّنْ اُمَّتِکَ اِلَّا سَلَّمْتُ عَلَیْہِ عَشْرًا۔ (نسائی، مشکوٰۃ)

حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک دن حضور سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے دراں حالیکہ آپ کے رُخِ انور پر خوشی و مسرت کے آثار نمایاں تھے۔ آپ نے فرمایا: جبریلِ امین میرے پاس آئے ہیں اور آکر کہا ہے: اے صاحبِ صفت و ثنا! کیا آپ اس بات پر خوش نہیں ہیں کہ آپ کے ربِ کریم نے فرمایا ہے کہ آپ کا جو اُمّتی آپ پر ایک بار درود پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس پر دس بار رحمتیں بھیجے گا اور آپ کا جو اُمّتی آپ پر ایک بار سلام پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس پر دس بار سلام بھیجے گا۔

تو دعا کر قبول ہوگی:

عَنْ فُضَالَۃَ بْنِ عُبَیْدٍ قَالَ بَیْنَمَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَاعِدٌ اِذْ دَخَلَ رَجُلٌ فَصَلّٰی فَقَالَ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِیْ وَارْحَمْنِیْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَجِلْتَ اَیُّھَا الْمُصَلِّیْ، اِذَا صَلَّیْتَ فَقَعَدْتَّ فَاحْمَدِ اللّٰہَ بِمَا ھُوَ اَھْلُہٗ وَصَلِّ عَلَیَّ ثُمَّ ادْعُہٗ قَالَ ثُمَّ صَلّٰی رَجُلٌ اٰخَرُ بَعْدَ ذٰلِکَ فَحَمِدَ اللّٰہَ وَصَلّٰی عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَہُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَیُّھَا الْمُصَلِّیْ اُدْعُ تُجَبْ۔ (مشکوٰۃ، ترمذی)

حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں، جو شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک بار درود شریف پڑھتا ہے اس پر اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے ستر رحمتیں بھیجتے ہیں۔

دس غلام آزاد کرنے کے برابر

عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم قَالَ مَنْ صَلّٰى عَلَيَّ كَتَبَ اللّٰهُ لَهٗ بِهَا عَشْرَ حَسَنَاتٍ وَ مَحَا عَنْهُ بِهَا عَشْرَ سَيِّئَاتٍ وَ رَفَعَهٗ بِهَا عَشْرَ دَرَجَاتٍ وَكُنَّ لَهٗ عَدْلَ عَشْرِ رِقَابٍ۔

(القول البدیع ص۱۰۸)

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے مجھ پر ایک بار درود پاک پڑھا، اللہ قدوس اس کے لیے اس کے بدلے میں دس نیکیاں لکھ دیتا ہے اور اس درود پاک کے بدلے اس کے دس گناہ مٹا دیتا ہے اور اس کے دس درجے بلند کرتا ہے اور یہ دس غلام آزاد کرنے کے برابر ہے۔

پل صراط پر نور

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم قَالَ لِلْمُصَلِّيْ عَلَيَّ نُوْرٌ عَلَى الصِّرَاطِ وَمَنْ كَانَ عَلَى الصِّرَاطِ مِنْ اَهْلِ النُّوْرِ لَمْ يَكُنْ مِنْ اَهْلِ النَّارِ ——— (دلائل الخیرات)

جناب ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھ پر درود پاک پڑھنے والے کو پل صراط پر نور عطا ہو گا اور جو شخص پل صراط پر صاحب نور ہو گا وہ اہل دوزخ سے نہ ہو گا۔

اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدِيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰه ● وَعَلٰى اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ يَا سَيِّدِيْ يَا حَبِيْبَ اللّٰه

فَالثُّلُثَيْنِ قَالَ مَا شِئْتَ فَاِنْ زِدْتَّ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكَ قُلْتُ اَجْعَلُ لَكَ صَلٰوتِیْ كُلَّهَا قَالَ اِذًا يُّكْفٰى هَمُّكَ وَيُغْفَرُ لَكَ ذَنْبُكَ (مشكوٰة)

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میں آپ کی ذاتِ مقدسہ پر کثرت سے درود پڑھتا ہوں، ارشاد فرمائیے کہ میں کس قدر پڑھا کروں؟ فرمایا: جتنا تیرا دل چاہے، میں نے عرض کیا: کیا وقت کا چوتھائی حصہ؟ فرمایا جتنا تیرا دل چاہے اور اگر اس سے زیادہ پڑھے تو تیرے لیے بہتر ہے۔ میں نے عرض کیا: نصف وقت، فرمایا: جتنا تیرا دل چاہے، اگر اس سے زیادہ پڑھے تو تیرے لیے بہتر ہے۔ میں نے عرض کی: دو تہائی؟ فرمایا جتنا تیرا جی چاہے، اگر اس سے بھی زیادہ کرے تو تیرے لیے زیادہ بہتر ہے۔ میں نے عرض کیا: میں اپنا سارا وقت آپ پر درود شریف پڑھنے میں صرف کروں گا۔ فرمایا پھر تو یہ درود تیرے رنج والم دور کرنے کیلئے کافی ہے اور تیرے سارے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ ہی سے مروی ہے کہ ایک شخص نے بارگاہِ اقدس میں عرض کی: یارسول اللہ!

اَرَاَيْتَ اِنْ جَعَلْتُ صَلٰوتِیْ كُلَّهَا عَلَيْكَ قَالَ اِذًا يَّكْفِيْكَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى مَا اَهَمَّكَ مِنْ اَمْرِ دُنْيَاكَ وَاٰخِرَتِكَ۔

میں اگر اپنا تمام وقت آپ کی ذاتِ مقدسہ پر درود پڑھنے میں صرف کر دوں تو کیسا رہے گا؟ فرمایا: تب اللہ قدوس تیری دنیا و آخرت کی سب مشکلیں آسان کر دے گا۔ (القول البدیع صہ ۱۱۹)

○ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ مَنْ صَلّٰى عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاحِدَةً صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَمَلٰئِكَتُهٗ سَبْعِيْنَ صَلٰوةً۔ (مشكوٰة)

صَلّٰی عَلَیَّ عَشْرًا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ مِائَۃً وَمَنْ صَلّٰی عَلَیَّ مِائَۃً صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ اَلْفًا وَمَنْ زَادَ صَبَابَۃً وَشَوْقًا کُنْتُ لَہٗ شَفِیْعًا وَّشَہِیْدًا یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ۔

(القول البدیع)

جناب ابوہریرہ کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے مجھ پر دس بار درود پاک پڑھے، اللہ تعالیٰ اس پر سو رحمتیں نازل فرماتا ہے اور جو مجھ پر سو بار درود پاک پڑھے اللہ تعالیٰ اس پر ہزار رحمتیں نازل فرماتا ہے اور جو گرویدگی و شوق سے اس سے بھی زیادہ پڑھے میں قیامت کے دن اس کا شفیع اور شہید ہوں۔

امام طبرانی نے "اوسط" اور "صغیر" میں بایں الفاظ فرمانِ اقدس نقل فرمایا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

○ مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ صَلٰوۃً وَّاحِدَۃً صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ عَشْرًا وَّمَنْ صَلّٰی عَلَیَّ عَشْرًا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ مِائَۃً وَّمَنْ صَلّٰی عَلَیَّ مِائَۃً کَتَبَ اللّٰہُ بَیْنَ عَیْنَیْہِ بَرَاءَۃً مِّنَ النِّفَاقِ وَبَرَاءَۃً مِّنَ النَّارِ وَاَسْکَنَہٗ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ مَعَ الشُّہَدَاءِ۔

(القول البدیع)

جو شخص مجھ پر ایک مرتبہ درود شریف پڑھے اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل فرماتا ہے اور جو مجھ پر سو مرتبہ درود شریف پڑھے اللہ تعالیٰ اس پر سو رحمتیں نازل فرماتا ہے اور جو مجھ پر سو مرتبہ درود شریف پڑھے اللہ تعالیٰ اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان لکھ دیتا ہے کہ یہ بندہ نفاق اور دوزخ کی آگ سے بری ہے۔

○ عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ فِیْ یَوْمٍ اَلْفَ مَرَّۃٍ لَمْ یَمُتْ حَتّٰی یَرٰی مَقْعَدَہٗ مِنَ الْجَنَّۃِ۔

(کشف الغمہ)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

گناہوں کا کفارہ اور دلوں کی طہارت:

عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ صَلُّوْا عَلَیَّ فَاِنَّ الصَّلٰوۃَ عَلَیَّ کَفَّارَۃٌ لَّکُمْ وَزَکَاۃٌ فَمَنْ صَلّٰی عَلَیَّ صَلٰوۃً صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ عَشْرًا۔ (القول البدیع)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھ پر درود پاک پڑھو کیونکہ مجھ پر درود پاک پڑھنا تمہارے گناہوں کا کفارہ ہے تمہارے دلوں کی طہارت ہے اور جو مجھ پر ایک بار درود پاک پڑھے، اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل فرماتا ہے۔

اس کی مرضی، کم پڑھے یا زیادہ

عَنْ عَامِرِ بْنِ رَبِیْعَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَخْطُبُ وَیَقُوْلُ مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ صَلٰوۃً لَمْ تَزَلِ الْمَلَائِکَۃُ تُصَلِّیْ عَلَیْہِ مَا صَلّٰی عَلَیَّ فَلْیُقِلَّ عَبْدٌ مِّنْکُمْ اَوْ لِیُکْثِرْ۔ (القول البدیع)

حضرت عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خطبہ دیتے ہوئے دورانِ خطبہ ارشاد فرماتے سُنا کہ بندہ جب تک مجھ پر درود پاک پڑھتا رہتا ہے اللہ تعالیٰ کے فرشتے اس پر رحمتیں بھیجتے رہتے ہیں۔ اب اُس کی مرضی مجھ پر درُود پاک کم پڑھے یا زیادہ۔

میں اُس کا شفیع اور شہید ہوں:

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ

درودِ پاک نے پُل صراط پر سیدھا کھڑا کر دیا

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ سَمُرَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ خَرَجَ عَلَیْنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنِّیْ رَأَیْتُ الْبَارِحَةَ عَجَبًا رَأَیْتُ رَجُلًا مِّنْ اُمَّتِیْ یَزْحَفُ عَلَی الصِّرَاطِ مَرَّةً وَّیَحْبُوْ مَرَّةً وَّیَتَعَلَّقُ مَرَّةً فَجَاءَتْہُ صَلَاتُہٗ عَلَیَّ فَاَخَذَتْ بِیَدِہٖ فَاَقَامَتْہُ عَلَی الصِّرَاطِ حَتّٰی جَاوَزَہٗ [1]

حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ، فرماتے ہیں: ایک دن رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا آج رات عجیب منظر دیکھا ہے۔ میں نے دیکھا میرا ایک امتی پل صراط سے گزرنے لگا، کبھی وہ چلتا ہے، کبھی گرتا ہے، کبھی لٹک جاتا ہے تو (اس عالم میں) اس کا مجھ پر پڑھا ہوا درود آیا اور اس امتی کا ہاتھ پکڑ کر اسے پل صراط پر سیدھا کھڑا کر دیا اور پکڑے پکڑے اسے پل صراط سے (بحفاظت) پار اتار دیا۔

حق تعالیٰ کی قربت والے اعمال:

وَعَنْ سَمُرَةَ السَّوَائِیْ وَالِدِ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا قَالَ کُنَّا عِنْدَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذْ جَاءَہٗ رَجُلٌ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ مَا اَقْرَبُ الْاَعْمَالِ اِلَی اللّٰہِ قَالَ صِدْقُ الْحَدِیْثِ وَاَدَاءُ الْاَمَانَةِ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ زِدْنَا قَالَ صَلٰوۃُ اللَّیْلِ وَصَوْمُ الْھَوَاجِرِ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ زِدْنَا قَالَ کَثْرَةُ الذِّکْرِ وَالصَّلٰوۃُ عَلَیَّ تَنْفِی الْفَقْرَ قُلْتُ زِدْنَا قَالَ مَنْ اَمَّ قَوْمًا فَلْیُخَفِّفْ فَاِنَّ فِیْہِمُ الْکَبِیْرَ وَالْعَلِیْلَ وَالصَّغِیْرَ وَذَا الْحَاجَةِ۔ [2]

حضرت سمرہ سوائی والدِ جناب جابر رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ ہم لوگ دربارِ رسالت

---

[1] طبرانی کبیر [2] القول البدیع، سعادۃ الدارین

جو مجھ پر دن بھر میں ہزار بار درود شریف پڑھے، وہ مرے گا نہیں جب تک کہ وہ جنت میں اپنا ٹھکانہ نہ دیکھ لے گا۔

دن رات کے گناہ معاف:

عَنْ اَبِیْ کَاھِلٍ وَلَہٗ صُحْبَۃٌ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَا اَبَا کَاھِلٍ مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ کُلَّ یَوْمٍ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ وَکُلَّ لَیْلَۃٍ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ حُبًّا لِیْ وَشَوْقًا اِلَیَّ کَانَ حَقًّا عَلَی اللّٰہِ اَنْ یَّغْفِرَ لَہٗ ذُنُوْبَہٗ تِلْکَ اللَّیْلَۃَ وَ ذَالِکَ الْیَوْمَ۔ (القول البدیع، الترغیب والترہیب)

حضرت ابو کاہل صحابی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ابو کاہل! جو شخص مجھ پر ہر دن اور ہر رات کو تین تین بار میری چاہت اور شوقِ قربت کی وجہ سے درود پاک پڑھے تو اللہ کریم کے ذمۂ کرم پر ہے کہ اس کے اس دن اور رات کے گناہ بخش دے۔

○ عَنْ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ سَرَّہٗ اَنْ یَّلْقَی اللّٰہَ رَاضِیًا فَلْیُکْثِرِ الصَّلٰوۃَ عَلَیَّ۔

(القول البدیع، سعادت الدارین)

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ سید عالم حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص یہ آرزو رکھتا ہو کہ جب وہ دربارِ خداوندی میں حاضر ہو تو اللہ کریم اس پر راضی ہو، تو اسے چاہیئے کہ مجھ پر درود شریف کی کثرت کرے۔



فرمایا، جب تو اپنے گھر میں داخل ہو تو "السَّلَامُ عَلَیْکُمْ" کہہ، چاہے گھر میں کوئی ہو یا نہ ہو پھر مجھ پر سلام عرض کرو (اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّهَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَکَاتُهٗ یعنی سلام ہو آپ پر یا نبی اور اللہ کی رحمتیں اور اس کی برکتیں) اور (اس کے بعد) ایک مرتبہ قُلْ ہُوَ اللہُ اَحَدٌ پڑھ۔ چنانچہ اس شخص نے اسی طرح (یہ وظیفہ مبارکہ) کیا تو اللہ تعالیٰ نے اس پر رزق کھول دیا یہاں تک کہ اس شخص نے اپنے پڑوسیوں اور رشتہ داروں کو بھی اس سے فیض یاب کیا۔

درودِ پاک اور ایک قیراط اجر:

عَنْ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ صَلٰوةً کَتَبَ اللهُ لَهٗ قِیْرَاطًا وَالْقِیْرَاطُ مِثْلُ اُحُدٍ۔

(القول البدیع)

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص مجھ پر ایک بار درود پڑھے، اللہ تعالیٰ اس کے لیے ایک قیراط ثواب لکھتا ہے ـــــ اور ایک قیراط اُحد پہاڑ جتنا ہے۔

عرشِ الٰہی کے سائے تلے:

نبیِ مکرم، شفیعِ معظم، نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے۔

ثَلَاثَةٌ تَحْتَ ظِلِّ عَرْشِ اللهِ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ یَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلُّهٗ قِیْلَ مَنْ هُمْ یَا رَسُوْلَ اللهِ قَالَ مَنْ فَرَّجَ عَنْ مَکْرُوْبٍ مِنْ اُمَّتِیْ وَاَحْیَا سُنَّتِیْ وَاَکْثَرَ الصَّلٰوةَ عَلَیَّ۔ (القول البدیع، سعادۃ الدارین)

تین شخص قیامت کے دن عرشِ الٰہی کے سایہ میں ہوں گے، جس دن کہ اس کے سوا کوئی اور سایہ نہ ہوگا۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا: یارسول اللہ! وہ

آپ میں حاضر تھے کہ ایک شخص حاضر ہوا اور عرض گزار ہوا: یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ کے قریب تر اعمال کیا ہیں؟ فرمایا سچ بولنا اور امانت کا ادا کرنا۔ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ہمیں مزید ارشاد فرمائیے! فرمایا: تہجد کی نماز اور گرمیوں کے روزے۔ میں نے (پھر) عرض کیا: یا رسول اللہ! ہمیں مزید ارشاد فرمائیے؛ فرمایا: ذکر الٰہی کی کثرت کرنا اور مجھ پر درود پاک پڑھنا، تنگدستی کو دور کرتا ہے۔

میں نے عرض کیا: کچھ اور ارشاد فرمائیے، فرمایا: جو کسی قوم کا امام بنے تو ہلکی نماز پڑھائے، کیوں کہ مقتدیوں میں بوڑھے، بیمار، بچے اور کام کاج والے بھی ہوتے ہیں۔

نوٹ: تخفیف سے مراد یہ نہیں کہ جلدی جلدی جانوروں کی طرح چند ٹھونگے مارے اور وہ گئے ———— بلکہ حکم تخفیف سے مقصود یہ ہے کہ اس طوالت سے اجتناب کیا جائے جو مقتدیوں کیلئے پریشانی، بوجھ اور مشکل کا باعث بنے، کیونکہ خَيْرُ الْاُمُوْرِ اَوْسَطُهَا: (یعنی) میانہ روی بہترین چیز ہے۔

پھر مجھ پر سلام عرض کرو

عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَشَكَا اِلَيْهِ الْفَقْرَ وَضِيْقَ الْعَيْشِ وَالْمَعَاشِ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا دَخَلْتَ مَنْزِلَكَ فَسَلِّمْ اِنْ كَانَ فِيْهِ اَحَدٌ اَوْ لَمْ يَكُنْ فِيْهِ اَحَدٌ ثُمَّ سَلِّمْ عَلَيَّ وَاقْرَاْ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ مَرَّةً وَاحِدَةً فَفَعَلَ الرَّجُلُ فَاَدَرَّ اللّٰهُ عَلَيْهِ الرِّزْقَ حَتّٰى اَفَاضَ عَلٰى جِيْرَانِهٖ وَقَرَابَاتِهٖ۔ (سعادۃ الدارین، القول البدیع)

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص بارگاہِ نبوی میں حاضر ہوا اور فقر و فاقہ اور تنگیٔ روزگار کی شکایت کی تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے

ہاتھوں میں چاندی کے کاغذ اور سونے کے قلم ہوتے ہیں جن سے وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پاک پڑھنے والوں کا درود لکھتے ہیں اور وہ فرشتے کہتے ہیں: تم ذکر و درود میں اضافہ کرو، اللہ تعالیٰ تم پر رحم کرے، تم زیادہ پڑھو، اللہ تعالیٰ تمہیں زیادہ انعام و اکرام سے نوازے اور جب وہ (ذکر و درود میں) شروع ہوتے ہیں تو ان کے لیئے آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور ان کی دعا قبول کی جاتی ہے اور ان پر حسین آنکھوں والی حوریں جھانکتی ہیں اور اللہ تعالیٰ کی رضا و رحمت ان کی طرف متوجہ رہتی ہے جب تک کہ وہ دنیا کی باتوں میں نہ مشغول ہو جائیں یا اٹھ کر نہ چلے جائیں اور جب وہ چلے جاتے ہیں ان کی زیادت کیلیئے آنے والے فرشتے بھی اٹھ جاتے ہیں اور وہ ذکر کرکے حلقے تلاش کرنے لگ جاتے ہیں ؎

میرے گلشن چہ طیبہ دی سدا ٹھنڈی ہوا آوے
لباں تے اس دعا باجھوں نہ کوئی وی دعا آوے
تصور وِچ رہن ہر دم مدینے پاک دے جلوے
زباں تے مصطفیٰ خیر الوریٰ صلِّ علیٰ آوے
غذا روح دی سکوں دل دا تے ٹھنڈک ہے نگاواں دی
نبی دا ذکر سن سن کے سرور آوے مزہ آوے
عقیدت تے محبت دا نیازی ایہہ تقاضا اے
سنو جد نام سوہنے دا دروداں دی صدا آوے

خوش نصیب کون ہیں؟ فرمایا: ایک وہ جس نے میرے کسی مصیبت زدہ امتی کی مصیبت دور کی، دوسرا وہ جس نے میری سنت کو زندہ کیا، تیسرا وہ شخص جس نے مجھ پر درود پاک کی کثرت کی۔

چاندی کے کاغذ اور سونے کے قلم

عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ لِلْمَسَاجِدِ اَوْتَادًا جُلَسَاءُهُمُ الْمَلَائِكَةُ اِنْ غَابُوْا فَقَدُوْهُمْ وَاِنْ مَرِضُوْا عَادُوْهُمْ وَاِنْ رَأَوْهُمْ رَحَّبُوْا بِهِمْ وَاِنْ طَلَبُوْا حَاجَةً اَعَانُوْهُمْ فَاِذَا جَلَسُوْا حَفَّتْ بِهِمُ الْمَلَائِكَةُ مِنْ لَدُنْ اَقْدَامِهِمْ اِلٰى عَنَانِ السَّمَاءِ بِاَيْدِيْهِمْ قَرَاطِيْسُ الْفِضَّةِ وَاَقْلَامُ الذَّهَبِ يَكْتُبُوْنَ الصَّلٰوةَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيَقُوْلُوْنَ اذْكُرُوْا رَحِمَكُمُ اللّٰهُ زِيْدُوْا زَادَكُمُ اللّٰهُ فَاِذَا اسْتَفْتَحُوا الذِّكْرَ فُتِحَتْ لَهُمْ اَبْوَابُ السَّمَاءِ وَاسْتُجِيْبَ لَهُمُ الدُّعَاءُ وَتَطَّلِعُ عَلَيْهِمُ الْحُوْرُ الْعِيْنُ وَاَقْبَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ عَلَيْهِمْ بِوَجْهِهٖ مَالَمْ يَخُوْضُوْا فِيْ حَدِيْثٍ غَيْرِهٖ وَيَتَفَرَّقُوْا فَاِذَا تَفَرَّقُوْا اَقَامَ الزُّوَّارُ يَلْتَمِسُوْنَ حِلَقَ الذِّكْرِ۔

(القول البدیع، سعادۃ الدارین)

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کچھ لوگ مسجدوں کے اوتاد ہوتے ہیں، ان کے ہم نشین فرشتے ہیں کہ اگر وہ کہیں چلے جائیں تو (وہ) فرشتے ان کو ڈھونڈتے ہیں اور اگر وہ بیمار ہو جائیں تو وہ ان کی عیادت کرتے ہیں اور جب فرشتے ان کو دیکھتے ہیں تو مرحبا کہتے ہیں اور اگر وہ حاجت طلب کریں تو فرشتے ان کی (حاجت روائی میں) مدد کرتے ہیں اور وہ بیٹھتے ہیں تو فرشتے ان کے قدموں سے لیکر آسمان تک انہیں ڈھانپ لیتے ہیں۔ ان (فرشتوں) کے

یہ درودِ پاک پڑھا تھا۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ حَتّٰی لَا تَبْقٰی صَلَاۃٌ ، اَللّٰھُمَّ بَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ حَتّٰی لَا تَبْقٰی بَرَکَۃٌ اَللّٰھُمَّ سَلِّمْ عَلٰی مُحَمَّدٍ حَتّٰی لَا یَبْقٰی سَلَامٌ ، اَللّٰھُمَّ ارْحَمْ عَلٰی مُحَمَّدٍ حَتّٰی لَا تَبْقٰی رَحْمَۃٌ۔ (آبِ کوثر)

○ تاجدارِ عرب و عجم حضور سیّد العالمین صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں : لِکُلِّ شَیْئٍ طَھَارَۃٌ وَ غُسْلٌ وَ طَھَارَۃُ قُلُوْبِ الْمُؤْمِنِیْنَ مِنَ الصَّدَاءِ الصَّلَاۃُ عَلَیَّ ——————— (القول البدیع)

ہر چیز کے لیے طہارت اور غسل ہوتا ہے اور اہلِ ایمان کے دلوں کی زنگ سے طہارت مجھ پر درود پاک پڑھنا ہے۔

○ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ اَکْثَرَ الصَّلٰوۃَ عَلَیَّ فِیْ حَیَاتِہٖ اَمَرَ اللّٰہُ تَعَالٰی جَمِیْعَ الْمَخْلُوْقَاتِ اَنْ یَّسْتَغْفِرُوْا لَہٗ عِنْدَ مَمَاتِہٖ۔
(نزہۃ المجالس)

فرمایا : شفیع المذنبیں صلی اللہ علیہ وسلم نے جس شخص نے اپنی زندگی میں مجھ پر درود پاک زیادہ پڑھا، اس کی موت کے وقت اللہ تعالیٰ ساری مخلوقات کو فرمائے گا، اس بندے کیلئے استغفار کرو یعنی اس کیلئے بخشش کی دُعائیں کرو۔

○ اِنَّ جِبْرَائِیْلَ عَلَیْہِ السَّلَامُ قَالَ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی قَدْ اَعْطَاكَ قُبَّۃً فِی الْجَنَّۃِ عَرْضُھَا ثَلَاثُمِائَۃِ عَامٍ قَدْ حَفَّتْھَا رِیَاحُ الْکَرَامَۃِ لَا یَدْخُلُھَا اِلَّا مَنْ اَکْثَرَ الصَّلٰوۃَ عَلَیْكَ۔

نزہۃ المجالس —— آبِ کوثر

حضرت جبریل علیہ السلام نے عرض کیا : یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ تعالیٰ نے آپ کو جنت میں ایک قبہ عطا کیا ہے جس کی چوڑائی تین سو سال کی

جُدا ہونے سے پہلے مغفرت

مَا مِنْ عَبْدَيْنِ مُتَحَابَّيْنِ يَسْتَقْبِلُ اَحَدُهُمَا صَاحِبَهُ فَيُصَافِحَانِ وَيُصَلِّيَانِ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَتَفَرَّقَا حَتّٰى يُغْفَرَ لَهُمَا ذُنُوْبُهُمَا مَا تَقَدَّمَ مِنْهُمَا وَمَا تَاَخَّرَ۔ (نزہۃ الناظرین، سعادۃ الدارین، الترغیب والترہیب)

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب دو دوست آپس میں ملتے ہیں اور مصافحہ کرتے ہیں اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پاک پڑھتے ہیں تو جدا ہونے سے پہلے پہلے دونوں کے اگلے پچھلے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔

فرشتوں نے آسمان کے کنارے بھر دیئے:

عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى وَقَفْنَا فِيْ مَجْمَعِ طُرُقٍ فَطَلَعَ اَعْرَابِيٌّ فَقَالَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَرَحْمَتُهٗ وَبَرَكَاتُهٗ فَقَالَ وَعَلَيْكَ السَّلَامُ اَيَّ شَيْءٍ قُلْتَ حِيْنَ جِئْتَنِيْ قَالَ قُلْتُ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ حَتّٰى لَا تَبْقٰى صَلٰوةٌ، اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ حَتّٰى لَا تَبْقٰى بَرَكَةٌ، اَللّٰهُمَّ سَلِّمْ عَلٰى مُحَمَّدٍ حَتّٰى لَا يَبْقٰى سَلَامٌ، اَللّٰهُمَّ ارْحَمْ مُحَمَّدًا حَتّٰى لَا تَبْقٰى رَحْمَةٌ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنِّيْ اَرَى الْمَلَائِكَةَ قَدْ سَدُّوا الْاُفُقَ۔ (سعادۃ الدارین)

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے فرمایا، ایک دن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہم باہر نکلے، جب ہم ایک چوراہے پر کھڑے ہوئے تو ایک اعرابی آیا، اس نے سلام عرض کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام کا جواب دیا، پھر فرمایا: اے اعرابی جب تو آیا تھا تو تو نے کیا پڑھا تھا کیونکہ میں دیکھ رہا ہوں کہ وہاں فرشتوں نے آسمانوں کے کناروں کو بھرا ہوا ہے۔ اعرابی نے عرض کیا: حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) میں نے

الثَّابِتِ فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَ فِی الْاٰخِرَۃِ عِنْدَ الْمَسْئَلَۃِ وَاَدْخَلَہُ الْجَنَّۃَ وَجَاءَتْ صَلٰوتُہٗ عَلَیَّ نُوْرًا لَّہٗ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ عَلَی الصِّرَاطِ مَسِیْرَۃَ خَمْسِمِائَۃِ عَامٍ وَاَعْطَاہُ اللّٰہُ بِکُلِّ صَلٰوۃٍ صَلَّاھَا عَلَیَّ قَصْرًا فِی الْجَنَّۃِ قَلَّ ذَالِکَ اَوْ کَثُرَ۔ (دلائل الخیرات شریف)

جَدُّ الحَسَنَین، امام القبلتین حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے کہ جو مجھ پر ایک مرتبہ درود پاک پڑھتا ہے اللہ اس پر دس رحمتیں نازل فرماتا ہے اور جو مجھ پر دس بار درود پاک پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر سو رحمتیں نازل فرماتا ہے اور جو مجھ پر سو بار درود پاک پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر ہزار رحمتیں نازل فرماتا ہے اور جو مجھ پر ہزار بار درود شریف پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے جسم کو آگ پر حرام قرار دے دیتا ہے اور اس کو دنیا و آخرت میں اور سوال کے وقت قبر میں سچے قول پر ثابت قدم رکھتا ہے۔

اور آئے گا اس کا درود جو اس نے مجھ پر پڑھا ہے نور بن کر قیامت کے دن جو پل صراط پر پانچ سو سال کی مسافت تک پھیلا ہو گا اور درود کے بدلے اللہ تعالیٰ جنت میں اسے ایک محل دے گا، تھوڑا پڑھے یا زیادہ ....

ان سب کا ثواب اس کیلئے ہے

وَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ عَبْدٍ صَلّٰی عَلَیَّ اِلَّا خَرَجَتِ الصَّلٰوۃُ مُسْرِعَۃً مِّنْ فِیْہِ فَلَا یَبْقٰی بَرٌّ وَّلَا بَحْرٌ وَّلَا شَرْقٌ وَّلَا غَرْبٌ اِلَّا وَتَمُرُّ بِہٖ وَتَقُوْلُ اَنَا صَلٰوۃُ فُلَانِ ابْنِ فُلَانٍ صَلّٰی عَلٰی مُحَمَّدِ الْمُخْتَارِ خَیْرِ خَلْقِ اللّٰہِ فَلَا یَبْقٰی شَیْءٌ اِلَّا وَصَلّٰی عَلَیْہِ وَیُخْلَقُ مِنْ تِلْکَ الصَّلٰوۃِ طَائِرٌ لَّہٗ سَبْعُوْنَ اَلْفَ جَنَاحٍ فِیْ کُلِّ جَنَاحٍ سَبْعُوْنَ اَلْفَ رِیْشَۃٍ فِیْ کُلِّ رِیْشَۃٍ سَبْعُوْنَ اَلْفَ رَأْسٍ، فِیْ کُلِّ رَأْسٍ سَبْعُوْنَ اَلْفَ وَجْہٍ فِیْ کُلِّ وَجْہٍ

مسافت ہے اور اسے کرامت کی ہواؤں نے گھیر رکھا ہے، اس قبۂ مبارکہ میں صرف وہی لوگ داخل ہوں گے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی پر کثرت سے درودِ پاک پڑھتے ہوں گے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ فِیْ کِتَابٍ لَمْ تَزَلِ الْمَلَائِکَةُ یَسْتَغْفِرُوْنَ لَهٗ مَا دَامَ اِسْمِیْ فِیْ ذَالِكَ الْکِتَابِ۔ (سعادۃ الدارین)

جس نے (کسی) کتاب میں مجھ پر درودِ پاک لکھا تو جب تک میرا نام (مبارک) اس کتاب میں رہے گا، فرشتے اُس کے لیے استغفار کرتے رہیں گے۔

اُن کو کثرتِ درودِ پاک سے پہچانتا ہوں:

وَرُوِیَ عَنْهُ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ لَیَرِدَنَّ عَلَیَّ الْحَوْضَ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ اَقْوَامٌ مَا اَعْرِفُهُمْ اِلَّا بِکَثْرَةِ الصَّلٰوةِ عَلَیَّ۔ (دلائل الخیرات شریف)

حضور جانِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے کہ روزِ قیامت حوضِ کوثر پر میرے پاس ایسی قومیں آئیں گی جن کو میں محض اُن کے کثرۃِ درود سے پہچانتا ہوں۔

درودِ پاک سے دارین میں ثابت قدمی

وَرُوِیَ عَنْهُ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ مَرَّةً وَّاحِدَةً صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ عَشْرَ مَرَّاتٍ وَمَنْ صَلّٰی عَلَیَّ عَشْرَ مَرَّاتٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ مِائَةَ مَرَّةٍ وَمَنْ صَلّٰی عَلَیَّ مِائَةَ مَرَّةٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ اَلْفَ مَرَّةٍ وَمَنْ صَلّٰی عَلَیَّ اَلْفَ مَرَّةٍ حَرَّمَ اللّٰهُ جَسَدَهٗ عَلَی النَّارِ وَثَبَّتَهٗ بِالْقَوْلِ

قبولیتِ دعا کا وسیلہ درود نامے:

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ اِنَّ الدُّعَاءَ مَوْقُوْفٌ بَیْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ لَا یَصْعَدُ مِنْہُ شَیْءٌ حَتّٰی تُصَلِّیَ عَلٰی نَبِیِّکَ۔ (مشکوٰۃ)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: دُعا زمین و آسمان کے درمیان روک دی جاتی ہے جب تک تو اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم پر درود نہ پڑھے اوپر نہیں جاتی۔

سونے سے پہلے چار کام کرلیا کرو:

رُوِیَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّہٗ قَالَ لِعَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی یَا عَائِشَۃُ لَا تَنَامِیْ حَتّٰی تَعْمَلِیْ اَرْبَعَۃَ اَشْیَاءَ حَتّٰی تَخْتِمِی الْقُرْاٰنَ وَحَتّٰی تَجْعَلِی الْاَنْبِیَاءَ لَکِ شُفَعَاءَ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ وَحَتّٰی تَجْعَلِی الْمُسْلِمِیْنَ رَاضِیْنَ عَنْکِ وَحَتّٰی تَجْعَلِیْ حَجَّۃً وَّعُمْرَۃً فَدَخَلَ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ فِی الصَّلٰوۃِ فَبَقِیْتُ عَلٰی فِرَاشِیْ حَتّٰی اَتَمَّ الصَّلٰوۃَ فَلَمَّا اَتَمَّھَا قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ فِدَاکَ اَبِیْ وَاُمِّیْ اَمَرْتَنِیْ بِاَرْبَعَۃِ اَشْیَاءَ لَا اَقْدِرُ فِیْ ھٰذِہِ السَّاعَۃِ اَنْ اَفْعَلَھَا فَتَبَسَّمَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ وَقَالَ اِذَا قَرَأْتِ قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ ثَلَاثًا فَکَاَنَّکِ خَتَمْتِ الْقُرْاٰنَ وَاِذَا صَلَّیْتِ عَلَیَّ وَعَلَی الْاَنْبِیَاءِ مِنْ قَبْلِیْ فَقَدْ صِرْنَا لَکِ شُفَعَاءَ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ وَاِذَا اسْتَغْفَرْتِ لِلْمُؤْمِنِیْنَ یَرْضَوْنَ عَنْکِ وَاِذَا قُلْتِ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ فَقَدْ حَجَجْتِ وَاعْتَمَرْتِ۔ دُرّۃ الناصحین مصری عربی (آبِ کوثر)

سیّدنا سرورِ دو عالم فخرِ آدم و بنی آدم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا: اے عائشہ

سَبْعُوْنَ اَلْفَ فَمٍ، فِیْ کُلِّ فَمٍ سَبْعُوْنَ اَلْفَ لِسَانٍ فِیْ کُلِّ لِسَانٍ یُسَبِّحُ اللّٰهَ تَعَالٰی بِسَبْعِیْنَ اَلْفَ لُغَاتٍ وَ یَکْتُبُ اللّٰهُ لَهٗ ثَوَابَ ذَالِكَ کُلِّهٖ۔

(دلائل الخیرات شریف)

فخرِ رسل، مولائے کل، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے کہ جو بندہ مجھ پر درود بھیجتا ہے تو اس کا درود اس کے منہ سے تیزی سے نکلتا ہے۔ پھر نہ کوئی باقی رہتی خشکی اور نہ کوئی سمندر، نہ مشرق اور نہ مغرب، مگر وہ وہاں سے گزرتا ہے اور کہتا ہے کہ میں فلاں بن فلاں کا درود ہوں جو اس نے اللہ کی سب مخلوق سے بہتر محمد المختار پر بھیجا ہے (یہ اعلان سننے والی) کوئی شے ایسی نہیں جو (یہ سن کر) مصروفِ درود نہ ہو جائے اور اس درود سے ایک پرندہ پیدا کیا جاتا ہے جس کے ستر ہزار بازو ہوتے ہیں۔ اور ہر بازو میں ستر ہزار پر ہوتے ہیں اور ہر پر میں ستر ہزار سر ہوتے ہیں اور ہر سر میں ستر ہزار چہرے ہوتے ہیں اور ہر چہرے میں ستر ہزار منہ ہوتے ہیں اور ہر منہ میں ستر ہزار زبانیں ہوتی ہیں اور ہر زبان ستر ہزار لغات (بولیوں) میں اللہ کی تسبیح کرتی ہے اور اللہ تعالیٰ ان سب کا ثواب اس (درود پڑھنے والے) کیلئے لکھتا ہے۔

○ وَقَالَ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ مَنْ عَسُرَتْ عَلَیْهِ حَاجَةٌ فَلْیُکْثِرْ بِالصَّلٰوةِ عَلَیَّ فَاِنَّهَا تَکْشِفُ الْهُمُوْمَ وَالْغُمُوْمَ وَالْکُرُوْبَ وَتُکَثِّرُ الْاَرْزَاقَ وَتَقْضِی الْحَوَائِجَ۔

(دلائل الخیرات شریف)

فخرِ موجودات، جانِ کائنات حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانِ گرامی ہے جس پر کوئی حاجت مشکل ہو جائے اسے چاہیئے کہ مجھ پر کثرت سے درود بھیجے کیونکہ درود دور کرتا ہے سب افکار کو، سب غموں کو، سب تکلیفوں کو اور زیادہ کرتا ہے روزیوں کو اور پورا کرتا ہے سب حاجتوں کو۔

مجھے مُسافر کا پیالہ نہ بناؤ

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا تَجْعَلُوْنِیْ کَقَدَحِ الرَّاکِبِ قِیْلَ وَمَا قَدَحُ الرَّاکِبِ قَالَ اِنَّ الْمُسَافِرَ اِذَا فَرَغَ مِنْ حَاجَتِہٖ صَبَّ فِیْ قَدَحِہٖ مَآءً فَاِنْ کَانَ اِلَیْہِ حَاجَۃٌ تَوَضَّأَ مِنْہُ اَوْ شَرِبَہٗ وَاِلَّا اَھْرَقَہٗ اِجْعَلُوْنِیْ فِیْ اَوَّلِ الدُّعَاءِ وَاَوْسَطِہٖ وَاٰخِرِہٖ۔ (سعادۃ الدارین)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم مجھے مسافر کے پیالے کی طرح نہ بنالو، عرض کیا گیا حضور مسافر کا پیالہ کیسا ہوتا ہے؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مسافر جب ضروریات سے فارغ ہوتا ہے تو اپنے پیالے میں پانی ڈال دیتا ہے۔ زاں بعد اگر اسے ضرورت محسوس ہوئی تو اس سے وضو کر لیا یا پی لیا ورنہ پانی کو گرا دیتا ہے، تم ایسا نہ کرو بلکہ جب دُعا مانگو تو اس کے شروع میں بھی مجھے رکھو، اور درمیان میں اور آخر میں بھی۔

○ حدیث مبارکہ میں ہے:

زَیِّنُوْا مَجَالِسَکُمْ بِالصَّلٰوۃِ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَ بِذِکْرِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ۔ (کشف الغمہ)

تم اپنی مجلسوں کو مجھ پر درُود پاک پڑھنے اور عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے ذکرِ خیر سے مزین کرو۔

○ تاجدارِ عرب، محبوبِ رب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اِنَّ اللّٰہَ لَیَنْظُرُ اِلٰی مَنْ یُّصَلِّیْ عَلَیَّ وَمَنْ نَظَرَ اللّٰہُ اِلَیْہِ لَا یُعَذِّبُہٗ اَبَدًا۔ (کشف الغمہ)

(رضی اللہ عنہا) سونے سے پہلے چار کام کرلیا کرو۔ سونے سے پہلے قرآنِ کریم ختم کیا کرو اور انبیاء کرام علیہم السلام کو قیامت کے دن کیلئے شفیع بنالو، اور مسلمانوں کو اپنے سے راضی کرلو اور ایک حج وعمرہ کرلو ——— یہ فرما کر حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کی نیّت باندھ لی۔

سیّدتنا اُمّ المومنین صدّیقہ بنتِ صدّیق رضی اللہ عنہما فرماتی ہیں، جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہوئے تو میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم) میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں، آپ نے مجھے اِس وقت چار کام کرنے کا حکم دیا ہے جو کہ میں اس قلیل مدت میں نہیں کرسکتی، تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے تبسم فرمایا اور فرمایا: اے عائشہ! جب تو قُلْ ہُوَ اللّٰہُ اَحَد (سورۂ اخلاص) تین مرتبہ پڑھ لے گی تو تونے گویا قرآنِ کریم ختم کرلیا۔ جب تو مجھ پر اور مجھ سے پہلے نبیوں پر درود پاک پڑھے گی تو ہم سب تیرے لیئے قیامت کے دن شفیع ہوں گے اور جب تو مومنوں کیلئے استغفار کرے گی تو وہ سب تجھ سے راضی ہوجائیں گے۔ اور جب تو کہے گی سُبحان اللہ وَالحمدُ للہِ وَلا اِلٰہ اِلّا اللہُ وَاللہُ اکبرُ، تو تونے حج وعمرہ کرلیا۔

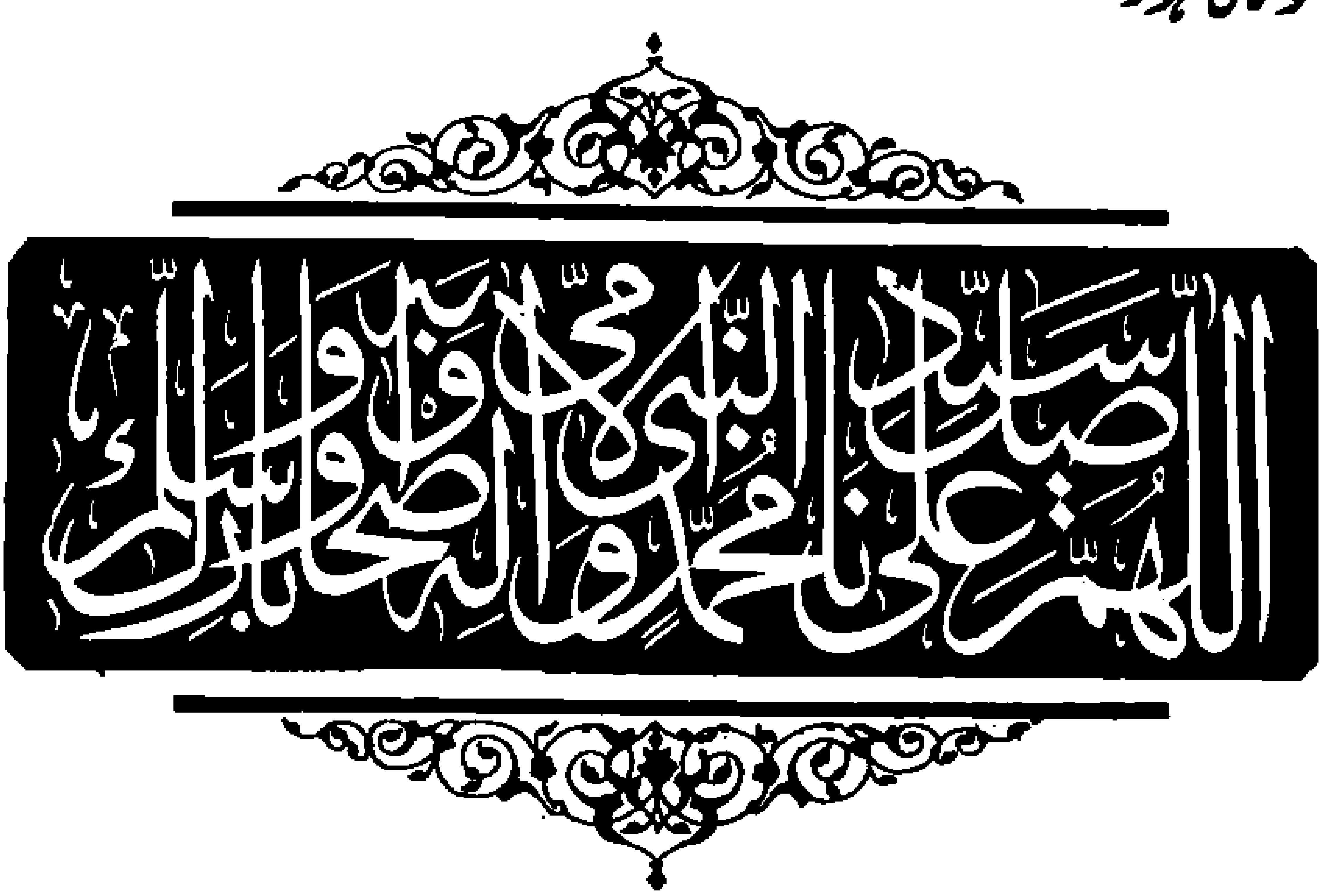
؎ یہ اُن کا کرم اُن کی عنایت ہے عطا ہے
دامانِ طلب میرا، مُرادوں سے بھرا ہے
مجھ پر مرے مولا کا احسان بڑا ہے
سرکار کے منگتوں میں مرا نام لکھا ہے
آیا ہے تصوّر میں مدینے کا گلستاں
پھر آج معطّر یہ مرے دل کی فضا ہے

اُمَّتِیْ تُعْرَضُ عَلَیَّ کُلَّ یَوْمِ جُمُعَۃٍ فَمَنْ کَانَ اَکْثَرُھُمْ عَلَیَّ صَلٰوۃً کَانَ اَقْرَبَھُمْ مِّنِّیْ مَنْزِلَۃً ۔ جامع صغیر (آبِ کوثر)

اے میری امت مجھ پر ہر جمعہ کے دن درود پاک کی کثرت کیا کرو، کیونکہ میری امت کا درود پاک مجھ پر ہر جمعہ کے روز پیش ہوتا ہے لہٰذا جس نے مجھ پر درود شریف زیادہ پڑھا ہوگا اس کی منزل مجھ سے قریب تر ہوگی۔

○ عَنْ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ مِائَۃَ مَرَّۃٍ جَاءَ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ وَمَعَہٗ نُوْرٌ لَوْ قُسِمَ ذٰلِکَ النُّوْرُ بَیْنَ الْخَلْقِ کُلِّھِمْ لَوَسِعَھُمْ ۔ (دلائل الخیرات)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جو شخص جمعہ کے دن سو بار مجھ پر درود شریف پڑھے جب وہ قیامت کے دن آئے گا تو اُس کے ساتھ ایسا نور ہوگا کہ اگر ساری مخلوق میں تقسیم کر دیا جائے تو وہ سب کو کافی ہو۔



بے شک اللہ قدوس اس بندے پر نظرِ رحمت فرماتا ہے جو مجھ پر درود پاک پڑھے اور جس پر اللہ تعالیٰ رحمت کی نظر کرے اسے کبھی بھی عذاب نہ دے گا۔

بروزِ جمعہ زیادہ درود پڑھو :

عَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَکْثِرُوا الصَّلٰوۃَ عَلَیَّ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ فَاِنَّہٗ یَوْمٌ مَّشْہُوْدٌ تَشْہَدُہُ الْمَلٰٓئِکَۃُ لَیْسَ مِنْ عَبْدٍ یُصَلِّیْ عَلَیَّ اِلَّا بَلَغَنِیْ صَوْتُہٗ حَیْثُ کَانَ قُلْنَا وَبَعْدَ وَفَاتِکَ؟ قَالَ وَبَعْدَ وَفَاتِیْ اِنَّ اللّٰہَ حَرَّمَ عَلَی الْاَرْضِ اَنْ تَاْکُلَ اَجْسَادَ الْاَنْبِیَاءِ۔ (المعجم الکبیر للطبرانی)

حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مجھ پر روزِ جمعہ زیادہ درود شریف پڑھا کرو کیونکہ یہ حاضری کا دن ہے، اس دن فرشتے حاضر ہوتے ہیں، تم میں سے کوئی شخص بھی مجھ پر درود شریف نہیں پڑھتا مگر اس کی آواز مجھ تک پہنچ جاتی ہے۔ چاہے وہ جہاں کہیں بھی ہو، ہم نے عرض کیا آپ کے وصال کے بعد بھی؟ ——— آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے وصال کے بعد بھی کیونکہ اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام کر دیا ہے کہ انبیاء کے اجسام کو کھائے۔

اس کی منزل مجھ سے زیادہ قریب ہوگی :

رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا :

اَکْثِرُوْا مِنَ الصَّلٰوۃِ عَلَیَّ فِیْ کُلِّ یَوْمِ جُمُعَۃٍ فَاِنَّ صَلٰوۃَ

شرفِ مصافحہ حاصل ہوگا

قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ فِیْ یَوْمٍ خَمْسِیْنَ مَرَّۃً صَافَحْتُہٗ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ۔ (القول البدیع) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو مجھ پر دن بھر میں پچاس مرتبہ درود شریف پڑھے قیامت کے دن میں اس سے مصافحہ کروں گا۔

وہ حوضِ کوثر سے سیراب ہوگا

وَیُرْوٰی عَنْہُ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّہٗ قَالَ مَنْ صَلّٰی عَلٰی رُوْحِ مُحَمَّدٍ فِی الْاَرْوَاحِ وَعَلٰی جَسَدِہٖ فِی الْاَجْسَادِ وَعَلٰی قَبْرِہٖ فِی الْقُبُوْرِ رَاٰنِیْ فِیْ مَنَامِہٖ وَمَنْ رَاٰنِیْ فِیْ مَنَامِہٖ رَاٰنِیْ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ وَمَنْ رَاٰنِیْ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ شَفَعْتُ لَہٗ وَمَنْ شَفَعْتُ لَہٗ شَرِبَ مِنْ حَوْضِیْ وَحَرَّمَ اللّٰہُ جَسَدَہٗ عَلَی النَّارِ۔ (القول البدیع)

حضور سیدِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جو شخص یہ درود پاک پڑھے "اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی رُوْحِ مُحَمَّدٍ فِی الْاَرْوَاحِ وَعَلٰی جَسَدِہٖ فِی الْاَجْسَادِ وَعَلٰی قَبْرِہٖ فِی الْقُبُوْرِ" اس کو خواب میں میرا دیدار نصیب ہوگا اور جس کو خواب میں میرا دیدار ہوگا وہ مجھے قیامت کے دن بھی دیکھے گا اور جس کو قیامت کے دن میری زیارت ہوگی میں اس کی شفاعت کروں گا اور وہ میرے حوضِ کوثر سے سیراب ہوگا اور اس کے جسم کو اللہ تعالیٰ دوزخ پر حرام کر دے گا۔

درود شریف نہ پڑھنے پر وعید

○ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ نَسِیَ الصَّلٰوۃَ عَلَیَّ خَطِئَ طَرِیْقَ الْجَنَّۃِ۔ (القول البدیع) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص مجھ پر درود شریف پڑھنا بھول گیا، وہ جنت کا راستہ بھول گیا۔

اللہ اسکی سو حاجتیں پوری فرمائے گا

فخرِ آدم و بنی آدم حضور شفیع مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے: اِنَّ اَقْرَبَکُمْ مِنِّیْ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ فِیْ کُلِّ مَوْطِنٍ اَکْثَرُکُمْ عَلَیَّ صَلٰوۃً فِی الدُّنْیَا مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ فِیْ یَوْمِ الْجُمُعَۃِ وَلَیْلَۃِ الْجُمُعَۃِ قَضَی اللّٰہُ لَہٗ مِائَۃَ حَاجَۃٍ سَبْعِیْنَ مِنْ حَوَائِجِ الْاٰخِرَۃِ وَثَلَاثِیْنَ مِنْ حَوَائِجِ الدُّنْیَا ثُمَّ یُوَکِّلُ اللّٰہُ بِذٰالِکَ مَلَکًا یُدْخِلُہٗ فِیْ قَبْرِیْ کَمَا تُدْخَلُ عَلَیْکُمُ الْھَدَایَا یُخْبِرُنِیْ بِمَنْ صَلّٰی عَلَیَّ بِاِسْمِہٖ وَنَسَبِہٖ اِلٰی عَشِیْرَتِہٖ فَاُثْبِتُہٗ عِنْدِیْ فِیْ صَحِیْفَۃٍ بَیْضَاءَ ۔ سعادۃ الدارین (آبِ کوثر)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: روزِ قیامت تم میں سے ہر مقام اور ہر جگہ میرے زیادہ قریب وہ ہوگا جس نے تم میں سے مجھ پر درود پاک کی کثرت کی ہوگی اور تم میں سے جو جمعہ کے دن اور جمعہ کی رات مجھ پر درود پاک پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس کی سو حاجتیں پوری فرمائے گا۔ ستر حاجتیں آخرت کی اور تیس دنیا کی۔ پھر اللہ تعالیٰ ایک فرشتہ مقرر کرتا ہے جو کہ اس درود پاک کو لے کر میرے دربار میں حاضر ہوتا ہے جیسے تمہارے پاس ہدیے آتے ہیں، وہ فرشتہ عرض کرتا ہے، حضور یہ درود پاک کا ہدیہ فلاں امتی نے جو فلاں کا بیٹا فلاں قبیلے کا ہے اس نے بھیجا ہے تو میں اس درود پاک کو نور کے سفید صحیفے میں محفوظ کر لیتا ہوں۔

اس نے خیر کو ڈھونڈ لیا

عَنِ الْحَسَنِ الْبَصَرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ قَرَءَ الْقُرْاٰنَ وَحَمِدَ رَبَّہٗ وَصَلّٰی عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَدِ الْتَمَسَ الْخَیْرَ مِنْ مَظَانِہٖ۔ (القول البدیع)

حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے قرآن پڑھا اور اپنے ربِ کریم کی تعریف کی اور مجھ پر درود شریف پڑھا تو اس نے خیر کو اس کے ٹھکانوں سے ڈھونڈ لیا۔

منظوم ہدیۂ درود و سلام

از ـــــ امامِ اہلسنّت حضرت الشاہ احمد رضا خاں قدس سرہ العزیز

مصطفٰے جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام ○ شمعِ بزمِ ہدایت پہ لاکھوں سلام

مہرِ چرخِ نبوّت پہ روشن درُود ○ گلِ باغِ رسالت پہ لاکھوں سلام

شہر یارِ اِرم، تاجدارِ حرم ○ نوبہارِ شفاعت پہ لاکھوں سلام

شبِ اسریٰ کے دُولھا پہ دائم درُود ○ نوشۂ بزمِ جنّت پہ لاکھوں سلام

عرش کی زیب و زینت پہ عرشی درُود ○ فرش کی طیب و نزہت پہ لاکھوں سلام

صاحبِ رجعتِ شمس و شق القمر ○ نائبِ دستِ قدرت پہ لاکھوں سلام

جس کے زیرِ لوا، آدم و مَن سِوا ○ اُس سزائے سیادت پہ لاکھوں سلام

عرش تا فرش ہے جس کے زیرِ نگیں ○ اُس کی قاہر ریاست پہ لاکھوں سلام

اصلِ ہر بود و بہبود، تخمِ وجود ○ قاسمِ کنزِ نعمت پہ لاکھوں سلام

ماہِ لاہوتِ خلوت پہ لاکھوں درُود ○ شاہِ ناسوتِ جلوت پہ لاکھوں سلام

کنزِ ہر بے کس و بے نوا پر درُود ○ حرزِ ہر رفتہ طاقت پہ لاکھوں سلام

پرتوِ اسمِ ذاتِ احد پر درُود ○ مقطعِ ہر سیادت پہ لاکھوں سلام

خلق کے داد رس، سب کے فریاد رس ○ کہفِ روزِ مصیبت پہ لاکھوں سلام

مجھ سے بے کس کی دَولت پہ لاکھوں درُود ○ مجھ سے بے بس کی قوت پہ لاکھوں سلام

ربِ اعلیٰ کی نعمت پہ اعلیٰ درُود ○ حق تعالیٰ کی منّت پہ لاکھوں سلام

ہم غریبوں کے آقا پہ بے حد درُود ○ ہم فقیروں کی ثروت پہ لاکھوں سلام

سَبَبِ ہر سَبب منتہائے طلب ○ عِلّتِ جملہ عِلّت پہ لاکھوں سلام

○ عَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم مَا اجْتَمَعَ قَوْمٌ ثُمَّ تَفَرَّقُوْا عَنْ غَیْرِ ذِکْرِ اللّٰہِ عَزَّ وَجَلَّ وَصَلٰوۃٍ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اِلَّا قَامُوْا عَنْ اَنْتَنِ جِیْفَۃٍ۔ (القول البدیع)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کچھ لوگ کہیں مل بیٹھے اور پھر اللہ قدوس کے ذکر اور مجھ پر درود شریف پڑھے بغیر اُٹھ گئے تو گویا وہ بدبودار مُردار پر سے اُٹھے ہیں۔

تین شخص زیارت سے محروم

عَنْ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم لَا یَرٰی وَجْھِیْ ثَلَاثَۃُ اَنْفُسٍ، اَلْعَاقُ لِوَالِدَیْہِ وَتَارِکُ سُنَّتِیْ وَمَنْ لَّمْ یُصَلِّ عَلَیَّ اِذَا ذُکِرْتُ بَیْنَ یَدَیْہِ۔ (القول البدیع)

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تین شخص ایسے ہیں جو میری زیارت سے محروم رہیں گے۔ (۱) اپنے والدین کا نافرمان (۲) میری سنت کا تارک (۳) اور جس نے درود شریف نہ پڑھا مجھ پر جبکہ اس کے سامنے میرا ذکر کیا گیا۔

چاہو قرب اُن کا تو پڑھو درود اُن پر
یہ وظیفہ ہے اک ایسا جو مدام چل رہا ہے
مَیں کون ہوں مَیں کیا ہوں، جو کچھ بھی ہوں نیازی
نامِ نبی کا صدقہ، میرا نام چل رہا ہے

○

وہ دہن جس کی ہر بات وحیِ خدا ○ چشمۂ علم و حکمت پہ لاکھوں سلام

جس کے پانی سے شاداب جان و جناں ○ اس دہن کی طراوت پہ لاکھوں سلام

جس سے کھاری کنویں شیرۂ جاں بنے ○ اس زُلالِ حلاوت پہ لاکھوں سلام

وہ زباں جس کو سب کُن کی کنجی کہیں ○ اس کی نافذ حکومت پہ لاکھوں سلام

اُس کی پیاری فصاحت پہ بے حد درود ○ اس کی دلکش بلاغت پہ لاکھوں سلام

وہ دُعا جس کا جوبن بہارِ قبول ○ اس نسیمِ اجابت پہ لاکھوں سلام

جن کے گچھے سے لچھے جھڑیں نور کے ○ اُن ستاروں کی نزہت پہ لاکھوں سلام

جس کی تسکیں سے روتے ہوئے ہنس پڑیں ○ اس تبسّم کی عادت پہ لاکھوں سلام

جس میں نہریں ہیں شیر و شکر کی رواں ○ اس گلے کی نضارت پہ لاکھوں سلام

حجرِ اسودِ کعبۂ جان و دل ○ یعنی مہرِ نبوّت پہ لاکھوں سلام

ہاتھ جس سمت اٹھا غنی کر دیا ○ موجِ بحرِ سماحت پہ لاکھوں سلام

جس کو بارِ دو عالم کی پرواہ نہیں ○ ایسے بازو کی قوّت پہ لاکھوں سلام

کعبۂ دین و ایماں کے دونوں ستون ○ ساعدینِ رسالت پہ لاکھوں سلام

جس کے ہر خط میں ہے موجِ نورِ کرم ○ اُس کفِ بحرِ ہمّت پہ لاکھوں سلام

نور کے چشمے لہرائیں، دریا بہیں ○ انگلیوں کی کرامت پہ لاکھوں سلام

عیدِ مشکل کشائی کے چمکے ہلال ○ ناخنوں کی بشارت پہ لاکھوں سلام

رفعِ ذکرِ جلالت پہ اَرفع درُود ○ شرحِ صدرِ صدارت پہ لاکھوں سلام

دل سمجھ سے وراء ہے مگر یوں کہوں ○ غنچۂ رازِ وحدت، پہ لاکھوں سلام

کُل جہاں مِلک اور جَو کی روٹی غذا ○ اس شکم کی کرامت پہ لاکھوں سلام

جو کہ عزمِ شفاعت پہ کھنچ کر بندھی ○ اس کمر کی حمایت پہ لاکھوں سلام

انبیاء تہ کریں زانو اُن کے حضور ○ زانوؤں کی وجاہت پہ لاکھوں سلام

مصدرِ مظہریت پہ اظہر درود ○ مظہرِ مصدریت پہ لاکھوں سلام

جس کے جلوے سے مرجھائی کلیاں کھلیں ○ اس گلِ پاک منبت پہ لاکھوں سلام

قدِّ بے سایہ کے سایۂ مرحمت ○ ظلِّ ممدودِ رافت پہ لاکھوں سلام

جس کے آگے سرِ سروراں خم رہیں ○ اس سرِ تاجِ عزت پہ لاکھوں سلام

وہ کرم کی گھٹا، گیسوئے مشک سا ○ لکۂ ابرِ رافت پہ لاکھوں سلام

لیلۃ القدر میں مطلعِ الفجرِ حق ○ مانگ کی استقامت پہ لاکھوں سلام

لخت لخت دلِ ہر جگر چاک سے ○ شانہ کرنے کی حالت پہ لاکھوں سلام

دُور و نزدیک کی سُننے والے وہ کان ○ کانِ لعلِ کرامت پہ لاکھوں سلام

چشمۂ مہر میں موجِ نورِ جلال ○ اس رگِ ہاشمیت پہ لاکھوں سلام

جس کے ماتھے شفاعت کا سہرا رہا ○ اس جبینِ سعادت پہ لاکھوں سلام

جن کے سجدے کو محرابِ کعبہ جھکی ○ اُن بھوؤں کی لطافت پہ لاکھوں سلام

اشکباریِ مژگاں پہ برسے درُود ○ سلکِ درِّ شفاعت پہ لاکھوں سلام

معنیِ قد رائ مقصدِ ماطغیٰ ○ نرگسِ باغِ قدرت پہ لاکھوں سلام

جس طرف اُٹھ گئی دم میں دم آگیا ○ اُس نگاہِ عنایت پہ لاکھوں سلام

نیچی آنکھوں کی شرم و حیا پر درُود ○ اونچی بینی کی رفعت پہ لاکھوں سلام

جس سے تاریک دل جگمگانے لگے ○ اُس چمک والی رنگت پہ لاکھوں سلام

چاند سے منہ پہ تاباں درخشاں درُود ○ نمک آگیں صباحت پہ لاکھوں سلام

شبنمِ باغِ حق یعنی رُخ کا عرق ○ اس کی سچی براقت پہ لاکھوں سلام

خط کی گردِ دہن وہ دِل آرا پھبن ○ سبزۂ نہرِ رحمت، پہ لاکھوں سلام

ریشِ خوش معتدل، مرہمِ ریشِ دل ○ ہالۂ ماہِ ندرت پہ لاکھوں سلام

پتلی پتلی گلِ قدس کی پتیاں ○ اُن لبوں کی نزاکت پہ لاکھوں سلام

تم سے کھلا بابِ جود، تم سے ہے سب کا وجود ○ تم سے ہے سب کی بقا، تم پہ کروڑوں درود

خستہ ہوں اور تم معاذ، بستہ ہوں اور تم ملاذ ○ آگے جو شہ کی رضا، تم پہ کروڑوں درود

مہرِ خدا نور نور، دل ہے سیہ دن ہے دور ○ شب میں کرو چاندنا، تم پہ کروڑوں درود

چھینٹ تمہاری سحر، جوت تمہاری قمر ○ دل میں رچا دو ضیا، تم پہ کروڑوں درود

بے ہنر و بے تمیز، کس کو ہوئے ہیں عزیز ○ ایک تمہارے سوا، تم پہ کروڑوں درود

آس ہے کوئی نہ پاس، ایک تمہاری ہی آس ○ بس ہے یہی آسرا، تم پہ کروڑوں درود

طارمِ اعلیٰ کا عرش، جس کفِ پا کا ہے فرش ○ آنکھوں پہ رکھ دو ذرا، تم پہ کروڑوں درود

سینہ کہ ہے داغ داغ کہہ دو کرے باغ باغ ○ طیبہ سے آکر صبا، تم پہ کروڑوں درود

نوبتِ در ہیں فلک، خادمِ در ہیں ملک ○ تم ہو جہاں بادشا، تم پہ کروڑوں درود

خلق تمہاری جمیل، خُلق تمہارا جلیل ○ خلق تمہاری گدا، تم پہ کروڑوں درود

طیبہ کے ماہِ تمام، جملہ رسل کے امام ○ نوشۂ ملکِ خدا، تم پہ کروڑوں درود

تم ہو جواد و کریم، تم ہو رؤف و رحیم ○ بھیک ہو داتا عطا، تم پہ کروڑوں درود

خلق کے حاکم ہو تم، رزق کے قاسم ہو تم ○ تم سے ملا جو ملا، تم پہ کروڑوں درود

نافع و دافع ہو تم، شافع و رافع ہو تم ○ تم سے بس افزوں خدا، تم پہ کروڑوں درود

شافی و نافی ہو تم، کافی و وافی ہو تم ○ درد کو کر دو دوا، تم پہ کروڑوں درود

مظہرِ حق ہو تمہیں، مُظہرِ حق ہو تمہیں ○ تم میں ہے ظاہر خدا، تم پہ کروڑوں درود

برسے کرم کی بھرن، پھولیں نعم کے چمن ○ ایسی چلا دو ہوا، تم پہ کروڑوں درود

اک طرف اعدائے دیں، ایک طرف حاسدیں ○ بندہ ہے تنہا شہا، تم پہ کروڑوں درود

کیوں کہوں بیکس ہوں میں، کیوں کہوں بے بس ہوں میں ○ تم ہو، میں تم پر فدا، تم پہ کروڑوں درود

بات نہ در کے کہیں گھاٹ نہ گھر کے کہیں ○ ایسے تمہیں پالنا، تم پہ کروڑوں درود

ایسوں کو نعمت کھلاؤ دودھ کے شربت پلاؤ ○ ایسوں کی ایسی غذا، تم پہ کروڑوں درود

کھائی قرآں نے خاکِ گزر کی قسم ○ اُس کفِ پا کی حُرمت پہ لاکھوں سلام
جس سُہانی گھڑی چمکا طیبہ کا چاند ○ اس دِل افروز ساعت پہ لاکھوں سلام
پہلے سجدہ پہ روزِ ازل سے درُود ○ یادگاریِٔ اُمت پہ لاکھوں سلام
بھائیوں کے لیے ترکِ پستاں کریں ○ دُودھ پیتوں کی نصفت پہ لاکھوں سلام
بھینی بھینی مہک پر مہکتی درُود ○ پیاری پیاری نفاسَت پہ لاکھوں سلام
میٹھی میٹھی عبارت پہ شیریں دُرُود ○ اچھی اچھی اِشارت پہ لاکھوں سلام
سیدھی سیدھی روش پہ کروڑوں درُود ○ سادی سادی طبیعت پہ لاکھوں سلام
جس کے گھیرے میں ہیں انبیاء و مَلک ○ اُس جہانگیر بعثت پہ لاکھوں سلام
لُطفِ بیداریِٔ شب پہ بے حَد درُود ○ عالمِ خوابِ راحت پہ لاکھوں سلام
خندۂ صبحِ عشرت پہ نوری درُود ○ گریۂ ابرِ رحمت پہ لاکھوں سلام
کس کو دیکھا یہ مُوسیٰ سے پُوچھے کوئی ○ آنکھوں والوں کی ہمّت پہ لاکھوں سلام

کعبہ کے بدرُ الدُّجےٰ، تم پہ کروڑوں دُرُود ○ طیبہ کے شمس الضحیٰ، تم پہ کروڑوں دُرُود
شافعِ روزِ جزا، تم پہ کروڑوں دُرُود ○ دَافعِ جملہ بَلا، تم پہ کروڑوں دُرُود
اور کوئی غیب کیا، تم سے نہاں ہو بھلا ○ جب نہ خُدا ہی چھپا تم پہ کروڑوں دُرُود
طور پر جو شمع تھا، چاند تھا ساعیر کا ○ نیّرِ فاراں ہوا، تم پہ کروڑوں دُرُود
دِل کرو ٹھنڈا مرا، وہ کفِ پا چاند سا ○ سینے پہ رکھ دو ذرا، تم پہ کروڑوں دُرُود
ذات ہوئی انتخاب، وصف ہوئے لاجواب ○ نام ہوا مصطفٰے، تم پہ کروڑوں دُرُود
تم ہو حفیظ و مغیث، کیا ہے وہ دشمن خبیث ○ تم ہو تو پھر خوف کیا، تم پہ کروڑوں دُرُود
وہ شبِ معراج راج، وہ صفِ محشر کا تاج ○ کوئی بھی ایسا ہوا، تم پہ کروڑوں دُرُود
اُف وہ رہِ سنگلاخ، آہ یہ پا شاخ شاخ ○ اے مرے مشکل کشا، تم پہ کروڑوں دُرُود

گرنے کو ہوں روک لو، غوطہ لگنے ہاتھ دو ○ ایسوں پر ایسی عطا، تم پہ کروڑوں درود

اپنے خطا کاروں کو، اپنے ہی دامن میں لو ○ کون کرے یہ بھلا، تم پہ کروڑوں درود

کرکے تمہارے گناہ، مانگے تمہاری پناہ ○ تم کہو دامن میں آ، تم پہ کروڑوں درود

ہم نے خطا میں نہ کی، تم نے عطا میں نہ کی ○ کوئی کمی سرورا، تم پہ کروڑوں درود

آنکھ عطا کیجئے، اس میں ضیاء دیجئے ○ جلوہ قریب آگیا، تم پہ کروڑوں درود

کام وہ لے لیجئے، تم کو جو راضی کرے ○ ٹھیک ہو نام رضا، تم پہ کروڑوں درود

؎ تیرے تو وصف عیب تناہی سے ہیں بری
حیراں ہوں میرے شاہ، کیا کیا کہوں تجھے

الحمد للہ تعالیٰ! اس کتاب مستطاب کی ترتیب آج مورخہ ۳ رجمادی الآخری ۱۴۲۶
بمطابق ۱۰ رجولائی ۲۰۰۵ء کو مکمل ہوئی۔

فقیر پرتقصیر ابو الفضل منور حسین عثمانی رضوی
بانی و مہتمم جامعہ رضویہ منظر اسلام مریدکے

کتبہ: سلیم الٰہی طالب النوری داؤکے مریدکے